

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY



ماہنامہ

پاکیزہ

کراچی

نگراں: معراج رسول

مدیرۂ اعلیٰ: ... رسول

مدیرہ: ...

معاون: ...

MEMBER APNS

CPNE

رکن آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی

Downloaded From paksociety.com

شعبہ اشتہارات

منیجر اشتہارات	محمد شہزاد خان	0333-2256789
نمائندہ کراچی	محمد رمضان خان	0333-2168391
	رانا اے حمید	0323-2895528
نمائندہ لاہور	سید افراز علی نازش	0332-4214400

قیمت فی پرچا (پاکستان) 60 روپے

قیمت فی پرچا (سعودی عرب) 12 ریال یا مساوی متحدہ عرب امارات

سالانہ (اندرون ملک) 800 روپے...... جلد 43 شمارہ 10 جنوری 2016ء

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اداریہ

سلسلے وار ناول

منی ناول

ناولٹ

افسانے

خصوصی مضامین

پبلشر و پروپرائٹر: ذیشان رسول • مقامِ اشاعت: گراؤنڈ فلور C-63 فیز II ایکسٹینشن، ڈیفنس، مین کورنگی روڈ کراچی 75500
پرنٹر: جمیل حسن • مطبوعہ: ابن حسن پرنٹنگ پریس ہاکی اسٹیڈیم کراچی

Downloaded from paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



مستقل عنوانات

Office: 63-C, Phase-II (Ext), D.H.A. Commercial Area, main Korangi Road Karachi.
Postal Address: Box No. 662, G.P.O. , Karachi-74200
Phone: (021)35895313, Fax: 35802551, E-mail address: jdpgroup@hotmail.com

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مجھے کچھ کہنا ہے......!

یہ حقیقت ہے کہ اکثر لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ انہیں زندگی کی تمام آسانیاں، خوشیاں، آسائشیں جو حاصل ہیں یہ سب انہیں زندگی بھر حاصل رہیں گی...... اور وہ یونہی خوش اور مطمئن زندگی بسر کرتے رہیں گے۔ دراصل یہ بے وقوفوں کی جنت میں رہنے والی بات ہے۔ زندگی ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی۔

اسی طرح اکثر بلکہ زیادہ تر لوگوں کو اپنے اچھے ہونے کا بھی بڑا زعم سا ہوتا ہے۔ ایسا زعم...... جوان کی گردن میں سریا داخل کر دیتا ہے...... وہ سمجھتے ہیں کہ میں ایک بہت اچھا انسان ہوں' لاکھوں روپے تو زکوٰۃ دیتا ہوں...... لوگوں کے کام آتا ہوں...... دنیا میری عزت کرتی ہے اور مجھ جیسا اچھا انسان تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا...... اور میں یونہی خوش باش زندگی بسر کرتا رہوں گا اور میری مضبوط ساکھ مجھے کبھی کوئی دکھ یا رنج نہیں پہنچا سکتی...... یہ سوچ بھی غلط ہے کیونکہ زندگی میں اگر پھول ہیں تو کانٹے بھی ہیں...... اور پھولوں میں رہنے والوں کو بھی کانٹے چبھ سکتے ہیں بلکہ چبھا کرتے ہیں...... ایسی صورت میں اسے کوئی واویلا نہیں کرنا چاہیے اور یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ بھی زندگی کا ایک حصہ ہے۔

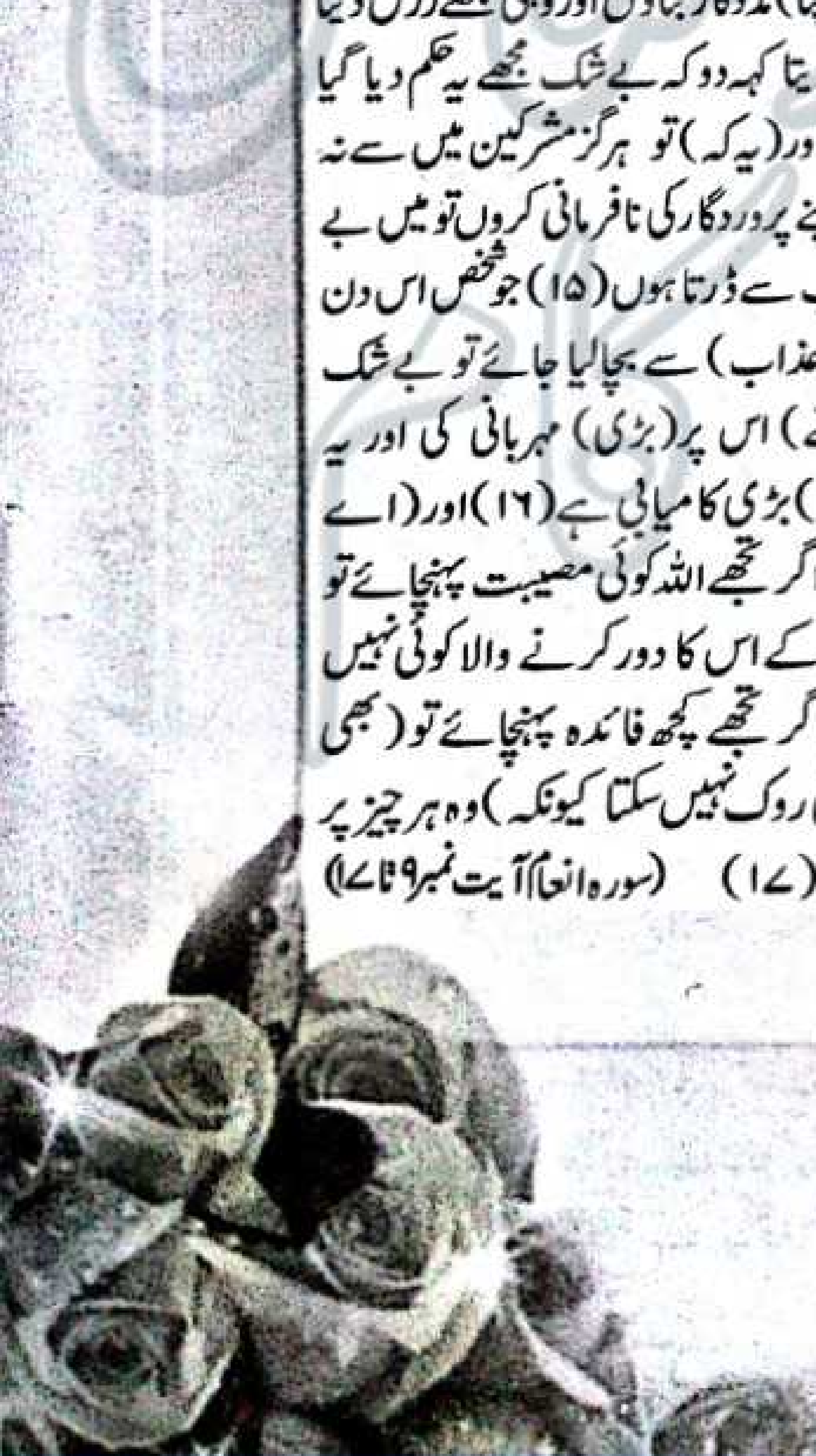
ایسے مواقع پر ہمارے سامنے دو ہی راستے ہوتے ہیں...... ایک آہ و بکا کرنا اور چیخ و پکار مچانا...... کہ ہائے یہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا......؟ کیسے ہوا......؟ وغیرہ...... اور دوسرا خاموشی سے برداشت کرنے کا...... اور اسے زندگی کا حصہ سمجھ کر اس کو تسلیم کرنے کا...... اور جو لوگ یہ مفاہمت نہیں کر پاتے...... ان کے اندر جھنجلاہٹ، طیش اور غصہ پیدا ہوتا ہے...... اور یاد رکھیے...... غصے کو قابو پانے کو کسی پہلوان کے زیر کرنے کے برابر درجہ دیا گیا ہے۔ زندگی کا ہر وہ کام جو غصے کے ساتھ کیا جائے اس کا نتیجہ کبھی مثبت نہیں نکلا کرتا تو پھر اپنے آپ کو از خود نقصان پہنچانے کے بجائے کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم غصے سے اپنا پیچھا چھڑائیں...... اور زندگی کے تمام معاملات سکون، اطمینان اور مثبت سوچ کے ساتھ حل کریں...... اور ہمارے نئے آنے والے عیسوی سال کا ہر دن اتنا پُرسکون اور خوب صورت ہو کہ نہ ہماری ذات سے کسی کو تکلیف پہنچے اور نہ ہی کسی دوسرے کی ذات سے ہم کو...... اس دعا کے ساتھ آپ سب کو نیا عیسوی سال مبارک ہو۔

مدیرہ
انجم انصار

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



اور اگر ہم اس (بھیجے ہوئے) کو فرشتہ بناتے تو یقیناً اسے آدمی (کی شکل میں)
بناتے اور ان پر وہی شبہ ڈالتے جو شبہ (اب) یہ کرتے ہیں (۹) اور بے شک تم
سے پہلے (اور) پیغمبروں سے تمسخر کیا گیا پھر جن لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا انہیں
وہ (یعنی اس کا بدلہ) مل گیا جس کے ساتھ وہ مسخرا پن کرتے تھے (۱۰)
(اے نبی ﷺ ان سے) کہہ دو کہ زمین میں سیر کرو پھر دیکھو (تو) کہ
(انبیا کے) جھٹلانے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا (۱۱) (ان سے) پوچھو
کہ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے کس کا ہے کہو اللہ ہی کا ہے اس
نے اپنی ذات پر مہربانی لازم کرلی ہے بے شک تم سب کو قیامت کے دن
جمع کرے گا جس میں کچھ شک نہیں (مگر) جن لوگوں نے اپنے حق میں
نقصان کیا ہے تو وہ ایمان نہیں لاتے (۱۲) اور (نہیں سمجھتے کہ) اللہ ہی
کا ہے جو کچھ رہتا ہے دن اور رات میں اور وہ سننے والا (اور) دانا ہے (۱۳)
(ان سے) کہہ دو کہ کیا میں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے
رب (اللہ) کے سوا (اور کسی) کو (اپنا) مددگار بناؤں اور وہی مجھے رزق دیتا
ہے اور اسے کوئی رزق نہیں دیتا کہہ دو کہ بے شک مجھے یہ حکم دیا گیا
ہے کہ میں پہلے مسلمان بنوں اور (یہ کہ) تو ہرگز مشرکین میں سے نہ
ہونا (۱۴) کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو میں بے
شک ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں (۱۵) جو شخص اس دن
اس (کے عذاب) سے بچا لیا جائے تو بے شک
(اللہ نے) اس پر (بڑی) مہربانی کی اور یہ
(اس کی) بڑی کامیابی ہے (۱۶) اور (اے
شخص) اگر تجھے اللہ کوئی مصیبت پہنچائے تو
سوا اس کے اس کا دور کرنے والا کوئی نہیں
ہے اور اگر تجھے کچھ فائدہ پہنچائے تو (بھی
اسے کوئی روک نہیں سکتا کیونکہ) وہ ہر چیز پر
قادر ہے (۱۷) (سورہ انعام آیت نمبر ۹ تا ۱۷)



READING Section

سَیِّدُنَا قَاسِم ﷺ

صفاتی اسم مبارک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُرَغِّبِ اِلَی الْخَیْرَاتِ الْحِسَانِ ط

ا۔ مفہوم: تقسیم کرنے والے...... بانٹنے والے

ا۔ القرآن:

ا۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗٓ لا اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رٰغِبُوْنَ (۵۹) التوبہ)

ترجمہ: اوران کے لیے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ راضی رہتے جو کچھ ان کو ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا تھا اور یوں کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو اور دے گا اور اس کے رسول دیں گے۔ ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔

۲۔ الحدیث: (قاسم)

ا۔ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ انصاری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''میرے نام پر نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھا کرو کیونکہ قاسم صرف میں ہی ہوں۔ تمہارے درمیان فیضان الٰہی اور انعامات خداوندی تقسیم کرتا ہوں۔ (بخاری)

قاسم (تقسیم کرنے والے)

ا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔



قیصرہ حیات کی کتاب انوار اسما النبی ﷺ سے اقتباس



READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



یادوں کی مالا

ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی



پُرعقیدت روحانی سفر کی حیرت انگیز رُوداد

یہ داستان جو میں رقم کررہی ہوں یہ کوئی عام داستان نہیں..... نہ ہی عام لوگوں کے لیے کشش کا باعث ہوگی۔ یہ داستانِ عشق ہے۔ اس عشق کی داستان جو اللہ کی کتاب سے کیا گیا۔

"ڈیئر انجم انصار السلام علیکم......دسمبر کا شمارہ 19 تاریخ کو مل گیا۔ صفحات بڑھانے کا شکریہ......اگرچہ کچھ لکھنے کی ہمت نہیں ہے مگر ایک ضروری بات لکھ رہی ہوں، اس قسط میں ایک خواب کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا وہ ایک چوکی پر بیٹھے ہیں، میں ان کے داہنے جانب ہوں اور آپ ﷺ کے سامنے رحل پر قرآن حکیم رکھا ہے آپ اپنی انگلی سے کچھ بتا رہے ہیں......اس خواب میں لفظ رحل چھپنے سے رہ گیا۔ میرے لیے یہ بہت اہم بات ہے کیونکہ آگے لکھا ہے اس خواب کی تعبیر پچاس سال بعد ملی...... کیونکہ میں نے اپنا آٹھواں قرآن پاک رسول اللہ ﷺ کے لیے لکھا تھا وہ کراچی یونیورسٹی میں شوکیس کے اندر رحل ہی پر رکھا گیا ہے۔ باقی ہر جگہ شوکیس میں قرآن پاک یونہی کھول کر رکھ دیے جاتے ہیں۔ دراصل اس خواب کے پیچھے بہت کچھ ہے جس کا تعلق میری زندگی سے جڑتا ہے۔ اس لیے اس کی تصحیح بہت ضروری تھی۔ اس کے علاوہ نعت کے چار اشعار میں سے ایک یہ مصرعہ چھپنے سے رہ گیا ہے۔

روشن روشن دل کے نظارے جیسے چمکیں چاند اور تارے

پلیز دھیان دیں۔

شکریہ: ذکیہ بلگرامی"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چوتھا باب

یہ کلام پاک آہستہ خرامی کے ساتھ لکھا گیا۔ اپریل 1988ء تا جنوری 1990ء۔ (ایک سال نو ماہ)

یہ ایک خوب صورت نسخہ ہے، اس کا سائز بھی درمیانہ ہے۔ اوپر سے آرائش بھی اچھی کی گئی۔ سنہرے سے لکھوایا گیا۔ ایک دن میں ٹیلی ویژن میں دیکھ رہی تھی۔ اس پر مدینتہ الحکمت کا تعارفی پروگرام آ رہا تھا۔ اس جامعہ میں ایک خاص شعبہ ہے جس میں صرف ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن حکیم کے نسخے رکھے ہوئے ہیں، میرے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ فوراً خیال گزرا کہ اس جگہ میرا قرآن پاک رکھا جا سکتا ہے۔ میں نے ہمت کر کے ایک عدد خط جناب حکیم سعید صاحب کو لکھا۔ جناب حکیم سعید صاحب نے میرے خط کا جس خلوص اور خوشی سے جواب دیا اور جس انداز میں مجھے خراجِ تحسین پیش کیا یہ ان کا بڑا پن تھا۔ ان کے خط مورخہ 9 جون 1990ء سے اقتباس پیش کر رہی ہوں۔

''میں نے حیرت و مسرت کے ساتھ سنا کہ آپ نے بقلم خود کتابتِ قرآن حکیم کی ہے۔ ماشاء اللہ غالباً یہ ایک تاریخ ساز واقعہ ہے اور اس کا علم عام ہونا چاہیے۔''

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

''اگر آپ اجازت دیں گی تو اس تاریخ ساز کام کے لیے کوئی ایک موزوں تقریب بھی منعقد کی جائے گی۔ کم از کم میں اس حقیقت کا ذکر اس وقت تو کروں گا کہ جب مدینتہ الحکمت میں کوئی بڑی تقریب ہوگی اور صدر یا وزیر اعظم وغیرہ کی تشریف آوری ہوگی۔''

میں ان کا خط پڑھ کر بے حد خوش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی خوشی عطا کی تھی جس کا میں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ ان دنوں میں ہمدرد نونہال میں بھی بچوں کے لیے کہانیاں لکھ رہی تھی اور میرے انٹرویوز کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ میں یہاں پر ایک بات لکھنا چاہ رہی ہوں کہ میں ایک عام قلم کار تھی اس کے باوجود مجھے جو پزیرائی ملی اور جتنے انٹرویوز شائع ہوئے وہ قابلِ غور ہیں۔ میری سمجھ میں صرف ایک بات آئی ہے کہ یہ صرف قرآن حکیم کی برکت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص مہربانی تھی کہ مجھے ہر قدم پر سراہا گیا اور عزت ملی، شہرت ملی۔ ان دنوں کراچی سے طارق عزیز کا نیلام گھر پروگرام آتا تھا۔ میں نے اس میں بھی شرکت کی مجھے یقین تھا میں کوئی نہ کوئی انعام ضرور جیت کر لاؤں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میں وہاں سے بھی ایک بڑا انعام جو کہ باہر کا ڈنر سیٹ تھا، ٹی سیٹ، فروٹ سیٹ، وہ جیت کر لائی۔ جسے میں نے اپنی بیٹی عالیہ کو جہیز میں دیا۔

یہ جیت، یہ کامیابیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھیں۔ حکیم سعید صاحب کے خط کے بعد میں خاموش بیٹھ گئی کہ ان کا یہی خیال تھا کہ مجھے بطورِ خاص مدینتہ الحکمت بلایا جائے۔ 1991ء میں، میں نے دوبارہ تعلیم حاصل کرنے پر غور کیا کیونکہ اب میری چھوٹی بیٹی میٹرک کر کے فرسٹ ائیر سائنس میں اور کاشف سیکنڈ ائیر سائنس میں پڑھ رہے تھے۔ آصف آنرز کر رہے تھے، سب ہی پڑھنے چلے جاتے۔ میرے شوہر صاحب آفس جاتے اور شام کو آتے، میں پورا دن گھر پر فارغ ہوتی۔ فارغ ہونے سے میری مراد صرف اتنی ہے کہ اب اپنے بچوں کو پڑھانے کا کام میرے پاس نہیں تھا۔ کیونکہ ان کے پاس بائیولوجی گروپ نہیں تھا اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا میرا خواب تھا۔ ایم ایس سی کرنے کے بعد میں چاہتی تھی پی ایچ ڈی کروں۔ میرے بھائی انگلینڈ میں سیٹ ہو چکے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ میں وہاں چلی جاؤں۔ انگلینڈ کی ایک اسکالرشپ نکلی اس کے لیے اپلائی بھی کیا مگر وہ سلسلہ نہ ہو سکا۔ میرا رزلٹ نکلنے سے پہلے ہی سرسید گرلز کالج میں مجھے سروس مل چکی تھی۔ پھر امی کی مرضی نہیں تھی کہ میں اور پڑھوں یا باہر جاؤں۔ میری امی بہت خاموش طبع خاتون تھیں۔ وہ بہت سی باتوں میں نہیں بولتی تھیں مگر میرے معاملے میں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا، وہ نہیں چاہتی تھیں کہ میں تعلیم بڑھاؤں بلکہ ہر ماں کی طرح ایک ہی خواہش تھی کہ میری شادی ہو جائے۔ میں نے اپنی امی کی خواہش کو دیکھتے ہوئے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس معاملے پر سوچنا چھوڑ دیا تھا اور بالآخر شادی کر کے ہاؤس وائف کی حیثیت سے زندگی گزاری۔ بہر حال اب میرے پاس وقت تھا، میں اپنی یہ دیرینہ خواہش پوری کر سکتی تھی پھر میرا ذہن بھی گومگو کی کیفیت میں رہتا تھا۔ میں ہر معاملے میں کیوں اور کیسے سوچا کرتی تھی۔ maths کے فارمولوں پر غور کرتی کیمسٹری کے مختلف کمپاؤنڈز کے بارے میں سوچا کرتی، valency پر غور کرتی۔ ایک زمانے میں مجھے periodic table زبانی یاد تھا۔ مجھے تمام عناصر کے atomic weight اور atomic number کا علم تھا مگر کیمسٹری میرا مضمون نہیں تھا۔ مجھے جو کرنا تھا وہ botany ہی میں کرنا تھا۔ میں نے اپنی خواہش کا اظہار اپنے شوہر سے کیا تو وہ بے حد خوش ہوئے اگر ان کا پورا تعاون میرے ساتھ نہ ہوتا تو میں یہ معرکہ کیسے سرانجام دیتی۔ مجھے یونیورسٹی چھوڑے 25 سال گزر چکے تھے۔

بہت سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اتنے طویل عرصے کے بعد دوبارہ پڑھائی شروع کرنا اور کامیابی حاصل کرنا ناممکن ہے لیکن یہ سب کامیابیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں کاتبِ تقدیر نے جو کچھ لکھ دیا ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔ ہاں کوشش شرط ہے، محنت، ایمانداری اور کامل یقین۔ اس کے بعد اللہ کی مرضی وہ جو چاہے کرے۔ میری آپ بیتی جس کا عنوان ہے۔ ''ایم فل سے پی ایچ ڈی تک'' وہ اردو ڈائجسٹ میں شائع ہو چکی ہے۔ بہر حال میں نے ایم فل، پی ایچ ڈی پروگرام میں داخلہ لے لیا۔ میں نے اپنا مضمون بھی تبدیل کیا۔ میں نے ایم ایس سی میں plant physiology میں اسپیشلائز کیا تھا لیکن اب ریسرچ کے لیے plant pathology میں آ گئی۔ ڈاکٹر عبدالغفار جو پاکستان کے بہت اچھے plant pathologist ہیں ان کے انڈر میں نے ریسرچ کی۔ میں ان کے انڈر ریسرچ کرنے والی چودھویں اسٹوڈنٹ ہوں۔ میں نے خشک میوہ جات پر ریسرچ کی جس میں بادام، پستہ، خوبانی، اخروٹ اور چلغوزہ شامل تھے۔ ان پر لگنے والی fungi کو Isolate کیا اور 1994 میں ایم فل کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد پی ایچ ڈی کے لیے میں نے بادام کو چنا۔ پوری دنیا سے بادام جمع کیے اور پاکستان کے تمام شہروں سے بادام کے نمونے منگوائے۔ ان پر لگنے والی fungi کو Isolate کیا۔ میں نے 39 فنجائی کو شناخت کیا جس میں ایک فنجائی جس کا نام Aspergillus Flavous ہے۔ وہ سب سے زیادہ مقدار میں موجود پائی گئی۔ یہ کئی طرح کے Toxins بناتی ہے جن کو Aflatoxins کہتے ہیں۔ میں نے بادام کے اندر اس Fungi کو علیحدہ کر کے اس میں Aflatoxins b1 اور B2 نکالے۔ ان کی qualitative اور quantative analysis کی۔ یہ جگر کا کینسر پیدا کرتی ہے۔ یہ خالص کیمسٹری کا کام تھا اس لیے مجھے یہ کام کرنا اچھا لگا۔ بالآخر 1998ء میں 21 دسمبر کو میرا Viva ہوا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری کنفرم ہوئی۔ اس سے قبل میرا تھیسس چین اور مصر گیا تھا وہاں سے approve ہو کر آ چکا تھا اور یہی ایک ضروری اسٹیپ ہوتا ہے بعد میں Viva بس ایک ضابطے کی کارروائی ہے۔ 21 دسمبر 1998 رمضان المبارک کی پہلی تاریخ تھی۔ یہ میری زندگی کا تاریخ ساز لمحہ تھا کیونکہ میرے نام کے ساتھ ڈاکٹر کا اضافہ ہو گیا تھا اور میری آرزو بھی پوری ہو گئی تھی۔ میں ڈیفنس میں رہتی ہوں، کراچی یونیورسٹی کا فاصلہ 25 کلومیٹر ہے، میرے شوہر نے میری خواہش کو پورا کرنے کے لیے مجھے ہر سہولت مہیا کی۔ ایک عدد گاڑی اور ڈرائیور کا انتظام کیا اور پھر خشک میوہ جات کی خریداری...... جس میں مجھے ہزاروں روپے خرچ کرنے پڑے میں اکثر سوچتی۔ اس زمانے میں جو وہاں ریسرچ آفیسرز تھے ان کی تنخواہ 5 ہزار ماہانہ تھی اور اس رقم میں پورا کنبہ پلتا تھا اور اتنی رقم صرف میری کوئنیس پر خرچ ہوتی تھی۔ پورے سات سال تک میرے شوہر نے یہ خرچ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

برداشت کیا۔ ان دنوں میرے اندر بہت ہمت تھی، لگن تھی پھر اس دوران بے شمار بار قرآن حکیم ختم کیے، ہر موقع پر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور میری راہ ہموار ہوتی چلی گئی۔ راستے کی تمام رکاوٹیں دور ہوتی رہیں، اور غیبی امداد ساتھ رہی۔ اب پھر میں واپس قرآن حکیم کی طرف آؤں گی۔ وہ قرآن حکیم جو حکیم سعید صاحب کی یونیورسٹی کو گفٹ کیا جانا تھا۔

اب چونکہ میں یونیورسٹی جوائن کر چکی تھی اور میرا موضوع بھی خشک میوہ جات تھا جو حکیم سعید صاحب کے لیے بے حد دلچسپی کا باعث تھا تو میں نے انہیں پھر خط لکھا اور یہ جان کر وہ بے حد خوش ہوئے کہ میں خشک میوہ جات پر ریسرچ کر رہی ہوں۔ یہ ان کا خط تھا جو انہوں نے 23 اپریل 1992ء کو تحریر کیا۔ میں نے اپنے خط میں قرآن پاک کی بھی یاد دہانی کروائی تھی چنانچہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

"ہاں آپ کے تحریر کردہ قرآن حکیم کی بات......

میرے دل میں یہ خواہش رہی ہے کہ عالی مرتبت صدر پاکستان یا جناب وزیر اعظم پاکستان کبھی مدینۃ الحکمت تشریف لائیں تو ان کو آپ برائے بیت الحکمت یہ پیش فرمائیں۔ میرے لیے اسے خود آ کر قبول کر لینا کون سا مشکل کام ہے مگر میرا جذبۂ احترام وہ چاہتا ہے جو اوپر میں نے رقم کیا ہے ذرا اور انتظار فرما لیجیے ایک صورت یہ ہے کہ میں آ کر یہ نعمت آپ سے لے کر بیت الحکمت میں محفوظ کر دوں اور تقریب کے وقت آپ کو زحمت دوں فیصلہ آپ فرما لیجیے۔"

باحترامات فراواں
آپ کا مخلص
حکیم محمد سعید"

ذرا ان کے طرز تحریر کو دیکھیے، انسان اپنی تحریر کے آئینے میں پہچانا جاتا ہے، وہ کیا تھے؟ کتنی بڑی شخصیت تھے؟ ان کی انکساری اور دھیما پن۔ میں تو شاید تمام زندگی انہیں نہ بھلا سکوں۔ ان جیسا اخلاق، وسعتِ قلبی کہاں سے لاؤں۔ وہ مجھے نہیں جانتے تھے مگر وہ میرے لیے اتنا کچھ کرنے کو تیار تھے، یہ ان کی قرآن حکیم سے محبت تھی۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے شدید محبت کرتے تھے۔ قرآن حکیم انہوں نے بہت کم عمری میں حفظ کیا تھا اور انہوں نے اپنی پوری زندگی کو احکامِ الٰہی کے مطابق ڈھال لیا تھا۔

میری جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً اس پیشکش کو قبول کر لیتا اور وزیر اعظم سے ملاقات اس کے بعد میڈیا کی کوریج...... ہوسکتا ہے وزیر اعظم اپنی جانب سے عمرے وغیرہ کے ٹکٹ کا اعلان کرتے۔ مگر میرا ذہن کچھ اور طرح سے سوچ رہا تھا۔ میں 1972ء سے قرآن پاک لکھ رہی تھی اور 1992ء میں مجھے 20 سال ہو گئے تھے اور میں نے اسے پبلک نہیں کیا تھا۔ میں اپنی طرف سے کسی کو نہیں بتاتی تھی۔ ہاں! میرے شوہر نے اکثر لوگوں سے تذکرہ کیا، ایڈیٹرز سے ملاقات میں بتا دیتے اس طرح میرے انٹرویوز میں اس کا تذکرہ موجود ہے مگر میں نہیں چاہتی تھی کہ بات کو اتنا زیادہ ہائی لائٹ کیا جائے کہ ہر جگہ میرے قرآن پاک لکھنے کا چرچا ہو۔ اخباروں میں تصاویر چھپیں اور ٹی وی پر وزیر اعظم کے ساتھ اس حوالے سے میرا ذکر ہو۔ آپ کچھ بھی کہیں مگر اس وقت میری یہی سوچ تھی، میرے اندر ایک خوف تھا ایک وسوسہ کہ میں یہ سب کچھ اندرونی خواہش کی بنا پر کرتی تھی کسی کو بتانے کے لیے نہیں، کسی شہرت کے لیے نہیں، میرے دل کی دنیا اس کتاب سے آباد تھی اس کتاب کا ہر لفظ بولتا ہے۔ روشنی بکھیرتا ہے۔ ہر لفظ نورانی ہے روشنی دیتا ہوا بس دیکھنے والی نظر چاہیے، محسوس کرنے والا دل چاہیے اس لیے حکیم سعید صاحب کی اس تجویز کو میں نے نہیں مانا میں نے انہیں ایک خط لکھ کر اپنے دل کی سب باتیں کہہ دیں۔ میں کیا کرتی، مجھے نہیں معلوم کہ میں نے صحیح کیا تھا یا غلط...... میں نے ان سے کہا بس آپ اسے چپ چاپ رکھ لیں۔

☆......☆......☆

تب ان کی طرف سے ان کے کسی اسسٹنٹ نے مجھے خط بھیجا کہ اگر میں شامِ ہمدرد میں آنا پسند کروں تو بتا دوں، تجویز میں نے مان لی اور 9 جولائی 1992ء کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بروز جمعرات آواری ہوٹل میں منعقد ہونے والی شام ہمدرد میں شرکت کی۔ اس روز میں حکیم سعید سے ملی۔ تب انہوں نے مجھ سے ایک بات کہی تھی۔

''اچھی بات کو چھپانا نہیں چاہیے بلکہ بتانا چاہیے۔'' ان کی بات دل کو لگ گئی۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کا بھید جانتا ہے۔ اگر میرے دل میں نمود و نمائش کی تمنا نہیں تو پھر سب ٹھیک ہے اور اب جبکہ میرے ساتھ بے شمار پروگرام ہو چکے، میں ٹیلی ویژن کے مختلف چینلز پر آچکی، میرا کلام پاک ٹی وی پر دکھایا جا چکا۔ جگہ جگہ انٹرویوز ہوئے تو کبھی میں اپنے دل میں کوئی کسک، کوئی خلش نہیں پاتی، کیونکہ یہ میرا مقصد نہیں ہے میرا مقصد کچھ اور ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے بلکہ میں یہ سوچتی ہوں کہ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ میں افسانہ نگار اور ناول نگار کے بجائے قرآن حکیم کے حوالے سے پہچانی جاؤں۔ میں یہ چاہتی ہوں آخرت میں یہی کلام پاک میرا حوالہ بنے اگر اس جگہ کلام پاک لکھ کر محفوظ کرنے والوں کی کوئی قطار کھڑی ہو تو میں بھی اس میں شامل ہو جاؤں۔

اس تقریب کے کچھ ہی دنوں کے بعد وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف مدینۃ الحکمت آئے تو حکیم صاحب نے ہماری فیملی کو انویٹیشن کارڈ بھیجے تھے۔ اس تقریب میں کوئی خاتون مدعو نہیں تھی ماسوا ایک صاحبہ کے جنہوں نے بہت ساری کتب لائبریری کو ہدیہ کی تھیں۔ اس کے علاوہ ان کی اپنی بیٹی اور نواسیاں موجود تھیں اور میں تھی، میرے شوہر اور میرے بچے تھے۔ اس تقریب کی تصاویر میرے پاس محفوظ ہیں۔ اس دن میں لائبریری کے اس پورشن میں گئی جہاں ہاتھ کے لکھے قرآن پاک رکھے ہیں اور جہاں میرے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن پاک بھی رکھا ہے۔ اس کے بعد مجھ سے کئی لوگوں نے تذکرہ کیا جنہوں نے وہاں جا کر میرا قرآن پاک دیکھا۔ مدینۃ الحکمت کا تذکرہ آیا ہے تو مجھے ایک خوب صورت شام یاد آرہی ہے۔ جب ہماری فیملی نے مدینۃ الحکمت میں روزہ کھولا تھا۔ بچوں کا عالمی دن منایا جا رہا تھا اور اس سلسلے میں بے شمار مہمان بلائے گئے تھے۔ دوسرے شہروں سے آنے والے بچے اور ان کے والدین بھی تھے۔ حکیم سعید صاحب اس موقع پر مجھے نہیں بھولے، انہوں نے مجھے بھی بلایا تھا۔ یہ ایک شاندار تقریب تھی۔ سب ہی پڑھے لکھے اور اچھے لوگ تھے مگر آپ روزہ افطار اور کھانے کی سادگی دیکھیے۔ کھجور اور شربت سے روزہ افطار کیا گیا اور لان میں جماعت کھڑی ہو گئی۔ کھانے میں صرف ایک ڈش تھی چکن کڑاہی، بہت مزیدار، لذیز...... اس روز بہت سے لوگوں سے ملاقات ہوئی، بڑا اچھا وقت گزرا۔ میں اپنی یادیں قلم بند کر رہی ہوں۔ خوب صورت یادیں جن کے سوچنے سے ذہن میں ٹھنڈک پڑتی ہے۔ جن دنوں میں نے اپنی پڑھائی شروع کی اس وقت میرا لکھنا اپنے عروج پر تھا۔ میرا ناول خلش قسط وار چھپ رہا تھا۔ اس کے علاوہ بچوں کی ایک سیریز چچا بھلکڑ، تعلیم و تربیت لاہور سے مسلسل چھپ رہی تھی، افسانے اس کے علاوہ تھے۔ میں نے یونیورسٹی جانے کے لیے پانچ دن مقرر کیے، صبح سویرے جاتی اور پونے تین بجے گھر واپس آجاتی۔ ماسی اس کے بعد آتی تھی۔ شام کو میں کھانا پکاتی تھی۔ میں نے ان دنوں ان تھک محنت کی۔ میں ہفتے کو یونیورسٹی نہیں جاتی تھی اس لیے میرے شوہر گھر پر ہوتے تھے۔ میری سات سالہ پڑھائی کے دوران کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ گھر پر ہوں اور میں یونیورسٹی چلی جاؤں یا کبھی انہیں وقت پر کھانا نہ ملا ہو۔ وہ وقت کے بہت پابند تھے اور میں بھی گھڑی دیکھ کر کام کرنے کی عادی تھی اور انہیں کبھی یہ احساس ہوا ہی نہیں کہ میں گھر سے جا رہی ہوں۔ جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکی ہوں کہ میں نے کبھی ان کی موجودگی میں افسانہ، ناول نہیں لکھا بلکہ سپارہ تک نہیں پڑھا لکھنا تو بہت دور کی بات ہے (ان کی موجودگی سے یہ مراد ہے کہ اگر وہ خالی بیٹھے ہوں۔ اس کے علاوہ میں نے رات کو بھی کبھی نہیں لکھا)

ریسرچ شروع کرنے سے قبل میں چھٹے قرآن حکیم لکھنے کی ابتدائی تیاری کر چکی تھی یعنی کاغذ اور ڈیزائن کو پسند کرنا، قلم کا تعین کرنا اور سائز کے بارے میں فیصلہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرتا۔ اس بار میں ایک بڑے سائز کا قرآن حکیم لکھنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس کا سائز 24 ضرب 19 رکھا۔ سبز رنگ کا خوب صورت حاشیہ بنوایا، موٹے مارکر سے لکھنے کا فیصلہ کیا اور تمام ہیڈنگز کے لیے سات مختلف رنگ کے موٹے مارکر استعمال کیے۔ ہر منزل کے لیے ایک مخصوص رنگ۔ یہ سب تیاری ہو چکی تھی لیکن میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا تھا۔ اب کیا کرتی میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ گھر داری اور ریسرچ کے ساتھ کتابت بھی کروں مگر دل بے چین رہتا، میری بے قراری بڑھ رہی تھی۔ تب میں نے سوچا کہ میں اس بار صرف ہفتے اور اتوار کو لکھا کروں گی۔ کبھی نہ کبھی ختم ہو ہی جائے گا۔

''چلئے تو کٹ ہی جائے گا سفر آہستہ آہستہ'' چنانچہ ایسا ہی کیا۔ میں پانچ دن یونیورسٹی جاتی اور دو دن بعد نماز ظہر جب میرے شوہر سو جاتے، میں کلام پاک کی کتابت کرنے بیٹھ جاتی۔ بڑا صفحہ تھا جس پر 24 لائنیں تھیں۔ ایک صفحہ پر قرآن حکیم کے دو صفحے آجاتے تھے۔ اس قرآن پاک کو بڑے سائز کی وجہ سے ہینڈل کرنا دشوار ہو رہا تھا مگر بڑا لطف آتا۔ جب صفحہ مکمل ہو جاتا تو دل میں ایک ننھا سا بلب روشن ہو جاتا۔ اکتوبر 1994ء میں میرا ایم فل کا تھیسس جمع ہوا تو مجھے کچھ وقت مل گیا۔ ابھی تک میں صرف پندرہ سپارے لکھ پائی تھی مگر اب روزانہ لکھ کر جلدی جلدی مکمل کیا۔ کیونکہ عنقریب میرا پی ایچ ڈی شروع ہونے والا تھا۔ اس طرح اللہ کے حکم سے یہ بڑے سائز کا قرآن پاک جون 1992ء سے شروع ہو کر اکتوبر 1995ء میں مکمل ہوا۔

☆☆☆

1995ء میری زندگی کا ایک کامیاب ترین سال تھا۔ کیونکہ اس سال:

1۔ چھٹا کلام پاک مکمل ہوا اور اسے قومی عجائب گھر میں رکھا گیا۔

2۔ ایم فل کی ڈگری ایوارڈ ہوئی۔

3۔ south asia publication (SAP) کی طرف سے مجھے star woman کا ایوارڈ ملا۔

4۔ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی آف اسلام آباد کی طرف سے بچوں کی بہترین رائٹر کا ایوارڈ ملا۔ یہ ایوارڈ اس وقت کے اسپیکر جناب معراج خالد نے دیا۔ اسی سال میں نے نیشنل سائنس کانفرنس میں حصہ لیا اور اسلام آباد گئی۔ اس کانفرنس کی تصاویر بھی میرے پاس موجود ہیں۔ سائنس کانفرنس کی بات ہو رہی ہے تو یاد آیا کہ ایم فل، پی ایچ ڈی کے دوران مجھے تین بار انٹرنیشنل سائنس کانفرنس میں حصہ لینے کا موقع ملا۔

فوڈ اینڈ سائنس ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ میں کیمسٹری کی انٹرنیشنل سائنس کانفرنسز دو سال کے وقفے سے منعقد ہوئیں۔ اس میں تین میزبان تھے، ایک کراچی یونیورسٹی، دوسری امریکا کی کیلی فورنیا یونیورسٹی اور تیسری انگلینڈ کی یونیورسٹی آف ہمبر سائڈ، ان تینوں کے تعاون سے تین بار کانفرنسز ہوئیں اور ان تینوں میں خوش قسمتی سے میرے پیپرز شامل تھے جو کہ ان کی proceedings میں شامل ہوئے اگرچہ یہ کانفرنسز کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ کے فوڈ اینڈ سائنس ڈیپارٹمنٹ کی تھیں اور میں باٹنی ڈیپارٹمنٹ سے تھی لیکن میں چونکہ خشک میوہ جات پر کام کر رہی تھی۔ اس وجہ سے اس کا شمار فوڈ میں ہو جاتا ہے۔ پھر میری ریسرچ کا تعلق پودوں کی صحت سے نہیں، انسانوں کی صحت سے تھا کہ ان میوہ جات میں لگنے والی فنجائی انسان کے اندر کون کون سی بیماریاں پیدا کرتی ہیں۔ یونیورسٹی آف ہمبر سائڈ کے ڈاکٹر بارلو بہت خوش مزاج اور باتونی انسان تھے جبکہ کیلی فورنیا یونیورسٹی کے Dr.whitaker ایک سنجیدہ انسان تھے۔ بار بار کی ملاقاتوں سے ان لوگوں سے کافی اچھی جان پہچان ہو گئی تھی۔ چین کے سائنس دان Dr. moy بھی خوب باتیں کرتے تھے۔

میرے گائیڈ نے ان تینوں سائنس دانوں سے میرا تعارف ایک افسانہ نگار کی حیثیت سے کروایا تھا۔ میری افسانہ نگاری کے حوالے سے Dr moy نے بہت سی باتیں کیں مثلاً میں کن موضوعات پر لکھتی ہوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور کس طرح لکھ لیتی ہوں وغیرہ۔ مجھے سوچ کر ہنسی آتی ہے کہ سائنسٹ حضرات سے میرا تعارف افسانہ نگاری کی حیثیت سے ہوتا رہا جبکہ ادبی محافل میں مجھے سائنسٹ کی حیثیت سے روشناس کروایا جاتا رہا۔ اس حوالے سے مجھے NORE میں ہونے والے ان کے سالانہ فنکشن کا خیال آیا۔ اس میں افسانہ نگار خواتین کے ساتھ ایک شام کا اہتمام تھا۔ جس میں، میں بھی اسپیکر کی حیثیت سے شامل تھی۔ وائس ایڈمرل کی اہلیہ مسز انجم خالد مہمانِ خصوصی تھیں۔ اس روز میری ریسرچ کے حوالے سے کافی بات چیت ہوئی اور ہال میں موجود نیول آفیسرز کی بیگمات نے مجھ سے فنجائی کے حوالے سے بہت سارے سوالات کیے یعنی بجائے افسانہ نگاری کے میں نے وہاں ایک plant pathologist کی حیثیت سے گفتگو کی۔ NORE کے ایک اور پروگرام میں جبکہ چیف آف نیول اسٹاف کی بیگم رعنا سعید خان موجود تھیں انہوں نے مجھ سمیت اسپیکر خواتین کو Mark of Navicrescent پیش کیا۔ یہ بھی میرے پاس یادگار کے طور پر محفوظ ہے۔

یادوں کو اکٹھا کرنا مشکل کام ہے۔ بے شمار یادیں ہیں، میں کونسی بات لکھوں کس کو چھوڑ دوں مگر میں تو یہاں صرف قلم اور قرآن حکیم کے حوالے سے لکھ رہی ہوں یہاں پر قرآن حکیم کے معجزات، جو میری ریسرچ کے دوران مجھے محسوس ہوئے قلمبند کرنا ضروری ہیں، مشکل یہ ہے کہ ریسرچ کے حوالے سے اگر کوئی تحریر لکھی جائے تو وہ عام فہم نہیں ہوتی، میں کوشش کروں گی کہ آسان زبان میں اپنی بات کہہ سکوں۔ ہم plant pathologist اپنے تجربات کے لیے petridishes میں ایک خاص میڈیم pour کر کے dishes تیار کرتے ہیں جو 100 یا زیادہ کی تعداد میں ہوتی ہیں۔ جب میں نے اپنا کام شروع کیا تو مجھے مشورہ دیا گیا کہ اگر 100 کی ضرورت ہے تو کم از کم 110 یا زیادہ petridshes تیار کروں کیونکہ کچھ پلیٹس ضرور خراب ہوجاتی ہیں۔ ان میں contamination آجاتا ہے (ایسا سارے لوگ کرتے تھے اور سب کی پلیٹیں خراب ہوتی تھیں) شروع میں، میں نے زیادہ پلیٹیں تیار کیں مگر میں نے محسوس کیا کہ میری pour plates کی ہوئی میں contamination نہیں ہوتی یعنی وہ خراب نہیں ہوتیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ سات برس کے عرصے میں کبھی کوئی ایک پلیٹ بھی خراب نہیں ہوئی۔

ایک اور اہم واقعہ جس کا لکھنا ضروری ہے اور جب میں اس بات کو سوچتی ہوں تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جن دنوں میرا پی ایچ ڈی کا کام اختتامی مراحل میں تھا۔ ان دنوں اتفاق سے میرے ساتھ لیب میں کوئی نہیں ہوتا تھا۔ research centre میں biological pathology labs اوپر کی منزل پر بنی ہوئی ہیں۔ کل تین labs ہیں پہلی لیب کے بعد دوسری اور پھر تیسری جو درمیان میں صرف ایک دروازے سے جڑی ہوئی ہیں، تیسری لیب کے اندر اسٹور تھا۔ جس میں، میں اپنے کیمیکل رکھتی تھی apparatus چونکہ تیسری لیب میں سیٹ کیا ہوا تھا اس وجہ سے میرا رابطہ کسی باہر والے سے نہیں تھا اور ان دنوں کوئی دوسری لڑکی یا لڑکا وہاں ریسرچ کا کام کر بھی نہیں رہا تھا۔ مجھے سلفیورک ایسڈ کا 50 فیصد سلوشن بنانا تھا۔ میں بہت جلدی میں تھی، مجھے یہ سلوشن بنا کر باٹنی ڈیپارٹمنٹ کی پیتھالوجی لیب میں لے جانا تھا۔ میں نے غلطی یہ کی کہ بیکر میں H2SO4 concentrated (سلفیورک ایسڈ) نکالا (50ml) اور اس میں 50ml پانی ڈال دیا۔ چھناکا ہوا، بدبو نکلی لیکن حیرت انگیز طور پر نہ آگ لگی نہ ایسڈ کے چھینٹے میرے چہرے پر پڑے۔ اگر ایسا ہوجاتا تو کیا ہوتا، میرا چہرہ جھلس جاتا۔ میں نے پانی تھوڑا تھوڑا کر کے ڈالا تھا ورنہ آگ ضرور لگتی۔ میں نے غلطی یہ کی کہ ایسڈ میں پانی ڈالا جبکہ مجھے پانی میں ایسڈ ڈالنا چاہیے تھا۔ یہ بات شاید عام لوگ نہ سمجھ پائیں لیکن میں صرف بات کی وضاحت کے لیے لکھ رہی ہوں کہ اگر خواتین

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ابلتے ہوئے پانی میں تیل ڈال دیں تو کچھ نہیں ہوگا لیکن اگر فرائی پین میں تیل تیز گرم ہو اور اس میں پانی ڈال دیں تو آگ لگ جائے گی۔ ایسا ہی معاملہ تیز ایسڈ کے ساتھ ہوتا ہے۔ میں معجزاتی طور پر حادثے سے بچ گئی۔ اس روز وہاں دور دور تک کوئی موجود بھی نہیں تھا اگرچہ fumes میری حلق، ناک میں گھس گئے تھے اور میں ایک ماہ تک ان کے زیر اثر رہی۔ مجھے ہلکا ٹمپریچر بھی رہنے لگا تھا لیکن اللہ کے فضل سے میں تندرست ہوگئی۔ میں سمجھتی ہوں یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کرم تھا، اس کی رحمت تھی جو میں بچ گئی، Aflatoxin نکالنے کے لیے میرے تجربات کامیاب رہے۔ ایک اسٹیج پر کچھ سلوشنز کو دو منٹ تک shake کرنا ہوتا تھا میں بجائے گھڑی سے وقت دیکھنے کے بارہ دفعہ درود شریف پڑھتی اور وقت پورا ہوجاتا تھا۔ میرے تجربات اندھیرے گھپ کمرے میں ہوتے تھے۔ کھڑکی، دروازہ، لائٹ سب بند گھڑی میں وقت دیکھنا ہو یا Reading لینا ہو پینسل ٹارچ استعمال کرتی تھی...... میرے ہر کام میں، ہر لمحہ، ہر دن اللہ کا نام شامل رہا۔ دعائیں، محنت اور کامل یقین اور اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیابی عطا کی۔ میرا قلم اور قرآن حکیم ہمیشہ ساتھ، ساتھ چلتے رہے۔ ایم فل کے تھیسس کی ایک کاپی میں نے حکیم سعید صاحب کے لیے بھی بنوائی تھی۔ میرے تھیسس میں خشک میوہ جات پر لگی ہوئی فنجائی کی تصاویر بھی آویزاں ہیں۔ حکیم سعید صاحب کو میرا تھیسس بے حد پسند آیا اور انہوں نے مبارک باد کے سلسلے میں ایک طویل خط لکھا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ

”اس کام کو مزید جاری رکھنے کا کیا پروگرام آپ نے بنایا ہے اگر ہمیں معلوم ہوسکے تو تعاون و ہم کاری کی کوئی صورت تلاش کرنے میں آسانی ہوگی۔“

حکیم صاحب کی طرف سے ایک بہت بڑی پیشکش تھی۔ سچ بات تو یہ ہے کہ میں نے ایم فل کی ڈگری اس لیے لی تھی کہ اس زمانے میں لیب کے مالی حالات بے حد خراب تھے اور میرے پی ایچ ڈی کے لیے مہنگے کیمیکل درکار تھے جو میسر نہیں تھے۔ چنانچہ میں نے پی ایچ ڈی کا ارادہ ترک کردیا تھا مگر اب حکیم سعید صاحب کے خط نے ایک بار پھر مجھے اسی راہ پر ڈال دیا۔ یعنی اگر ریسرچ کے کسی مرحلے پر مدد درکار ہوتی تو پھر مجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں نے نئے سرے سے synopsis لکھی، انٹرویو بورڈ کے سامنے بیٹھی اور بہت سے مراحل سے گزرتی پی ایچ ڈی میں ایڈمیشن لینے میں کامیاب ہوگئی۔ اپنے پروگرام سے حکیم صاحب کو آگاہ کردیا اور بتادیا کہ میں بادام پر پی ایچ ڈی کررہی ہوں۔ حکیم سعید صاحب خوش تھے۔ انہیں میرے پی ایچ ڈی کا بے حد انتظار تھا۔ وہ اس کا رزلٹ دیکھنا چاہتے تھے۔ 1998ء جون میں میرا تھیسس جمع ہوگیا۔ ایک کاپی چین اور دوسری مصر گئی۔ جب تک باہر سے تھیسس اپروو نہ ہوجائے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ مگر میرا دل بے چین تھا، میں حکیم سعید صاحب کو بتادینا چاہتی تھی کہ میرا کام مکمل ہوگیا۔ تھیسس جمع ہوگیا بلکہ چین اور مصر کے ایگزامنرز کے پاس تھیسس جاچکا۔ چنانچہ میں نے یہی کیا انہیں خوشی خوشی سب کچھ لکھ مارا، مگر ساتھ ہی لکھ دیا کہ جب تک باہر سے اپروول نہیں آجاتی کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ میرے خط کے جواب میں حکیم سعید صاحب نے مجھے فوری طور پر ایک خط لکھا۔ اس وقت ان کا خط میرے سامنے کھلا رکھا ہے۔ اس پر 24 جولائی 1998ء کی تاریخ پڑی ہے۔ یہ ان کا آخری خط تھا اس کے بعد انہیں شہید کردیا گیا۔ وہ میرا تھیسس نہ دیکھ سکے۔ میں نے ان کے لیے جو کاپی بنوائی تھی۔ بعد میں مدینۃ الحکمت بھجوادی تھی۔ انہوں نے اپنے آخری خط میں مجھے لکھا تھا۔

”آپ کا نامہ گرامی مجھے مل گیا ہے۔ ایسا لگا کہ جیسے میری بیٹی نے پی ایچ ڈی کرلیا ہے۔ میرا دل خوش ہوگیا ہے۔ ڈگری انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو مل جائے گی پھر ہم آپ کے اعزاز میں ایک تقریب ہمدرد یونیورسٹی میں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب بلند فرمائے۔

آپ کا مخلص

حکیم محمد سعید“

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اعتبارِ وفا

نگہت سیما

یہ سچ ہے کہ محبت میں وقت کا وزن نہیں ہوتا... گفتگو کا وزن نہیں ہوتا، ہر طرف تو کیا دل و دماغ تک پر ایک بے وزن سی کیفیت محسوس ہوا کرتی ہے... کہ دل و دماغ کو کوئی دوسری بات سُجھائی تک نہیں دیتی۔

ایسے حالات میں کسی بھی انسان کے پاؤں جمے نہیں رہتے اور وہ ہر وقت لڑھکتا رہتا ہے۔

مگر خود کو سنبھال کر متوازن رکھنا ہی محبت کا اصل پلیٹ فارم ہے... لیکن اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ اس بے وزنی کے اصول کو بھی محسوس کر لیا جائے... اور مان لیا جائے... کہ محبت کا اوّلین قانون اعتبار ہے... اور وفا کے غنچے وہیں کھلتے ہیں... جس گلشن میں اعتبار کا بیج بویا جاتا ہے۔

گلاب چہروں پہ دھول کتنی مسافتوں کی جمی ہوئی ہے
چراغ آنکھوں میں جانے کتنے سفر کے جالے تنے ہوئے ہیں
نہ چھاؤں جیسی کوئی کہانی نہ جلتی دھوپوں کا کوئی حصّہ
کہاں کا ذکرِ سفر کہ پہلے قدم پہ ہم تو رُکے ہوئے ہیں

قسط: 17



READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



Downloaded From paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ایمل تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی۔
''کیا ہوا...... کیا ہوا ارفی؟''
''ماما'' اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔
''وہ...... وہ رواحہ...... رواحہ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔'' آنسو بہت تیزی سے اس کے رخساروں پر بہنے لگے۔
''کون...... کون رواحہ؟'' ایمل کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔
''وہ...... میرا کلاس فیلو ہے ماما'' ایمل کو جواب دے کر اس نے فون اٹھا لیا تھا اور تیزی سے نمبر ملا رہی تھی۔
اس نے دو تین بار نمبر ملایا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور وہ بے چینی سے بار، بار نمبر ملا رہی تھی پھر جیسے مایوس ہو کر اس نے فون رکھ دیا اور آنسو ایک بار پھر پہلے کی سی روانی سے اس کی آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔
ایمل اس کی طرف دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں ڈوب گئی تھی۔
''کیا رواحہ صرف ایک کلاس فیلو ہے اور ارتقاع صرف ایک کلاس فیلو کے لیے اس بری طرح رو رہی ہے...... نہیں، صرف ایک کلاس فیلو کے لیے تو کوئی اس بری طرح نہیں روتا...... تو......'' اس نے گھبرا کر ارتقاع کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔
''ارفی بیٹا ریلیکس۔''
''ماما۔'' ارتقاع نے آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر ایمل کی طرف بے بسی سے دیکھا اور پھر ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔ ''میں جا رہی ہوں۔''
''کہاں جا رہی ہو؟'' ایمل نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔
''وہ رواحہ......'' اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ وہ کہاں جائے گی بھلا اسے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ رواحہ کا حادثہ کہاں ہوا ہے۔ وہ عظام سے ملنے جا رہا تھا۔ ہاں عظام...... اسے پہلے عظام کا خیال کیوں نہیں آیا۔ اس نے فون پھر اٹھا لیا اور اب وہ عظام کا نمبر ملا رہی تھی اور ایمل اس کی بے چینی، اس کا اضطراب، اس کا رونا دیکھ رہی تھی اور الجھ رہی تھی۔
اس نے کئی دفعہ اس کا نمبر ملایا تھا پھر کہیں جا کر عظام نے فون اٹینڈ کیا تھا۔
''رتی پلیز میں پھر بات کروں گا اس وقت میں......'' اس نے فون اٹھاتے ہی کہا تو ارتقاع نے بے قراری سے التجا کی۔
''نہیں پلیز عظام! فون بند مت کرنا۔ وہ رواحہ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے وہ تمہاری طرف ہی جا رہا تھا۔ عظمی پلیز باہر نکل کر پتا کرو شاید کہیں قریب ہی......'' دوسری طرف عظام نے گہری سانس لی۔
''ہاں مجھے ابھی چند لمحے پہلے ہی اسپتال سے فون آیا ہے میں اُدھر ہی جا رہا ہوں۔''
''کون سے اسپتال میں؟'' اس نے بے قراری سے پوچھا۔
عظام نے اسے اسپتال کا نام بتا کر فون بند کر دیا تھا۔ لمحہ بھر وہ ہاتھ میں پکڑے فون کی طرف دیکھتی رہی۔
''یا اللہ رواحہ کو زندگی عطا فرما۔'' اس نے بے آواز دعا کی اب وہ ایک بار پھر بری طرح رو رہی تھی۔
''کیا ہو گیا ہے تمہیں ارفی...... حوصلہ کرو اور اپنے کلاس فیلو کی صحت و زندگی کے لیے دعا کرو، اللہ اس کے والدین کا کلیجا ٹھنڈا رکھے۔'' ایمل نے نرمی سے کہا۔
''مجھے اسپتال جانا ہے۔'' اس نے ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کیے۔
''نہیں...... جاؤ اپنے کمرے میں...... افنان آئے گا تو شام کو اس کے ساتھ چلی جانا۔''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''شام کو کیوں...... مجھے ابھی جانا ہے اور پھر انی کو ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا میں پہلے کبھی اکیلی کہیں نہیں گئی؟'' ارتفاع نے حیرت سے ایمل کی طرف دیکھا۔

''میں کہہ رہی ہوں ناں کہ تم نہیں جاؤ گی۔'' ایمل کے لہجے میں سختی تھی۔ ''شام کو انی لے جائے گا۔''

ایمل نے آج سے پہلے کبھی ارتفاع سے اس طرح، اس لہجے میں بات نہیں کی تھی۔ اس نے بے یقینی سے ایمل کو دیکھا اور تقریباً بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ ایمل متفکر سی وہاں ہی بیٹھ گئی۔

''کیسی ماں ہوں میں...... مجھے یہ تک نہیں پتا کہ میری بیٹی کے کلاس فیلوز کون ہیں۔ عالیہ کے علاوہ مجھے اس کی کسی دوست کا نام تک نہیں معلوم۔ عظام، رواحہ یہ نام پہلی بار میں ...سن رہی ہوں لیکن ہمارے درمیان اتنی.... بے تکلفی ہی کب رہی ہے کہ مجھے اس کی دوستوں اور کلاس فیلوز کے نام پتا ہوں اور یہ لڑکا رواحہ، صرف کلاس فیلو ہرگز نہیں ہے۔ ارتفاع کی بے چینی، بے قراری اور اس بری طرح رونا تو کچھ اور ہی کہانی سنا رہا ہے...... نہیں یہ صحیح نہیں ہے، یہ بالکل بھی صحیح نہیں ہے۔ ارتفاع کو بھلا اتنی سمجھ کہاں کہ وہ صحیح اور غلط کا ادراک کر سکے۔ اسے کیا پتا کہ یہ لڑکا اسے فریب دے رہا ہے یا...... اگر مدثر مجھے دھوکا دے سکتا ہے اگر اس کی محبت جھوٹ تھی تو پھر...... نہیں مجھے ارفی کو روکنا ہوگا...... سمجھانا ہوگا اسے کہ یہ محبت وحبت سب کتابی باتیں ہیں اس کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔''

وہ یک دم مضطرب سی ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ ابھی اس نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تھا کہ اس نے اوپر سے ارتفاع کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہ وہاں ہی رک گئی ارتفاع نے منہ ہاتھ دھو کر کپڑے تبدیل کر لیے تھے۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی' ایمل کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے بے حد عجیب نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

''کہاں جا رہی ہو؟'' ایمل نے یک دم اس کے بازو پر ہاتھ رکھا تھا۔

''آپ جانتی ہیں مجھے کہاں جانا ہے اور آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں نے پاپا کو فون کر کے انہیں بتا دیا ہے کہ میں کہاں جا رہی ہوں اور انہیں اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔''

''اور میں...... میری بات کی تمہاری نظر میں کوئی اہمیت نہیں؟ جب میں تمہیں منع کر رہی ہوں تو اس کی کوئی وجہ ہوگی ارفی۔''

''وجہ......'' اس نے ایمل کی طرف دیکھا، لحہ بھر کے لیے اس کی آنکھوں میں تمسخر سا نظر آیا۔ ''سوائے اس کے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ آپ میری اسٹیپ مدر ہیں اور میرے احساسات و جذبات کو اس طرح نہیں سمجھ سکتیں جس طرح میری سگی ماں سمجھ سکتی۔''

''ارفی تم اب بھی ایسا ہی سمجھتی ہو۔'' حیرت اور دکھ سے ایمل کی آواز رندھ گئی اور ارتفاع کے بازو پر اس کی گرفت خود بخود ڈھیلی ہو گئی اور ارتفاع ہولے سے اپنا بازو چھڑا کر دو سیڑھیاں اتر کر لحہ بھر کے لیے لاؤنج میں رکی۔ گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر نکل گئی۔ ایمل وہاں ہی ریلنگ پر ہاتھ رکھے بے بسی سے اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی۔

ارتفاع کے نزدیک اس کی بات کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ وہ اس کے روکنے کے باوجود چلی گئی تھی۔ وہ اسے ماں نہیں سمجھتی تھی۔ یہ سچ تھا...... ایسا سچ جو اسے اذیت دے رہا تھا۔ آج اس نے دوسری بار اس کے لیے اسٹیپ مدر کا لفظ استعمال کیا تھا اور صرف اسٹیپ مدر کہا نہیں تھا بلکہ وہ ایسا سمجھتی تھی اور وہ اس خوش فہمی میں رہی اتنے دنوں کہ ان کے سمجھانے پر وہ سمجھ گئی ہے اور اس نے اس روز محض جذباتیت میں آ کر اسے اسٹیپ مدر کہہ دیا تھا لیکن ایسا نہیں تھا...... ہرگز نہیں تھا۔ وہ تو اب بھی ایسا ہی سمجھ رہی تھی اور اب وقت آ گیا تھا کہ وہ اسے ساری حقیقت بتا دے۔ اسے سب کچھ بتانا ہی ہوگا ورنہ وہ اسے ساری زندگی غیر سمجھتی رہے گی۔ وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے، رکھے وہاں ہی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

سیڑھی پر بیٹھتی چلی گئی۔
بابر نے ارتقاع کی ہر بات مان کر اور اس کے بے جا لاڈ اٹھا کر اچھا نہیں کیا تھا لیکن جب بابر اس کے لاڈ کرتا تھا، اس کی ضدیں مانتا تھا تب وہ ایسا نہیں سمجھتی تھی تب وہ صرف بابر کی ممنون رہتی تھی کہ وہ اس کی بیٹی کو اپنی بیٹی سمجھتا ہے اور بابر نے تو اچھا ہی کیا تھا، وہ وعدہ جو اس نے ایمل کے ساتھ کیا تھا اسے پوری ایمان داری سے نبھایا تھا۔ غلطی تو اس سے ہوئی تھی کہ اسے بابر کے حوالے کر کے وہ مطمئن ہو گئی تھی۔ بابر اس کا خیال رکھ رہا تھا، وہ اس سے محبت کرتا تھا۔ بے اختیار امڈنے والے آنسوؤں نے اس کی آنکھوں میں دھند بھر دی تھی۔ دھند کے اس پار اس کا ماضی تھا جسے اس نے دانستہ کبھی یاد کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اپنی دانست میں اس نے ماضی اور حال کے درمیان بھاری پردے ڈال رکھے تھے لیکن پھر بھی کبھی نہ کبھی ماضی ان دبیز پردوں کے پیچھے سے جھانکنے لگتا تھا اور پچھلے چند ماہ سے تو پتا نہیں کیوں وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بیٹھے، بیٹھے کھو جاتی تھی اور ماضی میں جھانکنے لگتی تھی اس وقت بھی اس نے پلکیں جھپک، جھپک کر آنکھوں کے آگے آئے پانی کے پردوں کو ہٹانے کی کوشش کی تھی لیکن آنکھیں تو مزید پانیوں سے بھر گئی تھیں اور ان پانیوں سے اس کے ماضی کا وہ دن جھانکنے لگا تھا جب وہ اس ایک غیر معروف سے پرائیویٹ اسپتال کے ایک کمرے میں بیڈ پر بیٹھی زار و قطار رو رہی تھی۔ جب ممی نے اسکائی بلیو کمبل میں لپٹی ہوئی بچی اس کی طرف بڑھائی تھی۔ اس نے بالکل مشینی انداز میں ہاتھ بڑھا کر بچی کو گود میں لے لیا تھا، اس کے رخساروں پر بہتے آنسو خشک نہیں ہوئے تھے بلکہ زیادہ روانی سے بہنے لگے تھے۔ اس نے پیدائش کے بعد پہلی بار اپنی بچی کو گود میں لیا تھا لیکن اس کے اندر اپنی اولاد کو پہلی بار گود میں لینے والی ایکسائٹمنٹ نہیں تھی۔ وہ بچی گود میں لیے ساکت بیٹھی تھی اور اس کی آنکھیں برس رہی تھیں۔

''ایما میری جان، اپنی بیٹی کو دیکھو، ماشاء اللہ کتنی پیاری ہے۔'' ممی نے ذرا سا جھک کر اس کے چہرے سے کمبل اٹھایا تھا۔

''وہ کیسا تھا ممی...... آپ نے دیکھا تھا اسے؟'' وہ بچی کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی، وہ ممی کی طرف دیکھ رہی تھی اپنے جڑواں بچوں میں سے بیٹے کی بات کر رہی تھی۔

''نہیں...... میں نے نہیں دیکھا۔'' ممی نے نفی میں سر ہلایا تھا اور ان کی آنکھوں سے تاسف جھلکنے لگا تھا۔

''میں تمہارے پاس تھی آئی سی یو میں...... تمہاری حالت ٹھیک نہیں تھی شاید وہ کمزور تھا پیدائشی طور پر اس کے پھیپھڑوں میں کچھ مسئلہ تھا۔ بابر نے مجھے بتایا تھا بعد میں دو دن بعد جب تم خطرے سے باہر نکلی تھیں کہ وہ بچ نہیں سکا۔''

''لیکن ممی، بابر کو بتانا چاہیے تھا آپ کو ڈیڈی کو۔ وہ اس کا کوئی نہیں تھا لیکن آپ کا تو سگا نواسا تھا ناں۔ اس نے خود ہی خود کیسے فیصلہ کر لیا کہ بغیر آپ کو بتائے دفن کر دیا۔''

''بیٹا بابر نے اس لیے مجھے نہیں بتایا کہ میں پہلے ہی تمہاری وجہ سے بہت پریشان تھی، ڈاکٹر نے اڑتالیس گھنٹے خطرے کے بتائے تھے۔ وہ مجھے اور پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا پھر بھی اگر وہ مجھے بتا بھی دیتا تو میں شاید اسے یہی کہتی کہ وہ اس کی تدفین کروا دے۔''

''لیکن آپ اسے دیکھ تو لیتیں ناں ممی۔'' اس نے روتے، روتے ہچکی لی تھی۔

''اس کا مجھے بھی دکھ ہے بیٹا لیکن وہ ایسا وقت تھا کہ مجھے اور کسی بات کا ہوش نہیں تھا۔ اِدھر تم ٹھیک نہیں تھی اُدھر تمہارے ڈیڈی اسپتال میں ایڈمٹ تھے۔ صدقہ دینے گئے ہوئے تھے وہاں ہی انہیں ایک دم انجائنا کا اٹیک ہو گیا تھا اور بابر نے اسی وجہ سے ان سے بھی ذکر نہیں کیا۔ ہمارا اپنا کوئی بیٹا نہیں تھا اور ان کی بڑی خواہش تھی کہ تمہارا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بیٹا ہو۔ وہ بڑے خواب دیکھتے تھے تمہارے بیٹے کے لیے کہ وہ اسے باہر تعلیم کے لیے بھجوائیں گے۔ یہ کریں گے، وہ کریں گے گھنٹوں میرے ساتھ باتیں کرتے رہتے تھے۔ انہیں بہت شاک لگتا اس کی ڈیتھ کا سن کر اور ان کی پوزیشن ایسی نہیں تھی کہ انہیں کوئی ایسی خبر سنائی جاتی جس سے انہیں صدمہ ہوتا اور یہ تو بابر نے عقلمندی ہی کی جو تمہارے ڈیڈی کو نہیں بتایا۔ ہاں مجھے اسے بتانا چاہیے تھا لیکن اب کیا کہوں چندا اس کی سمجھ میں یہی آیا...... پھر وہ غیر تو نہیں ہے۔''

''لیکن ممی اس نے بے بی کی تصویر بھی نہیں بنوائی۔'' اس کا دکھ کم ہونے میں ہی نہیں آ رہا تھا۔

''ہاں وہ تصویر بنوا لیتا، تم دیکھ لیتیں تو تمہیں شاید سکون مل جاتا۔'' ممی نے خیال ظاہر کیا تھا۔

''میں نے اسے کہا ہے کہ جس روز ہم اسپتال سے فارغ ہوں ہمیں سیدھا اس کی قبر پر لے جائے۔'' جب سے بابر نے اسے اس کے بیٹے کی موت کے متعلق بتایا تھا وہ تب سے رو رہی تھی اس کے آنسو رک ہی نہیں رہے تھے۔ وہ بابر سے بھی بات نہیں کر رہی تھی۔ حالانکہ بابر کا اس میں کچھ ایسا قصور بھی نہیں تھا۔ پھر بھی وہ اپنے اس دل کو کیسے سمجھاتی جو اسے دیکھنے کو مچل رہا تھا۔ وہ جسے اس نے پورے نو مہینے تصور میں دیکھا تھا۔ خود ہی خود اس کے نقوش تراشے تھے۔ اسے محسوس کیا تھا۔ وہ اس کی گود میں آئے بغیر بچھڑ گیا تھا۔ وہ اسے دیکھنے کو تڑپ رہی تھی جسے اب دیکھنا ممکن نہیں تھا اور اس کی طرف بالکل نہیں دیکھا جو اس کی گود میں آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

ممی اسے تسلی دے رہی تھیں۔ اللہ کی رضا پر شاکر ہونے کے لیے کہہ رہی تھیں اور اس کے آنسو بچی کے کمبل پر گر رہے تھے اور وہ خالی، خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی کہ یکا یک اس نے رونا شروع کر دیا۔

''اسے بھوک لگی ہے...... میں اسے فیڈ کروانے کے لیے لائی تھی۔''

''اتنے دنوں سے یہ فیڈر لے رہی ہے تو آج بھی۔''

''نہیں......'' ممی نے اسے ٹوک دیا تھا۔

''تب مجبوری تھی...... تمہاری حالت ٹھیک نہیں تھی لیکن اب آج ڈاکٹر نے کہا ہے کہ آج ضرور بچی کو مدر فیڈ دیں۔ تمہارے اور بچی دونوں کے لیے ضروری ہے یہ۔''

وہ کچھ دیر یونہی اسے روتے ہوئے دیکھتی رہی۔

''ماما...... وہ کیوں چلا گیا۔'' اس نے بے بسی سے ممی کی طرف دیکھا تھا۔

''اس نے دیا تھا اسی نے لے لیا...... اللہ تمہیں صبر دے اور شکر ادا کرو کہ اللہ نے پھر بھی تمہاری گود بھری رکھی ہے اگر خدانخواستہ......''

''نہیں......'' وہ تڑپ کر بچی پر جھکی تھی اور اسے بے تحاشا چومنے لگی تھی۔

''اور پتا نہیں وہ کیسا تھا ارتقاع جیسا یا اپنے......'' اتنے سالوں بعد آج وہ پھر اسے سوچ رہی تھی وہ جسے وہ ایک نظر بھی نہیں دیکھ سکی تھی۔

اس کی وہ پہلی چیخ اب بھی کبھی، کبھی اس کے کانوں میں گونجتی تو وہ اپ سیٹ ہو جاتی تھی۔ چیخ کے ساتھ ہی وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔ بعد میں سسٹر نے اسے بتایا تھا کہ اس کا بیٹا پہلے دنیا میں آیا تھا۔ اور چند منٹ بعد بیٹی...... تو جو چیخ اس نے پہلے سنی تھی وہ اس کے بیٹے کی تھی برسوں پرانی کسک تکلیف دینے لگی تھی اس نے گھٹنوں پر سر رکھ لیا۔

تب ہی بابر نے لاؤنج میں قدم رکھا اور اسے یونہی سیڑھیوں پر بیٹھے دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کیا ہوا ایمل......؟'' اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے چونک کر سر اٹھایا۔
''وہ کیسا تھا بابر......؟'' سرخ روئی روئی آنکھیں بھیگی پلکیں......
''کون؟'' بابر نے ناسمجھی کے سے انداز میں اسے دیکھا۔
''میرا بیٹا...... آپ نے تو اسے دیکھا تھا ناں، اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا تھا۔''
''اوہ......!'' بابر نے ایک گہری سانس لی۔
''تم ابھی تک اسے نہیں بھولی ہو۔''
''کیا کوئی ماں اپنے بچے کو بھول سکتی ہے۔ اس بچے کو جسے اس نے نو ماہ کی تکلیف اٹھا کر جنم دیا ہو اور پھر وہ اسے ایک نظر دیکھ بھی نہیں سکی ہو...... میں نے تو تصور ہی تصور میں سیکڑوں بار اس کی تصویر بنائی ہے۔ اس کے ہونٹ، اس کی آنکھیں، اس کی پیشانی انہیں سیکڑوں روپ دیے ہیں۔ کیا وہ ارتفاع جیسا تھا؟'' وہ بچوں کی سی معصومیت سے پوچھ رہی تھی
''پتا نہیں۔'' بابر نے کندھے اچکائے۔
''وہ بہت کمزور سا تھا۔ میں نے دھیان سے اسے نہیں دیکھا۔ میں تمہاری وجہ سے بہت پریشان تھا۔ ڈاکٹر نے مجھے صاف، صاف بتا دیا تھا کہ تمہارے بچنے کے بہت کم چانسز ہیں۔ میں نے ممی، ڈیڈی کو نہیں بتایا تھا کہ انہیں صرف یہ پتا تھا کہ تمہیں کچھ گھنٹوں کے لیے خطرہ ہے، اڑتالیس گھنٹے کریٹیکل ہیں اور اس بات پر ہی ڈیڈی ہمت ہار بیٹھے تھے۔ میں کبھی ڈیڈی کی طرف بھاگتا تھا اور کبھی تمہارے پاس آتا۔'' اس نے کئی بار کی بتائی ہوئی بات پھر بتائی تھی۔
''وہ محض ایک دن کا بچہ تھا۔''
''ہاں، تمہارے لیے وہ ایک دن کا بچہ تھا کیونکہ وہ تمہارا بیٹا نہیں تھا۔'' بے اختیار اس کے لبوں سے نکلا تھا۔
بابر نے بہ مشکل اپنی ناگواری چھپائی۔
''تمہیں یہ کہنا زیب نہیں دیتا ایمل...... وہ جیتا رہتا تو مجھے اتنا ہی پیارا ہوتا جتنی کہ ارتفاع ہے۔''
''سوری بابر......'' ایمل کو فوراً ہی احساس ہوا کہ اسے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا۔
''دراصل آج...... آج وہ مجھے بہت یاد آرہا تھا بابر...... ماں ہوں، میں نے اسے جنم دیا تھا اور دیکھا بھی نہیں۔'' اس کی آنکھوں میں نمی پھیل گئی۔
''بیٹا یاد آتا ہے تو باپ بھی یاد آتا ہوگا۔'' بابر نے آہستگی سے کہا تو ایمل نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا اور کھڑی ہوگئی۔ بابر نے یک دم اس کا ہاتھ پکڑا۔
''کہاں جا رہی ہو، میں تو مذاق کر رہا تھا۔'' ایمل نے بنا کچھ کہے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی لیکن بابر کی گرفت مضبوط تھی۔
''یار میں نے یہ ہاتھ چھوڑنے کے لیے تو نہیں تھامے ہیں۔'' اس نے قدرے شوخی سے کہا تو ایمل نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ نثار ہوتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ آج بہت عرصے بعد اس نے اس لہجے میں اس سے بات کی تھی۔ ورنہ جب سے ڈیڈی فوت ہوئے تھے وہ بہت اکھڑا، اکھڑا اور بیزار سا رہنے لگا تھا۔ وہ خاموشی سے اس کے ساتھ چلتی ہوئی صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔ اس کا ہاتھ ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھا۔
''کیا بات ہے ایمل، تم بہت پریشان لگ رہی ہو۔ یہ صرف بیٹے کی یاد تو نہیں ہے کچھ اور بات بھی ہے۔'' بابر نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ اس کی پلکیں بے اختیار بھیگتی چلی گئیں تو بابر نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر ایک بازو اس کے گرد حمائل کرتے ہوئے اسے ساتھ لگایا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کیا ہوا ایمل...... کیا ممی...... ممی تو ٹھیک ہے ناں......؟''

''ہوں'' اس نے سر ہلایا۔

''اور بچے...... کہاں ہیں وہ؟''

''دونوں گھر پر نہیں ہیں۔'' ایمل نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

''انی کسی دوست کی طرف گیا ہے اور ارنی بھی ابھی ابھی گئی ہے۔ کسی کلاس فیلو کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ اسپتال گئی ہے۔ میں نے اسے منع کیا تھا بابر کہ وہ نہ جائے لیکن اس نے میری بات نہیں مانی...... وہ...... وہ مجھے اب بھی سوتیلی ماں سمجھتی ہے۔'' اس کی آواز بھرا گئی۔

''انی نے اسے سمجھایا تھا اور آپ نے بھی کہا تھا کہ آپ اسے سمجھائیں گے لیکن......''

''میں نے اسے سمجھایا تھا ایمل اور اسے میری بات پر یقین بھی آ گیا تھا۔''

''لیکن پھر آج اس نے ایسا کیوں کہا؟'' ایمل کے لہجے میں شکوہ تھا۔

''وہ تھوڑی سی جذباتی ہے بس...... اور اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ کسی دوست کی عیادت کے لیے جانا چاہتی ہے۔''

''میں نے سوچا ہے کہ میں آج اسے ساری حقیقت بتا دوں گی۔''

''کیسی حقیقت؟'' بابر نے چونک کر اس کے کندھے سے ہاتھ ہٹایا۔

''تم اسے بتاؤ گی کہ میں اس کا سگا باپ نہیں ہوں...... اور کیا وہ ہرٹ نہیں ہو گی؟''

''ہاں، ہرٹ ہو گی لیکن بہر حال وہ حقیقت جان لے گی۔ اسے یقین آ جائے گا کہ میں ہی اس کی سگی ماں ہوں۔''

''میں یہ بات مناسب نہیں سمجھتا ایمل۔'' بابر نے لہجے کو حتی الامکان نرم بنانے کی کوشش کی تھی۔ ''وہ صرف ہرٹ ہی نہیں ہو گی وہ تم سے اپنے باپ کے متعلق پوچھے گی اس سے ملنا چاہے گی۔ دیکھنا چاہے گی تو پھر کیا کرو گی تم؟''

''اول تو وہ سب کچھ جان کر بھی ایسے دھوکے باز شخص سے ملنا نہیں چاہے گی لیکن پھر بھی اگر اس نے ایسا چاہا تو یہ اس کا حق ہے۔''

وہ بے حد سنجیدہ لگ رہی تھی بابر کو لگا جیسے اس کے پاس وہی پرانی ایمل بیٹھی ہو جو دل میں اگر کچھ ٹھان لیتی تھی تو پھر کسی کی نہیں سنتی تھی۔ وہ دل میں ذرا سا پریشان ہوا کہ ابھی کچھ دن اور ارتقاع کو پتا نہیں لگنا چاہیے لیکن بظاہر اس نے بے پروائی سے کہا۔

''ٹھیک ہے تم اسے بتا دو۔ لیکن اگر اس نے کچھ غلط ری ایکٹ کیا تو تم اس کی خود ذمے دار ہو گی۔''

''وہ کیا ری ایکٹ کر سکتی ہے؟'' ایمل نے پوچھا۔

''کچھ بھی کیونکہ وہ مجھ سے بہت محبت کرتی ہے۔ اسے دھچکا لگے گا۔''

''وہ آپ سے بہت محبت کرتی ہے اس لیے تو مجھے یقین ہے کہ وہ اس بات کی پروا نہیں کرے گی کہ اس کا باپ کوئی اور ہے۔''

''سوچ لو الٹ ردِ عمل بھی ہو سکتا ہے۔'' وہ ایک دم اٹھا اور لمبے، لمبے ڈگ بھرتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس نے پروگرام بنایا تھا کہ آج وہ ایمل کے ساتھ باہر جائے گا۔ وہ کسی بھی اچھی جگہ کھانا کھائیں گے۔ بہت دنوں بعد وہ اپنی محبت کی تجدید کرے گا اور پھر کسی مناسب لمحے میں آج کل کسی روز وہ ایمل سے ڈیڈی کی وصیت اور اس کی پراپرٹی کے متعلق بات کرے گا۔ ناصر نوید نے اسے سمجھا دیا تھا کہ اسے اتنا بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ایمل ایک عورت ہی ہے ناں اور بزنس کے سارے معاملات بہ حال تمہیں ہی دیکھنے ہیں۔ پیار و محبت سے معاملات ڈیل کرو اور اس سے ایک بار مختار نامہ لے لو...... پھر دیکھنا میجر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طاہر اور ہمدانی کا کیا حشر کرتے ہیں ہم...... دراصل دو دن قبل اسے وصیت کی ایک کاپی مل گئی تھی۔ وکیل صاحب واپس آگئے تھے اور انہوں نے وصیت کی ایک نقل ایمل کو بھجوائی تھی لیکن ابھی تک اس نے ایمل کو اس کے متعلق نہیں بتایا تھا جیسا کہ اسے پہلے ہی پتا چل چکا تھا وصیت میں اس کے نام کچھ بھی نہیں تھا۔ ممی کا شرعی حصہ نکالنے کے بعد باقی سب ایمل کا تھا۔ اور ایمل کے بعد اس کے بچوں کا افنان اور ارتقاع کا اسی طرح ممی کے نام جو کچھ تھا وہ ان کے بعد ایمل کا تھا۔ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ انہوں نے ارتقاع کے نام ماڈل ٹاؤن والا اپنا گھر اور لبرٹی اور گلبرگ کی کچھ دکانیں بھی کر دی تھیں۔ جن کی آمدنی اس کے پرسنل اکاؤنٹ میں جمع ہوتی رہتی۔ یہ حیران کن بات تھی...... وہ چونکا تھا کہ ارتقاع کے نام الگ سے کیوں...... لیکن سمجھ نہیں پایا تھا۔ وصیت نامہ ملنے کے بعد کافی دیر تک وہ غصے سے پیچ و تاب کھاتا رہا۔ حالانکہ اسے پہلے ہی اس سب کی توقع تھی لیکن پھر بھی اندر کہیں کوئی آس تھی کہ شاید ڈیڈی نے اس کے نام بھی کچھ چھوڑا ہو بہر حال ممی نے اسے اپنا بیٹا بنایا تھا لیکن...... غصے میں کھولتے ہوئے اس نے ناصر نوید کو فون کیا تھا۔ اور انہوں نے اسے سمجھایا تھا۔

''سب کچھ تمہارا ہی ہے میری جان...... تمہاری بیوی اور تمہارا بیٹا تم سے الگ تو نہیں ہیں۔'' وہ دیر تک اسے سمجھاتے رہے تھے کہ کیسے میجر طاہر اور ہمدانی کا پتا صاف کرنا ہے اور کیسے ایمل کو شیشے میں اتار کر ہولے ہولے سب کچھ اپنے نام کروانا ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے اپنے حالات کا رونا بھی رویا تھا کہ ان دنوں کتنی مشکل سے گزر بسر ہو رہی ہے۔

اور اب یہ ایمل نے نیا شوشا چھوڑا تھا۔ اب اگر وہ ارتقاع کو سب کچھ سچ بتا دیتی ہے تو اسے نئے سرے سے ساری پلاننگ کرنا پڑے گی۔ اس صورت میں ممکن ہے ارتقاع اس سے کچھ دور ہو جائے جبکہ اس کی پلاننگ کے لیے ضروری تھا کہ ارتقاع، ایمل کو اپنی سوتیلی ماں ہی سمجھتی رہے اور اس پر ایمل سے زیادہ ٹرسٹ کرلے...... سوائے جو کچھ بھی کرنا تھا اب جلدی کرنا تھا۔ لمحہ بھر سوچنے کے بعد اس نے وسیم کا نمبر ملایا۔

''وسو سنو، مجھے تمہاری ضرورت ہے، تم کل صبح ہی یہاں کے لیے فلائٹ پکڑ لو۔''

''سر وہ شاہجہان بیگم تو آج کل یہاں آئی ہوئی ہیں۔ میں نے اِدھر ایک بندے کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی۔ اس نے کچھ دیر پہلے ہی اطلاع دی ہے۔''

''اوکے، پتا کرو کہ وہ کچھ دنوں کے لیے گئی ہے یا ہمیشہ کے لیے ساری معلومات فوراً حاصل کرو اور پھر مجھے بتاؤ کراچی کا پروگرام اس کے بعد ہی فائنل کرنا۔''

''اوکے سر...... لیکن اگر میرے لائق کوئی کام ہو تو میں شاہجہان سے بات کر لیتا ہوں، مجھے بتائیں۔''

''کام تو تمہیں ہی کرنا ہے میری جان لیکن وقت سے پہلے میں کچھ بتانے کا قائل نہیں ہوں۔'' ایک مبہم سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر نمودار ہو کر معدوم ہو گئی...... فون آف کر کے اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا لیکن پھر کچھ خیال آتے ہی واپس مڑ گیا۔ اور اب ایک بار پھر وہ سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگا۔ ایمل اسی طرح صوفے پر پریشان سی بیٹھی تھی۔

☆☆☆

وہ اسپتال کے وزیٹرز لاؤنج میں بے چینی سے اِدھر سے اُدھر ٹہل رہے تھے۔ عظام کئی بار انہیں بیٹھنے کے لیے کہہ چکا تھا لیکن انہیں کسی پل چین نہیں تھا...... وہ چند لمحوں کے لیے بیٹھتے بیٹھتے پھر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے...... رواحہ، عظام سے ملنے کے لیے گھر سے نکلا تو وہ بھی خدا بخش کو ساتھ لے کر مارکیٹ چلے گئے تھے۔ رواحہ، عظام کی گاڑی لے کر گیا تھا جو ابھی تک اُن کے گھر ہی کھڑی تھی۔ اس رات عظام، ممتاز خان کے ساتھ چلا گیا تھا اور انہیں پوری

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رات نیند نہیں آئی تھی۔

''کیا عظام کے دشمن ان کے گھر تک پہنچ گئے ہیں؟'' پہلا خیال ان کے دل میں یہی آیا تھا جب خدا بخش نے لاؤنج کا دروازہ کھولتے ہوئے چیخ کر بتایا تھا کہ کچھ لوگ زبردستی اندر گھس آئے ہیں وہ تقریباً بھاگتے ہوئے باہر آئے تھے...... لیکن تب تک ممتاز خان اور گارڈز کے ڈر سے حملہ آور بھاگ چکے تھے۔ بعد میں رواحہ نے جب انہیں بتایا کہ وہ لوگ عظام کے دشمن نہیں تھے بلکہ وہ اسے یعنی رواحہ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے...... تو وہ بے حد حیران ہوئے تھے۔

''تمہیں...... تمہیں کیوں رواحہ...... تمہارا تو کوئی دشمن نہیں ہے۔''

''میں بھی یہی سمجھتا تھا بابا کہ بھلا میرا کون دشمن ہو سکتا ہے۔ میں نے تو کبھی کسی کے لیے برا سوچا تک نہیں لیکن بعض اوقات لوگ یونہی بلاوجہ بھی تو دشمنیاں پال لیتے ہیں ناں......''

اور تب اس نے انہیں ظفری کے متعلق بتایا تو وہ ناراض ہو گئے تھے۔

''اور تم مجھے اب بتا رہے ہو خدانخواستہ وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیتا تو...... اور تم اس لڑکی سے بات کرنا چھوڑ دو۔ مت ملو اس سے...... ظفری جیسے لوگ بہت خطرناک ہوتے ہیں بیٹا جن کے پیچھے سائیں مٹھا جیسے وڈیرے ہوتے ہیں جن کی رسائی اسمبلیوں تک ہو۔''

''تو بابا کیا میں ظفری کی دھمکیوں سے ڈر کر کسی لڑکی سے بات کرنا چھوڑ دوں؟ یہ کیا بات ہے۔''

''کیا یہ وہی لڑکی تو نہیں جسے تم......؟'' وہ یک دم چونکے تھے۔

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے بابا کہ وہ کون لڑکی تھی، وہ کوئی بھی لڑکی ہوتی میں ظفری کی دھمکیوں سے ڈر کر تو کسی سے بات کرنا ملنا چھوڑ نہیں سکتا ناں۔''

''کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ اسی کے آدمی تھے؟'' اور وہ بے حد پریشان ہو گئے تھے۔

''گیٹ سے اندر آنے والوں کو تو میں نہیں پہچانتا تھا لیکن پھر میری نظر گیٹ کے باہر کھڑے شخص پر پڑ گئی وہ ظفری کے چچا کا گارڈ تھا، اس روز ظفری کے گھر دیکھا تھا میں نے اور اس کی شکل تو جیسے میرے ذہن سے چپک کر رہ گئی تھی۔''

''تو...... تو اب کیا ہوگا رواحہ؟'' وہ بے حد خوف زدہ سے تھے۔

''کچھ نہیں ہوگا بابا...... آپ پریشان مت ہوں۔ میں خود ظفری سے بات کروں گا۔'' اس نے انہیں تسلی دی تھی لیکن وہ ا[illegible] لرزاں تھا۔

''نہیں...... [illegible] بھی نہیں ہوتیں رواحہ! ایسا کرتے ہیں ہم یہاں سے کہیں اور چلتے ہیں لاہور چلتے ہیں۔''

''بابا پلیز...... آپ کیوں اتنا ڈر رہے ہیں۔ میں نے کہاں ناں میں ظفری سے بات کروں گا۔ وہ یقیناً میری بات سمجھ لے گا۔''

''نہیں، تم اکیلے اس کے گھر نہیں جاؤ گے...... میں تمہارے ساتھ چلوں گا بلکہ ہم بیگ صاحب کو بھی ساتھ لے لیں گے ان کے برادران لا ایس پی ہیں۔'' وہ بے حد گھبرائے ہوئے تھے۔

''بابا پلیز آپ ریلیکس ہو جائیں۔'' اور پھر زبردستی انہیں مسکن دوا دے کر لٹایا تھا جب تک وہ جاگتے رہے تھے رواحہ ان کے کمرے میں ہی بیٹھا رہا تھا اور صبح اگرچہ انہوں نے رواحہ سے اس موضوع پر بات نہیں کی تھی تاہم انہوں نے دل میں سوچ لیا تھا کہ وہ آج مارکیٹ سے آ کر بیگ صاحب کی طرف جائیں گے اور ان سے بات کریں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گے۔ ہوسکتا ہے وہ کوئی بہتر مشورہ دے سکیں۔ انہوں نے تو اسے عظام کی طرف جانے سے بھی منع کیا تھا۔

"عظام تو کہہ رہا تھا کہ وہ صبح گاڑی خود منگا لے گا۔"

"ہاں بابا لیکن اس نے منگوائی نہیں کیونکہ مجھے خود جانا تھا اس کی طرف...... اس کے پاپا سے بھی ملنا ہے۔"

انہوں نے دعاؤں کے حصار میں اسے رخصت کیا تھا اور خود خدا بخش کے ساتھ مارکیٹ چلے گئے تھے، کچن کا سامان تو خدا بخش خود ہی لے آتا تھا لیکن آج انہیں کچھ اور سامان بھی خریدنا تھا۔ رواحہ کے جانے کے بعد ہی وہ گھر سے نکلے تھے لیکن آدھے گھنٹے بعد ہی ان کا دل گھبرا گیا تھا۔

"خدا بخش چلو گھر۔"

"لیکن صاحب ابھی تو کافی چیزیں خریدنی ہیں۔ نہانے والا صابن، واشنگ پاؤڈر وغیرہ۔" وہ چیزیں گنوانے لگا تو انہوں نے منع کر دیا۔

"ٹھیک ہے تم خود ہی لے کر آجاؤ ٹیکسی کر لینا میرا دل گھبرا رہا ہے، میں گھر جا رہا ہوں۔" اور وہ خدا بخش تھا وہ کیسے انہیں اکیلے جانے دیتا جبکہ وہ کہہ رہے تھے ان کا دل گھبرا رہا ہے۔

"ٹھیک ہے صاحب گھر ہی چلتے ہیں...... فوری ضرورت کی تو کوئی چیز نہیں ہے میں پھر کل آجاؤں گا۔" اور ابھی نیچے اتر کر خدا بخش گیٹ کھولنے ہی لگا تھا کہ ان کا فون بجنے لگا انہوں نے دیکھا اجنبی نمبر تھا۔

"ہیلو۔" انہوں نے فون اٹینڈ کیا تو دوسری طرف عظام تھا۔

"بابا...... میں عظام ہوں...... وہ......"

"کیا ہوا عظام؟ رواحہ پہنچ گیا، وہ گھر سے تمہاری طرف جانے کے لیے نکلا تھا۔"

"بابا وہ...... میں رواحہ کے پاس ہی ہوں، اس کا معمولی سا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے...... پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے، میں نے اس لیے......"

"عظام......" انہیں لگا جیسے ان کا دل پھٹ جائے گا۔ "کہاں ہے وہ؟ میری بات کرواؤ اس سے؟"

"بابا ہم اسپتال میں ہیں اس کا ٹریٹ منٹ ہو رہا ہے اور......"

"کون سے اسپتال میں؟" انہوں نے اس بار بھی عظام کو بات پوری نہیں کرنے دی تھی اور عظام سے اس پرائیویٹ اسپتال کا نام پوچھتے ہی انہوں نے فون بند کرتے ہوئے خدا بخش کو آواز دی تھی۔ ان کی آواز غیر ارادی طور پر اتنی بلند ہو گئی تھی کہ لاک میں چابی لگاتا ہوا خدا بخش بھاگ کر ان کی طرف آیا تھا۔

"کیا ہوا صاحب؟"

"خدا بخش، رواحہ...... رواحہ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔"

"یا اللہ خیر کرنا۔"

"خدا بخش میں جا رہا ہوں، تم دعا کرنا میرے رواحہ کو کچھ نہ ہو۔" ضبط کے باوجود ان کے آنسو بہہ نکلے تھے اور خدا بخش اپنے آنسو ضبط کرتا ہوا ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔

اور جب وہ اسپتال پہنچے تو رواحہ آپریشن تھیٹر میں تھا اور ہوش میں نہیں تھا، اس کا کافی خون بہہ گیا تھا۔ عظام نے انہیں بتایا کہ رواحہ کے نمبر سے کسی اجنبی نے اسے کال کی تھی کہ "اس موبائل کا مالک شخص گاڑی میں زخمی پڑا ہے کوئی گاڑی کو ٹکر مار کر بھاگ گیا ہے۔ آپ کا کوئی عزیز ہے تو فوراً اس جگہ پہنچیں، مجھ سے پہلے اس نے آپ کو بھی کال کی تھی لیکن آپ نے اٹینڈ نہیں کی تھی۔" شاید مارکیٹ کے شور میں انہیں پتا نہیں چلا تھا۔ وہ شخص جو کوئی بھی تھا وہ رواحہ کا موبائل اور والٹ تو لے گیا لیکن اس نے ایک احسان یہ کیا کہ مجھے فون کرنے کے علاوہ اس نے ایدھی کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایمبولینس کے لیے بھی فون کر دیا تھا۔ میرے وہاں پہنچنے کے کچھ دیر بعد ہی ایمبولینس بھی آگئی تھی اور کچھ لوگوں نے رواحہ کو گاڑی سے باہر نکال کر سڑک پر لٹا دیا تھا۔'' عظام نے انہیں ساری تفصیل بتائی تھی۔

''پاپا پلیز آپ بیٹھ جائیں۔'' عظام نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

''عظمی میرا رواحہ......'' انہوں نے پُرنم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

''انشاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائے گا بابا، اسے کچھ نہیں ہوگا۔'' اس نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کندھوں پر ہاتھوں کا ہلکا سا دباؤ ڈال کر صوفے پر بٹھایا۔ ''میری ڈاکٹر سے تفصیلی بات ہوئی ہے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کوئی سیریس انجری نہیں ہے۔ بس خون زیادہ بہہ گیا ہے تو۔''

''ہاں تم کیوں کھڑے ہو بیٹا، تم بھی بیٹھ جاؤ۔ خون دیا ہے تم نے کمزوری ہو گئی ہو گی۔''

''میں بالکل ٹھیک ہوں بابا، مجھے کچھ بھی نہیں ہوا۔''

''خدا بخش کہاں ہے؟'' انہوں نے خدا بخش کو دیکھنے کے لیے اِدھر اُدھر دیکھا، وہ سامنے ہی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اور بار بار رومال سے آنکھیں پونچھ رہا تھا۔

''خدا بخش۔'' انہوں نے اشارے سے اسے بلایا۔ ''عظام نے رواحہ کو خون دیا ہے جوس لے آؤ اس کے لیے۔'' انہیں اب خیال آیا تھا۔

''نہیں بابا، اس کی ضرورت نہیں ہے میں ٹھیک ہوں۔''

''مزید خون کی تو ضرورت نہیں ہوگی؟'' انہوں نے پوچھا۔

''ہو بھی سکتی ہے بابا......لیکن آپ پریشان نہ ہوں میں نے جواد کو فون کر دیا ہے وہ دو دوستوں کے ساتھ آ رہا ہے۔''

''میں......میرا بلڈ گروپ بھی چیک کروالو۔''

''نہیں بابا اس کی ضرورت نہیں ہے، ارینج ہو جائے گا جتنا بھی ضروری ہوا۔'' اس نے پھر انہیں تسلی دی تھی۔

''تم کہہ رہے ہو کہ زیادہ سیریس انجری نہیں ہے۔ پھر وہ اسے وارڈ میں کیوں شفٹ نہیں کر رہے ابھی تک اندر تھیٹر میں کیوں رکھا ہے؟'' انہوں نے پوچھا۔

''میں پتا کرتا ہوں بابا، آپ حوصلہ کریں سنبھالیں اپنے آپ کو۔''

''وہ میری آخری پونجی ہے عظام...... میں تو بالکل تہی دامن ہوں عظمی اور سوائے رواحہ کے میرے دامن میں کچھ نہیں، میں نے صرف اسی کے سہارے یہ زندگی گزاری ہے۔ میرے پاس صرف آنسو تھے، آہیں تھیں اور میرا خالی دامن تھا تب اللہ نے مجھے ایک تحفے کی طرح اسے دیا ہے۔ اس نے میری تنہائی کو اپنے وجود سے بھر دیا۔ جب یہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے میرے آنسو پونچھتا تو میرے زخموں پر جیسے کوئی مرہم رکھ دیتا تھا۔'' وہ ہولے، ہولے بول رہے تھے اور عظام خاموشی سے انہیں سن رہا تھا۔

''کیا رواحہ کے بابا کا ماضی بھی پاپا کے ماضی کی طرح کسی حادثے سے جڑا ہوا ہے۔'' اس نے سوچا۔

''عظام اگر رواحہ کو کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گا، کیسے جیوں گا اس کے بغیر......'' انہوں نے اس کے ہاتھ تھام لیے۔ عظام کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے، اس نے صرف ان کے ہاتھ تھپتھپا کر انہیں تسلی دی۔

''میں پتا کرتا ہوں جا کر کہ وہ کمرے میں کب شفٹ کریں گے۔'' عظام آگے بڑھا پھر مڑ کر سامنے صوفے پر بیٹھی لڑکی کی طرف بڑھا جو خدا بخش کی طرح بار، بار اپنی آنکھیں پونچھ رہی تھی۔ عظام اس سے کوئی بات کر کے چلا گیا تھا لیکن انہوں نے دیکھا عظام کے جانے کے بعد اس کے آنسو زیادہ تیزی سے بہنے لگے تھے۔ یہ لڑکی شاید رواحہ اور عظام کی کلاس فیلو تھی اور ان کے اسپتال پہنچنے کے کچھ دیر بعد آئی تھی اور عظام سے بات کر کے یہاں بیٹھ گئی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ لڑکی......'' انہوں نے اسے بغور دیکھا۔ وہ سر جھکائے ہاتھوں کی پشت سے مسلسل اپنے آنسو پونچھ رہی تھی۔

''کہیں یہ لڑکی وہ تو نہیں جسے رواحہ پسند کرتا ہے۔'' اب کے انہوں نے زیادہ غور سے اسے دیکھا۔ یہ لڑکی بہت پیاری تھی اور دل جیسے اس کی طرف کھنچا تھا۔ ان کا جی چاہا کہ وہ اٹھ کر اس کے پاس جائیں اور اسے تسلی دیں۔ اسے کہیں کہ وہ رواحہ کے لیے دعا کرے۔

رواحہ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ بہت جلد انہیں اس سے ملوائے گا اور اب...... ''اب پتا نہیں میرا رواحہ......''

ان کی آنکھوں کے آگے یک دم آنسوؤں نے پردہ سا تان دیا تھا اور سامنے بیٹھی لڑکی کا چہرہ جیسے دھند کے پیچھے چھپ سا گیا۔ ایک گہرا درد ان کا دل چھیلنے لگا۔

''یا اللہ میرے رواحہ کو زندگی دینا۔ میں نے اس سے ملنا چاہا تھا اسے دیکھنے کی خواہش کی تھی۔ اللہ نہ کرے رواحہ...... نہیں میرے اللہ، مجھے معاف کر دے۔ بس رواحہ کو زندگی دے، دے۔ وہ......وہ جہاں ہے جیسی ہے خوش رہے، زندہ رہے۔'' وہ کتنے سالوں سے دل کے گوشے میں اس کی یاد اس کا خیال چھپائے ہوئے تھے۔ اس دن مونا کو دیکھ کر اسے دیکھنے کی تڑپ جیسے زندہ ہو گئی تھی۔ کتنی راتیں جاگ کر انہوں نے اس کا پیکر تراشا تھا اور اب...... انہوں نے آنکھیں موند کر بے آواز دعا کی اور بند آنکھوں میں برسوں پہلے کا منظر مجسم ہو گیا جس روز بابا جان کے ساتھ وہ اپنے بچوں سے ملنے گئے تھے۔ اور انہوں نے بابا جان سے کہا تھا۔

''بابا مجھے چندا سے بات کرنی ہے...... آپ بھی اسے سمجھائیں۔ بابا جان میں اتنا چیپ اور گھٹیا نہیں ہوں جس کسی نے بھی اسے یہ اطلاع دی ہے جان بوجھ کر کیا ہے...... وہ لڑکی...... میں نہیں جانتا کہ اسے مجھ سے کیا دشمنی تھی...... لیکن بابا جان مجھے یقین ہے جب آپ چندا سے بات کریں گے تو وہ سمجھ جائے گی...... پہلے بھی اس نے آپ کی بات مان لی تھی ناں......؟''

اور بابا جان نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا...... اس وقت انہوں نے نہیں بتایا تھا کہ وہ ہر طرح سے چندا کو سمجھانے کی کوشش کر چکے ہیں اور ناکام ہو گئے ہیں۔ اور اُدھر ان کے دل میں امید اور خوش فہمی نے بہت سے چراغ جلا ڈالے تھے...... لیکن یہ چراغ اس وقت بجھ گئے جب ممی نے انہیں بتایا کہ چندا ان سے کسی صورت میں بھی نہیں ملنا چاہتی اور وہ طلاق کی ڈیمانڈ کر رہی ہے۔

''ممی پلیز...... آپ اسے سمجھائیں...... وہ جو الزام مجھ پر لگا رہی ہے، وہ غلط ہے۔'' انہوں نے ممی سے التجا کی تھی۔

''کیا ہم نے اسے نہیں سمجھایا ہوگا بیٹا...... کون ماں، باپ چاہتے ہیں کہ ان کی بیٹی کا گھر بس کر اجڑ جائے...... لیکن وہ فیصلہ کر چکی ہے کہ اسے تمہارے ساتھ نہیں رہنا۔''

''اور میرے بچے؟'' بے اختیار ان کے لبوں سے نکلا تھا۔

''چندا بچی کو اپنے پاس ہی رکھنا چاہتی ہے۔ وہ ماں ہے اور اپنی اولاد کے بغیر نہیں رہ سکتی۔'' ممی بہت نرمی سے بات کر رہی تھیں۔

''اور بیٹا......'' انہوں نے پوچھا تھا۔ ''کیا چندا اسے نہیں رکھنا چاہتی...... کیا وہ مجھے......؟''

''کیا آپ کو علم نہیں بچے کے متعلق......؟'' اور ممی نے بے حد حیرانی سے اسے دیکھا تھا۔

ممی، بابا جان کی طرف دیکھ رہی تھیں اور انہوں نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

''نہیں...... بچہ کہاں ہے، کیا ہوا ہے اسے۔'' بابا جان بھی مضطرب ہو گئے تھے۔

''میں نے دو تین بار فون کیا ایک بار اسپتال بھی آیا لیکن مجھے ملنے نہیں دیا گیا۔ آپ کے بھانجے نے منع کر دیا۔''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انہوں نے حیرانی سے بابا جان کی طرف دیکھا تھا انہوں نے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اسپتال بھی گئے تھے اور......

''میرا بیٹا اُدھر اسپتال میں بے ہوش پڑا تھا میں زیادہ دیر رک نہیں سکا تھا اور بعد میں جب بھی گھر فون کیا چندا سے بات کرنا چاہی بچوں کے متعلق پوچھنا چاہا تو یا تو فون بند کر دیا گیا یا پھر یہ کہہ دیا گیا کہ چندا اسے بات نہیں ہوسکتی...... ہمیں تو یہ بھی ابھی آپ سے پتا چلا ہے کہ جڑواں بچوں میں ایک بیٹا ہے اور ایک بیٹی......'' بابا جان نے یہاں آنے کے بعد پہلی بار تفصیل سے بات کی تھی۔

''سوری پروفیسر صاحب میں نے تو بابی کو تاکید کی تھی کہ وہ بچوں کے متعلق آپ کا اطلاع دے، دے لیکن یہ آج کل کے بچے بھی کتنے غیر ذمے دار ہیں۔''

''پلیز ممی میرے بچوں سے مجھے ملوائیں...... کہاں ہیں وہ؟'' وہ مزید صبر نہیں کر سکے تھے۔

''ملازمہ بچی کو لارہی ہے اور بیٹا...... مجھے افسوس ہے کہ وہ زندہ نہیں رہ سکا۔ اسی رات اس کی ڈیتھ ہوگئی تھی...... وہ صرف چند گھنٹے ہی جی سکا تھا۔''

اور انہیں لگا تھا جیسے اُن کا دل غم سے پھٹ جائے گا۔

''اور آپ نے ہمیں بتانا، اطلاع تک دینا گوارا نہیں کیا۔'' بابا جانے گلہ کیا۔ ''ہم وارث تھے ہمارا خون تھا وہ...... آپ جانتی ہیں بیگم صاحبہ کہ ہم کیس بھی کر سکتے ہیں کہ ہمارے بچے کو آپ لوگوں نے مار دیا۔''

انہوں نے بابا جان کو اپنی پوری زندگی میں پہلی بار غصے میں دیکھا تھا۔ وہ اپنا دکھ لمحہ بھر کو بھول کر انہیں دیکھنے لگے تھے۔

''آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں پروفیسر صاحب، میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں لیکن میں چندا کی وجہ سے پریشان تھی۔ وہ آئی سی یو میں تھی اور ڈاکٹر ہمیں کوئی یقینی بات نہیں بتا رہے تھے۔ بابی نے تو ہمیں بھی نہیں بتایا۔ کرنل صاحب بھی اسپتال میں ایڈمٹ تھے اور بابی نے ہی اسے دفن کروادیا۔'' وہ بہت شرمندہ لگ رہی تھیں۔ بابا جان خاموش ہوگئے تھے لیکن وہ برداشت نہیں کر پائے تھے۔

''وہ...... وہ کون ہوتا ہے؟ بچے کا باپ زندہ تھا، دادا موجود تھا اور......''

''میں معذرت کر چکی ہوں اور مجھے اس کا خود بہت افسوس ہے۔'' ممی کا لہجہ اب بھی نرم تھا۔ وہ شاید کچھ اور بھی کہنا چاہتے تھے لیکن بابا جان نے ان کے بازو پر ہاتھ رکھ کر انہیں کچھ کہنے سے منع کر دیا تھا۔ تب ہی ملازمہ بچی کو لے کر آئی تھی انہوں نے بے اختیار اٹھ کر بچی کو اپنے بازوؤں میں لے لیا تھا۔ اور بے تاب سا ہو کر اس کی پیشانی پر بوسے دیے تھے۔ ممی تاسف سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔ پھر وہ کتنی ہی دیر تک اپنے بازوؤں میں لیے اسے پاگلوں کی طرح چومتے رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ رونے لگی تھی۔ اور ممی نے اسے لے لیا تھا۔

''اسے بھوک لگی ہے، میں اسے ابھی پھر لے کر آتی ہوں۔'' ممی اسے لے کر چلی گئی تھیں اور انہیں لگا تھا جیسے یک دم کمرے میں اندھیرا چھا گیا ہو۔ وہ نڈھال سے صوفے پر بیٹھ گئے تھے اور بابا جان کی طرف دیکھا تھا۔

''بابا جان وہ میری بیٹی ہے۔ آپ نے دیکھا وہ کتنی پیاری ہے۔ کسی پرنسز کی طرح...... چندا کو میرے ساتھ چلنا ہوگا...... اور اگر وہ نہیں چلے گی تو میں اپنی بیٹی کو ساتھ لے جاؤں گا۔'' وہ جذباتی ہو رہے تھے۔

''میرا بیٹا اس دنیا میں چند گھنٹے سانس لے کر چلا گیا اور میں نے اسے دیکھا تک نہیں، مجھے کسی نے بتایا تک نہیں...... کبھی ایسا بھی ہوتا ہے...... یوں بھی کوئی کرتا ہے...... کسی کے ساتھ۔'' بہت سارے آنسوؤں نے ان کا حلق سی لیا تھا۔ اور ان کی آنکھیں خون رنگ ہوگئی تھیں۔

بابا جان نے ان کے بازو پر ہاتھ رکھ کر انہیں حوصلہ دینے کی کوشش کی تھی...... اور اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''چلو گھر واپس......''

''بابا جان......!''انہوں نے بے بسی سے انہیں دیکھا تھا۔ وہ ایک بار پھر اپنی بیٹی کو دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن جب ممی بہت دیر تک واپس نہیں آئیں اور ملازمہ ٹرالی لے کر آ گئی تھی تو وہ بنا کچھ کھائے پیے چلے آئے تھے۔

سارے راستے وہ ملتجی نظروں سے بابا جان کو دیکھتے رہے اور سارے راستے بابا جان انہیں تسلی دیتے اور سمجھاتے آئے تھے۔

''وہ تمہاری بیٹی ہے جانم......اور یہ رشتہ تم سے کوئی نہیں چھین سکتا...... جب تمہارا دل چاہے تم بیٹی سے مل سکتے ہو......ہم ایک دو روز بعد پھر آ جائیں گے لیکن تم اگر بیٹی کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو تو ایسا ممکن نہیں ہے۔''

''میں عدالت کے ذریعے اسے لے لوں گا۔''اس وقت جیسے اس ننھی گڑیا کے ہاتھ ان کے دل پر تھے۔

''تم نہیں لے سکتے میری جان......''بابا جان نے انہیں سمجھایا تھا''عدالت اسے ماں کے حوالے ہی کرے گی۔''اور یہ ایک اور اذیت ناک رات تھی جو انہوں نے اور بابا جان نے جاگتے ہوئے گزاری تھی۔ کئی بار ان کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ اور کئی بار وہ روئے تھے اور ہر بار بابا جان نے اپنے ہاتھوں سے ان کے آنسو پونچھے تھے۔ اور انہیں گلے لگا کر حوصلہ دیا تھا لیکن بے قرار دل کو کسی طور قرار نہیں آتا تھا۔

اور پھر کتنے ہی دن گزر گئے وہ چندا سے ملنے اور اسے منانے کے لیے اس کے گھر جاتے رہے۔ لیکن چندا ایک بار بھی نہیں ملی، ایک دو بار ملازمہ چند منٹوں کے لیے بچی کو لے کر آئی تو پھر واپس لے گئی۔ ہر بار وہ پہلے سے زیادہ بے قرار ہو کر گھر آتے۔ دو تین بار تو انہیں گیٹ سے ہی یہ کہہ کر واپس لوٹا دیا گیا کہ وہ لوگ گھر پر نہیں ہیں۔ بابا جان ان کی بے چینیاں اور بے قراریاں دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے بھی چندا سے ملنے کی کوشش کی تھی لیکن چندا نے ان سے بھی ملنے سے انکار کر دیا تھا۔ اسے صرف طلاق چاہیے تھی۔

''نہیں بابا جان، میں اسے طلاق نہیں دوں گا کبھی نہیں......کبھی تو......کبھی تو اسے میری بے گناہی پر یقین آئے گا ناں......''

چندا کو طلاق دینے کے تصور سے ہی ان کا دم گھٹنے لگتا تھا۔ وہ کیسے خود اپنے ہاتھوں سے اس رشتے کو ختم کر دیتے جسے انہوں نے بہت شوق، محبت اور مان سے جوڑا تھا۔

''گھر بنانے کے لیے باہمی اعتبار اور محبت کی ضرورت ہوتی ہے میری جان......''بابا جان نے اسے سمجھایا تھا۔''جب اعتبار ہی نہ رہے تو گھر نہیں بستے، محبت اعتبار کے بغیر بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے......اور رشتے زبردستی سے نہیں جڑتے اور نہ قائم رکھ سکتے ہیں۔''

انہوں نے بابا جان کی بات سنی بھی تھی سمجھی بھی تھی لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتے جس میں اب بھی کہیں کوئی خوش فہمی تھی کوئی امید کا دیا جلتا تھا، ٹمٹماتا اور بجھتے، بجھتے پھر جل اٹھتا تھا۔

''ضرور چندا کو کسی نے بہت زیادہ بدگمان کر دیا ہے۔ ایک بار، صرف ایک بار اگر وہ مجھ سے مل لے، مجھ سے بات کر لے تو مجھے یقین ہے وہ جان لے گی کہ حقیقت کیا ہے۔''انہوں نے کتنی ہی بار بابا جان سے کہا تھا کہ لیکن چندا تو ان سے نہ ملی ہاں ان کے پاس نوٹس آ گیا۔ وہ کتنی ہی دیر تک بے یقینی سے طلاق کے اس نوٹس کو دیکھتے رہے تھے۔ موت شاید اتنی تکلیف دہ نہیں ہوتی ہو گی جتنی تکلیف سے وہ اس وقت گزر رہے تھے۔ وہ کیسی اذیت تھی جو رگوں کو کاٹتی تھی اور پھر پورے بدن میں سرایت کر جاتی تھی۔

''کیا محبت کے رشتے بھی اتنے نازک، اتنے کمزور ہوتے ہیں بابا جان کہ ذرا سی بدگمانی کی ہوا سے بکھر جائیں، ٹوٹ جائیں۔''وہ بے حد دل شکستہ سے طلاق کا نوٹس بابا جان کو دیتے ہوئے ان کے پاس ہی بیٹھ گئے تھے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ویسے کتنی آسانی سے اس نے یہ سب کرلیا بابا جان......''

''محبت کتنی بھی شدید کیوں نہ ہو میری جان اگر اس میں اعتبار کا رنگ شامل نہ ہو تو بالآخر ایک دن یہ ختم ہو جاتی ہے۔'' وہ بہت دکھ سے کہہ رہے تھے۔

''لیکن اگر محبت کم بھی ہو اور اس میں باہمی اعتبار ہو، ایک دوسرے پر یقین اور بھروسا ہو تو یہ محبت بہت پائیدار ہو جاتی ہے۔ اور بے اعتباری تو سیاہ رات کی طرح ہوتی ہے جو ہر چیز کو سیاہی میں تبدیل کر دیتی ہے...... کانٹے دار جھاڑیوں کی طرح ہوتی ہے جو زخمی کرتی ہیں...... تم ساری زندگی کانٹوں پر بسر نہیں کر سکتے جو ہر لمحہ تمہیں زخمی کرتے رہیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ اب اسے اس کی مرضی کی زندگی جینے دو...... تم اسے طلاق نہیں دو گے تو اس کے پاس خلع کا حق ہے...... وہ عدالت میں جائے گی تو تم نہیں جانتے عدالت میں کیسے، کیسے سوال ہوں گے۔ تم دونوں کی خانگی زندگی کے متعلق...... اس بے عزتی سے بہتر یہی ہے کہ تم......'' بابا جان ہولے، ہولے کہہ رہے تھے۔ اور ان کے دل پر جیسے برق سی گری تھی۔ انہوں نے بے حد زخمی نظروں سے بابا جان کی طرف دیکھا تھا۔

''اس کے بغیر بھی تو زندگی کانٹوں پر ہی بسر ہو گی۔'' اور جس روز انہوں نے اسے پہلی طلاق بھجوائی تھی اس روز وہ بلک، بلک کر روئے تھے۔

چندا کی محبت نے انہیں اذیتیں دی تھیں اور آنسوؤں سے ان کا دامن بھر گیا تھا۔ انہیں خبر ہوتی کہ محبت کی شدتیں اس طرح اذیت بھی بن جاتی ہیں تو وہ کبھی محبت نہ کرتے...... اس محبت نے انہیں فقیر کر دیا تھا۔

وہ اپنا خالی کشکول لے کر اب بھی چندا کے دروازے پر پہنچ جاتے تھے کیا خبر چندا کو احساس ہو جائے، کیا خبر وہ رجوع کر لے۔ وہ گھنٹوں لان میں بیٹھے رہتے اور ملازمہ بس چند لمحوں کے لیے ان کی بیٹی کو لے کر آتی اور وہ اس کے نقش ازبر کرتے رہتے اور ملازمہ اسے واپس لے جاتی اور گھر آ کر وہ گھنٹوں بابا سے اس کی باتیں کرتے رہتے......

''بابا آج وہ مسکرائی تھی۔''

''اس نے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا تھا۔''

''اتنی بار اس نے منہ بنایا تھا۔ اس کی آنکھیں بہت خوب صورت ہیں بابا۔ اور پتا ہے اس کے ہاتھ چھوٹے، چھوٹے سے ہیں۔ پتا نہیں وہ میرے جیسی ہے یا چندا جیسی۔'' وہ ایسی ہی بے معنی باتیں کرتے رہتے تھے اور بابا جان بہت تحمل سے ان کی باتیں سنتے رہتے۔ بابا جان سے باتیں کرتے، کرتے وہ خواب دیکھنے لگتے تھے۔

''کیا خبر بابا جان اب چندا کو احساس ہو گیا ہو کہ اس نے غلط کیا...... کیا خبر اب وہ واپس پلٹنے کا سوچ رہی ہو...... آپ فون کر کے اس سے بات تو کریں......''

لیکن تقدیر کبھی ہماری خواہشوں کی پابند نہیں ہوتی...... اور تقدیر نے انہیں اور چندا کو الگ کر دیا تھا۔

''بابا......'' عظام تیز، تیز چلتا ہوا ان کے قریب آیا اور ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''بابا وہ رواحہ اب بہتر ہے، اسے کچھ دیر بعد روم میں شفٹ کر دیں گے۔ میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ وارڈ میں شفٹ نہ کریں...... روم لے لیا ہے میں نے اُدھر نیچے ہی نو نمبر روم ہے۔''

عظام کو دیکھتے ہی سامنے والے صوفے پر بیٹھی لڑکی تیر کی طرح ان کے قریب آئی تھی اور عظام کی بات سن کر اس نے گہری سانس لی تھی۔

''تھینک گاڈ......! عظمی کتنی دیر بعد روم میں شفٹ کریں گے اسے؟''

''شاید آدھے گھنٹے تک۔'' عظام نے اسے بتایا اور پھر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

''بابا جان یہ رتی ہے۔ ہماری کلاس فیلو...... ارتفاع نام ہے اس کا۔''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

''اور پتا نہیں اس کا کیا نام ہوگا؟'' ایک اڑتا ہوا سا خیال ان کے دل میں آیا تھا اور انہوں نے چونک کر اسے دیکھا۔ اس کی پلکیں اب بھی بھیگی ہوئی تھیں۔ انہوں نے بالکل غیر ارادی طور پر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

''یہ رواحہ کے بابا ہیں۔'' عظام بتا رہا تھا اور وہ یونہی بے دھیانی سے اسے دیکھے جا رہے تھے۔ جب عظام نے کہا۔

''جواد وغیرہ آ گئے ہیں اور میرے پاپا بھی ہیں۔''

اس نے سامنے سے آتے جواد کی طرف دیکھا۔ اور جواد کے پیچھے اِدھر اُدھر متلاشی نظروں سے دیکھتے ہوئے ثمر حیات کو۔

''پاپا......'' اس نے اشارے سے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا تو وہ تیز، تیز چلتے ہوئے ان کے قریب آئے تھے۔

''وہ کیسا ہے عظمی بیٹا...... ٹھیک ہے ناں...... کوئی خطرے کی بات تو نہیں۔''

''اب بہتر ہے پاپا...... کچھ دیر بعد روم میں شفٹ کر دیں گے۔''

''یا اللہ تیرا شکر ہے۔''

Downloaded From
Paksociety.com

ان کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔

''پاپا یہ رواحہ کے بابا ہیں۔''

عظام نے تعارف کروایا اور خود جواد وغیرہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ انہوں نے ثمر حیات پر ایک پسندیدہ نظر ڈالی، رواحہ سچ کہتا تھا کہ عظام کے پاپا کی شخصیت بہت شاندار ہے۔

''آپ سے ملنے کا ہمیشہ اشتیاق رہا...... لیکن شاید اسی طرح ملنا لکھا تھا...... یقین جانیں مجھے رواحہ بہت پیارا ہے۔ میں کسی ضروری کام سے جا رہا تھا۔ جب مجھے عظام کا فون ملا...... ایک لمحے کے لیے تو مجھے یوں لگا جیسے کسی نے میرے دل پر ضرب لگائی ہو۔'' ثمر حیات نے ان سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''سارا رستہ دعائیں کرتا آیا ہوں۔''

''اللہ یقیناً آپ کی دعا سنے گا اور میرا رواحہ زندہ رہے گا، سلامت رہے گا، انشاء اللہ......'' ثمر حیات کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے انہوں نے کہا اور ساتھ ہی بیٹھنے کا بھی اشارہ کیا۔

''پلیز بیٹھیے ناں...... عظام بھی مجھے بہت عزیز ہے بالکل رواحہ کی طرح......'' وہ بھی ثمر حیات کے قریب ہی بیٹھ گئے۔

''میں بھی عظام سے ہمیشہ کہتا تھا کہ جب بھی آپ کے پاپا آئیں تو ہم سے بھی ملوایئے گا۔ ایک دفعہ اس نے کہا کہ پاپا تو مجھے بھی کم، کم دستیاب ہوتے ہیں بابا...... جب میسر ہوئے تو آپ سے بھی ضرور ملواؤں گا۔''

''ہاں یہ ٹریجڈی ہوئی ہے عظام کے ساتھ۔ میں اس طرح اسے وقت نہیں دے سکا جس طرح آپ نے رواحہ کو دیا۔'' ثمر حیات اداس ہوا۔ تب ہی عظام تیز، تیز چلتا ہوا ان کے قریب آیا اور وہ دونوں اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''بابا رواحہ کو انہوں نے ابھی آئی سی یو میں منتقل کر دیا ہے۔ آپ جا کر دیکھ لیں۔'' اس نے مڑ کر جواد کی طرف دیکھا۔

''جواد، بابا کو آئی سی یو میں لے جاؤ۔''

''آئی سی یو میں کیوں؟ تم تو کہہ رہے تھے اب وہ ٹھیک ہے۔'' وہ بے حد پریشان ہو گئے تھے۔

''بابا ریلکیس......'' عظام نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

''کوئی خطرے والی بات نہیں ہے، اسٹیچز وغیرہ لگ گئے ہیں، بلیڈنگ بھی رک گئی ہے لیکن ابھی وہ چند گھنٹے اسے آئی سی یو میں ہی رکھیں گے۔ لیکن ڈاکٹر نے اجازت دی ہے کہ آپ جا کر اسے دیکھ لیں۔ وہ سکون آور دوائیوں کے زیرِ اثر سو رہا ہے۔ آپ اسے دیکھ کر پریشان مت ہو جائیے گا بابا۔'' اس نے ان کے کندھے سے ہاتھ اٹھایا۔

وہ جواد کے ساتھ آگے بڑھ گئے تو وہ ثمر حیات کی طرف مڑا جو بہت محبت اور شفقت سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر مدھم سا مسکرائے۔

''کیا میں رواحہ کو نہیں دیکھ سکتا؟''

''میں آپ کو لے چلتا ہوں لیکن مجھے ابھی آپ سے کچھ بات کرنا تھی۔''

''کیا بات......؟''

''پاپا دراصل رواحہ کا صرف ایکسیڈنٹ نہیں ہوا بلکہ اسے گولی بھی ماری گئی ہے۔''

''کیا مطلب......؟'' ثمر حیات نے گھبرا کر عظام کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

''ڈاکٹر نے گولی نکال کر بینڈیج کر دی ہے لیکن ظاہر ہے یہ پولیس کیس ہے۔ غالباً پولیس کو انفارم کر دیا گیا ہے۔ رواحہ کچھ دیر کے لیے ہوش میں آیا تھا اس نے بتایا کہ اس کے موبائل کی بیل ہو رہی تھی اس نے فون سننے کے لیے رفتار آہستہ کی ہی تھی کہ دائیں طرف سے ایک موٹر سائیکل سوار فائر کرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ایک گولی کھڑکی کا شیشہ توڑتے ہوئے اس کے بازو میں لگی جبکہ دوسری گولی کندھے کو چھوتے ہوئے گزر گئی۔ اسٹیئرنگ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا گاڑی اس کے بعد ہی فٹ پاتھ پر چڑھ کر درخت سے ٹکرا کر الٹ گئی۔ میں نے بابا کو ابھی یہ سب نہیں بتایا، وہ پہلے ہی اتنے پریشان ہیں۔ ابھی کوئی نہ کوئی پولیس انسپکٹر بیان لینے آ جائے گا۔''

ماہنامہ سرگزشت
ہر شمارہ خاص نمبر
لیکن خاص نمبر کی بات ہی کچھ اور ہے
نئے سال کا پہلا شمارہ جنوری 2016ء
پراسرار نمبر
انتہائی چونکا دینے والے، حیرت زدہ اور لرزا دینے والے واقعات
ایک ایسا شمارہ جسے آپ مجلد کرا کر رکھنے پر مجبور ہو جائیں
آج ہی نزدیکی بک اسٹال پر یہ شمارہ مختص کرا لیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم فکر مت کرو، میں دیکھ لوں گا سب۔'' ثمر حیات نے اسے تسلی دی۔
''وہ گاڑی بھی ہماری ہے، رواحہ میری گاڑی لے کر آرہا تھا۔''
ثمر حیات نے سر ہلایا اور جیب سے فون نکال کر ممتاز خان کا نمبر ملایا۔
''اپنے علاقے کا ایس ایچ او کون ہے؟ جانتے ہو؟''
ممتاز خان نے اثبات میں جواب دیا تو وہ اسے کچھ سمجھانے لگے اور عظام نے اپنی طرف آتی ارتقاع کو دیکھا اور ثمر حیات کو باتیں کرتا ہوا چھوڑ کر ارتقاع کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ارتقاع کی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔ آنکھیں اور رخسار سرخ ہو رہے تھے۔
''رتی تم گھر چلی جاؤ...... رواحہ انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔''
''وہ ابھی تک بے ہوش ہے، میں نے اسے آواز بھی دی لیکن اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔'' اس کی آواز آنسوؤں میں بھیگی ہوئی تھی۔
''وہ بے ہوش نہیں ہے رتی سکون آور دواؤں کے زیرِ اثر ہے۔'' عظام کا لہجہ نرم تھا وہ ارتقاع کی کیفیت سمجھ رہا تھا اور جانتا تھا کہ اس کا یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہ رہا لیکن یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا۔
''ہم سب یہاں ہی ہیں...... اور میں تم سے رابطے میں رہوں گا...... یوں بھی یہاں وزیٹرز روم میں بیٹھنے کا کیا فائدہ...... کل تک انشاء اللہ وہ اسے روم میں منتقل کر دیں گے۔'' اس نے اسی نرم لہجے میں اسے سمجھایا تو ارتقاع نے سر ہلایا۔
''ٹھیک ہے، میں جا رہی ہوں...... گھر جا کر پھر فون کروں گی۔''
''میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں پارکنگ تک......''
''نہیں...... تم رہنے دو......'' ارتقاع نے اسے روکا لیکن اس نے ثمر حیات کو آواز دی۔
''پاپا میں ذرا ارتقاع کو گاڑی تک چھوڑ کر آرہا ہوں۔''
اور ثمر حیات فون آف کرتے ہوئے مسکرائے۔
''عظام کتنا لونگ اور کیئرنگ ہے۔'' انہوں نے سوچا...... ہاسٹلوں میں رہنے والے بچے جن کے ماں باپ بھی دور ہوں اکثر ان کی تربیت میں کہیں نہ کہیں کوئی کمی رہ جاتی ہے لیکن اللہ کا شکر تھا کہ عظام کے ساتھ ایسا کچھ نہیں تھا...... کبھی، کبھی انہیں اس پر بڑا فخر محسوس ہوتا جب اس کے اساتذہ اور دوست اس کی تعریف کرتے تھے۔ ''یا اللہ میرے بیٹے کو نظرِ بد سے بچانا۔'' عظام نظروں سے اوجھل ہوا تو وہ وہاں ہی بیٹھ گئے۔
''کیا مجھ پر اللہ کا شکر واجب نہیں تھا کہ اللہ نے اس وقت مجھے عظام کو دیا جب میری جھولی خالی تھی۔ میں تہی دامن ہو چکا تھا۔ پھر میں نے کبھی کیوں اس نعمت کا شکریہ ادا نہیں کیا...... بس اپنے ہی دکھوں میں کھویا رہا...... فرحی کہتی تھی یہ آزمائش ہے پھر آزمائش ختم ہوئی اور پھر کتنے سالوں.... بعد اللہ نے انہیں روحان اور ریحان سے نوازا...... ان کی دعاؤں کا حاصل...... لیکن پھر ریحان تو اللہ نے واپس لے لیا اور وہ دونوں ریحان کے چلے جانے کے غم میں ڈوب گئے۔ وہ شاید کبھی اس غم سے نکل نہ پاتے اگر جو اس رات زیتون خالہ نے یہ نہ کہا ہوتا کہ ''تم دونوں کا اللہ سے جھگڑا ہے کیا؟ اس کی چیز تھی اس نے لے لی...... اور شکر ادا کرو اس رب کا کہ روحان ہے تمہارے پاس۔ اولاد کے بچھڑنے کا دکھ قبر تک ساتھ جاتا ہے لیکن تم تو اس سے جھگڑا لگا کر بیٹھ گئے ہو۔'' اور تب انہیں احساس ہوا کہ انہوں نے تو روحان کو بھی اگنور کر رکھا ہے۔ وہ کتنا کمزور سا لگ رہا تھا...... اور تب فرحی نے روحان کو زیتون سے لیتے ہوئے اللہ سے معافی مانگی تھی اور روحان کی زندگی کی دعا کی تھی...... اور جو اسی رات

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شیر خان کا فون سن کر وہ لاہور جانے کے لیے تیار نہ ہوتا اور اگر لاہور چلا ہی گیا تھا تو پھر شاہجہان کی مدد کے لیے ہی نہ جاتا تو شاید آج زندگی کا رنگ کچھ اور ہوتا لیکن تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ اس کی زندگی میں بہت سارے اگر تھے۔ اگر یہ نہ ہوتا اگر وہ نہ ہوتا تو...... لیکن ہونا تو وہی تھا جو مقدر ہو چکا تھا۔ اس صبح وہ فرحی کو بہت ساری تسلیاں دے کر لاہور روانہ ہوا تھا۔

''صرف چند ماہ کی بات ہے فرحی، شیر خان نے بتایا ہے کہ جلیل خان بہت جلد رہا ہونے والے ہیں اور پھر ہم نئے سرے سے زندگی شروع کریں گے۔''

اور ریحان کی وفات کے بعد پہلی بار اس نے فرحی کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ نمودار ہوتے دیکھی تھی۔

''کیا خان بابا رہا ہونے والے ہیں، کیا ان کی سزا ختم ہوگئی ہے؟''

''شیر خان نے یہی بتایا ہے کہ بہت جلد وہ جیل سے باہر آنے والے ہیں۔''

''ہم ایبٹ آباد نہیں جائیں گے ثمر...... ہم یہاں ہی ہاں خانیوال میں ہی رہیں گے۔ تم یہاں ہی کوئی جنرل اسٹور کھول لینا...... یہاں ریحان کی قبر ہے ناں......''

''ٹھیک ہے...... ویسے جلیل خان کے کسی بندے نے ان کے کہنے پر ہمارے لیے ایبٹ آباد میں گھر لے لیا ہے...... جب میں ریحان کو راولپنڈی لے جانے سے پہلے خان بابا سے ملا تھا تو انہوں نے بتایا تھا۔ ریحان کی پریشانی میں تمہیں بتانا یاد ہی نہیں رہا۔''

''تو کیا ہوا، خان بابا اس گھر کو فروخت کر دیں گے، مجھے تو کہیں نہیں جانا یہاں ہی رہنا ہے۔''

''ٹھیک ہے جیسے تم کہو گی ویسے ہی کریں گے۔''

اس وقت جب فرحی کہہ رہی تھی کہ اسے کہیں نہیں جانا یہاں ہی رہنا ہے تو وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ صحیح کہہ رہی تھی، اسے کہیں نہیں جانا تھا۔ اسے یہاں ہی رہنا تھا ہمیشہ اپنے ریحان کے پاس۔

لاہور پہنچ کر اس نے سب سے پہلے بیگم عبدالغفور کا مسئلہ حل کیا تھا۔ پھر بسمل خان سے معاملات طے کیے تھے اور جب ان معاملات سے فارغ ہوا تو اسے یاد آیا کہ اس نے شاہجہان بیگم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ بہت جلد چکر لگائے گا اور دیکھے گا کہ وہ اس کے لیے کیا کر سکتا ہے۔ شیر خان سے اس نے مٹھا سائیں کے متعلق ساری معلومات حاصل کرنے کو کہا تھا جو بہت جلد اسے مل گئی تھیں۔

اس نے سوچا تھا کہ وہ نرمی سے بات کرے گا اور اسے سمجھائے گا کہ اس طرح زبردستی لڑکیوں کو اٹھا لے جانا اچھی بات نہیں ہے، بھلے وہ لڑکیاں شاہی محلے کے کسی کوٹھے پر ہی کیوں نہ رہتی ہوں...... اس وقت وہ بسمل خان کو رخصت کر کے لیٹا تھا جب اسے شاہجہان کا خیال آیا تو اٹھ کھڑا ہوا۔ یقیناً شاہجہان بیگم کو انتظار ہوگا وہ کس قدر پریشان تھی اور اسے باقی معاملات نپٹانے میں کچھ دن لگ گئے تھے...... اس نے وقت دیکھا ابھی صرف رات کے آٹھ بجے تھے۔ زیادہ وقت نہیں ہوا تھا۔ اس نے اپنا ریوالور جیب میں ڈالا اور شیر خان کو ساتھ لے کر شاہجہان کے چوبارے پر پہنچ گیا...... وہاں سارے گھر میں اگربتیوں کی خوشبو تھی اور عجیب سوگواری طاری تھی پتا چلا کہ آج کومل کا چالیسواں تھا...... شاہجہان بھی سوگوار اور پریشان تھی لیکن اسے دیکھ کر کھل اٹھی۔

''دادا اگر آج تم نہ آتے تو میں صبح خود آجاتی۔''

''کیوں، کیا وہ پھر آیا تھا...... اور اس نے کچھ کہا؟''

''نہیں...... وہ تو کومل کی لاش ملنے کے بعد نہیں آیا لیکن دو دن پہلے اس کا بندہ آیا تھا۔ وہ سندری اور مینا کو لینے آیا تھا کہ ڈیرے پر گانے بجانے کا کچھ سلسلہ ہے تو انہیں بھیج دوں۔ میں نے کہہ دیا کہ ہمارے ہاں سوگ کے دنوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں گایا بجایا نہیں جاتا سو کوئل کے چالیسویں تک لڑکیاں کہیں نہیں آنے جانے کی...... کہنے کو تو میں نے کہہ دیا لیکن اب دل کو دھڑکا لگا ہوا ہے۔ بڑا برا بندہ ہے، دادا شکر ہے تم آگئے۔'' شاہجہان بیگم بیٹھ گئی تھی اور اس کے اشارے پر موراں دو موڑھے اٹھا کر لے آئی تھی۔

اس روز وہ کافی دیر تک بیٹھے تھے لیکن شاہجہان کے چوبارے پر کوئی نہیں آیا تھا۔ تب وہ شاہجہان بیگم کو تسلی دے کر چلے آئے تھے وہ وقتاً فوقتاً چکر لگاتے رہیں گے۔'' پھر بھی اگر وہ آیا اور کچھ لڑائی جھگڑے کی کوشش کی تو شیدے کو بھیج کر باہر کسی پی سی او سے فون کروا دینا ہم فوراً آجائیں گے۔'' اور پھر کئی دن گزر گئے شیر خان نے دو تین بار پتا کیا تو شاہجہان بیگم نے یہی بتایا کہ اُدھر سے نہ کوئی بندہ آیا اور نہ ہی خود مٹھا سائیں آیا ہے۔

اس روز وہ خانیوال جانے کا سوچ رہا تھا جب شیدے کا فون آگیا، وہ بے حد گھبرایا ہوا تھا۔

''دادا مٹھا سائیں نے جھگڑا کھڑا کر رکھا ہے۔ وہ سندری، مینا اور گلابی تینوں کو چند دنوں کے لیے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں...... شاہجہان بیگم نہیں جانے دے رہیں۔''

''ٹھیک ہے شیدے، ہم آدھے گھنٹے میں پہنچ رہے ہیں...... اس کے ساتھ کتنے بندے ہیں؟''

''تین ہیں سر......''

اور وہ شیر خان اور دلدار کے ساتھ ٹھیک آدھے گھنٹے بعد شاہجہان کے چوبارے کی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ اندر ہال میں قدم رکھتے ہی اس کی پہلی نظر رقص کرتی لڑکی پر پڑی تھی۔ اب پتا نہیں وہ سندری تھی یا مینا اور گلابی میں سے کوئی ایک...... سامنے گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے مٹھا سائیں بیٹھا رقص دیکھ رہا تھا اور اس کے آس پاس اس کے دو ساتھی بیٹھے تھے۔ گویا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ یا تو شاہجہان بیگم نے ہار مان لی تھی اور لڑکیوں کو ان کے ساتھ بھیجنے کے لیے تیار ہوگئی تھی۔ یا پھر وہ یہاں بھی زبردستی کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر حسبِ معمول شاہجہان بیگم کا چہرہ کھل اٹھا۔

''آیئے، آیئے دادا......'' اس نے دیکھا مٹھا سائیں کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئی تھیں اور وہ بہت غصے اور ناگواری سے شاہجہان بیگم کو دیکھ رہا تھا اور شاہجہان بیگم اسے نظر انداز کر کے اس کے سامنے بچھی جا رہی تھی۔

''شاہجہان بیگم......'' وہ یک دم دہاڑا تھا۔

''یہ کیا تماشا ہے۔''

''سائیں یہ حاتی دادا ہیں...... میرے چوبارے پر بھی، کبھی تشریف لاتے ہیں۔''

''تو......'' مٹھا سائیں نے بھویں اچکائی تھیں۔

''سمجھا دو اپنے دادا کو جس روز ہم یہاں آئیں، وہ یہاں قدم نہ رکھے۔''

''یہ حاتی دادا ہیں سائیں خانو دادا کے......''

''ایسے ''دادے'' ہمارے پیروں کی خاک چاٹتے ہیں......'' وہ تمسخر سے ہنسا تھا اور پھر اپنے آس پاس بیٹھے بندوں کی طرف باری باری دیکھا۔

''نکال باہر کرو اسے اور اس کے چیلو کو......'' اور پھر یک دم ہی ہاتھ کے اشارے سے انہیں منع کیا اور خود بھی کھڑا ہوگیا اور رقص کرنے والی لڑکی کی طرف دیکھا اور پھر اپنے بندوں سے کہا۔

''دوسری دونوں کو بھی لے آ......''

''سائیں......'' شاہجہان بیگم نے کچھ کہنا چاہا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

''بس کچھ مت کہنا...... کہا تھا تینوں کو ساتھ بھیج دے ڈیرے پر گانا بجانا ہو جائے گا پر تو اڑی لگا کر بیٹھ گئی اب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

دیکھ لے آ گئے ناں تیرے چہیتے رنگ میں بھنگ ڈالنے۔‘‘
’’نہیں سائیں، میں نے کہا ناں کہ میں لڑکیاں نہیں بھیجوں گی، گانا سننا ہے رقص دیکھنا ہے تو محفل یہاں ہی سجے گی۔‘‘ شاہجہان بیگم ایک قدم آگے بڑھی تھی۔
’’اچھا...... دیکھتا ہوں کیسے روکتی ہے لے جانے سے۔‘‘
’’سائیں پہلے بھی منت کر رہی تھی اب بھی منت کرتی ہوں۔‘‘ شاہجہان نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔
’’ابھی تو کوئل کا زخم نہیں بھرا...... کیسی جیتی جاگتی گئی تھی اور پھر......‘‘ شاہجہان کی آواز بھرا گئی تھی۔
’’کیا ہم نے مارا ہے اسے؟‘‘ اس نے ایک قہر آلود نظر شاہجہان اور پھر اس پر ڈالی تھی۔ وہ بالکل خاموش کھڑا ان کی گفتگو سن رہا تھا...... تب ہی دونوں بندے دو لڑکیوں کو بازو سے پکڑ کر تقریباً کھینچتے ہوئے اس ہال نما کمرے میں آئے تھے۔
’’چھوڑ دو ان کے ہاتھ۔‘‘ اس نے یک دم آگے بڑھ کر کہا تھا۔
’’اچھا...... ! چھوڑ دیں تمہارے کہنے پر واہ بھئی واہ...... کیا تم کسی جگہ کے بادشاہ ہو۔‘‘ ایک بندہ تمسخر سے ہنسا تھا۔
’’ہاں...... میں کہہ رہا ہوں چھوڑ دو۔‘‘ وہ ایک قدم اور آگے بڑھا تھا اور اس کا بندہ مٹھا سائیں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔
مٹھا سائیں نے کچھ اشارہ کیا اور اس نے لڑکی کا ہاتھ چھوڑ کر اس کے جبڑے پر زوردار مکا مارنا چاہا لیکن وہ جھکائی دے کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اگلے لمحے اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا...... اس نے کلائی پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا تو اس بندے کے لبوں سے چیخ بلند ہوئی اور پھر یک دم ہی وہ اندھا دھند اس پر پل پڑا...... اس کی مدد کے لیے دوسرا بندہ بھی لڑکی کا ہاتھ چھوڑ کر ان کی طرف بڑھا۔
مٹھا سائیں دلچسپی سے انہیں دیکھ رہا تھا اور ان کی لڑائی سے محظوظ ہو رہا تھا لیکن جلد ہی اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی، اس کے دونوں بندے زمین پر گرے لمبی لمبی سانسیں لے رہے تھے۔ اس کا گارڈ باہر تھا...... اس نے نفرت اور غصے سے اس کی طرف دیکھا اور دروازے کی طرف بڑھا اور اپنے گارڈ کو آوازیں دینے لگا۔
’’سنو...... آئندہ شاہجہان بیگم کے چوبارے پر قدم رکھا یا انہیں تنگ کیا تو ٹانگیں توڑ کر گلی میں پھنکوا دوں گا۔‘‘ ثمر حیات کی آواز آہستہ تھی لیکن اس میں ایک تحکم تھا...... مضبوطی تھی۔ مٹھا سائیں نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا...... اور پھر انتہائی پھرتی سے اندر آتے اپنے گارڈ کے ہاتھ سے پستول چھین کر اس کی طرف تان دیا اور اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا شیر خان نے پیچھے سے جھپٹا مار کر اس کا پستول گرا دیا اور پھر اسے پاؤں سے آگے کر دیا...... اور خود مٹھا سائیں کو ہلکا سے دھکا دیا۔
’’نکلو یہاں سے...... اور جیسا کہ دادا نے کہا ہے...... آئندہ یہاں قدم نہ رکھنا۔‘‘
سائیں مٹھا اپنے آدمیوں کے ساتھ باہر نکل گیا...... شاہجہان تھر، تھر کانپ رہی تھی، سائیں مٹھا کے باہر نکلتے ہی وہ متوحش سی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔
’’دادا کیا وہ اب نہیں آئے گا؟‘‘
’’پتا نہیں......‘‘ اس نے کندھے اچکائے تھے۔ ’’لیکن اگر آیا تو مجھے اطلاع بھجوا دینا۔‘‘
’’وہ تو ٹھیک ہے دادا...... لیکن یہ کل کلاں مجھے کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ کوئل پہلے ہی مر گئی ہے اگر وہ زبردستی لے گیا سندری اور......‘‘

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں لے کر جائے گا۔'' اس نے شاہجہان کو تسلی دی تھی۔
''میں دو بندے بھیج دوں گا، وہ باہر ہی رہا کریں گے۔ تم فکر نہیں کرو۔''
لیکن شاہجہان تو پھر بھی فکر مند تھی...... اس رات وہ شاہجہان کے روکنے کے باوجود نہیں رکا تھا اور دوسرے دن صبح وہ جلیل خان سے ملاقات کے لیے گیا اور اس نے ساری بات بتائی تو وہ پریشان ہو گیا۔
''تمہیں ان سے پنگا نہیں لینا چاہیے تھا ثمر حیات، میں باہر آتا تو دیکھ لیتا اسے...... بڑے لمبے ہاتھ ہیں ان لوگوں کے...... اب فوری طور پر شاہجہان سے ملو اور انہیں وحدت روڈ والی کوٹھی میں منتقل کر دو...... اور اسے سمجھا دینا کہ اِدھر اُدھر کسی سے ملنے اور باہر نکلنے کی ضرورت نہیں...... کچھ عرصے بعد جب معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو چاہے واپس چلی جائیں...... یہ امیر زادے کچھ دنوں میں بھول بھال کر کسی اور شغل میں لگ جائیں گے۔''
لیکن جلیل خان کا اندازہ غلط تھا وہ بھولنے والوں میں سے نہیں تھا۔ ثمر حیات نے جلیل خان نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا تھا۔ شاہجہان گھبرائی ہوئی تھی۔
''کیوں دادا...... چوبارے پر تالا لگ جائے تو اچھا نہیں ہوتا...... اِدھر اُدھر والیاں ستر باتیں بنائیں گی۔''
''بنانے دو باتیں...... خانو دادا نے تمہاری حفاظت کے لیے کہا ہے آگے تمہاری مرضی۔''
''اچھا جیسا تم کہو......'' شاہجہان جیسے بے بس سی ہو کر اپنی لڑکیوں کے ساتھ وحدت روڈ والی کوٹھی میں آ گئی تھی۔ شیر خان نے دو بندوں کی ڈیوٹی لگا دی تھی کہ وہ شاہجہان کے چوبارے کے آس پاس کچھ دن گھومتے رہیں اور ان سے پتا چلا تھا کہ سائیں مٹھا کے بندے وقفے، وقفے سے آ کر شاہجہان بیگم کے متعلق پوچھتے رہے تھے کہ وہ کہاں ہے اور جب کچھ دنوں بعد انہوں نے آنا چھوڑ دیا تو شیر خان نے بھی اپنے بندوں کو بلا لیا...... لیکن شاہجہان بیگم کو ابھی وحدت روڈ ہی رہنے دیا۔
''ابھی سال چھ مہینے اُدھر ہی رہنے کو کہا ہے دادا نے۔''
''اور ہم کھائیں گے کیا دادا...... لڑکیاں کمائیں گی نہیں تو پیٹ کا دوزخ کیسے بھریں گے دادا اور پھر میں اکیلی جان تو نہیں پورا ٹبر ہے...... سمجھو جنجال پورا ہے۔''
''تم اس کی فکر نہیں کرو شاہجہان بیگم، جب تمہاری مدد کا وعدہ کیا ہے تو سب ذمے داریاں ہماری......''
''لیکن چوبارے پر کب واپس جائیں گے؟'' شاہجہان بہت بے چین تھی۔
''ایسی ہی بات تھی تو پھر مدد مانگنے کیوں دوڑی چلی آئی تھیں۔ پتا نہیں تھا کیسا بندہ ہے وہ......؟''
''کیا بتاؤں دادا، کوئل کی موت نے مخبوط الحواس کر رکھا تھا اور پھر کیا پتا تھا یوں چوبارہ چھوڑنا پڑے گا۔'' ان دنوں شاہجہان بیگم کے چوبارے پر چھ سات لڑکیاں تھیں۔

Downloaded From
Paksociety.com

''پاپا...... پاپا......''
عظام نے ثمر حیات کے قریب آ کر بے قراری سے پکارا تو اس نے چونک کر سر اٹھایا۔
''کیا بات ہے عظام...... رواحہ تو ٹھیک ہے ناں......؟'' وہ بے چین ہو گیا تھا۔
''پاپا میں رتی کو پارکنگ تک چھوڑنے گیا تھا اور میں نے دیکھا پولیس آ گئی ہے اور رواحہ تو ابھی بیان نہیں دے سکتا۔''
''ٹھیک ہے تم، جاؤ رواحہ کے پاس میں دیکھ لوں گا۔''
وہ اٹھا لیکن پھر وزیٹرز روم میں آتے شخص کو دیکھ کر وہ ٹھٹک کر وہاں ہی رک گیا تھا۔

(جاری ہے)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM



تقدیر

ناہید سلطانہ اختر

اپنے نئے ادارۂ تعیناتی میں ڈیوٹی جوائن کرنے کے بعد جن ساتھیوں سے میرا سابقہ پڑا ان میں قدیرہ بھی شامل تھی۔ قدیرہ اور اپنے سابق ادارے کی ساتھی...... امت القدیر کے ناموں میں قدرے یکسانیت اور ان کے حالات وعادات میں مماثلت پر مجھے خوشگوار حیرت ہوئی۔

قدیرہ کی طرح امت القدیر بھی بوٹے سے قد کی خوش شکل اور جامہ زیب لڑکی تھی۔ دونوں نہایت خوش اخلاق، مہذب، موقع شناس اور خوش سلیقہ تھیں۔ دونوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بی اے بی ایڈ تھیں۔ اپنے فرائضِ منصبی انتہائی ذمے داری اور خوش دلی سے سرانجام دیتیں۔ دونوں اپنے طلبہ اور ان کے والدین میں غیر معمولی مقبول اور پسندیدہ تھیں۔ دونوں کا ہی تعلق خوشحال گھرانوں سے تھا۔ والدین کا ان کے انتقال ہو چکا تھا۔ دونوں اپنے، اپنے گھرانوں کی آخری بن بیاہی بہن تھیں اور ہر دو کی اپنے ایک غیر شادی شدہ بھائی سے گہری انسیت تھی اور دونوں ہی کے بھائی اپنی اس آخری بہن کی شادی ہونے تک خود بھی شادی پر آمادہ نہیں تھے۔ حسنِ اتفاق دونوں ہی لڑکیوں کے بھائی اعلیٰ تعلیم یافتہ، سرکاری عہدے دار اور معاشی طور پر نہایت مطمئن تھے۔ قدیرہ اور امت القدیر کے حالات میں یہ مماثلت محض اتفاق سہی مگر میرے لیے غیر معمولی دلچسپی کا باعث بن گئی تھی۔

امت القدیر کے بھائی ریحان علی سے میری بارہا ملاقات رہی تھی۔ بے حد نفیس اور مہذب انسان تھا۔ فنانس میں ہمارے ادارے کو جب کوئی مسئلہ یا دقت درپیش ہوتی اسی کے توسط سے ہماری مشکل آسان ہو جاتی۔ ملازمت کے علاوہ ریحان علی نے نئی اور پرانی گاڑیوں کی خرید و فروخت کے لیے شہر کے ایک معروف کاروباری علاقے میں اپنا شوروم بھی بنا رکھا تھا۔ امت القدیر کی اپنے بھائی کے ہمراہ آئے دن نت نئی گاڑیوں میں اپنے جائے کار تک آمد و رفت اس کے بھائی کے اسی کاروبار کی مرہونِ منت تھی۔ ریحان علی صبح کو اپنے دفتر جاتے ہوئے بہن کو اس کے دفتر اتار دیتا اور دوپہر کو لنچ کے وقت میں اسے پک کر کے گھر چھوڑنے کے بعد دوبارہ اپنے دفتر چلا جاتا۔ بھائی بہن کے درمیان غیر معمولی محبت تھی۔ امت القدیر بڑی شان سے بھائی کے ساتھ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر آتی جاتی، مجھے امت القدیر کی قریبی دوستوں کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ امت القدیر کا بھائی اس کی شادی ہونے تک اپنی شادی کا معاملہ قطعاً ملتوی کیے ہوئے تھا۔ رشتے دونوں کے ہی آتے تھے مگر امت القدیر کا بھائی اپنی پانچ بہنوں میں سے ایک کا گھر بگڑ جانے کے باعث امت القدیر کی شادی بہت چھان پھٹک کر کرنا چاہتا تھا۔ خود ریحان علی کے لیے بھی اپنے پرایوں میں بہت سے اسے اپنی دامادی میں لینے کے طلبگار تھے مگر اس کا کہنا تھا کہ پہلے امت القدیر کی شادی ہو گی پھر وہ اپنے بارے میں سوچے گا۔

قدیرہ اور اس کے بھائی امتیاز احمد کے بھی کم و بیش یہی حالات تھے۔ امتیاز وزارتِ اوقاف کا ملازم تھا۔ شہر کے ایک بڑے کاروباری علاقے میں اس نے جدید مردانہ ملبوسات اور جوتوں کی دکان کھول رکھی تھی۔ اس کا آؤٹ لیٹ خاصا معروف تھا اور انتہائی معقول آمدنی کا ذریعہ بھی...... امتیاز احمد بھی بہن کو ہر روز صبح اس کی جائے کار تک ڈراپ کرنے اور واپسی پر پک کرنے کے لیے آتا۔ قدیرہ کی شادی ہونے تک اس کا بھائی بھی اپنی شادی سے انکاری تھا۔ سوئے اتفاق قدیرہ کی ایک بڑی بہن کو بھی اس کے شوہر نے طلاق دے دی تھی۔ اس کے دو بچے تھے جو ماں کے ساتھ اب ماموں اور خالہ کے گھر میں رہ رہے تھے۔ امتیاز احمد اپنی ایک بہن کا گھر ٹوٹنے سے اتنا دل برداشتہ تھا کہ قدیرہ کی شادی وہ بہت دیکھ بھال کر کسی اچھے انسان سے کرنا چاہتا تھا۔ قدیرہ کے لیے اچھے شریکِ زندگی کی تلاش میں امتیاز احمد نے اپنی شادی بھی موخر کر رکھی تھی۔

اپنے نئے مقامِ تعیناتی پر فرائضِ منصبی سنبھالنے کے بعد قدیرہ اور امت القدیر کے حالات کی اس یکسانیت نے میرے دل میں ایک نئی تحریک کو ہوا دی۔ میں نے پہلے امت القدیر سے بات کی۔

''امتل...... ! یہاں میرے نئے ساتھیوں میں ایک لڑکی ہے قدیرہ...... جس کے والدین حیات نہیں۔ ایک بھائی ہے جو اس کا ویسے ہی خیال رکھتا ہے جیسے تمہارا بھائی تمہارا خیال رکھتا ہے۔ اپنی ایک بہن کو طلاق ہو جانے کے بعد وہ اپنی اس دوسری بہن کو جو میرے ساتھ کام کرتی ہے بہت دیکھ بھال کر بیاہنا چاہتا ہے۔ میں نے تمہارے بھائی کو دیکھ رکھا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے۔ قدیرہ مجھے تمہارے بھائی کے لیے نہایت مناسب معلوم ہوتی ہے۔''

''میڈم جی......! آپ کو تو پتا ہے ناں بھائی کے لیے رشتوں کی کوئی کمی نہیں......بس وہ میرے چکر میں اپنے لیے بھی دیر کر رہے ہیں۔'' امت القدیر نے کہا۔

''آ رہی ہوں...... میں اسی طرف آ رہی ہوں احتل...... میں نے قدیرہ کے بھائی کو بھی دیکھا ہے۔ ایک بار ملی بھی ہوں...... بات چیت بھی کی ہے، بہت مہذب سا انسان ہے۔ اور قدیرہ بھی تمہاری طرح بہت سمجھدار اور اپنے بھائی، بہن سے غیر معمولی انس رکھنے والی لڑکی ہے...... تم اگر کہو تو میں قدیرہ سے تمہارے اور تمہارے بھائی کے بارے میں بات کروں...... قدیرہ کے بھائی سے تمہاری اور تمہارے بھائی سے قدیرہ کے رشتے کی بات ہو جائے تو کیسا رہے گا؟''

''میڈم...... مجھے تو گھر میں خود بات کرتے شرم آئے گی...... میں آپ کو بھائی کا نمبر دیتی ہوں...... یا پھر باجی کا نمبر...... آپ ان سے بات کرلیں اور وہ بھائی سے بات کرلیں گی۔''

''ٹھیک ہے......تم مجھے نمبر دو۔''

امت القدیر نے مجھے اپنی بہن کا نمبر دے دیا۔ میں نے ان سے بات کی وہ بہت خوش ہوئیں اور شکر گزار بھی...... بھائی سے بات کر کے مجھے جواب دینے کا وعدہ کیا تاکہ میں قدیرہ کے گھر والوں سے رشتے کی بات چلا سکوں۔ احتل کی طرف سے جواب ملنے تک میں نے قدیرہ سے بھی سرسری بات کرلی۔ قدیرہ نے اپنے گھر والوں سے بات کر کے مجھے ان کی آمادگی کا عندیہ دیا۔ امت القدیر کی بہن نے بھی بھائی سے بات کر کے قدیرہ کے گھر والوں سے رشتے کی بات چلانے پر آمادگی ظاہر کی۔ میں نے دونوں خاندانوں کی باہم ملاقات کروائی۔ اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا اور مزید بات چیت براہِ راست ہی کرنے کا مشورہ دے کر درمیان سے ہٹ گئی۔ تاہم امت القدیر کو دبی زبان

سے گلہ تھا کہ قدیرہ کا بھائی اس کے بھائی سے اپنی بہن کے رشتے میں تو خاصا سرگرم تھا مگر خود احتل سے اپنے رشتے کے سلسلے میں کوئی خاص دلچسپی ظاہر نہیں کر رہا تھا۔ کم و بیش یہی شکایت قدیرہ کو بھی اس کے بھائی کے سلسلے میں تھی۔ میں نے دونوں کو تسلی دی۔

ایک روز قدیرہ کی باجی نے مجھے فون کیا اور کہا۔ ''میڈم! بھائی نے لڑکے کے بارے میں مکمل چھان بین کرلی ہے۔ مطمئن ہیں۔ آپ احتل قدیر کے گھر والوں سے کہہ دیں۔ جب چاہیں قدیرہ کے رشتے کی بات پکی کرنے آ جائیں۔''

''اور آپ کے بھائی سے احتل کی بھی۔'' میں نے کہا۔

''وہ......میڈم...... بھائی چاہتے ہیں...... پہلے قدیرہ کی ہو جائے۔''

''احتل کے گھر والے بھی یہی چاہیں گے کہ پہلے احتل کی بات ہو جائے۔''

''میڈم پہلے بہن کی ہو جائے۔'' قدیرہ کی بہن نے کہا۔

قدیرہ کی بہن کے لہجے سے مجھے یہ اندازہ کرنے میں دشواری نہ ہوئی کہ وہ امت القدیر کے بھائی سے اپنی بہن کے رشتے میں تو انٹرسٹڈ تھیں مگر اپنے بھائی سے احتل کے رشتے کے سلسلے میں وہ قدرے سرد مہری کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔

''بہتر ہوگا آپ یہ بات براہِ راست ان سے کریں۔'' میں نے قدیرہ کی بہن سے کہا۔

''میڈم رشتے کی بات آپ ہی کے توسط سے شروع ہوئی تھی، آپ ہی کے توسط سے بات چیت پکی ہو جائے تو ہمیں بہت خوشی ہوگی۔''

''مجھے نہایت خوشی ہوگی اگر رشتہ آپ دونوں خاندانوں کی براہِ راست بات چیت سے طے پائے۔'' میں نے قدیرہ کی بہن کی نیت بھانپ کر کہا۔

''ٹھیک ہے میڈم......''

میں قدیرہ کی طرف سے تازہ صورتِ حال کی منتظر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھی کہ امت القدیر کا بھائی ریحان علی مجھ سے ملنے آ گیا۔

”میڈم آپ کا بہت، بہت شکریہ...... امثل کے لیے آپ نے جو رشتہ بتایا ہے ہمیں پسند ہے۔ آپ ان لوگوں سے پوچھ لیں۔ رشتہ طے کرنے کے لیے جب آنا چاہتے ہیں۔“

”آپ بتائیں آپ قدیرہ کا رشتہ کب لے کر جانا چاہتے ہیں؟“ میں نے پوچھا۔ اس نے پہلو بدلا...... کھنکھارا پھر معذرت خواہانہ لہجے میں بولا۔

”میڈم وٹہ سٹہ نہ ہو تو بہتر ہوتا ہے۔“

”مگر...... آپ کی اور ان لوگوں کی تو بات ہی اس نکتے سے شروع ہوئی تھی کہ قدیرہ کے لیے آپ اور آپ کی بہن کے لیے قدیرہ کے بھائی کا رشتہ......“ میں نے گویا نکتہ اعتراض اٹھایا۔

”جی میڈم......“ وہ کچھ جھینپ کر بولا۔ ”لیکن اگر صرف امثل ہی کا رشتہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ میں...... میں اپنی شادی میں کچھ وقفہ رکھنا چاہتا ہوں۔“

”ریحان علی صاحب اگر وہ لوگ بھی یہیں چاہیں؟“ میں نے کہا۔

”کیا مطلب میڈم؟“ وہ چونکا۔

”میرا مطلب ہے وہ بھی اگر صرف اپنی بہن کے رشتے میں دلچسپی رکھتے ہوں تو؟“

”یعنی......؟“

”یعنی وہ بھی اگر یہی چاہیں کہ قدیرہ کا اور آپ کا رشتہ ہو جائے بس......“

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“

”تو وہ کیسے ہو سکتا ہے جو آپ چاہتے ہیں۔“ وہ مجھے گومگو نظروں سے دیکھنے لگا پھر گھگھیا کر بولا۔

”میڈم آپ میری بہن کا رشتہ کرا دیں، میں ساری عمر آپ کا ممنون رہوں گا...... والدین حیات نہیں، اب وہ میری ذمے داری ہے مجھے اس کی بہت فکر رہتی ہے۔“

”ریحان علی صاحب! یہی مسئلہ ان لوگوں کا بھی ہے...... میں نے جو اس معاملے میں دلچسپی لی صرف اسی لیے کہ امثل اور قدیرہ دونوں ہی لڑکیاں بہت اچھی ہیں۔ اور خوش قسمتی سے دونوں ہی کو چاہنے والے بھائیوں کی سرپرستی میسر ہے۔ میرا خیال تھا کہ یکساں حالات اور مسائل کی بنا پر دونوں گھرانے ایک دوسرے کے مسائل بٹانے کی کوشش کریں گے لیکن اِدھر آپ صرف اپنی بہن کی شادی کا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں اور اُدھر ان کی بھی کچھ یہی سوچ ہے۔ جب آپ دوسرے کا مسئلہ محسوس نہیں کر رہے تو دوسرا آپ کا مسئلہ حل کرنے میں آپ کا مددگار کیوں ہوگا بھلا!“

”دیکھ لیں میڈم...... میری کچھ مجبوریاں ہیں جن کے پیش نظر میں فی الحال شادی کا ارادہ نہیں رکھتا۔“

”ٹھیک ہے...... ٹھیک ہے ریحان صاحب......“ میں نے سرد مہری سے کہا۔

”میڈم......! آپ امثل کے لیے کوشش کر کے دیکھ لیں۔“ اس نے دبی زبان سے کہا۔

”سوری ریحان صاحب......! میرے لیے امثل اور قدیرہ دونوں ہی یکساں اہم ہیں۔ میں ان لوگوں سے کس زبان سے کہوں کہ آپ کا مسئلہ تو وہ حل کر دیں ان کا مسئلہ برقرار رہے۔“

”مجھے اجازت ہے میڈم؟“ وہ چند ثانیے خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے اٹھنے کا قصد کیا۔

”آپ کے آنے کا شکریہ...... میری کوئی بات ناگوار لگی ہو تو معذرت...... لیکن میں بنا لگے لپٹے صاف بات شاید اس لیے کر سکی کہ آپ دونوں گھرانوں کے اس معاملے سے میرا کوئی مفاد یا مجبوری وابستہ نہیں ورنہ شاید میں بھی گھما پھرا کر بات کر رہی ہوتی۔“

”گھمانے پھرانے کی بات نہیں میڈم۔“ اس کے تیور اچانک بدل گئے۔ ”انسان کی کچھ مجبوریاں بھی ہو سکتی ہیں۔“

”دوسرے کی بھی مجبوریاں ہو سکتی ہیں۔“

”او کے میڈم......!“ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ”تھینک یو ویری مچ۔“ اس نے نظریں چرا رکھی تھیں۔ شاید امثل میری ماتحت نہ رہی ہوتی تو وہ اس وقت مجھے زہر خند نظروں سے گھور رہا ہوتا۔

بات جہاں سے چلی تھی وہیں آ کر ختم ہو گئی۔ میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

نے امثل اور قدیرہ سے اپنے تعلقات میں سر مو فرق نہ آنے دیا۔ نہ ان کے بارے میں اپنی رائے کو متاثر ہونے دیا۔ دونوں اچھی لڑکیاں تھیں اور میں دونوں کے نیک مستقبل کی اب بھی اسی قدر خواہاں تھی جیسا کہ پہلے۔

☆☆☆

پہلے امت القدیر کی شادی ہوئی ایک سول انجینئر کے ساتھ۔ اس نے مجھے بھی شادی میں مدعو کیا مگر میں اپنی نجی مصروفیات کے باعث اس کی شادی میں نہ جا سکی۔ البتہ مجھے اس کے ساتھیوں سے جو کبھی میرے رفقائے کار بھی رہے تھے۔ شادی کی خاصی تفصیلات سننے کو ملیں۔ امثل ایک خوش حال اور بڑی سسرال میں بیاہ کر گئی تھی۔ ساس، سسر، تین نندیں، چار دیور، ایک نند شادی شدہ تھی۔ باقی دو نندیں اور چار دیور کنوارے...... سب ہزار گز کے بنگلے میں رہتے تھے۔ سنا بڑی پرتعیش زندگی تھی ان سب کی۔ مجھے خوشی ہوئی امثل اپنی خوبیوں کے باعث ایک اچھی سسرال میں جانے کا استحقاق رکھتی تھی۔ کچھ عرصے بعد سننے میں آیا امثل کے بھائی ریحان علی کی شادی بھی اس کے افسر اعلیٰ کی بیٹی سے ہوگئی تھی جو امریکی شہریت رکھتی تھی اور شادی کے بعد اپنے شوہر کو بھی امریکا ہی منتقل ہوئے دیکھنے کی آرزومند تھی۔

قدیرہ کی شادی خاصی تاخیر سے ہوئی اور اس دوران اس کے بھائی نے شادی کرلی۔ اب قدیرہ اکثر خود ہی اپنی جائے کار پر آتی جاتی، بھائی کی طرف سے لانے لے جانے کا سلسلہ تقریباً موقوف ہی ہوگیا۔ پھر قدیرہ کی بھابی کی تنگ مزاجی کے قصے ساتھیوں میں گردش کرنے لگے۔

”توبہ، توبہ! قدیرہ کی بھابی ایسی نخریلی کہ کیا کہا جائے۔“

”بیچاری قدیرہ اور اس کی بہن کا ناطقہ بند کردیا ہے قدیرہ کی بھابی نے۔“

”ارے قدیرہ اور اس کی بہن بھی کم نہیں ہوں گی۔“

”اپنی بیٹی اور دوسرے کی بہو ہر ایک کو مظلوم لگتی ہے۔“ جتنے منہ اتنی قیاس آرائیاں، اتنی ہی باتیں۔

قدیرہ نے محکمے سے لون لیا اور اپنی جمع پونجی لون میں ملا کر ایک مکان خرید لیا۔ ارادہ پہلے یہ تھا کہ وہ اور اس کی مطلقہ بہن اپنے بچوں کے ساتھ اس گھر میں رہیں گی لیکن بھائی کو غیرت آئی کہ دنیا کیا کہے گی بہنوں کو اکیلا چھوڑ دیا سو اس نے قدیرہ کو وہ خریدا گیا مکان کرائے پر چڑھانے اور ایڈوانس سے آبائی گھر کی بالائی منزل پر ایک رہائشی یونٹ تعمیر کروا کے بہن اور اس کے بچوں کے ساتھ اس میں منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ ایک گھر میں بھی رہیں گے اور الگ، الگ...... اس کی بیوی سے ان دونوں بہنوں کی روز، روز کی نکا فضیحتی بھی ختم ہو جائے گی۔ قدیرہ نے اپنی قریبی ساتھیوں کے ساتھ مجھ سے بھی اس سلسلے میں مشورہ کیا۔ سبھی نے بھائی کی رائے کو صائب قرار دیا۔

قدیرہ نے اپنا نو خرید کردہ مکان کرایہ پر اٹھا دیا اور چھ ماہ پیشگی کرایہ سے حاصل ہونے والی رقم میں کچھ اور رقم ملا کر اپنے آبائی گھر کی چھت پر ایک کمرا، کچن اور باتھ روم تعمیر کروا کے بہن اور اس کے بچوں کے ساتھ بھائی بھاوج سے علیحدہ رہنے لگی۔

میرا ایک کزن کہا کرتا ہے کہ ”سسرال میں ایک بہو کا سب سے بڑا مسئلہ اس کا اور سسرال والوں کا مشترکہ کچن ہوتا ہے۔ بہو، بیٹے اور سسرال والوں کا کچن علیحدہ ہو تو مسائل آدھے رہ جاتے ہیں۔“

قدیرہ اور اس کی بہن نے اپنا کچن بھائی کے گھر سے جدا کیا تو مسائل قدرے کم ہوگئے۔ مکان کرائے پر چڑھا دینے سے اسے اتنی آمدنی ہونے لگی کہ محکمے سے لیے گئے قرض کی ماہانہ قسط بھی آسانی سے ادا ہو جاتی اور تنخواہ کے ساتھ کچھ اضافی آمدن بھی مل جاتی۔

قدیرہ کا مکان جن لوگوں نے کرایہ پر لیا وہ اوسط درجہ گھرانا تھا۔ کرایہ دار کا ایک کنوارا برادرِ نسبتی بھی بہن کے ساتھ رہتا تھا جس کے بارے میں اس کی بہن نے قدیرہ کا مکان کرایہ پر لینے کے بعد بتایا کہ وہ پراپرٹی ڈیلر تھا۔ قدیرہ کو مکان کرایہ پر چڑھائے تین چار ماہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہی گزرے تھے کہ قدیرہ کی کرائے دار خاتون نے اپنے بھائی سے قدیرہ کے رشتے کی بات چلادی۔ قدیرہ نے مجھے بتایا تو میں نے اس سے مشورتاً کہا۔

''گھر والوں سے کہنا اچھی طرح دیکھ بھال کر فیصلہ کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری کرایہ دار تمہارے مکان کی لالچ میں آگئی ہو۔''

''ایسا لگتا تو نہیں میڈم......'' قدیرہ نے کہا۔

''لوگوں کی نیت کا کچھ پتا نہیں ہوتا قدیرہ۔''

''آپ ٹھیک کہتی ہیں۔ میں باجی سے کہہ دوں گی...... بھائی تو بہت خوش ہیں رشتہ آنے پر۔''

''خدا بہتر کرے...... استخارہ ضرور کرلینا۔''

''اوکے میڈم جی۔''

قدیرہ نے استخارہ کیا مگر بقول اس کے اسے تو کوئی اشارہ نہ ملا مگر مجھے آج بھی یقین ہے کہ قدیرہ کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہوگی۔

قدیرہ کی شادی بھی ہوگئی...... رخصت ہوکر وہ اپنے ہی گھر میں گئی۔ جہاں اس کی نند کرایہ دار تھی اور بھائی بھی اسی کے ساتھ رہ رہا تھا۔ پندرہ دن کی چھٹی گزار کر قدیرہ ڈیوٹی پر واپس آئی تو اپنے شوہر کی تعریف میں رطب اللسان تھی۔

''اتنے شریف اور نیک آدمی ہیں میرے ہسبینڈ کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتی۔ میرا تو بچوں کی طرح خیال رکھتے ہیں۔ صبح اپنے ہاتھوں سے چائے بنا کر دیتے ہیں مجھے۔''

زیادہ نہیں دوسرے ہی مہینے قدیرہ پر اپنے شوہر اور اس کی بہن کی قلعی کھلنے لگی۔ قدیرہ کو اس کی نند کی طرف سے مکان کا کرایہ ملنا بند ہوگیا۔ اس نے دبی زبان سے شوہر سے کرایہ کے سلسلے میں تقاضا کیا تو وہ بولا۔

''تم خود بھی تو اس گھر میں رہ رہی ہو...... کیا تم بھی کرایہ دو گی؟''

''ہمارے استعمال میں صرف ایک کمرا ہے باقی سارا گھر تو آپ کی بہن اور ان کی فیملی کے استعمال میں ہے۔''

''تمہارے گھر کی صفائی ستھرائی اور دیکھ بھال کرتے ہیں یہ لوگ...... تمہیں پکا پکایا کھانا ملتا ہے۔''

''یہ کام تو ایک فل ٹائم ملازمہ سے بھی لے سکتی ہوں میں...... صرف پانچ ہزار مہینہ میں...... جبکہ اس گھر کا کرایہ بیس ہزار ہے۔''

''کیا کہنا چاہتی ہو تم......؟'' وہ غرایا۔

''میں نے گھر خریدنے کے لیے آفس سے لون لے رکھا ہے۔ مجھے اس کی قسط بھی دینی ہوتی ہے۔''

''تمہاری تنخواہ کتنی ہے؟''

قدیرہ اس سوال پر اپنے شوہر کا منہ دیکھنے لگی۔

''مجھے بتایا گیا تھا سترہ گریڈ میں ہو...... ٹھیک ٹھاک تنخواہ لے رہی ہوگی، لون اپنی تنخواہ سے نہیں دے سکتیں کیا؟''

قدیرہ شاکڈ رہ گئی۔

''کیوں دوں میں اپنی تنخواہ سے لون...... میں نے مکان اسی لیے کرایہ پر اٹھایا تھا کہ قرضے کی قسط بھی جاتی رہے گی...... بچت بھی ہوجایا کرے گی۔ چلیں بیس نہ سہی پندرہ تو دیں آپ کی بہن...... پانچ میں یہ سمجھوں گی کہ ہم اپنے ایک کمرے کا کم کرکے لے رہے ہیں۔''

''اچھا تو تمہارے خیال میں ...... اب میں تمہارے کہنے پر اپنی بہن بہنوئی سے مول تول کروں گا...... کیا سوچے گا میری بہن کا شوہر......''

''بھئی وہ اگر کہیں اور رہیں تب بھی تو کرایہ دیں گے ہی ناں۔'' قدیرہ بولی۔

''کیوں رہیں کہیں اور...... جب یہ گھر ہے تو کیوں رہیں وہ کہیں اور......''

''گھر میرا ہے۔''

''بہن میری ہے۔''

''آپ کی بہن اور ان کی فیملی کی رہائش کا ٹھیکا نہیں اٹھا رکھا میں نے۔''

''اے ذرا زبان سنبھال کر بات کرو...... اپنی بہن کی میں ماں کی طرح عزت کرتا ہوں۔ ان کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خلاف کوئی بدتمیزی برداشت نہیں کر سکتا۔"

"میں بدتمیزی تو نہیں کر رہی...... اصول کی بات کر رہی ہوں...... وہ میرے گھر میں کرایے پر رہ رہی ہیں انہیں کرایہ دینا چاہیے...... پورا نہ سہی کچھ کم کر کے ہی سہی۔"

"وہ ایک پیسہ نہیں دیں گی۔"

"کیوں......؟"

"کیونکہ تم میری بیوی ہو...... تمہاری ہر چیز میری ہے...... میں اگر اس گھر میں اپنی بہن اور ان کی فیملی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر اعتراض کرو گی تو......"

"تو......؟"

"تمہارا اور میرا راستہ جدا ہوگا...... جانتی ہو ناں ایک طلاق یافتہ عورت کی کیا حیثیت ہوتی ہے سوسائٹی میں۔"

قدیرہ اس کا منہ دیکھتی رہ گئی۔

"عمر ڈھلنے کے بعد تو تمہیں میں ملا ہوں...... اس خوش فہمی میں نہ رہنا کہ دوسرا آسانی سے مل جائے گا۔" وہ مسکرایا۔

"کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں آپ۔"

"سچ کڑوا ہوتا ہے...... میرے ساتھ رہنا ہے تو چپ کر کے رہتی رہو، ورنہ انجام یہی ہوگا جو میں نے کہا۔"

بات صرف اتنی ہی نہیں رہی...... قدیرہ کے شوہر نے اس کی تنخواہ اپنے ہاتھ میں لینے کا مطالبہ بھی کر دیا۔

"کیوں دوں میں آپ کو اپنی تنخواہ؟" قدیرہ نے احتجاج کیا۔

"کیونکہ میں تمہارا شوہر ہوں...... مجھے گھر چلانا ہوتا ہے۔"

"گھر چلانا آپ کی ذمے داری ہے، میری نہیں۔"

"تو گھر بیٹھو...... جو میں دوں وہ کھاؤ...... جو دوں وہ پہنو...... میری بہن کو دیکھتی ہو کیسے گزارہ کرتی ہیں۔"

کتاب سے پہلے دل کھولیں

یہ آنکھوں سے ہی نہیں دل سے پڑھی جانے والی کتاب ہے۔

دوتارا

محی الدین نواب

اے!
تُو نہ رہی تو کچھ نہ رہے گا
اے!
ساز تو رہیں گے
چوڑیوں کا ترنم نہ رہے گا
رنگ تو ہوں گے
حنا کی لالی نہ ہوگی
ہوا میں تیرے آنچل کی
خوشبو نہ ہوگی
جمنا کا کنارہ ہوگا
تاج محل نہ ہوگا
یہ کائنات گونگی بہری
سات سُروں سے خالی ہوگی
ایک کُن کا حُسن
تجھ سے ہی دائم قائم ہے
اے!
تُو نہ رہی تو کچھ نہ رہے گا

●

جانے کیسے اچانک کس موڑ پہ مُڑ گئی
کانٹے پہریدار تھے پھر بھی خوشبو اُڑ گئی

قیمت: 300 روپے

کتاب ملنے کا پتہ

پلاٹ نمبر A-1، قطار B
دکان نمبر 3، گلشن غزالی، ملیر ہالٹ، کراچی
طٰہٰ پبلیکیشنز فون: 03032310105

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اپنی بہن سے مقابلہ نہ کیا کریں میرا۔"

"تم میں کوئی سرخاب کے پر لگے ہیں...... وہ بھی عورت ہیں تم بھی عورت ہو۔"

"وہ پڑھی لکھی اور اپنے پیروں پر نہیں کھڑی ہیں۔"

"تم بھی اپنے پڑھے لکھے ہونے کا زعم ایک طرف رکھو اور گھر بیٹھ جاؤ۔"

"آپ کا کوئی مستقل روزگار ہوتا تو میں ایسا کرلیتی...... شادی سے پہلے یہ بتایا کہ اپنا پراپرٹی کا کاروبار ہے، لاکھوں آمدن ہے، اب خود ہی کہتے ہیں میں تو وہاں ملازم ہوں پچیس ہزار ماہانہ تنخواہ ملتی ہے۔"

"پچیس ہزار بھی نہیں...... کوئی سودا ہو جائے تو اسٹیٹ ایجنسی کا مالک اپنے کمیشن میں سے تھوڑے بہت پیسے مجھے بھی دے دیتا ہے...... سودا نہ ہو تو بعض دفعہ دو، دو مہینے سوکھے گزر جاتے ہیں۔"

قدیرہ کے ہوش اڑ گئے۔ کہاں شادی کی بات چیت کے وقت لاکھوں آمدن کی بات کہاں شادی کے بعد پچیس ہزار ماہانہ آمدنی کا بیان...... اور اب یکا یک دو، دو مہینے سوکھے گزرنے کا انکشاف......

قدیرہ نے مجھے جب یہ سب بتایا تو مجھے انتہائی افسوس ہوا۔ اچھی بھلی لڑکی کا مقدر کہاں پھوٹ گیا تھا۔

آنے والے دنوں میں قدیرہ کے شوہر کے جوہر مزید کھل گئے۔ وہ نکھٹو، لالچی اور بدفطرت آدمی تھا۔ قدیرہ پر طرح، طرح کے عیب لگا کر اس نے اسے بلیک میل کرنا شروع کر دیا۔ کبھی اس کے بوٹے قد کا مذاق اڑاتا، کبھی اس کے گھر والوں کو برا بھلا کہتا، کبھی اس کے خاندان کو نیچ قرار دیتا، کبھی اس کی کردار کشی شروع کر دیتا۔ اس کی تنخواہ ہتھیانے کے لیے طرح، طرح کے حربے آزماتا۔ قدیرہ کے گھر پر اس کی بہن کا راج قائم ہو چکا تھا۔

"کیا کروں میڈم...... میں تو بری طرح پھنس گئی ہوں...... میرا اپنا گھر میرا نہیں رہا...... شوہر بدکماؤ اور سخت لالچی طبیعت کا آدمی ہے...... بھائی کے گھر جا کر میں بیٹھ نہیں سکتی وہاں بھابی نے میری باجی اور ان کے بچوں کا رہنا ہی مشکل کر رکھا ہے...... شوہر سے کچھ کہتی ہوں تو وہ طلاق دینے کی دھمکی دیتا ہے۔ باجی کا حال دیکھ کر میں طلاق کے نام سے بھی ڈرتی ہوں۔"

قدیرہ ایک روز میرے سامنے رو پڑی۔ "آپ مجھے مشورہ دیں۔"

میں اسے کیا مشورہ دے سکتی تھی...... وہ تو اپنی طلاق یافتہ بہن کے حالات دیکھ کر ہی طلاق کے نام سے خائف تھی۔ میں نے اچھی بھلی، مضبوط اور مستحکم عورتوں کو طلاق کے بعد ٹوٹتے اور بکھرتے دیکھ رکھا تھا۔

"دعا کرو قدیرہ کہ خدا تمہارے شوہر کو تمہارے حق میں ایک اچھا انسان بنا دے۔" میں نے قدیرہ سے کہا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر مجھے امت القدیر اور اس کا بھائی یاد آ گئے۔ کاش احمل کے بھائی نے خودغرضی نہ دکھائی ہوتی تو قدیرہ کا مقدر یوں نہ پھوٹا ہوتا۔

مگر خودغرضی تو قدیرہ کے بھائی نے بھی دکھائی تھی۔ احمل کا نصیب اچھا تھا جو وہ ایک اچھے آدمی سے بیاہی گئی تھی۔

☆☆☆

قدیرہ کی شادی کو دو سال گزر گئے۔ اب اس کے شوہر نے اسے بانجھ ہونے کا طعنہ دینا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ قدیرہ کی میڈیکل رپورٹس اسے ماں بننے کا اہل قرار دیتی تھیں بس اللہ کی دین تھی جسے چاہے دے اور جب چاہے دے یا نہ دے۔ مگر جاہل اور بے شعور مرد یہ بات کب جانیں۔ کیا عجب کہ قدیرہ کا شوہر خود ہی بانجھ پن کا شکار ہو۔

میں عمرہ کرنے گئی تو صحنِ حرم میں میری غیر متوقع طور پر امت القدیر سے ملاقات ہو گئی۔ وہ بہت بدل گئی تھی۔ رنگت جھلسی ہوئی، آنکھوں کے گرد حلقے، رخساروں پر جھائیاں وہ بہت تھکی، تھکی دکھائی دیتی تھی...... گرمجوش معانقے کے بعد ہم صحنِ حرم میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ میرا خیال تھا کہ وہ عمرہ

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرنے پاکستان سے سعودی عرب آئی ہو گی لیکن اس نے بتایا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ دمام میں مقیم تھی۔ پہلے نہیں دوسرے شوہر کے ساتھ...... پہلے شوہر سے اس کی شادی کے دو سال بعد ہی علیحدگی ہو گئی تھی۔ اپنے ماں، باپ کی سب سے بڑی اولاد ہونے کے باعث اس شخص کے مزاج میں بلا کی مطلق العنانی تھی۔ اپنے سامنے وہ کبھی کسی کو خاطر میں لاتا، نہ اپنے سامنے کسی کی بات چلنے دیتا۔ اپنے گھر کی حد تک تو اس کی مطلق العنانی روا سمجھی جا سکتی تھی مگر اس نے امتل کے میکے میں بھی اپنے حکم کا سکہ چلانے کی کوشش کی۔ امتل کے گھر والوں نے اسے اس کی حد میں رکھنا چاہا تو اس نے ایک روز بنا کسی خطا کے امتل کو کھڑے، کھڑے طلاق دے کر اپنے گھر سے نکال باہر کیا۔ اور پانچ ماہ کا بچہ اس سے چھین لیا۔ امتل کے بھائی کی شادی ہو چکی تھی اور وہ اپنی بیوی کے پاس امریکا جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ امتل نے شوہر سے بچہ لینے کے لیے عدالت سے رجوع کرنا چاہا تو بھائی نے کہا۔

''بچہ لے کر تم کہاں پھرو گی...... رہنے دو اس کے باپ کے پاس بڑا ہو گا تو خود تمہارے پاس آئے گا...... باپ اسے روک نہیں سکے گا۔''

امتل کی بڑی بہن نے بھائی کی بات کی تائید کی اور امتل کو سمجھایا۔ ''میری طرح روگ مت پال کر بیٹھنا...... زندگی کیا پتا کتنی لمبی ہو...... عورت کے لیے اکیلے زندگی گزارنا آسان نہیں ہوتا...... عدت کے بعد انشاء اللہ کوئی رشتہ دیکھیں گے تمہارے لیے۔''

امتل کا بھائی اپنی بیوی کے پاس امریکا چلا گیا۔ بہن نے اخبار میں ضرورتِ رشتہ کا ایک اشتہار دیکھ کر دمام میں مقیم اس شخص سے بات چیت کی۔ وہ وہاں ایک سعودی کمپنی میں انجینئر تھا۔ پہلی بیوی اور اس کے تین بچے پاکستان ہی میں رہتے تھے۔ دوسری شادی کی وجہ بیوی کی جہالت اور ذہنی ہم آہنگی نہ ہونا تھی۔ امتل کو سوکن

بننا گوارا نہ ہوا مگر بہن نے سمجھایا کہ طلاق کے بعد تو ایسے ہی رشتے ملیں گے۔ رنڈوے، مطلقہ، بوڑھے یا دوسری شادی والے۔ ''اللہ کا گھر نزدیک ہو گا۔ خوب عمرے اور حج ادا کیا کرنا...... پگلی اللہ نصیب والوں کو بلاتا ہے اپنے گھر کے نزدیک...... میں بھی آؤں گی عمرہ، حج کرنے اور تیرے پاس ہی ٹھہروں گی۔'' بہن نے امتل کو لالچ دی۔

بہن کی جذباتی بلیک میلنگ کام کر گئی۔ امتل راضی ہو گئی۔ وہ شخص اپنی پہلی بیوی اور بچوں سے چھپ چھپا کر امتل سے نکاح کر کے اسے اپنے ساتھ دمام لے گیا۔ اس نے خود کو مہندس یعنی انجینئر بتایا تھا۔ دمام پہنچ کر امتل کو معلوم ہوا کہ وہ الیکٹریشن ہے۔ نکاح سے قبل اس کی انجینئرنگ کی ڈگری یا پاسپورٹ پر درج پیشہ دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی تھی امتل کے گھر والوں نے۔ اس شخص کی بات چیت اور رکھ رکھاؤ سے سب نے یہی باور کیا کہ وہ واقعتاً انجینئر تھا۔ دوسرے شوہر سے امتل کا ایک بیٹا تھا اور ایک بیٹی۔ اس کے شوہر کی پہلی بیوی اور بچوں کو بھی یہ معلوم ہو چکا تھا کہ اس نے دوسری شادی کر رکھی تھی۔

''اب کیسی گزر رہی ہے؟'' میں نے امتل سے پوچھا۔

''میڈم......! شادی تو بس پہلی ہی ہوتی ہے...... بعد کو تو سب سمجھوتا ہوتا ہے۔'' اس کی آنکھیں پانی بھرے پیالوں کی طرح چھلک اٹھیں۔

''پہلا شوہر یاد آتا ہے؟''

''اللہ کے گھر میں بیٹھی ہوں جھوٹ نہیں بول سکتی...... اس نے مجھ پر ظلم کیا مگر میں اسے آج تک نہیں بھول سکی...... میں اس سے دل سے محبت کرتی تھی میڈم...... پتا نہیں یہ رشتہ اتنا کمزور کیوں ہوتا ہے کہ مرد تین سیکنڈ میں اسے توڑ کر رکھ دیتا ہے...... اس شخص نے مجھے ایک سانس میں تین طلاقیں دے کر اپنا اور میرا رشتہ توڑ دیا۔''

امتل کو دلاسہ دینے کے لیے اس کے شانے پر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہاتھ دھرتے ہوئے میں نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی۔
''بھائی کا کیا حال ہے؟''میں نے پوچھا۔
''خوش نہیں ہیں بیچارے۔''
''کیوں......؟''میں چونکی۔''کیا ہوا؟''
''ان کی بیوی بہت بدتمیز عورت ہے اسے نہ شوہر کے رشتے کا احترام ہے نہ اس کے مرد ہونے کا لحاظ...... نہ اسے گھر داری آتی ہے نہ شوہر کی خدمت گزاری...... سنا ہے بھائی بیچارے خود ہی کھاتے پکاتے ہیں۔''
''دفع کریں ایسی عورت کو...... پاکستان میں نوکری تو ہوگی ناں ان کی...... واپس آجائیں کسی اچھی سی لڑکی سے شادی کرلیں۔''
''میڈم...... چھٹی نہیں مل رہی تھی انہیں امریکا جانے کے لیے انہوں نے ریزائن کردیا تھا۔''
''یہ برا کیا...... آدمی کو ساری کشتیاں نہیں جلانی چاہئیں...... ایک آدھ کنارے پر ضرور لگا دے...... کیا پتا کب واپسی کی راہ دیکھنی پڑ جائے۔''
''آپ ٹھیک کہتی ہیں......''امثل نے میری بات کی تائید کی۔
''برا نہ مانو تو ایک بات کہوں امثل......''
''جی...... جی...... آپ کی بات کا بھلا میں برا مان سکتی ہوں۔''
''تمہارے گھر والوں کو میں نے اپنی ساتھی قدیرہ اور اس کے بھائی کے رشتے بتائے تھے۔''
''جی...... جی میڈم...... قدیرہ کی تو شادی ہوگئی ہوگی؟''
''قدیرہ کی بھی...... اس کے بھائی کی بھی...... قدیرہ کا تو مجھے پکا پتا ہے خوش نہیں ہے...... اس کے بھائی کو بھی اتنی اچھی بیوی نہیں ملی جتنی اس سے تمہاری شادی ہونے کی صورت میں مل سکتی تھی۔''
''آپ کی محبت ہے میڈم جو آپ میرے بارے میں ایسی رائے رکھتی ہیں۔''امثل نے نیازمندی سے کہا۔
''تمہیں پتا ہے میں نے تمہاری اور قدیرہ کی ایک دوسرے کے گھروں میں شادی کی بات چیت کیوں چلائی تھی۔''
''کیوں میڈم جی؟''
''جو مرد اپنی ماں بہنوں کا خیال رکھتے ہیں، وہ شوہر بھی اچھے ثابت ہوتے ہیں اور جو لڑکیاں اپنے باپ اور بھائیوں سے پیار کرتی ہیں وہ اپنے شوہر کے لیے بھی اچھی بیوی ثابت ہوتی ہیں...... تم دونوں لڑکیوں کے بھائی اگر تھوڑی، تھوڑی سی خود غرضی نہ دکھاتے تو شاید آج تمہاری، قدیرہ اور تم دونوں کے بھائیوں کی تاریخ مختلف ہوتی۔ تم دونوں کے بھائیوں نے اپنا مسئلہ حل کرنے کا سوچا ایک دوسرے کے مسئلے کو اہمیت نہیں دی۔ تمہارے بھائی کے لیے اگر تمہاری شادی کسی اچھے آدمی سے ہونا ضروری تھی تو یہی خواہش قدیرہ کے بھائی کی بھی تھی۔ ذرا دیر کو وہ دونوں اگر ایک دوسرے کی جگہ پر آکر سوچ لیتے تو شاید آج تمہاری آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں ہوتے اور بیچاری قدیرہ بھی ناآسودہ زندگی نہ گزار رہی ہوتی۔''
امثل نے بہت دھیرے سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی پھر نظر اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔''مقدر کے فیصلے میڈم...... آسمانوں پر دھری کتاب میں اللہ نے میرا اور قدیرہ کا نصیب یہی لکھ رکھا ہوگا۔''
''اس نے انسان کو نیت اور عمل کی آزادی بھی تو دے رکھی ہے امثل اگر صدقہ بلائیں ٹال سکتا ہے۔ دعا سے عمر دراز ہوسکتی ہے تو صحیح اختیار کے استعمال سے مقدر کیوں نہیں بدل سکتا۔''امثل الجھی، الجھی نظروں سے مجھے دیکھنے لگی مگر مجھے اپنے یقین کے سلسلے میں کوئی الجھن، کوئی اشتباہ نہیں تھا۔
نیت کی راستی اور انسان کو خدا کے دیے ہوئے اختیار کے درست استعمال سے انسان اپنا ہی نہیں دوسرے کا مقدر بھی بدل سکتا ہے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس دفعہ میں لاہور اپنے میکے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حمیرا ابھی میکے آئی ہوئی ہے اور اسے آج رات ہی واپس چلے جانا ہے۔ میں نے سامان امی کی طرف تقریباً پھینکا اور چچا جان کی طرف دوڑ گئی۔ وہ میری چچازاد تھی اور ہم دونوں کی بچپن سے ہی گہری دوستی تھی۔ شادی کے بندھن نے ہمیں دو مختلف شہروں میں بسا دیا تھا۔ ہم دونوں کتنی ہی دیر ایک دوسرے سے لپٹی رہیں۔ وہ مجھ سے الگ ہوئی تو اس کی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔

''حمیرا کیا بات ہے؟'' میرے پوچھنے کی دیر تھی، وہ سسکیوں سے رونے لگی۔ میں گھبرا کر اس کی طرف بڑھی، وہ تو شکر تھا کہ اس وقت گھر میں ہم دونوں ہی تھیں۔ چچی جان مارکیٹ گئی ہوئی تھیں۔ باقی سب اس وقت اپنے، اپنے معمول پر تھے۔

''حمیرا مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟ یہ صرف میری محبت ہے یا کوئی اور مسئلہ ہے؟'' میں نے اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اونچا کیا تو وہ اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر رونے لگی۔

میں بے بسی سے ہونٹ کاٹنے لگی۔ اسے روتا چھوڑ کر میں اٹھی اور گلاس میں ٹھنڈا پانی لے کر آئی۔

''یہ لو، پانی پیئو......'' میں نے گلاس اس کی طرف بڑھایا۔

حمیرا خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ صاف کیا اور پانی کا گلاس لبوں سے لگا لیا۔ تھوڑی دیر کے لیے ہم دونوں کے درمیان

جیو تو ایسے

نظیر فاطمہ



READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

خاموشی آن ٹھہری...... پھر میں نے ہی ہمت کی۔
''حمیرا مجھے بتاؤ ایسی کیا بات ہے جو تمہیں یوں رُلا رہی ہے۔ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم دونوں نے اپنا کوئی مسئلہ ایک دوسرے سے چھپایا ہو۔ پھر اب ایسا کیا ہوگیا؟'' میں نے اپنا دایاں بازو اس کے گرد حمائل کر دیا۔
حمیرا نے میرا بایاں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔
''ناہید! مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کہاں سے شروع کروں؟'' وہ رکی۔
''ناہید! تم جب لاہور آتی ہو تو میری سسرال میں مت آیا کرو۔'' اس نے بڑی دقت سے بات مکمل کی۔
''یہ تم کیا کہہ رہی ہو، ایسی بھی کیا بات ہوگئی؟'' مجھے اس کی بات ناگوار گزری تو لہجے میں سختی در آئی اور میرے مزاج کے ہر موسم سے واقفیت رکھنے والی حمیرا نے فوراً میرے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔
''پلیز ناہید! مجھے معاف کر دو...... لیکن اگر تم آؤ گی تو میری ساس میرے ساتھ، ساتھ تمہاری بھی بے عزتی کریں گی اور میں مر کر بھی ایسا نہیں چاہوں گی۔'' وہ پھر رو دی۔
''حمیرا! بات کیا ہے؟ مجھے کھل کر بتاؤ، تمہارا رونا مجھے پریشان کر رہا ہے۔'' میں نے اسے گلے سے لگا لیا۔
''تمہاری ساس کو آخر مجھ سے کیا مسئلہ ہے؟'' میں نے ناسمجھی سے بھویں اچکائیں۔
''میری ساس کو اپنی ہر بہو اور اس کے رشتے داروں سے مسئلہ ہے۔'' حمیرا نے خود کو کمپوز کیا۔ میں اس کا چہرہ بغور دیکھ رہی تھی۔
''میری ساس دراصل ان عورتوں میں سے ہیں جو بہوؤں کو اپنی رعیت بلکہ کنیزیں سمجھتی ہیں۔ ہم تینوں دیورانیوں، جیٹھانیوں میں سے کسی کی مجال نہیں ہے کہ کوئی ان کے سامنے دم بھی مار سکے۔ ہم ان کی مرضی سے سوتے ہیں، ان کے حکم کے مطابق جاگتے ہیں۔ ہمیں کیا کھانا ہے، کیا پہننا ہے، کہاں کھڑے ہونا ہے، کہاں بیٹھنا ہے، کہاں جانا ہے، کہاں نہیں جانا، یہ سب وہ خود طے کرتی ہیں۔ ان کے حکم کی ذرا برابر خلاف ورزی ہو جائے تو پہلے تو وہ خود جی بھر کر بے عزت کرتی ہیں اور پھر اپنے بیٹوں سے کرواتی ہیں۔ یہ تو خدا کا شکر ہے کہ ہماری سانسیں آزاد ہیں ورنہ ان کے بس میں ہو تو وہ ہمارے سانس لینے پر بھی اپنی مرضی مسلط کر دیں۔'' اس نے رک کر اپنے آنسو پونچھے جو خاموشی سے بہے جا رہے تھے۔
''تم لوگ اپنے، اپنے شوہر سے بات کرو...... یہ کوئی انسانیت تو نہیں ہے ناں......'' مجھے غصہ چڑھ گیا۔
''اونہہ شوہر سے...... ارے ہمارے تو سسر میں ان سے ٹکرانے کی جرأت نہیں، بیٹے کس کھیت کی مولی ہیں۔'' اس نے تنفر سے سر جھٹکا۔
''میرے شوہر سمیت میرے دونوں جیٹھ ان سے اتنا ڈرتے ہیں کہ ان کی ہر جائز اور ناجائز بات مانتے ہیں۔ ہم ان سے اپنے حق کے لیے تو کیا بات کریں، اپنے دل کی بات تک شیئر نہیں کر سکتے۔'' وہ بہت دلگرفتہ تھی۔
''بھئی یہ کیا بے ہودگی ہے؟ کیا بہویں انسان نہیں ہوتیں۔'' میں بڑبڑائی۔
''میری ساس کے نزدیک ہم لوگ واقعی انسان نہیں ہیں۔ ہم تینوں میں سے کسی کا کوئی رشتے دار آ جائے تو ان کے ساتھ میری ساس کا رویہ اتنا عجیب اور انسلٹنگ ہو جاتا ہے کہ اگلی بار کوئی ہمارے گھر آنے سے پہلے سو بار سوچتا ہے۔ پھر بھی اگر کوئی ڈھیٹ بن کر آ جائے تو دوسری سے تیسری بار اس بہو کے کان میں کہہ دیتی ہیں۔ اسے خود منع کر دو ورنہ میں اپنے طریقے سے منع کر دوں گی۔ امی، ابو ان کا رویہ بھانپ گئے ہیں۔ یہ لوگ اُدھر بہت کم جاتے ہیں۔ ہمیں جب بھی اپنے میکے آنا ہوتا ہے تو لانا لے جانا میکے والوں کی ذمے داری ہوتی ہے۔ ہم لوگ ان کی اجازت کے بغیر میکے میں ایک رات بھی نہیں رک سکتیں۔'' وہ سانس لینے کو رکی۔
''ایک دفعہ بڑی بھابی نے یہ جرأت کی تھی کہ ان کی اجازت کے بغیر میکے میں رات رہ گئیں۔ اگلے روز وہ واپس آئیں تو میری ساس نے خود تو جو طوفان اٹھایا سو اٹھایا، رات کو میرے جیٹھ کے سامنے رونا دھونا مچا کر انہیں باقاعدہ پٹوایا۔ اپنے پڑھے لکھے جیٹھ کو جاہلوں کی طرح اپنی بیوی کو پیٹتے دیکھ کر میں سر سے پاؤں تک کانپ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

رہی تھی۔ بڑی بھابی مار کھا رہی تھیں اور میری ساس انگلی اٹھا کر مجھے اور میری چھوٹی جیٹھانی کو دھمکی دے رہی تھیں کہ ان کی حکم عدولی کرنے والوں کی یہ سزا ہوتی ہے۔ کبھی کبھی تو میرا دل چاہتا ہے سب چھوڑ چھاڑ کر آجاؤں۔'' وہ خاموش ہوئی تو مجھے لگا میری سانسیں رک گئی ہیں۔ وہ پتا نہیں کس جاہلیت کے دور کی باتیں بتا رہی تھی۔

''اُف اس طرح کے ماحول میں تم لوگ زندہ کیسے ہو؟'' میرے لہجے میں تاسف تھا۔ اس نے میری بات کا جواب نہ دیا۔

''اور سنو ان کے ہر ظلم کے باوجود ہمیں حکم ہے کہ انہیں امی جان کہہ کر بلائیں۔ میرا تو دل چاہتا ہے کہ انہیں مخاطب کرنا تو دور کی بات ان کی طرف دیکھوں تک نہیں...... مگر کیا کروں کہ پھر بھی یہ سب کرنا پڑ رہا ہے۔'' اس نے بے بسی سے آہ بھری۔

''اگر انہیں عزت کروانے کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنے طور طریقے بدلیں، یوں زبردستی بھی بھلا کسی سے عزت کروائی جاسکتی ہے۔ آئی ایم سوری حمیرا! مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ تم ان حالات سے گزر رہی ہو۔'' مجھے واقعی بہت افسوس ہوا۔

''ہاں، مجھے تو لگتا ہے کہ دو سالوں سے کسی زندان میں رہ رہی ہوں...... پھر یہ سوچ کر صبر کرتی ہوں کہ کبھی تو ان سے نجات ملے گی ناں......'' اس کا بیٹا جاگ گیا تھا۔ سو وہ اس کے ساتھ مصروف ہوگئی۔

☆☆☆

آج میں تین سال کے بعد اس کے گھر جا رہی تھی۔ ہاں اس کی ساس کی تعزیت کرنے...... میری اڑھائی سال کی بیٹی میرے ساتھ تھی۔ حمیرا نے میرا پُرجوش استقبال کیا۔ وہ مجھے ڈرائنگ روم میں لے گئی۔ اس کی دونوں جیٹھانیاں بھی وہیں آگئیں۔ دونوں خاصی خوش اخلاق تھیں۔ میں نے ان لوگوں سے تعزیت کرنے کے بعد ان کی ساس کی مغفرت کی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو میں نے محسوس کیا کہ تینوں نے جیسے بادلِ ناخواستہ ہاتھ اٹھائے ہوں۔

''حمیرا تم ناہید کے پاس بیٹھو، ہم دونوں چائے کا انتظام کرلیں پھر مل کر گپ شپ کریں گے۔'' اس کی جیٹھانیوں نے کچن کی راہ لی۔

آج مجھے وہ تینوں بہت کھلی، کھلی لگی تھیں ورنہ اپنی ساس کی موجودگی میں تو بہت ہی دبو اور گھٹی، گھٹی سی رہتی تھیں۔

''حمیرا! تمہاری ساس کو کیا ہوا تھا، بیمار تھیں کیا؟'' میں نے اس سے پوچھا۔

''ہونا کیا تھا؟ وقت پورا ہوگیا تھا بڑی بی کا......بس ایک ہارٹ اٹیک اور بات ختم...... شکر ہماری جان چھوٹی۔'' اس کے لہجے میں نفرت بہت واضح تھی۔

''حمیرا!'' میری تنبیہی پکار پر اس نے میری طرف دیکھا اور چند لمحوں کے بعد گویا ہوئی۔

''ناہید! میں تمہیں حقیقت بتاؤں تو ہم تینوں کو اپنی ساس کے مرنے کا ذرا بھی دکھ نہیں ہے۔ یہ ہے تو گھٹیا سی بات مگر تمہیں ایمانداری سے بتا رہی ہوں کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ فوت ہوگئی ہیں تو میرا دل چاہا کہ میں خوشی سے گول، گول گھوموں......متوقع آزادی کے خیال سے میرے دل میں لڈو پھوٹنے لگے تھے۔ ان دونوں بھابیوں کی حالت بھی مجھ سے مختلف نہیں تھی۔ مجھے تو ان کے مرنے پر رنجیدہ نظر آنے کے لیے بڑی محنت کرنا پڑی تھی۔ اب جس طرح کا سلوک وہ ہم سے روا رکھتی تھیں اس کے بعد تو یہی ہونا تھا ناں......'' میں حیرت زدہ رہ گئی اور سامنے بیٹھی حمیرا میں سے اس نرم دل حمیرا کو ڈھونڈتی رہ گئی جو کسی رشتے دار کی موت پر دنوں اداس رہتی تھی۔ مگر قصور شاید حمیرا کا بھی نہیں تھا، حالات نے اسے ایسا سخت دل بنا دیا تھا۔

''اچھا ناں، چھوڑو یہ سب باتیں، میں دیکھوں ذرا چائے کدھر رہ گئی۔'' وہ ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئی اور میرے ذہن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ فرمان گردش کرنے لگا کہ لوگوں کے ساتھ اس طرح رہو کہ جب تک تم زندہ رہو وہ تمہاری تمنا کریں یعنی تم سے ملاقات کے خواہشمند رہیں اور جب تم مرجاؤ تو تم پر روئیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آخری قسط

آخری امید

قیصرہ حیات

مکاں فانی ، مکیں آنی ، ازل تیرا ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تُو جاوداں تُو ہے

ایک ایسی لڑکی کی کہانی ... جو حق کی جستجو میں اپنے سفر کا آغاز کرتی ہے اور اس ابدی، لافانی حقیقت کو پالینے کے اس سفر میں اسے جن مسائل، جن شدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ہماری مصنفہ نے اپنے ماہرانہ قلم سے اسے بہت خوب صورت اور پُر اثر انداز میں اُجاگر کیا ہے۔

اس کہانی کی اشاعت نوجوان نسل کی اسلام کے بارے میں معلومات مطالعے اور علم کو مزید وسعت دے گی۔

مایہ ناز مصنفہ کے منفرد انداز بیاں کا

ایک اور شاہکار

Downloaded From
Paksociety.com

آمنہ اکثر یہاں کے رسوم ورواج اور عقائد سے متعلق لوگوں کی خود ساختہ چیزوں اور ان پر عمل سے متعلق باتوں پر عاصمہ سے بحث کرتی۔ بعض چیزیں تو اسے عجیب لگتیں تو جمیلہ بیگم بھی اکثر جھنجلا جاتیں۔

”کیسے اس لڑکی کو سمجھائیں۔ ہر بات کو کریدنے بیٹھ جاتی ہے۔ اس کے اسلام نے تو ہم سب کو پریشان کر دیا ہے۔ اسلام میں یہ ہے تو یہ نہیں...... یہ نہ کرو، وہ نہ کرو...... ہر وقت گناہ ثواب کے چکروں میں پڑی رہتی ہے۔ عجیب مصیبت میں زندگی ڈال رکھی ہے۔ اب تو یہی شک رہنے لگا ہے کہ پتا نہیں، ہم بھی صحیح مسلمان ہیں یا نہیں؟“ ایک روز جمیلہ نے قدرے خفگی سے منہ بنا کر کہا۔

”دادی! چاچی آمنہ کہتی تو ٹھیک ہیں، ان کی باتوں سے دل انکار نہیں کرتا......ہم لوگوں نے واقعی اپنے معاشرے میں بہت سی غیر ضروری باتیں شامل کر رکھی ہیں۔“ عاصمہ نے کہا۔

”لو تم بھی اسی کی بولی بولنے لگی ہو۔“ جمیلہ نے خفگی سے کہا۔

”دادی، بات صرف عقیدے کی ہے۔ جب ہم کسی دنیاوی شے سے اپنی امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں تو ہمارا یقین اللہ پر کم اور ان اشیا پر زیادہ ہو جاتا ہے۔“ عاصمہ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”لو، بھلا یہ کیا بات ہوئی۔ منتیں، مرادیں تو اللہ نے ہی پوری کرنی ہوتی ہیں۔ ہم کیا کسی اور سے دعائیں مانگتے ہیں؟“ جمیلہ نے منہ بنا کر کہا۔

”دادی جو اللہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ ہماری حاجتوں، ضرورتوں اور خواہشوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ہمارے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں...... اللہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور سے امید وابستہ کی جائے۔ یا دنیاوی شے کو وسیلہ بنایا جائے۔ ہمارے نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ ”جوتے کا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ سے دعا کرو۔'' دادی یہ بات شرک میں آجاتی ہے کہ ہم چھوٹی، بڑی خواہشات، منتیں، مرادیں، مزاروں، درباروں، چراغ، دیوں یا کسی اور شے سے وابستہ کریں۔'' عاصمہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا تو جمیلہ اس کی باتیں سن کر سر ہلانے لگی۔ اس کی باتیں جمیلہ کے دل کو ٹھیک لگ رہی تھیں۔

''کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو...... اللہ کے علاوہ کون کسی کی حاجت پوری کر سکتا ہے، کوئی بھی نہیں ......'' جمیلہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

''شکر ہے دادی، آپ میری بات سمجھ گئیں۔ جب ہمارے دکھ، سکھ، غم، خوشی میں ہمارا اللہ ہمارے ساتھ ہے تو پھر ہمیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ کسی سے کچھ کہنے کی بھی ضرورت نہیں۔ صرف اسی سے کہیں۔ اسلام اسی لیے تو دوسرے مذاہب سے مختلف ہے کہ اس نے اللہ اور انسان کا رشتہ اور تعلق آپس میں بہت مضبوطی سے جوڑا ہے۔ سیرت پاک ﷺ اور قرآن پاک میں ان تمام مسائل کا حل ہے۔'' عاصمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہیں یہ سب باتیں آمنہ نے بتائی ہیں؟'' جمیلہ نے پوچھا۔

''ہاں اور اب میں نے خود بھی اسلام کو ٹھیک طرح سے پڑھنا شروع کیا ہے اور مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے گھروں میں رائج اسلام بالکل مختلف ہے۔ جن باتوں پر اسلام سختی سے عمل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسے ہم چھوڑ دیتے ہیں اور جن کے بارے میں زیادہ زور نہیں دیتا۔ اس پر عمل کرنا ہم عبادت سمجھتے ہیں۔ یعنی واجبات کی ادائیگی کو ضروری نہیں سمجھتے۔'' عاصمہ نے افسردگی سے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

''مثلاً کیا؟'' جمیلہ نے متجسس ہو کر پوچھا۔

''مثلاً یہ کہ فرض نماز ادا کرنے کی کتنی سختی سے تاکید کی گئی ہے۔ ہمارے بڑے اس پر زور نہیں دیتے۔ غیبت سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور ہم جی بھر کر ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے ہیں اور اس فعل کو کبھی برا نہیں سمجھتے۔ اسی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طرح اور بہت سی باتیں ہیں جن پر اسلام زور نہیں دیتا لیکن دنیاداری کو ہم اپنائے رکھتے ہیں۔ اور ظاہری دنیا بنانے کے لیے اپنی عاقبت خراب کر دیتے ہیں۔'' عاصمہ نے پُر تاسف لہجے میں کہا۔

''ہاں یہ تو ہے۔'' جمیلہ بیگم نے پُر سوچ انداز میں کہا۔

''دادی دیکھیں...... اگر ہم نماز پڑھنے کی مستقل پابندی کریں تو یہ ہمارے ہی حق میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر تو ادا ہوتا ہی ہے۔ ہماری زندگیاں کتنی منظم اور باترتیب ہو جاتی ہیں۔ اب دیکھیں، ایک پکا نمازی اپنے کپڑوں اور جسم کی صفائی اور پاکی کا بہت خیال رکھتا ہے۔ اس کے پاؤں پر گندگی اور نجاست کی چھینٹیں نہ پڑیں اگر پڑ جائیں تو وہ انہیں فوراً صاف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے لباس کو کوئی گندگی نہ لگے۔ نماز پڑھنے کی جگہ صاف ہو۔ جب وہ ان باتوں کا خیال رکھتا ہے تو ان باتوں کا اثر خود بخود اس کے ذہن اور اس کی سوچ پر پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ کسی کے بارے میں غلط نہ سوچے۔ کوئی ایسی گندی بات نہ سوچے جس میں کراہیت ہو۔ اسی لیے تو اللہ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ کیونکہ نماز کو سمجھ کر اور اس کی اہمیت کو جان کر پڑھنے والے پر ایسا ہی اثر ہوتا ہے لیکن جو نماز کو رسم کے طور پر، عادت کے طور پر اور دکھلاوے کے طور پر ادا کرتے ہیں ان پر اس کا اثر الٹا ہوتا ہے۔ ایسی نماز سے ان کے اندر خود پسندی آتی ہے اور ان کا رویہ سخت ہونے لگتا ہے اور ایسے لوگ بے عمل نمازی بن جاتے ہیں اور ایسے ہی نمازیوں کی نمازیں اللہ قیامت کے دن ان کے منہ پر دے مارے گا۔'' عاصمہ نے کہا تو جمیلہ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

''ارے عاصمہ یہ بات تجھے کس نے بتائی ہے۔ کیا یہ واقعی سچ ہے؟'' جمیلہ نے حیرت سے پوچھا۔

''ہاں یہ سچ ہے اور مجھے چاچی آمنہ نے ہی یہ بات بتائی تھی۔ دادی انہوں نے تو مجھے اتنا کچھ بتایا کہ میں حیران رہ گئی۔ ہم تو نماز، روزے اور دوسری عبادتیں اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ کا حکم ہے لیکن چاچی کہتی ہیں کہ ہر عبادت کا انسان کے دل پر اور روح پر گہرا اثر ہوتا ہے اور اس اثر کی وجہ سے انسان برے کام چھوڑ کر خود بخود اچھے کام کرنے لگتا ہے۔ جس عبادت کا انسان پر اثر نہیں ہوتا اسے کرنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہوتا۔ دادی پتا ہے، چاچی بڑی ہی اچھی اور پکی مسلمان ہیں۔ بس ہم لوگ ان کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔'' عاصمہ نے تعریفی لہجے میں کہا۔

''واقعی مجھے بھی یہی محسوس ہونے لگا ہے کہ ہم لوگ تو بالکل جیسے جاہل ہیں۔ ماں، باپ نے اور آپا جی نے جتنا اسلام سکھا دیا بس اسی کو سنبھال کر بیٹھے ہیں۔ نہ پتا نماز، روزے سے کیا ہوتا ہے نہ پتا اصل اسلام کیا ہے۔ جو باتیں بڑوں نے کہیں کہ ان کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے، بس ان کو کرنے لگے جن سے منع کیا کہ گناہ ہوتا ہے ان کو بھی پلے باندھ لیا کہ نہیں کرنا باقی اور کچھ جاننے کی کوشش نہ کی۔'' جمیلہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

''دادی یہی تو بات ہے کہ ہم بے عمل مسلمان ہیں اگر ہم صرف اس بات کو سمجھ کر عمل کرنے لگیں کہ اللہ نے جو کام کرنے کا حکم دیا ہے تو اس کے کرنے میں انسان کے لیے کیا فائدہ ہے اور نہ کرنے میں کیا نقصان ...... تو اسی سے وہ اسلام کی روح کو سمجھنا شروع ہو جائے گا اور جب وہ یہ سب سمجھے گا تو پکا مسلمان بن جائے گا اور ایک سچا اور پکا مسلمان اس دنیا کے لیے خدا کا بہت بڑا تحفہ ہوتا ہے۔ جس طرح چاچی آمنہ ہمارے گھر کے لیے اللہ کا بہت بڑا تحفہ ہیں لیکن ہم لوگ ان کی قدر ہی نہیں کر رہے۔'' عاصمہ نے آہ بھر کر افسردہ لہجے میں کہا جمیلہ نے بھی گہری سانس لے کر پوتی کی طرف دیکھا اور خاموش ہو گئیں۔ ان کے چہرے پر افسردگی اور ندامت کے تاثرات نمایاں ہونے لگے۔

☆☆☆

آمنہ اپنے کمرے میں قدرے افسردہ اور پریشان سی سوچوں میں گم بیٹھی تھی جب عبدالرحمٰن کمرے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

میں داخل ہوا اور اسے کچھ پریشان دیکھ کر چونکا۔
''کیا بات ہے آمنہ! تم کچھ اپ سیٹ لگ رہی ہو؟'' عبدالرحمٰن نے اس کے قریب بیٹھ کر محبت سے پوچھا۔
''کچھ نہیں، بس یونہی طبیعت بوجھل ہو رہی ہے۔'' آمنہ نے آہستہ سے کہا۔
''کیوں کیا ہوا...... سب ٹھیک تو ہے ناں......؟'' عبدالرحمٰن نے قدرے مشکوک انداز میں پوچھا۔
''ہاں فکر کی کوئی بات نہیں...... اچھا میں تمہارے لیے کھانا لے کر آتی ہوں۔'' وہ اٹھ کر باہر جانے لگی تو...... عبدالرحمٰن نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔
''نہیں، مجھے ابھی بھوک نہیں...... تم اِدھر میرے پاس ہی بیٹھو......'' عبدالرحمٰن نے کہا تو وہ خاموشی سے اس کے پاس بیٹھ گئی...... وہ اس کی طرف بغور دیکھنے لگا۔
''تمہاری آنکھوں میں آج اتنی اداسی کیوں ہے...... کیا گھر میں کوئی بات ہوئی ہے؟ پلیز مجھ سے چھپانے کی کوشش مت کرنا۔'' عبدالرحمٰن نے پوچھا تو اس نے آہ بھر کر اس کی طرف دیکھا۔
اس روز آمنہ بہت ہی الجھی ہوئی تھی۔ جب عبدالرحمٰن نے پوچھا تو اس نے اپنے دماغی تذبذب سے آگاہ کر دیا۔ پچھلے دنوں ٹی وی کی خبریں اور اخبارات، فرقہ وارانہ فسادات سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ یہ سب جان کر بری طرح گھبرا گئی تھی۔ عبدالرحمٰن نے اس کی دماغی کیفیت سمجھ لی تھی اس نے اسے اچھی طرح سمجھایا کہ تمام مسلمان ایک اللہ، ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن پر ہیں مگر دشمن کی یہی سازش ہے کہ چھوٹے، چھوٹے اختلافات کو بڑھا چڑھا کر مسلمانوں میں آپس میں تفرقہ ڈلوائے اور کمزور عقیدہ لوگ اس کا شکار بن جاتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات تو قرآن و حدیث ﷺ میں واضح ہیں بس ہمیں ہر حال میں اسوۂ حسنہ ﷺ کی پیروی کرنا ہے۔
''پلیز آمنہ تم ان باتوں میں مت الجھو...... یہ سلسلے ہمیشہ سے ہیں اور اب تک چل رہے ہیں۔ میں اور تم محض بحث و مباحثے سے ان کو روک نہیں سکتے۔ ہم بس اپنا عمل صحیح رکھیں اور خدا اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی مکمل پیروی کریں اور دوسروں کو بھی جہاں تک ممکن ہو اچھی باتیں سمجھائیں۔ تم اپنی اسلامی تعلیمات پر مضبوطی سے قائم رہو۔ جن عقائد اور نظریات کو ٹھیک سمجھتی ہو بس انہی کو فالو کرو...... دوسروں کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔'' عبدالرحمٰن نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا تو آمنہ آہ بھر کر خاموش ہو گئی اور حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔ عبدالرحمٰن اٹھ کر باہر چلا گیا۔

☆☆☆

گھر کے سب افراد برآمدے میں بیٹھے ٹی وی پر افسوس ناک حادثے کے بارے میں خبریں دیکھتے ہوئے تاسف کا اظہار کر رہے تھے۔ جب عاصمہ اور شبینہ نیچے آئیں۔
''اتنی جلدی کیسے آ گئیں اپنی چاچی کی گود سے؟'' ہاجرہ نے منہ بنا کر شبینہ سے کہا۔
''اس حادثے کو دیکھ کر چاچی بیچاری تو رونا شروع ہو گئیں۔ انہیں شدید ڈپریشن ہو گیا تھا۔ چاچو نے انہیں دوا کھلا کر سلایا ہے۔'' ثمینہ نے افسردگی سے بتایا۔
''اس بیچاری کے لیے تو یہ سب کچھ نیا ہے۔ وہ تو نہ جانے کیا سوچ کر آئی تھی مگر یہاں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔'' جمیلہ آہ بھر کر اس کی حمایت میں بولیں تو شبنم اور ہاجرہ نے ایک دوسرے کو معنی خیز انداز میں دیکھا مگر خاموش رہیں۔
''وہ آمنہ بہت حساس ہے۔ اسلام اور مسلمانوں سے سچی محبت کرتی ہے۔'' عبدالرحمٰن نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا تو ہاجرہ نے منہ بنا کر اس کی طرف دیکھا۔
''وہ بیچاری تو اتنی دل برداشتہ ہو رہی تھیں کہ چاچو کو کہنے لگیں اب وہ یہاں نہیں رہیں گی۔'' عاصمہ نے کہا تو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہاجرہ اور شبنم نے ایک دوسرے کی طرف چونک کر دیکھا اور ان کے دل ایک دم خوش ہو گئے۔ ان کے چہروں پر مسکراہٹ پھیلنے لگی جسے انہوں نے زبردستی روکا۔

''نہیں...... نہیں میں تو اب اسے کہیں نہیں جانے دوں گی۔ میرے گھر میں تو وہ اللہ کی رحمت بن کر آئی ہے۔ ایسی سچی اور پکی مسلمان بہو، آج کل کسی کو کہاں نصیب ہوتی ہے۔'' جمیلہ نے ایک دم اس کی تعریفیں کرتے ہوئے کہا تو دونوں بہوؤں نے حیرت سے ساس کی طرف دیکھا اور انہیں غصہ آنے لگا۔

''خیر تو ہے اماں بی...... آج بہو کی شان میں بڑے قصیدے پڑھے جا رہے ہیں۔ لگتا ہے بہو نے کچھ گھول کر پلا دیا ہے۔'' ہاجرہ نے تنک کر کہا تو عبدالوہاب نے خفگی سے اسے دیکھا۔

''اب پھر کوئی فضول باتیں نہ شروع کر دینا۔'' عبدالوہاب نے وارننگ دیتے ہوئے کہا۔

''آئے ہائے آپ تو بات بھی نہیں کرنے دیتے۔ میں تو اماں بی سے مذاق کر رہی ہوں۔'' ہاجرہ نے غصے سے شوہر کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

''ارے جھگڑو مت...... اس بیچاری نے مجھے کیا گھول کر پلانا ہے۔ مجھے تو عاصمہ اور شبینہ نے اس کی اتنی اچھی، اچھی باتیں بتائیں کہ میں تو سن کر حیران رہ گئی۔ وہ اتنی اچھی اور سچی مسلمان ہے۔ اس کے مقابلے میں ہم بھلا کیا ہیں؟'' جمیلہ نے آہ بھر کر کہا تو دونوں نے عاصمہ اور شبینہ کو گھور کر دیکھا۔

''وہ انہیں یونہی تو اپنے پاس بٹھائے نہیں رکھتی ہے۔ ان کو ساتھ ملا کر اپنے لیے مضبوط محاذ بنا رکھا ہے اس نے، وہ کل کی آئی ہمیں مات دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ ارے اماں، ہم سب سمجھ رہی ہیں۔ تمہارا اس کی اتنی تعریفوں کا مطلب کیا ہے؟'' ہاجرہ نے کہا تو سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''کیا مطلب ہے بھلا؟'' جمیلہ نے بھی انتہائی حیرت سے پوچھا۔

''عبدالرحمٰن پہلے ہی تمہارا چہیتا ہے۔ اب اس کی بیوی بھی تمہاری آنکھوں کا تارہ بن گئی۔ اس چاند تارے کے ہوتے ہوئے بھلا تمہیں کوئی اور دکھائی دے گا؟ ہم سب تو راستے کے کنکر ہیں جنہیں روند کر اپنا یہ گھر بار تم ان کے نام کر دو گی اور وہ ہم سب کو نکال باہر کرے گی۔'' ہاجرہ نے اپنے دل کا پھپولا پھوڑا تو سب ہکا بکا رہ گئے۔

''کیا بکواس کر رہی ہو؟'' عبدالوہاب نے اسے غصے سے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک کہہ رہی ہوں، ایک دن تم سب کے ساتھ ایسا ہی ہونا ہے۔'' ہاجرہ چلاتے ہوئے بولی۔

''کچھ ہوش کے ناخن لے، کچھ تو عقل کر، یہ سب تم دونوں کے دماغ کا فتور ہے۔ نہ جانے آپس میں بیٹھ کر کیا کھچڑی پکاتی رہتی ہیں دونوں۔'' جمیلہ نے خفگی سے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اماں بی مجھے تو باز ہی رکھو...... خواہ مخواہ مجھ پر الزام نہ لگانا۔ ورنہ میں نے کچھ کہہ دیا تو سارا خاندان بھڑک اٹھے گا۔'' شبنم نے بھی غصے سے کہا اور شوہر کی طرف دیکھنے لگی۔

''تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ تم کمرے میں چلی جاؤ۔'' عبدالرب نے غصے سے کہا۔

''دیکھ رہی ہوں۔ بڑی دیر سے زبان منہ میں دبائے بیٹھے ہو۔ ورنہ تمہاری چہیتی کا ذکر ہو اور تم لقمہ نہ دو...... یہ کیسے ممکن ہے؟'' شبنم قدرے طنزیہ انداز میں بولی۔

''عاصمہ...... ماں کو کہو اندر چلی جائے، ورنہ میرا ہاتھ اٹھ گیا تو......!'' عبدالرب چلایا تو عاصمہ جلدی سے ماں کا بازو پکڑ کر اندر لے گئی۔ شبنم مسلسل بولے جا رہی تھی۔

''اُف کتنی فسادی عورتیں ہیں یہ...... آمنہ بیچاری کا گزارہ یہاں واقعی مشکل ہے۔ اس کا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہے۔'' عبدالوہاب نے دانت بھینچتے ہوئے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ لڑکیوں کی آنکھیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

نم ہونے لگی تھیں۔
اس افسوس ناک واقعے کے بعد آمنہ بہت گم صم رہنے لگی تھی۔ عبدالرحمٰن اسے سمجھانے کی بہت کوشش کرتا مگر اس کا ذہن جیسے ماؤف ہی ہو گیا تھا۔ عاصمہ اور شبینہ باتوں میں اس کا دل لگانے کی کوشش کرتیں مگر وہ کسی بھی بات میں کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کرتی۔
''چاچی! آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ کیوں اتنی خاموش رہنے لگی ہیں؟'' عاصمہ نے ایک روز پیار سے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا... شبینہ بھی اس کے پاس بیٹھی تھی مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس سرد آہ بھر کر رہ گئی۔
''لگتا ہے چاچی نے اس واقعے کو ابھی تک اپنے ذہن سے نہیں نکالا۔'' شبینہ نے عاصمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
''چاچی! خدا کے لیے اپنے ذہن سے نکال دیں وہ سب...... یہاں تو ہر سال اور آئے روز ایسے ہی واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ ہم لوگ تو اب عادی ہو گئے ہیں۔'' عاصمہ نے قدرے بے پروائی سے منہ بنا کر کہا۔
''آئے روز اتنی موتیں، ناحق بغیر کسی وجہ کے...... تم لوگ دیکھنے کے عادی ہو چکے ہو۔ کیسے یہ سب برداشت کرتے ہو؟'' آمنہ نے اپنی آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا تو عاصمہ نے دکھ سے شبینہ کی طرف دیکھا۔
''پھر آپ ہی بتائیں کیا کریں؟'' عاصمہ نے آہ بھر کر پوچھا۔
''کیا مسلمان یونہی مسلمانوں کا خون بہتا دیکھ کر خاموش رہیں گے؟ کوئی کسی کے لیے کچھ نہیں کر پائے گا؟ اِٹس ٹو مچ...... ویری ٹیریبل......'' آمنہ نے سسکی بھر کر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور سسکنے لگی۔
''پلیز چاچی خدا کے لیے ایسا مت کریں۔ آپ تو بہت ہی حساس ہیں۔'' عاصمہ نے محبت سے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا اور اس کے آنسو صاف کرنے لگی۔
''شبینہ اٹھو، چاچی کے لیے چائے بنا کر لاؤ اور میرے لیے بھی...... ہم سب مل کر چائے پیتے ہیں، ٹھہرو میں سموسے بھی منگواتی ہوں۔'' عاصمہ نے اٹھتے ہوئے کہا اور شبینہ دھیمے سے مسکراتی ہوئی کچن میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد عاصمہ سموسے لے کر آئی اور تینوں چائے کے ساتھ سموسے کھانے لگیں اور اپنے کالج اور کلاس فیلوز کی باتیں سنا کر اس کا دل بہلانے لگیں۔
رات کو عبدالرحمٰن گھر آیا تو آمنہ کا موڈ اسے کچھ نارمل لگا۔ اس نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔
''اللہ کا شکر ہے، تم بہت دنوں بعد کچھ نارمل ہوئی ہو۔ ورنہ میں تو پریشان ہو گیا تھا۔'' عبدالرحمٰن نے محبت سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔
''ہاں، عاصمہ اور شبینہ نے آج بہت میرا دل بہلایا۔ اپنے کالج اور کلاس فیلوز کی باتیں سنا کر میرا موڈ بحال کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔'' آمنہ نے گہری سانس لیتے ہوئے بتایا۔
''چلو شکر ہے، دیکھو آمنہ دنیا میں ہر روز کیا کچھ نہیں ہو رہا۔ کتنے مرڈرز ہوتے ہیں، کہیں سیاسی قتل ہوتے ہیں۔ کہیں نسلی، کہیں مذہبی اور کہیں ملکی بنیادوں پر...... تمہیں اتنا ٹچی نہیں ہونا چاہیے۔'' عبدالرحمٰن نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔
''عبدالرحمٰن میں تمہاری بات سمجھ رہی ہوں مگر سب مسلمان، رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور احکامات کو فالو کیوں نہیں کر رہے۔ سب کیوں ان کی تعلیمات کو بھول رہے ہیں۔ ہم کیوں ایک دوسرے کے لیے sacrifice نہیں کرتے۔ کیوں ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے...... برداشت، صبر اور قربانی یہی ہیں ناں ان ﷺ کی تعلیمات...... کون، کتنا برداشت کر رہا ہے؟ کون صبر کر رہا ہے اور کون...... قربانیاں دے رہا ہے...؟ عبدالرحمٰن میں یہ سب دیکھ کر بے حد مایوس ہوئی ہوں۔ میں اس قدر مینٹلی ڈسٹرب ہوئی ہوں کہ بتا نہیں سکتی۔ ہم اللہ کی اتنی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

بڑی نعمت (اسلام) کی خود ناقدری کر کے اسے داغدار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اٹس ٹو مچ۔'' آمنہ نے سسکی بھر کر کہا تو عبدالرحمٰن افسردگی سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو اور بہت سے باشعور مسلمان بھی ان فساد کی باتوں کو ٹھیک نہیں سمجھتے لیکن کیا، کیا جا سکتا ہے۔ کوئی کسی کی بات کو سننے کے لیے تیار ہی نہیں اور انہی باتوں سے اسلام کے دشمن فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان باتوں کو ہوا دے کر مسلمانوں میں انتشار ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔''

''عبدالرحمٰن اگر سب یونہی تماشا دیکھتے رہے تو ہماری آنے والی نسلوں کا مستقبل کیا ہوگا۔ کیا یہ کسی نے سوچا ہے، انہیں کیسا اسلام ملے گا؟'' آمنہ نے آہ بھر کر کہا تو عبدالرحمٰن خاموش ہوگیا۔ اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا سوائے خاموشی کے۔ آمنہ کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں اور اس کے چہرے پر دکھ کے تاثرات نمایاں ہونے لگے تھے۔

☆☆☆

ان دنوں شبنم کا بھتیجا ثقلین گاؤں سے یہاں جاب کے سلسلے میں آیا ہوا تھا۔ وہ میڈیکل ریپ تھا۔ وہ بہت ہینڈسم اور اسمارٹ تھا۔ جب تک اسے رہنے کے لیے کوئی مناسب رہائش نہیں ملتی اسے شبنم نے اپنے ہاں ہی ٹھہرالیا اور اسے عاصمہ کا کمرا دے دیا۔ عاصمہ نے بہت واویلا کیا مگر اسے ماں نے یہ کہہ کر خاموش کرادیا کہ ثقلین مہمان بن کر ان کے گھر آیا ہے۔ چند روز کی تو بات ہے جب وہ چلا جائے گا تو پھر اپنے کمرے میں واپس آجانا۔ تب تک دادی کے کمرے میں چلی جاؤ یا پر چاچی کے پاس...... ان کا بھی تو ایک کمرا خالی ہے۔ عاصمہ کو بہت برا لگا لیکن اس نے دادی کے کمرے میں ہی اپنی چارپائی بچھالی۔ وہ سارا دن اِدھر اُدھر پھرتی رہتی اور رات کو دادی کے کمرے میں چلی جاتی۔ نیچے آمنہ کا جو کمرا تھا اُن کے اوپر شفٹ ہوتے ہی فریحہ نے اس پر اپنا قبضہ جمالیا تھا اور کسی کی جرأت نہیں تھی کہ وہ اس کے کمرے کی طرف دیکھے بھی۔ ویسے بھی شبنم کی اور ہی پلاننگ تھی۔ ثقلین اس کا اکلوتا بھتیجا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ عاصمہ اور ثقلین کا رشتہ ہو جائے اور قدرت نے ثقلین کو اس کے گھر بھیج کر ایک زبردست موقع فراہم کیا تھا۔ وہ اندر ہی اندر بہت خوش تھی کہ یوں عاصمہ اور ثقلین کو ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع مل جائے گا۔ وہ باتوں، باتوں میں عاصمہ کو ثقلین کے سارے کام کرنے کو کہتی۔ اس کے کپڑے وہ دھوئے، انہیں پریس وہ کرے، اس کے کھانے کا اہتمام وہ کرے اور اس کے علاوہ اس کی تمام چھوٹی موٹی ضروریات کا خیال رکھنے کی کوشش کرے۔ عاصمہ نے پہلے تو خفگی کا اظہار کیا مگر ماں نے جب اسے باتوں، باتوں میں سمجھایا تو اسے بھی اچھی طرح سمجھ آگئی۔ ویسے بھی اسے ثقلین خوب بھایا تھا۔ خوب صورت نقوش کا مالک، سفید رنگت، دراز قد، گھنی مونچھیں اور براؤن بال، سبز آنکھیں۔ ہر لڑکی اسے دیکھ کر ایک بار چونکتی ضرور تھی۔ دل ہی دل میں وہ ثقلین کو بہت پسند کرنے لگی تھی۔ وہ بھاگ، بھاگ کر اس کے کام کرتی تو وہ مسکرا دیتا اور اس کے ساتھ چھیڑ خانی اور خوب مذاق کرتا۔ وہ بھی اس کی باتوں سے محظوظ ہوتی۔ جب سے وہ آیا تھا اس نے آمنہ چاچی کے پاس جانا قدرے کم کر دیا تھا۔ اور مصروفیت کا بہانہ بنا کر ثقلین کے آگے پیچھے منڈلاتی رہتی۔ شبنم یہ سب دیکھ کر بہت خوشی ہوتی کہ دونوں میں خوب انڈر اسٹینڈنگ ہو رہی ہے اور رشتہ کرنے میں زیادہ مسئلہ نہیں ہوگا۔

ثقلین کو دیکھ کر فریحہ کے بھی تیور بدلنے لگے تھے۔ وہ جس طرح کی شوخ و چنچل اور رنگین مزاج تھی۔ ثقلین بھی اپنے جیسا ہی لگا۔ ثقلین لڑکیوں کے ساتھ گپ شپ لگانے اور ہنسی مذاق کا شوقین تھا۔ فریحہ کو وہ اپنے لیے ہر لحاظ سے پرفیکٹ میچ لگا۔ جس طرح کی وہ ماڈرن اور اسمارٹ تھی۔ ثقلین بھی ویسا ہی تھا۔ اس کی ڈریسنگ پہلے ہی قابلِ اعتراض ہوتی تھی۔ ماں کے سمجھانے پر وہ باپ کے سامنے دوپٹا اوڑھ لیتی تھی مگر زیادہ تر یونہی دوپٹے کے بغیر گھومتی رہتی۔ ثقلین کے سامنے آتی تو وہ مسکرا کر معنی خیز انداز میں اسے گھورتا اور اکثر ایسے چٹکلے چھوڑتا جنہیں وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

خوب انجوائے کرتی۔ عاصمہ اور شبنم بھی اس کی حرکتوں کو نوٹ کر رہی تھیں مگر کوئی اسے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ وہ بات کا بتنگڑ بنانے کی ماہر تھی اور دوسرے ہاجرہ کو ذراسی بھی بھنک پڑ جاتی تو وہ ایسا طوفان برپا کر دیتی کہ پھر سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔ ویسے بھی کوئی ٹھوس بات تو تھی نہیں...... جس کو بنیاد بنا کر شبنم اس پر اعتراض کرتی مگر اس نے عاصمہ کو خبردار کر دیا تھا کہ وہ فریحہ سے ہوشیار رہے اور اسے ثقلین کے پاس زیادہ نہ پھٹکنے دے۔ عاصمہ کے دل میں بھی فریحہ کے بارے میں خدشات پہلے سے ہی موجود تھے اور اب ماں کی زبانی سن کر اس کے دل میں فریحہ کے لیے غصے کے ساتھ، ساتھ نفرت بھی پیدا ہونے لگی۔

"رشتے دار وہ ہمارا ہے اور یہ خواہ مخواہ اس پر ڈورے ڈال رہی ہے۔ یہ بڑی تیز ہے۔ اس سے خبردار رہو تو بہتر ہے۔" شبنم نے عاصمہ کو رازدارانہ انداز میں تنبیہ کی۔

"مگر امی میں کیا کر سکتی ہوں۔ جب بھی دیکھو وہ ثقلین کے پاس ہی بیٹھی ہوتی ہے اور ثقلین...... کیا اس کو نہیں پتا کہ وہ کس کا رشتے دار ہے؟ کیا ضرورت ہے اس کے ساتھ میٹھی، میٹھی باتیں کرنے کی۔" عاصمہ نے اپنا غصہ نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے وہ مرد ہے اور مرد کو جہاں بھی دل لبھانے کا سامان ملے وہ وہیں بڑھے گا۔ تو اپنی جانب اس کا دل لُبھا۔ تو وہ اس کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔" شبنم نے معنی خیز انداز میں کہا۔

"وہ کیسے؟" عاصمہ نے چونک کر پوچھا۔

"یہ جو تو ہر وقت بڑی، بڑی چادریں اور دوپٹے لپیٹ، لپیٹ کر اس کے آگے پیچھے پھرتی ہے تو اسے تجھ میں خاک کشش محسوس ہوگی۔ فریحہ کو دیکھ کیسے، کیسے رنگ برنگی فٹنگ والے سوٹ پہنتی ہے۔ مردوں کو یہی سب کچھ اچھا لگتا ہے اور آج کل کے زمانے میں ہر لڑکا یہی کچھ پسند کرتا ہے۔ وہ نیک پروینوں کا زمانہ گزر گیا۔ آج کل کوئی پردہ نشینوں کو پسند نہیں کرتا۔ تم بھی اپنے طریقے بدلو۔" شبنم نے منہ بنا کر اس کی چادر کھینچتے ہوئے کہا تو وہ بوکھلا کر ماں کی طرف دیکھنے لگی۔

"امی......! یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟" وہ گھبرا کر چادر ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔

"تیری ماں ہوں، تیرے بھلے کو سمجھا رہی ہوں اگر ثقلین چاہیے تو پھر وہ سب کرنا پڑے گا جو میں کہہ رہی ہوں اور اس میں حرج ہی کیا ہے۔ کل کو اس نے تمہارا شوہر بننا ہے تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟" شبنم نے آنکھیں گھماتے ہوئے بیٹی کو سمجھایا تو وہ حیرت سے ماں کی طرف دیکھنے لگی۔ اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اٹھ کر ماں کے کمرے سے باہر نکلی تو اسے ایک دم اپنے کمرے (جو اَب ثقلین کے پاس تھا) میں سے قہقہوں کی آواز سنائی دی۔ ثقلین اور فریحہ کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو چونک گئی۔ ثقلین، فریحہ کا ہاتھ پکڑے اس کی ہتھیلی کی لکیریں پڑھ رہا تھا۔ فریحہ نے انتہائی واہیات لباس پہنا ہوا تھا۔ ثقلین کی نظریں اس کے چہرے یا ہاتھ کی لکیروں سے زیادہ اس کے جسم پر بھٹک رہی تھیں اور اس بات کا فریحہ کو بھی بھرپور احساس تھا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ عاصمہ دروازے پر کھڑی ہے۔ وہ اپنی ہی دنیا میں مست تھی۔ عاصمہ کی آنکھوں سے ایک دم آنسو نکل پڑے۔ اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کہاں جا کر روئے۔ نادانستہ اس کے قدم سیڑھیوں کی جانب اٹھے اور وہ روتی ہوئی آمنہ چاچی کے پورشن میں چلی گئی۔ آمنہ پریشان ہو کر اسے چپ کرانے لگی۔

"کیوں رو رہی ہو عاصمہ......؟ کچھ بتاؤ تو سہی......" آمنہ نے اسے اپنے ساتھ لا کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا مگر وہ مسلسل روتی رہی، جب کافی دیر رونے کے بعد اس کے آنسو تھمے تو اس نے آمنہ کو ساری بات بتائی۔ وہ سب بھی جو ماں نے اس سے کہا تھا۔ اور وہ سب بھی جو اس نے خود دیکھا تھا اور یہ بھی کہ وہ ثقلین سے محبت کرتی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

ہے۔ آمنہ حیرت سے اس کی باتیں سننے لگی۔
''تمہارے خیال میں جو کچھ فریحہ کر رہی ہے، کیا وہ ٹھیک ہے؟'' آمنہ نے پوچھا۔
''نہیں۔'' عاصمہ نے خفگی سے جواب دیا۔
''اور شبنم بھابی تمہیں جو کچھ کرنے کو کہہ رہی تھیں کیا وہ بھی ٹھیک ہے؟'' آمنہ نے پھر سوال کیا تو وہ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی اور سوچ میں پڑ گئی۔
''تمہارا دل کیا کہتا ہے؟ اس بات کو ذہن میں رکھ کر جواب دینا کہ کیا یہ اللہ کی نظر میں ٹھیک ہوگا؟'' آمنہ نے پھر پوچھا۔
''نہیں......'' اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد جواب دیا۔
''عاصمہ، ہماری خواہشات کبھی، کبھی ہمیں اتنا ورغلاتی ہیں کہ ہم صحیح اور غلط کی تمیز بھول بیٹھتے ہیں۔ جس بات کی خواہش ہمارا دل کرتا ہے، ہمیں وہی ٹھیک اور اچھی لگتی ہے اور یہی وہ کمزور لمحے ہوتے ہیں جب شیطان ہم پر حاوی ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس وقت انسان اپنے خدا کو بھول کر اپنے نفس کی خواہشات سے لطف اندوز ہونے لگتا ہے اور اس لمحے اس سے سرزد ہونے والا گناہ بھی اسے گناہ نہیں لگتا اور اسے بعد میں احساس ہوتا ہے کہ اس سے کیا ہو گیا ہے۔'' آمنہ نے گہری سانس لے کر کہا تو عاصمہ نے قدرے شرمندگی سے اس کی طرف دیکھا۔
''میرا دل تو پہلے ہی نہیں مان رہا تھا مگر ثقلین سے محبت کی خاطر میں نے ایسا سوچا۔'' عاصمہ نے آہستہ آواز میں کہا۔
''تمہارا دل اس لیے نہیں مان رہا تھا کیونکہ اس میں خدا موجود ہے اور جس دل میں خدا موجود ہوتا ہے وہ اسے کبھی برے کام نہیں کرنے دیتا...... انسان برائی کی طرف قدم اٹھانے کی کوشش بھی کرتا ہے مگر اس کے قدم ہی نہیں اٹھتے۔'' آمنہ نے محبت سے اس کا ہاتھ پکڑ کر سمجھایا تو وہ آبدیدہ ہو کر سر ہلا گئی۔
''واقعی چاچی! کیا میرے دل میں خدا موجود ہے؟'' عاصمہ نے قدرے بے یقینی سے پوچھا۔
''ہاں اور اس کی موجودگی کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب ہمارا دل برائی کی طرف کشش کے باوجود اس کے بہکاوے میں نہیں آتا اور رہی بات محبت کی تو دو ہی دن میں تمہیں کیسے اس سے اتنی محبت ہوگئی کہ تم اللہ کے احکامات کو رد کرنے کے لیے تیار ہو گئیں؟'' آمنہ نے حیرت سے پوچھا۔
''وہ امی مجھے ایسا کرنے کو کہہ رہی تھیں کیونکہ ان کی خواہش ہے کہ میری ثقلین کے ساتھ شادی ہو جائے۔'' عاصمہ نے شرما کر کہا۔
''مجھے افسوس ہے کہ مائیں خود بیٹیوں کو دنیا کے فائدے حاصل کرنے کے لیے ایسی راہوں پر چلاتی ہیں۔ جن میں سراسر اللہ کی نافرمانی ہے۔ تم جانتی ہوناں کہ وہ تمہارے لیے نامحرم ہے۔ غیر مرد ہے اور نامحرم کے سامنے بے پردگی کی اجازت اللہ ہرگز نہیں دیتا۔ آج جوان لڑکیاں اللہ کے احکامات کو نظر انداز کر کے اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنے کے چکروں میں اپنے آپ کو اتنا گرا لیتی ہیں کہ پھر ساری زندگی پچھتاووں میں گزارتی ہیں۔
دوسری بات محبت ہونا اور رشتے بنانا...... یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ جس سے آپ محبت کرتے ہیں...... ضروری نہیں کہ اس کے ساتھ آپ کا رشتہ بھی بنے...... کسی کے لیے دل میں محبت ڈالنا اور رشتے بنانا سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ تم جتنا چاہے ثقلین سے محبت کر لو اگر خدا کو منظور نہیں ہوگا تو اس کے ساتھ تمہارا رشتہ کبھی نہیں بنے گا اسی طرح فریحہ بھی اپنی پوری کوشش کر لے گر خدا نہ چاہے تو اس کی ہر کوشش ناکام ہوگی۔'' آمنہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مجھے لگتا ہے ثقلین اور فریحہ آپس میں بہت محبت کرنے لگے ہیں۔ چاچی، آج کل ہر طرف یہی کچھ ہو رہا ہے۔ جو لڑکیاں، لڑکوں کے ساتھ پھرتی ہیں ان کے ساتھ سیٹ ہوتی ہیں ان کے رشتے جلدی ہو جاتے ہیں اور جو برقع پہنتی ہیں اور فالتو کہیں آتی جاتی نہیں انہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں۔'' عاصمہ نے افسوس سے کہا۔

''یہ تمہارا نفس ہے جو تمہیں ایسی باتیں سکھاتا ہے کیونکہ اس کے اندر خواہشات موجود ہیں جو اسے ورغلاتی ہیں۔ چلو مان لیتے ہیں اگر جو لڑکیاں یہ سب کرتی ہیں تو ان کی جلد شادیاں ہو جاتی ہیں اور انہیں سب کچھ مل جاتا ہے تو کیا وہ اس بات کو بھی بھول جاتی ہیں کہ انہوں نے اللہ کی نافرمانی کر کے اور کتنے پاپڑ بیل کے یہ سب کچھ حاصل کیا ہے۔ ایسی شادیوں کی اکثریت بری طرح ناکام ہوتی ہے یا پھر وہ کسی نہ کسی طرح suffer کرتی ہیں مگر اظہار اس لیے نہیں کرتیں کہ خود گناہ گار ہوتی ہیں۔ عاصمہ، دیکھو اللہ کا راستہ ضبطِ نفس کا راستہ ہے اور دنیا کا راستہ نفسانی خواہشات کا راستہ ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ جس راستے کو چاہتی ہو منتخب کر لو مگر اس پر مطمئن رہنا، پچھتانا مت۔'' آمنہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ مزید کچھ نہ بولی بس آمنہ کی طرف بغور دیکھنے لگی۔

''میں تمہارے لیے چائے لے کر آتی ہوں۔'' آمنہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کچن میں چلی گئی اور عاصمہ اس کی باتوں پر غور کرنے لگی۔

☆☆☆

فریحہ بے حد خوش تھی اور گنگناتی ہوئی شبینہ کے کمرے میں گئی۔ اس کے چہرے پر قوسِ قزح کے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں سے اس کے دل کی خوشی کی جھلک نمایاں تھی۔

''کیا بات ہے آپا....! بڑی خوش دکھائی دے رہی ہو؟'' شبینہ نے اس کے چہرے کی طرف بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''محبت انسان کو اندر سے یونہی خوش کر دیتی ہے۔'' فریحہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''کیا مطلب......محبت......؟ کس سے؟ کہیں ثقلین بھائی سے تو نہیں۔ میں تم سے کچھ ایسا ہی expect کر رہی ہوں۔'' شبینہ نے حیرت سے پوچھا۔

''ہاں کچھ ایسا ہی ہے۔ سنو، وہ مجھ سے بہت محبت کرنے لگا ہے اور مجھے بھی اس سے اتنی ہی محبت ہو گئی ہے۔'' فریحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپا وہ عاصمہ کا کزن ہے اور شبنم چاچی، عاصمہ کا اس کے ساتھ رشتہ کرنے کا سوچ رہی ہیں۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔'' شبینہ نے قدرے خفگی سے کہا۔

''میں نے ایسا کیا، کیا ہے؟ ثقلین میری طرف خود آگے بڑھا ہے اس نے مجھ سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ میں نے نہیں، اب اسے عاصمہ click نہیں کی تو میں کیا کر سکتی ہوں؟'' فریحہ نے ابرو اچکا کر قدرے طنزیہ انداز میں کہا تو شبینہ منہ بنا کر رہ گئی۔

''ویسے آپا تم ٹھیک نہیں کر رہی ہو۔'' شبینہ نے آہ بھر کر کہا۔

''اچھا......اچھا......میں تم سے کوئی مشورہ لینے نہیں آئی۔ میں جو کر رہی ہوں ٹھیک کر رہی ہوں سمجھیں تم!'' فریحہ نے خفگی سے جواب دیا تو اسی لمحے ہاجرہ، فریحہ کی ایک شرٹ پکڑے کمرے میں داخل ہوئی۔

''فریحہ، میں تمہاری یہ شرٹ سی کر لائی ہوں۔ دیکھو کیسی ہے؟'' ہاجرہ نے مسکراتے ہوئے ایک سلیولیس شرٹ اس کی طرف بڑھائی۔ فریحہ اسے دیکھنے لگی۔

''امی، ابو نے آپا کو ایسے کپڑے پہننے سے منع کیا تھا ناں اور آپ پھر ان کو ویسے ہی کپڑے سی کر دے رہی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں؟'' شبینہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا تم تو چپ کرو...... باپ کی چمچی...... فریحہ تم مجھے پہن کر دکھاؤ۔'' ہاجرہ نے اسے جھاڑا۔

''امی، آپا کو خراب کرنے میں آپ کوئی کسر نہیں چھوڑ رہیں۔'' شبینہ نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا...... اچھا...... تم مومنہ کا ٹیکا اپنے ماتھے پر سجالو...... تمہیں وہ نہیں خراب کر رہی جس کی بغل میں جا کر بیٹھی رہتی ہو۔'' ہاجرہ نے غصے سے کہا تو شبینہ کمرے سے باہر چلی گئی۔

''سناؤ...... سب ٹھیک جارہا ہے ناں؟'' ہاجرہ نے سرگوشی میں آنکھیں گھماتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں......'' وہ زیرلب مسکراتے ہوئے بولی اور دونوں معنی خیز انداز میں مسکرانے لگیں۔

☆☆☆

رات گہری ہو رہی تھی...... عاصمہ کاریڈور میں کرسی پر بیٹھی ایگزامز کی تیاری کرنے میں مصروف تھی۔ اس نے چادر اچھی طرح لپیٹ رکھی تھی۔ سب لوگ اپنے، اپنے کمروں میں تھے۔ ثقلین گھر میں داخل ہوا تو ہر طرف گھرا سناٹا تھا۔ اس نے عاصمہ کو پڑھتے دیکھا تو مسکراتا ہوا اس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ عاصمہ نے ایک ٹک اسے دیکھا اور خاموشی سے نوٹس پڑھتی رہی۔ اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔

''کیا بات ہے...... مجھ سے ناراض ہو؟'' ثقلین نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں......'' اس نے جواب دیا پر نظریں نوٹس پر جمائے رکھیں۔

''اتنی بے رخی کی وجہ؟'' ثقلین نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

''کیا مطلب ہے آپ کا......؟ میں پہلے کب آپ سے اتنی بے تکلف ہوئی ہوں کہ آپ کو اب مجھ میں.... بے رخی دکھائی دینے لگی؟'' عاصمہ نے خفگی سے کہا اور اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔

''ارے یار! میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا۔'' اس نے عاصمہ کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی۔

''ایکسکیوزمی! میں فریحہ آپا نہیں ہوں جنہیں آپ جیسے چاہیں چھولیں۔'' عاصمہ نے غصے سے اس کا ہاتھ مروڑ کر پرے دھکیلتے ہوئے کہا تو وہ یک دم شرمندہ ہو گیا۔

''ک...... کیا مطلب......؟'' اس نے بوکھلا کر پوچھا۔

''مطلب...... آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ مجھ سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں......'' عاصمہ نے غصے سے کہا۔

''آئی سی...... تو کیا تم اس سے جیلس ہو رہی ہو؟'' ثقلین نے موڈ بدل کر معنی خیز انداز میں کہا۔

''نہیں، اپنی لمٹس بتارہی ہوں کہ بے شک آپ میرے کزن سہی لیکن ہیں تو نامحرم...... اور نامحرموں کے بارے میں اللہ کا کیا حکم ہے۔ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ اپنی حد میں رہیں تو بہتر ہوگا۔'' عاصمہ نے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔ ثقلین اس کی طرف دیکھتا رہ گیا۔

شبنم اپنے کمرے سے باہر نکلی تو ثقلین کو ساکت بیٹھے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

''ارے بیٹا تم کب آئے، کیا بھوک لگی ہے۔ کھانا لاؤں؟'' شبنم نے آکر محبت سے پوچھا۔

''نہیں پھپو...... مجھے بھوک نہیں......'' اس نے بے دلی سے جواب دیا۔

''لو صبح کے گئے اب آرہے ہو، بھوک کیوں نہیں...... میں ابھی عاصمہ کو بلاتی ہوں تمہارے لیے کھانا لگائے۔'' شبنم نے بلند آواز سے عاصمہ کو پکارنا شروع کر دیا۔

''پلیز اسے رہنے دیں۔ وہ پڑھ رہی ہے۔'' ثقلین نے کہا تو شبنم نے ایک ٹک اس کی طرف دیکھا اور ساس کے کمرے میں چلی گئی۔ عاصمہ وہاں بیٹھی پڑھنے میں مصروف تھی اور جمیلہ سو رہی تھیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''باہر ثقلین بیٹھا ہے، اٹھو اس کو کھانا دو۔'' شبنم نے سرگوشی میں کہا۔
''آپ کا بھتیجا ہے، آپ جا کر دیں۔ میرا وہ کچھ نہیں لگتا۔ کیوں اس کی خدمتیں کروں؟'' عاصمہ نے غصے سے کہا تو وہ اس کی بات سن کر چونکی۔
''تجھے کیا ہو گیا ہے، تیرا دماغ تو ٹھیک ہے ناں؟'' شبنم نے حیرت سے پوچھا۔
''امی، بس میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے۔ مجھے ڈسٹرب مت کریں۔'' وہ خفگی سے بولی۔
''فریحہ اسے لے اڑے گی اور تو ہاتھ ملتی رہ جانا۔'' شبنم نے غصے سے کہا۔
''ٹھیک ہے، اگر وہ اس کے نصیب میں لکھی ہے تو اسے وہی ملے گی۔ میں کیوں پریشان ہوتی پھروں۔'' اس نے دوٹوک الفاظ میں جواب دیا تو وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔
''لگتا ہے تیرا دماغ اور پروالی نے خراب کر دیا ہے۔ پھر تجھے کوئی پٹی پڑھائی ہوگی۔ دیکھنا تیری جڑوں میں وہی بیٹھے گی۔ ساری زندگی ہاتھ ملتی رہے گی تو۔'' شبنم نے غصے سے کہا۔
''مجھے کسی کی پروا نہیں اور آپ بھی ان سے بدگمان ہونا چھوڑ دیں۔ میں جو اپنے لیے بہتر سمجھتی ہوں وہی کروں گی۔ آپ کے بھتیجے کو خوش کرنے کے لیے میں اللہ کو ناراض نہیں کر سکتی۔'' عاصمہ نے خفگی سے کہا تو شبنم اسے غصے سے دیکھ کر بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ عاصمہ نے گہری سانس لی اور پُرسکون ہو گئی۔ اس کا دل ایک دم مطمئن ہو گیا۔ ثقلین بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔ شبنم تاسف سے ہاتھ ملتی رہ گئی۔
اس کے بعد عاصمہ جب بھی ثقلین کو کہیں دیکھتی منہ پھیر کر چلی جاتی۔ جبکہ فریحہ روز بروز اس کے قریب آ رہی تھی۔ ہر وقت سائے کی طرح اس کے ساتھ، ساتھ رہتی۔ اس کے فیشنوں میں روز بروز اضافہ ہونے لگا تھا مگر عاصمہ ان دونوں کی طرف اب کوئی توجہ نہ دیتی۔

☆☆☆

عبدالرحمٰن کا کالج روز بروز ترقی کر رہا تھا اور اس کی شہرت ہر طرف پھیل رہی تھی۔ اس کی آرٹ ایگزیبیشن کے بعد ہر طرف اس کا چرچا ہونے لگا تھا اور دوسرے شہروں سے بھی اسٹوڈنٹس آ آ کر اس میں داخلہ لینے لگے تھے.....
عبدالرحمٰن اس کامیابی پر بہت خوش تھا مگر اس کے ساتھ، ساتھ وہ بہت زیادہ مصروف بھی ہو گیا تھا۔ صبح سویرے کالج چلا جاتا اور رات گئے واپس آتا۔ آمنہ یا تو عبادت میں مصروف رہتی یا گھر کے کاموں میں یا پھر کتابیں پڑھتی رہی۔ اس نے اپنا دل لگا لیا تھا۔ نیٹ پر بزی رہتی تو کبھی عاصمہ اور شبینہ کے ساتھ باتوں میں۔ اس کے پاس مزید کرنے کو کچھ نہیں تھا۔ اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا ایکٹویٹی اپنائے تو اس نے بھی گھر بیٹھ کر پینٹنگ شروع کر دی۔ وہ اس روز برآمدے میں بیٹھی ایک لینڈ اسکیپ بنا رہی تھی۔ جب شبنم انتہائی غصے میں اس کے پاس آئی تو وہ اسے دیکھ کر چونکی۔
''شبنم بھابی..... آپ.....؟'' آمنہ نے حیرت سے پوچھا۔
''سنو تم جیسی شیطان صفت عورت میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ دوسروں کی اولاد کو بہکا کر خود کتنے مزے سے تصویریں بنا رہی ہو۔ اللہ بچائے تمہارے شر سے۔'' شبنم نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔
''آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ میں کسی کو کیوں بہکاؤں گی؟'' آمنہ نے گھبرا کر پوچھا۔
''اب اتنی معصوم مت بنو..... میں اچھا خاصا عاصمہ اور ثقلین کا رشتہ کرنے جا رہی تھی، تم نے نہ جانے اسے کیا پٹیاں پڑھائی ہیں کہ وہ اب اس کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی۔'' شبنم نے غصے سے کہا۔
''وہ خود سمجھدار ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو جانتی ہے۔'' آمنہ بڑی سمجھداری سے بولی۔
''خدا کرے تیری اولاد بھی ایسی سر پھری پیدا ہو تو پھر تجھے پتا چلے۔ خدا جانے کب یہاں سے تم جاؤ گی اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہماری جان چھوٹے گی۔ نہ جانے کہاں سے مصیبت ہمارے گھر نازل ہوگئی ہے۔'' شبنم بولتی ہوئی وہاں سے چلی گئی اور آمنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔

☆☆☆

آمنہ کی طبیعت کئی روز سے خراب تھی۔ شبنم کی باتوں نے اسے ذہنی طور پر بہت پریشان کر دیا تھا۔ اس نے عبدالرحمٰن سے اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا لیکن وہ اندر ہی اندر بہت الجھن کا شکار تھی اور اپنے طور پر واپس جانے کا سوچ رہی تھی۔ وہ بہت کچھ سوچ کر عبدالرحمٰن کے ساتھ آئی تھی۔ اسلامی سوچ کے مالک نوجوان کا گھرانا بھی کتنا اسلامی ہوگا۔ سب سچے اور پکے مسلمان ہوں گے، ان کے درمیان رہ کر وہ اسلام پر عمل کرنا سیکھے گی۔ اس کے اندر جو کمیاں ہوں گی وہ سب پوری ہوں گی مگر یہاں آکر اسے معلوم ہوا کہ وہ سب اس کی خام خیالی تھی۔ اسے کیا معلوم تھا کہ اس کے اسلام کو بھی طنز کا نشانہ بنایا جائے گا اس کی مسلمانیت پر شک کیا جائے گا اور اس کے وجود کو ایک مصیبت اور لعنت سمجھا جائے گا۔ وہ تنہا بیٹھ کر آنسو بہاتی اور اس کا دل چاہتا کہ وہ فوراً یہاں سے واپس چلی جائے۔

اسی دوران اس کی طبیعت خراب ہوئی اور اسے قے آنا شروع ہوئیں تو جمیلہ اسے فوراً ڈاکٹر کے پاس لے گئیں اور ڈاکٹر نے خوش خبری سنائی کہ وہ امید سے ہے۔ عبدالرحمٰن اور جمیلہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ گھر کے سب لوگ بہت خوش تھے۔ سوائے ہاجرہ اور شبنم اور فریحہ کے۔ پھر جمیلہ خود ہی اوپر شفٹ ہوگئیں اور اس کی دیکھ بھال کرنے لگیں۔ اسے بیڈ سے نہ اٹھنے دیتیں۔ اس کی صحت کا بہت خیال رکھتیں۔ اسے خود زبردستی کھلاتیں، جمیلہ کی اتنی محبت اور کیئر دیکھ کر وہ حیران ہونے لگتی۔ جمیلہ بیگم بھی اس سے بہت محبت کرتی تھیں ہر وقت اس پر صدقے واری جاتیں مگر بڑی دونوں بہوؤں سے یہ سب برداشت نہیں ہو پاتا تھا۔

''لگتا ہے اماں بی کی چھوٹی بہو دنیا کا کوئی انوکھا کام کرنے جا رہی ہے۔ یوں ناز نخرے اٹھائے جا رہے ہیں جیسے وہ کوئی ملکۂ عالیہ ہو۔'' شبنم نے ساس کی طرف دیکھ کر منہ بناتے ہوئے قدرے طنزیہ انداز میں کہا جو آمنہ کے لیے خالص دودھ لے کر آئی تھیں۔

''ارے شبنم! ناز نخرے تو میں نے تمہارے بھی اٹھائے تھے۔ اب تم بھول جاؤ تو میں کیا کروں۔'' جمیلہ نے بھی منہ بنا کر جواب دیا۔

''لیکن ویسے نہیں اٹھائے اماں جیسے اس شہزادی کے تم اٹھا رہی ہو۔'' شبنم نے جواب دیا۔

''ہاں شاید اس لیے کہ اللہ نے بڑے عرصے بعد اس گھر پر کرم کیا ہے۔ بڑی کی دو بیٹیاں اور تیری ایک بیٹی...... اب اللہ کرم کرے اور میرے عبدالرحمٰن کو ایک بیٹا دے دے تو پوتا کھلانے کی بھی میری خواہش پوری ہو جائے۔'' جمیلہ نے دعائیہ انداز میں کہا تو ہاجرہ اور شبنم نے ناگوار منہ بنا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

''اماں ایسی باتیں کر کے تم ہمارا دل جلا رہی ہو۔ بیٹیاں ہوئیں تو اس میں ہمارا کیا قصور تھا۔ آج ہمیں یہ طعنے بھی سننے کو مل رہے ہیں۔'' دونوں نے آبدیدہ ہو کر کہا۔

''ہائے...... ہائے...... کس نے طعنے دیے ہیں۔ میں تو اپنی خواہش کا اظہار کر رہی ہوں...... تم لوگ تو بات کا بتنگڑ بنانے میں ماہر ہو۔'' جمیلہ بڑبڑاتی ہوئی اوپر چلی گئیں۔

''بھابی اس کمبخت کے اگر بیٹا پیدا ہو گیا تو سمجھو اس گھر کا والی وارث وہی ہوگا۔ نہ ہمارے ہاتھ کچھ آئے گا نہ ہماری بیٹیوں کے۔'' شبنم نے آنکھیں گھما کر کہا تو ہاجرہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات نمایاں ہونے لگے۔

''شبنم...... یہ تو...... تُو نے بہت پریشانی کی بات بتائی ہے اگر ایسا ہو گیا تو ہم سب کہاں جائیں گے۔ گھر کے مرد پہلے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ہی اس کے گُن گاتے ہیں۔ ہماری لڑکیاں اس کی مٹھی میں ہیں اور اب اماں کو دیکھو...... کیسے اس پر صدقے واری ہو رہی ہیں۔ اگر لڑکا ہو گیا تو پھر کیا سب کچھ اسی کا ہو گا؟'' ہاجرہ نے صدمے کی سی کیفیت میں مبتلا ہوتے ہوئے کہا۔

''کمبخت پر کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا۔ پیر بابا کے مزار پر کئی بار منتیں مانیں۔ میں نے خود کئی وظیفے اس پر پڑھے۔ دعائیں کیں خود جا کر اسے جلی کٹی بھی سنائیں مگر اس پر کسی بات کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔'' شبنم نے افسردگی سے بتایا۔

''اب کچھ اور ہی کرنا ہو گا۔'' ہاجرہ نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

''کیا ہاجرہ بھابی؟'' شبنم نے اس کے قریب آ کر رازدارانہ انداز میں پوچھا۔

''جھنڈے والی خانقاہ میں ایک عامل بیٹھتا ہے۔ بڑا پکا عامل ہے۔ ایسا تعویذ دیتا ہے کہ چند دنوں میں ہی کام ہو جاتا ہے۔'' ہاجرہ نے سرگوشی میں بتایا۔

''سچ بھابی! کیا تمہارا کوئی کام ہوا ہے؟'' شبنم نے پوچھا۔

''ہاں اللہ کا شکر ہے۔ ہو رہا ہے لیکن تم اس بات کو چھوڑو۔ میں تمہیں آمنہ کے لیے کہہ رہی تھی۔ ایک تعویذ کے وہ تین ہزار لیتا ہے اگر آدھی رقم تم دے دو تو میں اس سے بات کرتی ہوں۔'' ہاجرہ نے معنی خیز انداز میں کہا۔

''ہاں...... ہاں...... دے دوں گی۔ بس یہ بلا یہاں سے چلی جائے۔'' شبنم نے منہ بنا کر کہا۔

''لیکن شبنم! تعویذ کس بات کا کرانا ہے۔ یہاں سے جانے کا یا پھر اس کا بچہ مرنے کا۔'' ہاجرہ نے بھویں سکوڑتے ہوئے پوچھا۔

''دونوں ہی کرا دو۔ ٹھہرو میں ابھی پیسے لے کر آتی ہوں۔'' شبنم اپنے کمرے میں چلی گئی اور جلدی سے پندرہ سو روپے لے کر آئی۔

''ٹھیک ہے، میں ابھی جاتی ہوں۔ آج ہی اس کے لیے تعویذ لے کر آتی ہوں۔ پھر دیکھنا، کیا ہوتا ہے۔'' ہاجرہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر سامنے تار سے اپنی چادر اتاری۔

''بھابی! میں بھی ساتھ چلوں؟'' شبنم نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

''نہیں...... نہیں۔ ہم دونوں جائیں گی تو اماں پھر مشکوک ہو جائیں گی اور لڑکیاں علیحدہ سے پوچھ گچھ کرتی ہیں۔ بس کسی کو کچھ مت بتانا۔ یہی کہنا کہ میں اپنے سر درد کی دوا لینے حکیم صاحب کے پاس گئی ہوں اور ویسے بھی وہاں بڑا رش ہوتا ہے۔ بہت دیر لگتی ہے۔'' ہاجرہ نے باہر جاتے ہوئے کہا تو شبنم خاموش ہو گئی۔

☆☆☆

عبدالرحمٰن صبح ناشتا کر کے کالج چلا گیا اور جمیلہ سبزی لینے مارکیٹ چلی گئیں۔ آمنہ کمرے میں بیڈ پر لیٹی تھی۔ اسے بہت زیادہ کمزوری محسوس ہو رہی تھی اور اس سے بیڈ سے اٹھا نہیں جا رہا تھا۔ اس پر غنودگی طاری تھی۔ شبنم نے آہستہ سے اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر جھانکا اور ہاجرہ کو اشارہ کیا۔ ہاجرہ ہاتھ کی مٹھی کو بند کیے اس کے قریب آئی۔

''میں اس پر نظر رکھتی ہوں اگر اس نے کوئی حرکت کی تو میں گلا کھنکھاروں گی۔ تم کچن میں جا کر یہ چینی، اس کی چینی میں مکس کر دو اور میں تعویذ اس کی الماری میں رکھ دوں گی۔'' شبنم نے سرگوشی میں کہا تو ہاجرہ دبے قدموں کچن میں داخل ہوئی اور جلدی سے سامنے رکھی چینی کی برنی میں وہ چینی مکس کر دی جو عامل بابا نے دم کر کے دی تھی۔ وہ کچن سے یہ کام کر کے خوشی، خوشی باہر لوٹی۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ اس نے دوپٹے کے پلو سے بندھا تعویذ شبنم کو دیا۔

''میں تو اپنا کام کر آئی ہوں۔ اب تم جا کر اپنا کام کرو۔'' ہاجرہ نے تعویذ اسے پکڑاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے، اچھی طرح نظر رکھنا۔'' شبنم نے کہا اور اس کے دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر گھس گئی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

اور جلدی سے الماری کھول کر کپڑوں کے نیچے کونے میں تعویذ رکھ دیا۔ دونوں فاتحانہ انداز میں نیچے اتر رہی تھیں کہ جمیلہ شاپنگ بیگز پکڑے ہوئے اندر داخل ہوئیں۔ دونوں کو سیڑھیاں اترتے دیکھ کر وہ چونکیں۔

''تم دونوں اوپر کیا کرنے گئی تھیں؟'' جمیلہ نے چونک کر پوچھا تو وہ بوکھلا گئیں۔

''ہم...... ہم آمنہ کی خیریت پوچھنے گئی تھیں۔ صبح عبدالرحمٰن بتا رہا تھا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں...... اس لیے گئی تھیں۔ لیکن وہ تو سو رہی ہے۔'' شبنم نے جلدی سے بتایا۔

''ہاں بیچاری کو کمزوری بہت ہے۔'' جمیلہ نے فکرمندی سے جواب دیا لیکن وہ دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ دیکھ کر چونکی ضرور تھیں۔

''اچھا...... اللہ اس پر رحم کرے۔ ہم تو دعا ہی کر سکتے ہیں۔'' ہاجرہ نے جلدی سے کہا اور دونوں وہاں سے چلی گئیں۔ جمیلہ کو ان کی باتیں کچھ مشکوک لگیں مگر وہ سر جھٹک کر اوپر چلی گئیں اور وہ دونوں کمرے میں جا کر کھلکھلا کر ہنسنے لگیں۔

جمیلہ، آمنہ کے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ گہری نیند سو رہی تھی اور اس کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے نمایاں ہو رہے تھے۔ سفید رنگت زردی مائل دکھائی دے رہی تھی۔ جمیلہ اس کی حالت دیکھ کر افسردہ ہونے لگی۔

''آمنہ بیٹی! اٹھو ہوش کرو، صبح سے یونہی لیٹی ہو۔ نہ کچھ کھا پی رہی ہو، یونہی پڑی رہو گی تو بہت کمزوری ہو جائے گی۔'' جمیلہ نے اس کا بازو ہلاتے ہوئے کہا تو اس نے بہ مشکل آنکھیں کھول کر دیکھا۔

''میرا دل نہیں چاہ رہا اماں۔'' آمنہ نے بے دلی سے جواب دیا مگر جمیلہ اس کے لیے گرم دودھ میں چینی مکس کر کے لے آئی۔

''اٹھو بیٹا، دودھ پی لو۔ دیکھو میں نے تمہارے لیے گرم کیا ہے۔'' جمیلہ نے محبت سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو آمنہ انکار نہ کر سکی اور اٹھ کر دودھ کے دو گھونٹ لیے تو اس کا جی متلانے لگا۔ وہ بھاگتی ہوئی واش روم میں گئی اور قے کرنے لگی۔

''افوہ! اس سے تو کچھ ہضم ہی نہیں ہو رہا۔ میں حکیم صاحب کے پاس جاتی ہوں۔ کوئی قہوہ کوئی پھکی ہی دیں۔ اس طرح بیچاری کیسے اتنا وقت گزارے گی۔'' جمیلہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائیں اور کمرے سے باہر نکل گئیں۔

آمنہ ہانپتی ہوئی آئی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔ دودھ وہیں پڑا رہا۔ آمنہ غنودگی میں تھی جب ایک بلی کھڑکی سے کمرے میں گھس آئی اور اس نے دودھ کا گلاس دیکھتے ہی اس پر چھلانگ لگائی۔ گلاس نیچے گر کر ٹوٹ گیا اور سارا دودھ فرش پر گر گیا۔ بلی مزے سے دودھ پینے لگی۔ آمنہ نے اسے بھگانے کی کوشش کی مگر اس میں ہاتھ ہلانے کی بھی ہمت نہیں تھی۔ قے، پر قے کرنے سے وہ بالکل نڈھال ہو چکی تھی۔ بلی دودھ پی کر خوب اِدھر اُدھر پھری کچن میں بھی جا کر منہ مارنے لگی۔ اور اسی میں نمک، مرچ مسالوں اور پتی، چینی کے ڈبے جو اسٹینڈ میں لگے تھے سب گرا دیے۔ ڈھکن کھل کر چینی، مسالوں کے ساتھ مکس ہو گئی۔ جمیلہ بیگم جب گھر لوٹیں تو یہ نقشہ دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔ بلی کچن میں میاؤں، میاؤں کر رہی تھی جمیلہ نے اسے باہر ہنکایا وہ جو کچھ اٹھا سکتی تھی وہ تو سمیٹ لیا۔ باقی اٹھا کر کچرے میں پھینک دیا۔ چینی تو ساری خراب ہو گئی تھی۔ جمیلہ نے الماری میں پڑی مزید چینی اور مسالے ان ڈبوں کو صاف کر کے نئے سرے سے ڈالے اور قہوہ بنا کر زبردستی آمنہ کو پلانے لگیں۔

''حکیم صاحب نے یہ پھکی بھی دی ہے اور یہ قہوہ بھی...... آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جاؤ گی۔ بس بیٹی تم بھی ہمت کرو...... اپنے بچے کی فکر کرو...... اگر کچھ کھاؤ پیو گی تو نہیں تو کیسے ہمت و طاقت آئے گی۔ یہ الٹیاں تو ہوتی رہیں گی مگر تم کھاتی پیتی رہو۔'' جمیلہ نے محبت سے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ دھیرے سے مسکرا دی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''شکریہ اماں......'' اس نے مسکرا کر ان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

''اچھا اب آرام کرو... میں تمہارے لیے بکرے کے گوشت کی یخنی بناتی ہوں۔'' جمیلہ اٹھتے ہوئے بولیں تو وہ اتنی محبت پر مسکرانے لگی اور خدا کا شکر ادا کرنے لگی جس نے اسے ماں جیسی ساس سے نوازا تھا۔

☆☆☆

رات گہری ہو رہی تھی جب ہاجرہ دبے قدموں اپنے کمرے سے باہر نکلی اور فریحہ کے کمرے کی طرف جانے لگی۔ شبنم نے اپنے کمرے کی کھڑکی میں سے جاتے ہوئے دیکھا۔ شبنم کو شک سا گزرا اور وہ بھی دبے قدموں باہر نکلی۔ ہاجرہ کمرے میں داخل ہو چکی تھی۔ شبنم دروازے کے ساتھ کان لگا کر سننے لگی۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ اندر صاف دکھائی دے رہا تھا ہاجرہ، فریحہ کو کچھ پکڑا رہی تھی۔

''سن...... یہ تعویذ میں تیرے لیے لائی ہوں۔ یہ بھی ثقلین کو چائے میں گھول کر پلا دینا۔ پھر دیکھنا کیسے تیرا دیوانہ ہو جائے گا۔ ہر طرف اسے تو ہی تو دکھائی دے گی۔'' ہاجرہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو باہر کھڑی شبنم کو غصہ آنے لگا۔

''امی دکھائی تو اسے پہلے بھی میں ہی دے رہی ہوں۔ پہلے تعویذ کا اتنا اثر ہوا ہے کہ کیا بتاؤں۔ اب اس کا نہ جانے اور کتنا ہو گا۔'' فریحہ نے تعویذ مٹھی میں دبا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا تو یہ کٹنی ماں، بیٹی یہ کچھ کر رہی ہیں اسی لیے میری عاصمہ کا دل اچاٹ ہو گیا ہے۔ ان کا بیڑا غرق......'' شبنم غصے سے دانت کچکچا کر سوچنے لگی۔ اس کا خون کھولنے لگا۔ وہ اندر جانے ہی لگی کہ اسے عبدالرب کی آواز سنائی دی۔ وہ اسے بلا رہا تھا۔ اس نے غصے سے دروازے کی طرف دیکھا اور وہاں سے چلی آئی مگر ساری رات اس کا خون کھولتا رہا کہ صبح ہوتے ہی وہ ان ماں بیٹی کا وہ حال کرے گی کہ ساری زندگی یاد رکھیں گی۔ وہ ساری رات منصوبے بناتے میں گزری لیکن صبح اٹھتے ہی بری خبر ملی کہ جمیلہ کے جوان بھانجے کی ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہو گئی تھی۔ سارے گھر میں... افراتفری پھیل گئی... وہ جلدی جلدی صدیقہ کے ہاں جانے کی تیاری کرنے لگے۔ عاصمہ اور شبینہ کے ایگزامز ہو رہے تھے۔ وہ کالج چلی گئیں۔ آمنہ کی طبیعت ویسے ہی ٹھیک نہیں تھی۔ فریحہ کو گھر میں چھوڑ کر سب جلدی، جلدی چلے گئے۔ فریحہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے ثقلین کے لیے ناشتا بنایا اور چائے میں تعویذ گھول کر اسے پلا دیا۔ ثقلین بھی جن محبت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا، فریحہ ان سے بہت محظوظ ہو رہی تھی۔

''آج میرا دل بالکل بھی جاب پر جانے کو نہیں چاہ رہا۔ ایسا خوب صورت موقع پھر کبھی نہیں ملے گا۔'' ثقلین نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے محبت سے کہا۔

''تو پھر مت جاؤ، میرا بھی دل چاہتا ہے کہ تم میرے پاس بیٹھے رہو اور میں تمہیں جی بھر کر دیکھتی رہوں۔'' فریحہ نے مسکراتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا مگر اسی لمحے ثقلین کا موبائل بجا...... اس نے ناگواری سے موبائل کی طرف دیکھا۔

''ایک بہت ضروری اپائنٹمنٹ ہے۔ جانا تو پڑے گا۔'' وہ منہ بنا کر بولا۔

''مجھ سے بھی زیادہ......؟'' فریحہ نے آنکھیں گھماتے ہوئے پوچھا۔

''اگر کمٹمنٹ نہ کی ہوتی تو تم پہلے ضروری ہوتیں مگر اب کمٹمنٹ پہلے کر چکا ہوں لیکن میں جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔'' ثقلین نے گہری سانس لے کر اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ دھیرے سے مسکرا دی۔ ثقلین چلا گیا تھا۔ فریحہ کچھ دیر تو ٹی وی دیکھتی رہی پھر بڑی تیار ہو کر بیٹھ گئی اور تھوڑی، تھوڑی دیر بعد ثقلین کو مس کالز دینے لگی۔ ثقلین اس موقع کو کسی طرح ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر وہ دو گھنٹے ہی میں واپس آ گیا تھا۔ فریحہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مجھے معلوم تھا تم جلد ہی واپس آ جاؤ گے۔ یہ کیسے ممکن ہے میں تمہارے لیے تڑپ رہی ہوں اور تمہیں خبر نہ ہو۔'' فریحہ نے پیار بھری سرگوشی کی۔

''تمہارے لیے اتنی بے چینی اور بے قراری میں نے پہلے کبھی محسوس نہیں کی جتنی کہ اب کر رہا تھا۔ اس لیے سب کچھ چھوڑ کر چلا آیا۔'' ثقلین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آج صرف تم اور میں ہوں گے اور کوئی نہیں۔'' فریحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسے لے کر اپنے کمرے میں گھس گئی۔

آمنہ نیند سے بیدار ہوئی تو اسے ٹھنڈے پانی کی سخت پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے فریج کھولا تو پانی کی بوتل اس میں موجود نہیں تھی اور برف کے لیے بھی برتن رکھنا جمیلہ بھول گئی تھیں۔

وہ نیچے فریج میں سے پانی لینے چلی آئی۔ فریج کچن میں تھا وہ کچن کی طرف جانے لگی تو اسے فریحہ کے کمرے سے ملی جلی ہنسی کی آواز سنائی دی۔ وہ ایک دم چونکی اور گھبرا کر دروازے کی طرف دیکھا۔ ایک دم ثقلین کا قہقہہ گونجا تو وہ پریشان ہوگئی۔ اسے عاصمہ کی زبانی معلوم ہو چکا تھا کہ ثقلین اور فریحہ میں کچھ چل رہا تھا۔ وہ پریشان ہونے لگی۔

''اوہ تو....'' اس نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے سوچا اور زور سے ان کے دروازے پر دستک دی۔ وہ دونوں گھبرا گئے۔

''یہ...... یہ کون آ گیا؟'' ثقلین نے گھبرا کر پوچھا۔

''معلوم نہیں......'' فریحہ بھی گھبرا گئی۔

آمنہ دروازے پر دستک دے رہی تھی کہ اتنے میں گھر کے تینوں مرد ... ہاجرہ اور شبنم گھر میں داخل ہوئے۔ ساس وہیں بہن کے ہاں رک گئی تھیں۔ یہ لوگ تدفین کے بعد واپس آ گئے تھے۔

''آمنہ، خیریت تو ہے تم یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو؟'' عبدالرحمٰن نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

''وہ...... اندر......'' آمنہ گھبرا کر بولی۔

''کون ہے اندر؟'' عبدالوہاب نے چونک کر پوچھا اور دروازے کو زور سے کھٹکھٹایا۔ ہاجرہ کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور شبنم کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ عبدالوہاب نے غصے میں دروازے کو زور، زور سے بجایا۔

''دروازہ کھولو.... نہیں تو میں توڑ دوں گا۔'' عبدالوہاب نے غصے سے کہا تو فریحہ نے دروازہ کھول دیا۔ اس نے چھوٹی سی سلیولیس شرٹ کے اوپر باریک دوپٹا لے رکھا تھا اور چہرے پر شدید گھبراہٹ اور خوف کے تاثرات تھے۔

''تم...... دروازہ کیوں نہیں کھول رہی تھیں؟'' عبدالوہاب نے غصے سے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ ثقلین عجیب پریشان حالت میں تھا۔

''تم...... تم...... بے غیرت...... بے حیا ہماری غیر موجودگی سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے۔ کیا تم اس لیے یہاں آئے تھے؟'' عبدالوہاب نے تڑاخ سے ثقلین کو تھپڑ لگاتے ہوئے کہا تو شبنم کو غصہ آ گیا۔

''میرے بھتیجے پر کیوں ہاتھ اٹھا رہے ہو۔ اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھاؤ جو بیٹی کو تعویذ، لاٹا کر دیتی ہے کہ اسے گھول کر پلاؤ اور اسے اپنی مٹھی میں کرو......'' شبنم نے چلاتے ہوئے کہا تو ہاجرہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

''یہ کیا بکواس میں سن رہا ہوں؟'' عبدالوہاب نے دانت کچکچاتے ہوئے ہاجرہ کو چٹیا سے پکڑتے ہوئے کہا۔

''یہ...... یہ...... کمینی جھوٹ بول رہی ہے۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔'' ہاجرہ نے روتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بیٹی جو گل کھلا رہی تھی وہ دیکھ کر بھی میں ہی جھوٹ بول رہی ہوں۔ ارے تم بے غیرت کو تو اتنی شرم بھی نہیں آئی کہ یہ میرا بھتیجا ہے اور جتھیا نے تم چلیں۔ تم نے تو بیٹی کو (گالی) بنا کر اس کے پاس بھیجا ہے۔'' شبنم نے قدرے غصے سے کہا وہ جو رات بھر سے سوچ رہی تھی۔ وہ زہر اگلنے کا اسے اب موقع ملا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

”شبنم بکواس بند کرو......“ عبدالرب نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔
”کیوں نہ بتاؤں اس کے کرتوت...... ہمارے حق پر ڈاکا ڈالنے والی کے پول نہ کھولوں۔ میں تو ساری دنیا کو بتاؤں گی جو کچھ یہ کرتی ہے۔ آمنہ پر بھی اس نے تعویذ ڈالے ہیں۔“ شبنم نے آمنہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب چونکے۔
”کیسے تعویذ؟“ عبدالرحمٰن نے حیرت سے پوچھا۔
”یہی کہ یہ یہاں سے چلی جائے اور اس کا بچہ بھی مر جائے۔“ شبنم نے زہر اگلتے ہوئے کہا تو سب ہکا بکا اس کی طرف دیکھنے لگے۔
”کیا تم میرے ساتھ شامل نہیں تھیں، کیا تم نے مجھے پندرہ سو تعویذ کے لیے نہیں دیے تھے اور ان کی الماری میں تعویذ بھی تو تم نے رکھا تھا۔ اب سارے الزام مجھ پر لگا رہی ہو۔ کتنی کمینی ہو۔“ ہاجرہ نے غصے سے چلّاتے ہوئے کہا۔
”آپ لوگ اس حد تک بھی ظالم ہو سکتی ہیں، میں سوچ بھی نہیں سکتا۔“ عبدالرحمٰن نے دونوں بھابیوں سے کہا۔
”آمنہ تم اوپر جاؤ......“ عبدالرحمٰن نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو آمنہ خاموشی سے اوپر چلی گئی۔
”اب میں آمنہ کو ہرگز یہاں نہیں رہنے دوں گا۔ بہت ہو چکی۔“ عبدالرحمٰن نے آہ بھر کر انتہائی شکستہ لہجے میں کہا اور وہاں سے چلا گیا۔
ثقلین شرمندہ سر جھکائے کھڑا تھا۔ عبدالوہاب اس کی طرف غصے سے دیکھنے لگا۔
”تمہاری عافیت اسی میں ہے کہ فوراً اپنے گھر چلے جاؤ اور اپنے ماں، باپ کو لے کر آؤ کہ وہ فریحہ کو بیاہ کر لے جائیں ورنہ میں تم دونوں کے ٹکڑے کر دوں گا، سمجھے تم......“ عبدالوہاب نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔
”آئے ہائے...... کیوں کرے یہ اس سے شادی۔ میرے میکے میں ناک کٹوانی ہے کیا؟“ شبنم نے غصے سے چلّاتے ہوئے کہا۔
”بھائی صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں، اگر تو نے دخل اندازی کرنے کی کوشش کی تو ابھی کھڑے، کھڑے تجھے طلاق دے دوں گا۔ جو کچھ بھی ہے اب یہ ہماری عزت کا معاملہ ہے۔ سمجھیں تم......!“ عبدالرب نے شبنم کو دھمکی دیتے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے گھسیٹتا ہوا وہاں سے لے گیا۔
فریحہ سر جھکائے کھڑی تھی۔ عبدالوہاب نے اسے بھی زور سے تھپڑ لگایا اور ثقلین کو برا بھلا کہتے ہوئے گھر سے نکال دیا۔
عبدالرحمٰن نے جاتے ہی الماری کی صفائی کی اور اس میں سے تعویذ نکال کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ آمنہ اس کی طرف نم آنکھوں سے دیکھتی رہی۔ اس کے کانوں میں بار، بار شبنم کے الفاظ گونج رہے تھے۔
”یہی کہ یہ یہاں سے چلی جائے اور اس کا بچہ بھی مر جائے۔“ وہ سسکیاں بھرنے لگی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ عورتیں اتنی ظالم بھی ہو سکتی ہیں کہ اس کے معصوم بچے کی جان کی دشمن ہو گئیں۔ وہ جو ابھی دنیا میں آیا ہی نہیں۔ وہ خاموشی سے آنسو بہاتی رہی۔
عاصمہ اور شبینہ کالج سے گھر لوٹیں تو گھر پر ایک سناٹا سا چھایا ہوا تھا۔ ہاجرہ اپنے کمرے میں سر پر دوپٹے کی پٹی باندھے بیڈ پر لیٹی تھی۔ فریحہ اپنے کمرے میں دروازہ بند کیے رو رہی تھی۔
شبنم علیحدہ منہ بسورے بیٹھی تھی۔
”امی آج گھر میں کیا ہوا ہے...... سب لوگ اتنے خاموش کیوں ہیں۔ کیا ساجد چچا کی ڈیتھ کی وجہ سے؟“ عاصمہ نے شبنم کے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں، آج جو کچھ اس گھر میں ہوا ہے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ فریحہ اور ثقلین رنگے ہاتھوں کمرے میں بند پکڑے گئے ہیں اور پکڑا بھی ان کے باپ نے ہے۔'' شبنم نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہائے اللہ، میں مرگئی۔'' اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ بلند ہوئی اور اس نے فوراً منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

''میں تو اللہ کا شکر ادا کر رہی ہوں کہ اس نے تمہیں بچالیا۔ آج فریحہ کی وہ بے عزتی ہوئی ہے کہ کیا بتاؤں۔ اگر عزت والی ہوتو ساری زندگی کمرے سے باہر نہ نکلے... مگر ماں، بیٹیاں دونوں ہی بے غیرت ہیں۔'' شبنم غصے سے بڑبڑاتے ہوئے بولی۔

''امی آپ تو مجھے بھی ثقلین کے پاس اس مقصد کے لیے بھیجتی تھیں کہ میں اسے اپنے جال میں پھنسالوں۔ یہ تو اللہ کا شکر ہوا ہے کہ چاچی آمنہ نے مجھے گائڈ کیا ورنہ آج یہ بے عزتی مجھے دیکھنی پڑتی۔ امی آپ نے ماں ہو کر مجھے بھی غلط کام پر لگانا چاہا اور انہوں نے غیر ہو کر مجھے صحیح راہ دکھائی۔ آپ کو تو چاچی کا شکر گزار ہونا چاہیے۔'' عاصمہ نے صاف گوئی سے کہا تو شبنم منہ بسورنے لگی۔

''ویسے ثقلین بھی کوئی اچھا شریف انسان نہیں ہے۔ اسے ذرا سی شرم ہوتی تو کبھی وہ یہ سب نہ کرتا...... آخر اس گھر کا نمک اس نے کھایا ہے۔ وہ اگر شرم وحیا والا شریف مرد ہوتا تو فریحہ آپا کو بہکنے سے روک دیتا۔'' عاصمہ نے خفگی سے کہا۔

''وہ کیا کرتا، تیری تائی نے اور فریحہ نے تو اسے تعویذ گھول گھول کر پلائے تھے...... اس کی عقل پر پردے تو پڑنے ہی تھے جو کرتوت کیے تھے ان کے پول تو کھلنے تھے ناں۔'' شبنم نے خفگی سے کہا تو عاصمہ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''اُف خدایا! یہ اس حد تک بھی جا سکتی ہیں۔ چاچی نے ٹھیک کہا تھا۔ انسان کی خواہشات اسے اس حد تک بہکاتی ہیں کہ وہ صحیح غلط کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔'' عاصمہ نے آہ بھر کر کہا۔

''صرف ثقلین پر ہی نہیں تیری چاچی پر بھی بھابی ہاجرہ نے تعویذ کرائے کہ وہ یہ گھر چھوڑ کر چلی جائے اور اس کا بچہ بھی ٹھیک پیدا نہ ہو اور مجھے بھی اس کام میں شامل کر کے پندرہ سو روپے اینٹھ لیے۔'' شبنم نے منہ بنا کر بتایا۔

''کیا...... کیا...... امی آپ بھی......؟ یا خدایا! امی آپ اس قدر سفاک اور ظالم بھی ہو سکتی ہیں، آپ لوگوں میں ذرا سا بھی خدا کا خوف نہیں...... امی مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے۔'' عاصمہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ وہ شدید طیش کے عالم میں پاؤں پٹختے ہوئے بھاگی، بھاگی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر آمنہ کے کمرے میں چلی گئی۔ آمنہ بہت افسردہ موڈ میں بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔

''چاچی...... آپ...... آپ ٹھیک ہیں ناں؟'' عاصمہ نے اس کے قریب بیٹھ کر پریشانی سے پوچھا۔

''ہاں! اللہ کا شکر ہے۔'' وہ کہہ کر خاموش ہوگئی۔

''کیا بات ہے۔ آپ اتنی خاموش کیوں ہیں؟'' عاصمہ نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کچھ نہیں بس طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔'' آمنہ نے آہ بھر کر جواب دیا اور خاموش ہوگئی۔

''چاچی آج گھر میں کیا ہوا ہے؟ سب لوگ بہت خاموش ہیں۔'' عاصمہ نے جان بوجھ کر کریدا۔

''معلوم نہیں۔'' اس نے مختصراً جواب دیا۔

''کیا آپ واقعی کچھ نہیں جانتیں یا پھر مجھے نہیں بتانا چاہتیں؟'' عاصمہ نے پھر پوچھا۔

''ایسی باتوں کے بتانے کا کیا فائدہ...... جو سننے والے کو تکلیف دیں ویسے بھی جو ایک بار ہو جاتا ہے وہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دوبارہ تو صحیح نہیں ہوسکتا ناں۔ اسے دُہرانے کا کیا فائدہ......؟'' آمنہ نے گہری سانس لے کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

''چاچی! آپ کتنی عظیم انسان ہیں اور اس گھر کے لوگ بہت بدنصیب اور کم عقل جو آپ کو نہیں سمجھ سکے۔ ان کے حسد، نفرت اور رقابت نے ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی ہیں۔ انہیں آپ میں ایک اچھی انسان اور مسلمان دکھائی نہیں دیتی۔ آپ انہیں صرف ایک عورت، دیورانی اور بہو دکھائی دیتی ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔'' عاصمہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے تاسف کا اظہار کیا۔

''عاصمہ میں بہت پُرامید ہو کر اور آنکھوں میں خواب سجا کر یہاں آئی تھی۔ میں سوچتی تھی غیر مسلم ملک میں، میں اسلام کا وہ خوب صورت رنگ کبھی نہیں دیکھ سکتی جو میں کسی مسلم ملک میں دیکھ سکتی ہوں، جہاں سب لوگ اسلام پر عمل کرتے ہوں گے۔ ان کی سوچیں کتنی پاک اور ان کے دل کتنے خوب صورت اور محبت کرنے والے ہوں گے مگر یہاں آ کر مجھے سخت مایوسی ہوئی ہے۔ خود غرضی، منافقت، حسد اور بے حسی نے انہیں اچھا مسلمان تو کیا اچھا انسان بھی نہیں رہنے دیا۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ اللہ نے انہیں مسلمان بنا کر اور اسلام کا تحفہ دے کر ان پر کتنا بڑا کرم کیا ہے اور وہ اس نعمت کی خوب جی بھر کر ناقدری کر رہے ہیں اور جب کسی نعمت کی ناقدری کی جاتی ہے تو پھر وہ نعمت اپنی اہمیت کھو دیتی ہے۔'' آمنہ نے آہ بھر کر مایوسی سے جواب دیا۔

''ہاں آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔'' عاصمہ نے جواب دیا۔

عبدالرحمٰن تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر کمرے میں داخل ہوا۔

''آمنہ اپنا اور میرا پاسپورٹ دو...... میں سیٹیں بک کراتا ہوں۔ اب ہم یہاں نہیں رہیں گے۔'' عبدالرحمٰن نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا تو عاصمہ چونکی۔

''چاچو...... چاچو یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ پلیز ایسا مت کریں...... خدا کے لیے ہمیں چھوڑ کر مت جائیں۔ چاچی پلیز آپ ہی چاچو کو سمجھائیں۔'' عاصمہ نے روہانسی ہو کر آمنہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے التجائیہ انداز میں کہا۔

''عاصمہ اب ہمارا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہے۔ جب دلوں کی کدورتیں اس حد تک بڑھ جائیں کہ سامنے نہ انسان دکھائی دیں نہ رشتے تو پھر ایسے لوگوں کے درمیان رہنا ان کو اذیت میں ڈالنے کے برابر ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے لوگوں سے کنارہ کشی بہتر ہے جو کچھ ان لوگوں نے کر دیا ہے وہ کم نہیں۔'' عبدالرحمٰن نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن چاچو ہم بھی تو ہیں۔ میں، شبینہ، دادی، ابو، تایا ابو۔ سب آپ سے اور چاچی سے بہت محبت کرتے ہیں۔ کیا آپ کو ہماری محبتیں دکھائی نہیں دے رہیں؟ بس آپ دو لوگوں کی نفرتوں سے دل برداشتہ ہو کر جا رہے ہیں۔''

''محبت کبھی کسی کو برباد کرنے کا نہیں سوچ سکتی مگر نفرت دوسروں کو بھی برباد کرتی ہے اور اپنے آپ کو بھی...... ہم نہیں چاہتے کہ ہماری وجہ سے یہ اپنے آپ کو برباد کرلیں۔ دونوں کی سازشوں نے ہمارے ساتھ، ساتھ خود انہیں برباد کرنا شروع کر دیا ہے۔'' عبدالرحمٰن نے نہایت افسردہ لہجے میں کہا تو عاصمہ خاموش ہوگئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ عبدالرحمٰن نے اسے محبت سے اپنے ساتھ لگایا اور اس کا سر چوم کر سمجھانے لگا۔ آمنہ دوسرے کمرے میں گئی اور جا کر الماری سے تمام ڈاکومنٹس لا کر اسے پکڑائے۔ اس نے اپنی نم آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور کاغذات لے کر باہر چلا گیا۔

''چاچی! پلیز مت ایسا کریں۔'' عاصمہ نے روتے ہوئے کہا۔

''عاصمہ جو ہو رہا ہے۔ اسے ہونے دو۔ اسی میں ہم سب کے لیے بہتری ہے۔'' آمنہ نے کہا تو عاصمہ روتی ہوئی نیچے چلی گئی اور جا کر شبینہ کو بتایا تو وہ بھی پریشان ہوگئی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اُف خدایا! اتنا کچھ ہو گیا اور ہمیں پتا ہی نہیں چلا۔ فریحہ آپی اس حد تک بڑھ جائیں گی۔ یقین نہیں آرہا۔'' شبینہ نے افسردگی سے کہا۔

''اور افسوس بھی تو اس بات پر ہے کہ تائی اماں نے فریحہ آپا کو خود اس معاملے میں سپورٹ کیا۔ ہماری مائیں بیٹیوں کی کیسی تربیت کر رہی ہیں۔ انہیں ذرا سا بھی احساس نہیں کہ بیٹیوں کے بھٹکتے قدم ساری زندگی کے لیے گناہوں کی دلدل میں دھکیل کر انہیں اللہ کے سامنے ہمیشہ کے لیے گناہ گار بنا سکتے ہیں۔'' عاصمہ نے افسردگی سے کہا۔

''تو پھر کیا...... چاچی اور چاچو ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلے جائیں گے؟'' شبینہ نے پوچھا۔

''ہاں وہ کہہ تو یہی رہے ہیں۔ چاچو بہت دکھی ہوئے ہیں۔ امی اور تائی اماں نے انہیں بہت ہرٹ کیا ہے۔ چاچی کتنے ارمان لے کر یہاں آئی تھیں۔ اور سب نے انہیں اتنا مایوس کر دیا کہ اب وہ یہاں نہیں رکنا چاہتیں۔'' عاصمہ نے آہ بھر کر افسردہ لہجے میں بتایا۔

شبنم برآمدے میں سے گزر رہی تھی۔ ان دونوں کو باتیں کرتے سن کر وہ چونکی۔

''اس کا مطلب ہے یہ دونوں جا رہے ہیں۔ شکر ہے جان چھوٹ گئی۔ جب سے اس گھر میں آئی ہے اس سے پہلے کبھی ایسے فساد نہیں ہوئے تھے۔ چلو سب پُرسکون ہو جائیں گے۔'' اس نے گہری سانس لی اور مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

☆☆☆

فریحہ نے یونیورسٹی جانا چھوڑ دیا تھا۔ وہ ہر وقت اپنے کمرے میں بند رہتی اور روتی رہتی۔ وہ سوکھ کر کانٹا ہو گئی تھی...... باپ کا سامنا کرنے سے کتراتی۔ اگر شبنم اسے دیکھ لیتی تو چچی کے چہرے پر معنی خیز طنزیہ مسکراہٹ دیکھ کر اس کا دل جلنے لگتا۔ ماں اسے دیکھ کر آہیں بھرتی مگر منہ سے کچھ نہ کہتی کیونکہ اس کی بربادی میں بہت زیادہ ہاتھ تو خود اس کا اپنا تھا۔ فریحہ نے کئی بار ثقلین کو فون کیا مگر وہ اس کی کال ہر بار ریجیکٹ کر دیتا۔ وہ جو اس کی محبت کے بارے میں بہت پُراعتماد تھی۔ اس غبارے سے ایک ہی بار میں ساری ہوا نکل گئی تھی۔

عبدالوہاب نے کئی روز تک اس کا انتظار کیا اور پھر عبدالرب کو کہا کہ وہ خود اس کے ماں، باپ سے جا کر ملے اور صورتِ حال واضح کرے۔ عبدالوہاب ہر وقت فریحہ کی اس حرکت پر دل ہی دل میں کڑھتا رہتا تھا۔ بیوی کو کوستا اور بیٹی کو دیکھتے ہی غصے سے منہ پھیر لیتا۔ عبدالرب، ثقلین کے ماں، باپ سے جا کر ملا اور انہیں ثقلین کی حرکت کا بتا کر انہیں فریحہ کا رشتہ مانگنے کو کہا مگر وہ تو فوراً ہی بھڑک اٹھے۔

''ہم تو ہرگز اپنے بیٹے کا رشتہ اس لڑکی سے نہیں کریں گے جو پہلے ہی تعویذ گھول، گھول کر اسے اپنا دیوانہ بناتی رہی۔ ایسی جادوگرنیاں تو کبھی رشتوں کو سلامت نہیں رہنے دیتیں۔ نہ بابا ہم تو کبھی یہ رشتہ نہیں کریں گے۔'' ثقلین کی ماں نے کہا۔

''اور ثقلین نے جو حرکت کی کیا وہ قابلِ معافی ہے؟ اسے ذرا سی بھی شرم نہیں آئی کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے؟'' عبدالرب نے غصے سے ثقلین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''پھوپھا جان! وہ خود یہ سب کچھ چاہتی تھی۔ عاصمہ اور شبینہ بھی تو اسی گھر میں تھیں۔ انہوں نے تو کبھی ایسی کوئی حرکت نہیں کی تھی۔ فریحہ نے ہی مجھے ورغلایا تھا اور میں ایسے کیریکٹر کی لڑکی سے کبھی شادی نہیں کروں گا۔ البتہ عاصمہ سے شادی کرنے کو بالکل تیار ہوں۔'' ثقلین نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

''بکواس بند کرو! ذلیل، گھٹیا انسان، اب مجھے اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے کہ تم کس قماش کے انسان ہو۔ میں لعنت بھیجتا ہوں تم پر۔'' عبدالرب غصے سے دانت کچکچاتے ہوئے بولا اور وہاں سے چلا آیا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عبدالوہاب شدت سے اس کا منتظر تھا اور جب اس نے آکر بھائی کو ساری صورتِ حال بتائی تو وہ بھی پریشان ہو گیا۔

''یہ عورتیں ہر جگہ ہمیں بہت ذلیل کرا رہی ہیں۔ کیا کروں، کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بیٹی کی عزت کے ہاتھوں میں اتنا مجبور ہو جاؤں گا کبھی سوچا نہیں تھا۔ یہ تو تم نے اپنی بیوی کو روک رکھا ہے ورنہ اس نے یہ بات کہاں، کہاں تک نہ پہنچائی تھی۔'' عبدالوہاب نے غصے سے کہا۔

''بھائی جان! میرے ٹھیکیدار کا بیٹا سلمان زیادہ پڑھا لکھا نہیں اور خوب صورت بھی نہیں...... دو سال ہوئے اس کی شادی کو اور اس کی بیوی پچھلے سال مر گئی مگر وہ لڑکا اچھا ہے اگر آپ کہیں تو بات چلاؤں؟'' عبدالرب نے مشورہ کرتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں ضرور، میں اسے جلد از جلد اس گھر سے رخصت کرنا چاہتا ہوں۔'' عبدالوہاب نے کہا تو عبدالرب نے فوراً ہی بات چلائی۔ وہ لوگ آئے۔ انہوں نے فریحہ کو دیکھا۔ اور یوں بات پکی ہو گئی۔ جب سلمان کی تصویر فریحہ نے دیکھی تو پھوٹ، پھوٹ کر رونے لگی۔ شبینہ، عاصمہ کے پاس بھی تصویر لائی تو اس نے افسوس بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

''یہ ہوتا ہے عورت کا نصیب...... اپنے من پسند کو پانے کے لیے وہ کتنے پاپڑ بیلتی ہے مگر ایک ہی جھٹکے میں قدرت اسے ایسی مات دیتی ہے کہ پھر ساری زندگی اسی سوچ پر پچھتاتی رہتی ہے۔ فریحہ آپا نے کیا پانے کی کوشش کی اور انہیں کیا مل رہا ہے۔'' عاصمہ نے آہ بھر کر کہا۔

ہاجرہ بھی کچھ نہ کہہ پائی۔ عبدالوہاب نے ہی رشتہ طے کیا اور عبدالرحمٰن کے جرمنی جانے سے پہلے فریحہ کا نکاح کر دیا گیا تاکہ دنیا والوں کو معلوم ہو جائے کہ سارے کام خوشی خوشی انجام پا گئے ہیں۔

جمیلہ کو جب سے عبدالرحمٰن اور آمنہ کے واپس جانے کا علم ہوا تھا وہ بہت زیادہ افسردہ اور دکھی رہنے لگی تھیں لیکن جب ہاجرہ اور شبنم کی حرکتوں کا علم ہوا تو وہ بھی خاموش ہو گئیں۔ عبدالرحمٰن نے اپنا کالج اپنے اسسٹنٹ عبداللہ کو بیچ دیا۔ اس نے جتنی محبت اور محنت سے اس کالج کو اسٹیبلش کیا تھا۔ اسے بیچتے ہوئے اسے بہت دکھ ہوا تھا مگر اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی اور آپشن نہیں تھا۔

آمنہ نے ساری پیکنگ مکمل کر لی تھی۔ رات کو ان کی فلائٹ تھی۔ جمیلہ بیگم انہیں دیکھ، دیکھ کر مسلسل رو رہی تھیں۔ عبدالرحمٰن انہیں بہت تسلیاں دے رہا تھا کہ وہ بہت جلد انہیں اپنے پاس بلا لے گا مگر جمیلہ کو اس کی باتوں سے بالکل تسلی نہیں ہو رہی تھی۔ ان کے جانے سے پہلے عاصمہ اور شبینہ ان کے لیے بہت خوب صورت گفٹس لے کر آئیں اور آمنہ کو گلے لگا کر خوب رونے لگیں۔ وہ انہیں تسلیاں دینے لگی۔

''بھئی تم لوگ کیوں رو رہی ہو۔ ہمیں ایک نہ ایک دن تو جانا ہی تھا۔ اس میں رونے کی کیا بات ہے؟'' آمنہ نے مسکرا کر کہا۔

''چچی آپ ہم سے مایوس ہو کر جا رہی ہیں ناں؟'' عاصمہ نے شرمندگی سے کہا۔

''نہیں، ہر بری بات میں بھی کہیں نہ کہیں کوئی اچھائی کا پہلو ضرور ہوتا ہے۔ یہاں آنے سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمو کے اندر کیا، کیا برائیاں اور خامیاں پیدا ہو چکی ہیں اور یہ سب اسلام سے دوری کی وجہ سے ہیں۔ میں اب وہاں جا کر کچھ ایسا کروں گی کہ ایسے مسلمانوں کو ان سب باتوں کا احساس دلا سکوں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے یہاں اسی لیے لایا ہے کہ میں خود ان باتوں کا تجربہ کروں۔ جب تک انسان خود کسی بات کا تجربہ نہیں کرتا وہ بھی کسی کے بارے میں ٹھیک رائے نہیں دے سکتا۔'' آمنہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''چاچی آپ کتنا پازیٹو سوچتی ہیں۔'' شبینہ نے حیرت سے کہا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مائی ڈیئر! جب اللہ ہر وقت انسان کے ساتھ ہو تو پھر اسے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اگر انسان اپنے اللہ سے مایوس ہو جائے تو پھر اس کے لیے زندگی میں کچھ باقی نہیں رہتا۔'' آمنہ نے پُرامید لہجے میں جواب دیا تو وہ بھی مسکرانے لگیں۔

''چاچی......! آپ نے تو ہمیں بھی پُرامید بنا دیا ہے۔ ورنہ ہم سوچ رہے تھے کہ آپ بہت بددل اور مایوس ہو کر جا رہی ہیں اور شاید کبھی دوبارہ یہاں نہیں آئیں گی۔'' عاصمہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں، میں تم لوگوں سے بہت خوش ہوں کیونکہ تم جیسے لوگ جو خدا سے محبت کرتے ہیں وہ اس کے بندوں سے بھی ضرور پیار کرتے ہیں۔ تم لوگوں کی محبت کو تو میں ہمیشہ یاد رکھوں گی اور تم دونوں کی شادیوں پر بھی ضرور آؤں گی۔'' آمنہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو چاچی...... اللہ آپ کو پیارا سا بیٹا دے پھر میں اسے اپنے ہاتھ سے پیارے، پیارے کپڑے بنا کر بھیجوں گی۔'' عاصمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''انشاء اللہ ضرور......'' آمنہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ان لوگوں نے آمنہ کو ڈھیر سارے تحائف بھی دیے اور گلے ملیں۔ آمنہ نے بھی انہیں بہت پیار کیا۔

''عاصمہ میں تم دونوں سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں۔ وہ یہ کہ تم دونوں اپنے لوگوں کو اسلامی احکام سکھانے کی کوشش کرو۔ خاص طور پر عورتوں کو جو گھریلو مسائل اور خاندانی جھگڑوں میں الجھ کر اپنی ذہانت، قابلیت اور اپنے ایمان کو ضائع کر رہی ہیں۔ پہلے ان باتوں پر خود عمل کرو اور پھر انہیں راستہ دکھاؤ۔'' آمنہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا تو وہ دونوں چونکیں۔

''چاچی ہم......؟'' عاصمہ نے حیرت سے شبینہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں تم لوگ، کیوں نہیں؟ اسلام میں ہر فرد اہم ہوتا ہے۔ کسی کا ایمان دوسرے سے صرف اس کے عمل کی وجہ سے بلند تر اور بہتر ہوتا ہے۔ جب انسان اللہ کی راہ پر چلنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ اس کے لیے ہر مشکل آسان کرتا چلا جاتا ہے۔ تم لوگ بھی اس پر کامل یقین اور ایمان رکھتے ہوئے اس کے راستے پر قدم رکھو۔ وہ خود بخود تمہاری طاقت بن جائے گا۔'' آمنہ نے دونوں کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

''چلو آمنہ فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے۔ گاڑی آگئی ہے۔ اب ہمیں چلنا چاہیے۔'' عبدالرحمٰن نے کمرے میں آکر جلدی سے کہا تو آمنہ ان کے ہمراہ نیچے آگئی۔ عبدالرب اور عبدالوہاب ان کا سامان رکھوا رہے تھے۔ جمیلہ بہت رو رہی تھیں وہ آمنہ کو والہانہ انداز میں چوم کر پیار کرنے لگیں۔

''تمہارے جانے سے مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میری اپنی بیٹی مجھ سے جدا ہو رہی ہو۔ مجھے تم سے اتنی زیادہ محبت ہو جائے گی مجھے خود بھی یقین نہیں آ رہا۔ تم میرے اس گھر پر اللہ کی کتنی بڑی رحمت بن کر آئیں مگر ہم نے تمہاری قدر نہیں کی۔'' جمیلہ نے اسے چومتے ہوئے کہا تو وہ ان کے آنسو صاف کر کے مسکرانے لگی۔

''اماں میں بھی آپ سب سے بہت پیار کرتی ہوں۔ میں آپ کو بہت جلد اپنے پاس بلا لوں گی۔'' آمنہ نے مسکرا کر انہیں گلے لگاتے ہوئے کہا۔

دونوں بھائی اور بھابیاں بھی پاس کھڑے تھے۔ بھائیوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار دیا۔

''ہم بہت شرمندہ ہیں۔'' عبدالوہاب نے آہ بھر کر نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا اور ایک دم خاموش ہو گیا۔

''آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ ہم سب انسان ہیں اور غلطیاں انسانوں سے ہی ہوتی ہیں۔ میرے دل

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں آپ میں سے کسی کے لیے کوئی برے احساسات نہیں......'' آمنہ نے عبدالوہاب سے مسکراتے ہوئے کہا اور خود آگے بڑھ کر ہاجرہ اور شبنم کے گلے لگی۔

''میں کبھی آپ لوگوں کے لیے اذیت کا باعث نہیں بننا چاہتی تھی۔ خدا کے لیے آپ اپنے ذہنوں اور دلوں کو ایسی منفی سوچوں سے پاک کرلیں۔ دنیا کا کوئی بھی انسان کسی دوسرے انسان کو نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان...... جب تک اللہ نہ چاہے۔ بس صرف اسی بات پر یقین رکھیں۔ ساری نفرتیں، خوف، اندیشے اور شک خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ نیت صاف ہو تو اللہ راہیں آسان کر دیتا ہے۔'' آمنہ نے دونوں کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا تو دونوں نے ندامت سے اس کی طرف دیکھا۔

''ہمیں معاف کر دینا۔ واقعی ہم سے بڑی بھول ہوگئی۔'' شبنم نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ کر اپنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

''تم نے میری بیٹی کی رہنمائی کر کے اسے عزت کے راستے پر چلایا ورنہ ماں ہوتے ہوئے بھی میں اس کی خیر خواہی نہیں کر رہی تھی۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت زیادتیاں کیں۔ اب سوچتی ہوں تو میرا دل بند ہونے لگتا ہے۔'' شبنم نے روتے ہوئے کہا۔

''آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے۔ اسی احساس کے ساتھ اپنی زندگی کے سفر کا آغاز کریں۔ کبھی، کبھی دوسروں کو دکھ دینے سے اس کی اذیت انسان کو خود بھی اٹھانی پڑتی ہے۔ اللہ آپ کی رہنمائی کرے۔'' آمنہ نے خوش دلی سے کہا اور محبت سے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر دبایا۔

''مجھے بھی معاف کر دینا۔'' ہاجرہ بھی اس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بولی۔

''اللہ سے معافی مانگیں۔ میں نے سب کو معاف کیا...... آپ بھی مجھے معاف کر دیں اگر کوئی بات بری لگی ہو اور جس کا مجھے احساس نہ ہوا ہو۔'' آمنہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا اور عبدالرحمٰن کی طرف دیکھنے لگی۔

عبدالرحمٰن بھی باری، باری سب سے گلے ملا۔ دونوں بھائی اس کے گلے لگ کر رونے لگے اور اسے پیار کرنے لگے۔ سب نے دونوں کو روتے ہوئے بہت محبت اور پیار سے رخصت کیا۔

ان کے جانے کے بعد گھر میں ایک دم خاموشی اور سناٹا چھا گیا تھا۔ سب خاموش تھے اور افسردہ بھی۔ کوئی بھی کسی سے بات نہیں کر رہا تھا۔ ہاجرہ اور شبنم نے ان کے جانے کے لیے کتنی منتیں اور دعائیں مانگی تھیں۔ اگرچہ ان کی دلی مراد پوری ہوئی تھی مگر اب پھر بھی وہ خوش نہیں تھیں۔ دلوں پر اک بھاری بوجھ سا تھا۔ دونوں کے چہرے اداس اور اترے ہوئے لگ رہے تھے۔

''کبھی کبھی ہم دوسرے انسانوں کو برداشت کرنا اپنے لیے ایک عذاب سمجھتے ہیں۔ جب وہ چلے جاتے ہیں تو پھر احساس ہوتا ہے کہ وہ ہمارے لیے خدا کی کتنی بڑی نعمت ہوتے ہیں جو خوشبو کے جھونکے کی طرح آتے ہیں مگر ہمیشہ کے لیے دلوں کو مہکا کر چلے جاتے ہیں۔ دل انہیں کھو کر اداس اور یاد کر کے ہمیشہ خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں۔'' عاصمہ نے گہری سانس لیتے ہوئے شبینہ سے کہا تو سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا یوں جیسے اس کی بات کی تائید کر رہے ہوں۔

عاصمہ اور شبینہ کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔ جمیلہ بھی سسکنے لگیں۔ ہاجرہ اور شبنم نے بھی آہ بھر کر ان کی طرف دیکھا۔

''خدا انہیں بہت خوش اور آباد رکھے۔'' جمیلہ نے سسکی بھر کر دعا دی۔

''آمین ثم آمین۔'' عاصمہ نے قدرے بلند آواز سے کہا تو سب نے دل ہی دل میں آمین کہا اور پُرسکون سانس لی جیسے دل سے انہیں دعا دے کر سب مطمئن ہو گئے ہوں۔

(ختم شد)

Downloaded From
Paksociety.com

READING Section

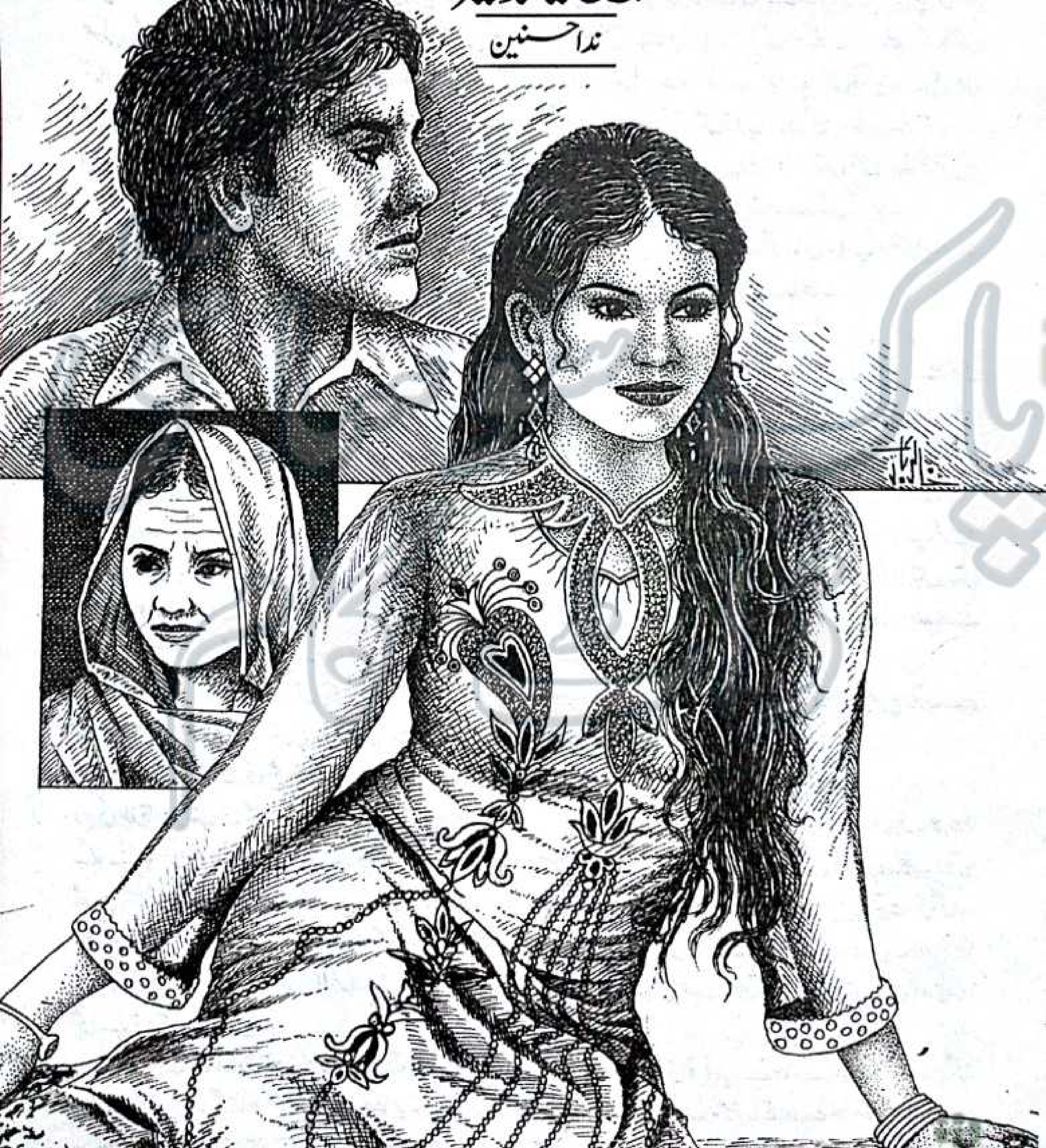
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

رات گہری ہو چکی تھی، میں لاؤنج میں بیٹھا بظاہر ٹی وی دیکھنے میں مگن تھا مگر اصل میں میرے خیالات کی رو اِدھر اُدھر بھٹکتے میرے اوپر سوچوں کے کئی در وا کیے جا رہی تھی۔

"تو آخر وہ وقت آ ہی گیا اصفہان لودھی کہ تم اپنے دل کے ٹکڑے کو رخصت کرو۔" دعا کی شادی اتنی جلدی کرنا ہی دراصل ابھی میری پلاننگ میں شامل نہیں تھا۔ نہ ہی میں نے اپنی عزیز از جان بیگم سے کہا تھا کہ بیٹی کے

میں زیرِ بار تیرا [4]

ندا حسنین



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

لیے بر تلاش کرو...... ہم دونوں ہی یہی چاہتے تھے کہ دعا وہ سب کچھ حاصل کرلے جس کی خواہش اسے اور ہمیں بھی ہے۔ وہ میڈیکل کی ذہین طالبہ تھی...... اور اس کی ذہانت اور محنت نے ہم دونوں میاں، بیوی کو اس بات کا یقین دلا دیا تھا کہ وہ مستقبل قریب میں ضرور ایک اچھی ڈاکٹر بن کر سامنے آئے گی پر یہ بات ہم دعا کو بتانا بھول گئے تھے تبھی اس نے دورانِ تعلیم ہی اپنے کلاس فیلو آیان کو اپنے ہم سفر کے طور پر پسند کرلیا اور اچھی طرح ذہنی ہم آہنگی ہو جانے کے بعد ہم دونوں میاں بیوی کو اپنی پسند سے آگاہ کیا۔

دعا ہماری اکلوتی بیٹی ہے، میں نہیں جانتا کہ روحی کو اس سے کس درجہ محبت ہے۔ وہ اس کی ماں ہے تو ظاہر ہے محبت بے انتہا ہی ہوگی پر میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ دعا میرے لیے کیا ہے۔ دعا میرے لیے آکسیجن سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ میں آکسیجن کے بنا تو شاید کچھ وقت جی لوں مگر دعا کے بغیر ناممکن...... میں بھی بات کو کہاں سے کہاں لے گیا۔ ہاں تو میری نازو پلی بیٹی نے ایک دن آیان کو اپنی پسند کے روپ میں لا کھڑا کیا اور بڑی معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہنے لگی۔

”پاپا یہ آیان ہے، مجھے یہ بالکل آپ جیسا محبت کرنے والا اور خیال رکھنے والا لگتا ہے۔ آپ کو کیسا لگا؟“

اس کی بات سن کر میں اسے دیکھتا رہ گیا۔ میری بیٹی کے لیے کتنا آسان تھا کسی اور شخص میں مجھے ڈھونڈ لینا......

پھر اپنا غصہ، حسد دبا کر میں پوری سچائی سے آیان سے ملا۔ مجھے ماننا پڑا کہ میری بیٹی کا انتخاب بہترین ہے۔ کچھ دیر کی ملاقات میں ہی میں جان چکا تھا کہ آیان میری بیٹی کے لیے بالکل پرفیکٹ چوائس ہے۔ وہ نہ صرف ذہانت میں پریکٹیکل اپروچ رکھتا تھا بلکہ دوسرے کو انڈر اسٹیمیٹ بھی کرتا تھا۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ وہ دل و جان سے میری بیٹی پر فدا تھا۔ تو کیا ہوا اگر اپنے لیے ہیرا میری بیٹی نے خود ہی منتخب کرلیا۔

میں نے دعا کے انتخاب کو اوکے کرتے ہوئے آیان کو اپنے والدین کو بھیجنے کا عندیہ دیا۔۔۔ دعا پر میں یہ بات واضح کر چکا تھا کہ بے شک ابھی ان دونوں کی منگنی کردی جائے گی۔ مگر شادی ان کی تعلیم مکمل اور آیان کے اسٹیبلش ہونے کے بعد ہی کی جائے گی۔ میں اور روحی، آیان سے مل کر مطمئن تھے اور ہمیں مطمئن دیکھ کر دعا خوش تھی۔

روحی کب کی سوچکی تھی مگر مجھے یہ احساس ہی سونے نہیں دے رہا تھا کہ اب میرے علاوہ میری بیٹی پہ کسی اور کا بھی حق بننے جا رہا تھا۔ انہی سوچوں سے نبرد آزما میں ٹی وی بند کر کے دعا کے کمرے میں آگیا۔ میری دعا گہری پُرسکون نیند میں ڈوبی ہوئی تھی۔ میں نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور دل ہی دل میں اس کے بہترین نصیب کی دعائیں کرتا اپنے کمرے میں آگیا۔

بیٹیوں کا اچھا نصیب بھی ماں، باپ کو کیسی راحت بخشتا ہے یہ احساس مجھے آج ہو رہا تھا۔

☆☆☆

آیان کی والدہ کا فون آیا اور ان کی روحی سے کافی اچھے انداز میں بات ہوئی تھی۔ روحی مسلسل ان کی، ان کے اندازِ گفتگو اور اخلاق کی تعریف کیے جا رہی تھی۔ اور میں مسکرا مسکرا کر سنتا جا رہا تھا اور سامنے بیٹھی دعا کے گلابی چہرے پر حیا کی لالی بکھرے جا رہی تھی۔ وہ جھینپ کر میز پر رکھے چائے کے جھوٹے کپ اٹھا کر کچن میں چلی گئی۔ روحی مجھے بتانے لگی کہ اس ہفتے آیان کی والدہ نے آنے کا کہا ہے۔

وہ مزید تفصیلات بتا رہی تھی اور میں بھرپور توجہ سے اس کی بات سن رہا تھا۔

☆☆☆

آج کا دن روحی کے لیے بڑا ہی مصروف ثابت ہوا تھا۔ بیٹی کے رشتے کے لیے لوگ آرہے تھے۔ روحی نے گھر کی بنائی ہوئی اشیا کو بازار کی اشیا پر فوقیت دی تھی۔ شامی کباب، کٹلٹس، فروٹ ٹرائفل، فروٹ کیک اور پاستا گھر میں ہی بنا لیا تھا۔ مجھے اس کی ان تیاریوں کو دیکھ کر ہنسی آنے لگی۔

”اتنی تیاری تو آپ نے ہمارے پہلی دفعہ آنے پر بھی نہیں کی تھی۔“ میں نے چھیڑتے ہوئے کہا تو وہ ہنس دی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہمارا معاملہ تو بالکل ہی الگ تھا۔'' روحی کی کہی گئی بات کا میں بخوبی مطلب سمجھ گیا تھا۔

وہ اب دعا کے ساتھ وارڈ روب سے اس کے لیے لباس پسند کر رہی تھی۔ شاید ہلکے گلابی اور گرے رنگ کے امتزاج کا کوئی سوٹ جو اُن دونوں ماں، بیٹی کو آج کے دن کے لیے مناسب لگا تھا۔ ان دونوں کو تیاریوں میں مصروف دیکھ کر میں کچھ دیر کے لیے آرام کرنے کی نیت سے اپنے کمرے میں آ گیا۔

میری آنکھ روحی کے جگانے پر کھلی...... مہمان آ چکے تھے اور روحی اطلاع دینے میرے کمرے میں آئی تھی۔ اس کے جانے کے بعد میں فریش ہو کر مہمانوں سے ملنے کی نیت سے کمرے سے باہر نکل آیا۔

ڈرائنگ روم سے باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ چند ایک جملے ہی کانوں سے ٹکرائے جن سے بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ بات خوشگوار ماحول میں ہو رہی ہے۔ میں مطمئن سا ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ سامنے ہی آیان بیٹھا تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے بائیں جانب اس کے والد صاحب تھے۔ میں ان سے مل کر آیان سے ملا اور پھر اس کی والدہ کو سلام کرنے کی نیت سے پلٹا اور دم بخود رہ گیا۔ والدہ کے روپ میں بیٹھی وہ خاتون بھی مجھے ایک ٹک دیکھے جا رہی تھیں۔ جس طرح ان کی نگاہوں میں موجود شناسائی کی رمق میری نظروں سے اوجھل نہ رہ سکی۔ یقیناً میری نظروں سے چھلکتی شناسائی بھی ان تک پہنچ چکی تھی۔

میں چونکا تب...... جب روحی نے مجھے آواز دے کر متوجہ کیا...... میں ہوش میں آتا شرمندہ سا روحی کے برابر بیٹھ گیا۔ گفتگو کا آغاز پھر سے ہو چکا تھا مگر میں وہاں موجود رہ کر بھی ان سب سے گویا غافل تھا۔ ان سب کی باتوں کا بس ہوں، ہاں میں جواب دے رہا تھا مگر میرے اندر ایک جھگڑ سا چلنے لگا تھا۔ یہ بھی خبر نہیں ہوئی کہ کب دعا وہاں آئی اور ان سب سے مل کر واپس چلی گئی مجھ میں دوبارہ نظریں اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی...... میں بہ مشکل وہاں بیٹھا رہا اور ان کے جاتے ہی طبیعت کی ناسازی کا بہانہ بنا کر کمرے میں آ گیا۔

''تو اصفہان لودھی آج تمہارا ماضی تمہارے سامنے کھڑا تمہیں للکار رہا ہے۔ کیا تم تیار ہو اس للکار سے نمٹنے کے لیے۔'' میں شیشے کے سامنے کھڑا اپنا عکس دیکھ رہا تھا کہ اچانک میرا ہم شکل چہرہ شیشے پر نمودار ہوا اور مجھ سے بازپرس کرنے لگا۔

میں گھبرا کر وہاں سے ہٹ گیا۔ کارنر ٹیبل پر رکھے جگ سے پانی گلاس میں انڈیل کر ایک ہی سانس میں غٹاغٹ چڑھا گیا۔ میری نظروں کے سامنے وہ بیتے پل گھومنے لگے جو نادیدہ ہاتھوں سے میری پشت پر کوڑے برسا رہے تھے۔ وہ سب کچھ جو ایک عرصے سے میں بھولے بیٹھا تھا اب قطرہ، قطرہ مجھے یاد آ رہا تھا۔

☆☆☆

''اگر کوئی تمہارے دل میں اچانک دھڑلے سے آ کر اپنا ٹھکانا بنا کر رہنے لگے تو کوشش کرو کہ تم بھی اس کے دل کے ازلی مکین بن جاؤ۔ اگر تم کامیاب ہو گئے تو ٹھیک ورنہ پھر کہیں کے نہیں رہو گے۔''

مجھے یہ تو یاد نہیں یہ قول کس دانا نے کہا ہے...... ہاں مگر یہ قول میرے ذہن میں اٹک کر ضرور رہ گیا تھا۔

کہتے ہیں مرد کی صورت نہیں جیب دیکھی جاتی...... اور میں صورت بھی باکمال رکھتا تھا اور جیب بھی بھاری...... میں اپنے والدین کا اکلوتا، تعلیم یافتہ اور اعلیٰ عہدے پر فائز خوبرو جوان بیٹا تھا۔ ایسے میں میرا مزاج آسمان پر ہو تو اس میں کچھ عجب بھی نہیں...... خاندان تو خاندان محلے کی لڑکیاں بھی میری ایک نظرِ کرم کو ترستی تھیں اور ان کی امائیں میری اماں سے بہترین تعلقات بنانے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتیں۔ میری اماں ان کی نیتوں سے اچھی طرح واقف تھیں اس لیے ان تمام قوانین سے محتاط رہتیں...... اور میں دل ہی دل میں ان کی جھوٹی محبتوں کے دکھاوے پر ہنستا اپنی زندگی میں مگن تھا۔ میرے شب و روز یونہی اپنی زندگی میں مست گزر رہے تھے کہ رابعہ نے میری زندگی میں آ کر ہلچل مچا دی۔ رابعہ کا خاندان ہمارے محلے میں نیا، نیا آ کر آباد ہوا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

وہ بڑی سلونی سی شام تھی جب میں بڑے خوشگوار موڈ میں اپنی بائیک پر آفس سے واپس آرہا تھا۔ گلی کے نکڑ پر مڑتے ہی مجھے بائیک کو فوراً بریک لگانا پڑا۔ سامنے ہی ایک دوشیزہ اپنی چھوٹی بہن کے ہمراہ کھڑی تھی۔ مجھے سرِ عام یوں گھورتا پا کر ایک ناگوار نگاہ مجھ پر ڈال کر وہ آگے بڑھ گئی۔ مجبوراً مجھے بھی آگے اپنے راستے چلنا پڑا۔ وہ سانولی سی تیکھے نین نقش کی مالک لڑکی مجھے اچھی لگی۔ اس واقعے کے بعد بھی میرا اس سے دو تین بار سامنا ہوا۔ اس کے گھر کے ہی کسی چھوٹے بچے سے مجھے اس کا نام رابعہ معلوم ہوا تھا۔ رابعہ سے جب بھی میرا سامنا ہوتا اس کے چہرے کے تاثرات سے میرے لیے ناپسندیدگی جھلکتی۔ ایسا کیوں تھا میں یہ جاننے سے قاصر تھا...... پر مجھے اتنا ضرور معلوم تھا کہ وہ مجھے اچھی لگنے لگی تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی آپ کو نظر انداز کرتا ہے تو دل اسی شخص کی توجہ کا متمنی ہو جاتا ہے۔ میرا دل بھی اب دیدارِ یار سے بڑھ کر بات کرنے کی خواہش کرنے لگا تھا۔ اور اس دن موقع دیکھ کر میں نے اسے ٹیرس پر کھڑا پا کر پتھر میں خط لپیٹ کر پھینک ڈالا۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ مڑ کر اس کا ردِعمل دیکھتا......خوف تھا کہ کہیں وہی پتھر وہ مجھے کھینچ کر نہ دے مارے۔ میں خاموشی سے گھر آگیا اور بے صبری سے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ اگلے دو دن تک میں جواب کے انتظار میں اس کے گھر کے باہر ٹہلتا رہا اور تیسرے دن اس نے اسی انداز میں پتھر میں خط لپیٹ کر جواب دیا۔ میں کتنی دیر تک تو اسے حیرت سے دیکھتا رہا اور پھر خط مٹھی میں چھپا کر گھر آگیا۔ کمرے میں بیٹھ کر اس خط کو پڑھتے ہوئے میرے اندر سکون ہی سکون اترتا چلا گیا۔ رابعہ نے میرے اظہارِ عشق کا مثبت جواب دیا تھا۔ وہ بھی مجھے اب پسند کرنے لگی تھی۔ مگر خط میں اس نے واضح کر دیا تھا کہ وہ وقت گزاری کرنے والی لڑکی نہیں...... اگر میں سنجیدہ ہوں تو اپنے والدین کو اس کے گھر بھیجوں۔

خط پڑھ کر میرے اندر ایک احساسِ تفاخر پروان چڑھنے لگا۔ سامنے شیشے میں جھلکتے اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے میں نے فخر سے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے گردن اکڑا کر اپنے آپ سے کہا۔

''اصفہان لودھی...... بھلا ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی تمہیں نظر انداز کرے...... کیا تمہاری وجاہت اس قابل نہیں کہ تم چاہے نہ جاؤ۔'' میرے لبوں پر ایک مغرور سی مسکراہٹ سج گئی۔ مجھے اب خط کا جواب لکھنا تھا۔ میں ہزار وعدوں اور دعوؤں کے ساتھ رابعہ کو خط لکھنے لگا۔ کچھ ہی دنوں میں وہ میرے عشق میں پور، پور ڈوبتی چلی گئی۔ اور میں اسے اپنے عشق میں ڈوبتا دیکھ کر مطمئن ہوتا چلا گیا۔ چند ہی دن قبل وہ میرے دل کے دروازے پر مسلسل دستک دے رہی تھی اور میں پریشان سا اس کے گھر کے دروازے کے باہر گھومتا پھر رہا تھا...... اور اب میں اس کے دل کا ازلی مکین بن کر اس کے دل میں رہنے لگا۔ اور وہ میری راہ میں آنکھیں بچھائے انتظار کرتی رہتی۔

لفظ ''نہ'' میں بڑی کشش ہے۔ وہ کشش جو اس کی ''نہ'' میں تھی وہ ہاں میں بدلتے ہی ختم ہونے لگی۔ میں رابعہ کی محبت تسخیر کر چکا تھا۔ سو پہلے جیسی دیوانگی کا عالم نہیں تھا۔ وہ ہر خط میں مجھے اپنی اماں کو گھر بھیجنے کا کہتی اور میں ہوں، ہاں کر کے ٹال جاتا۔ وہ مجھے کبھی چوری چھپے نہ ملی، نہ ہی سرِراہ بات کی پھر بھی وہ مجھ سے مخلص تھی۔ اور میں بھی اسے دھوکا دینے کا ارادہ نہیں رکھتا مگر......

میری اور رابعہ کی یہ آنکھ مچولی جلد ہی ان تمام خواتین کی نظروں میں بھی آگئی جو مجھ پر نظریں جمائیں بیٹھی تھیں اور ان کی ہی بدولت جلد ہی یہ بات میری اماں کے کانوں تک بھی پہنچ گئی اور اماں نے بیٹے کو ہاتھ سے نکلتا دیکھ کر اندر ہی اندر منصوبہ بندی کر ڈالی اور مجھے کانوں کان خبر تک نہیں ہونے دی۔

پتا تب چلا جب میرے ماموں ایک ماہ کی مدت کے لیے برطانیہ سے پاکستان آئے اور ہمارے گھر پڑاؤ ڈالا۔ ان کی ویل ایجوکیٹڈ، فر فر انگریزی بولتی، انتہائی خوب صورت بیٹی نے مجھے اپنی ایک جھلک میں ہی زیر بار کر ڈالا۔ وہ رابعہ بیچاری دل کا دروازہ کھٹکھٹاتی رہ گئی......اور روحی اجازت لیے بنا پورے حق سے میرے دل میں آسمائی اس کا دوستانہ انداز خوب صورت لہجہ......

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں بچ کر جاتا بھی تو کہاں......

''مرد ہمیشہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتا ہے۔'' اماں یہ بات اچھی طرح جانتی تھیں اس لیے اماں نے پہلے ہی اپنے بھائی جان سے میرے اور روحی کے رشتے کی بات کرلی تھی۔ یوں ماموں جان نے پاکستان آکر روحی کی شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور جب اماں کو میرے اور رابعہ کے چکر کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے فوراً ہی میرا نام اپنے بھائی کے سامنے رکھ دیا۔ اور ماموں مجھے انکار کرنے کے لیے کوئی جواز ڈھونڈتے بھی تو نہ ملتا۔ اور جہاں تک بات تھی میرے کردار کی تو مرد کے کردار کو بھلا کون پوچھتا......مرد کے سو معاشقے بھی معاشرے کی عدالت میں معاف ہوتے ہیں میرا تو پھر بھی ایک ہی تھا۔

روحی کے آنے کے بعد رابعہ پس منظر میں چلی گئی۔ میں نے روحی کو دل میں بسانے کے بعد رابعہ سے یوں منہ موڑ لیا جیسے سیاستدان الیکشن جیتنے کے بعد عوام سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ ہماری شادی آناً فاناً ہوگئی۔ اماں نے رابعہ کے خاندان کو بھی شرکت کی دعوت دی تھی۔ اور حیرت کی بات یہ کہ رابعہ اپنی ماں کے ساتھ میری شادی میں آئی بھی تھی۔ مجھے یاد ہے اس نے پہلے میرے پہلو میں دلہن بنی بیٹھی روحی کو اور پھر سہرا سجائے مجھے جن نظروں سے دیکھا تھا۔ اس پل میرے دل کو کچھ ہوا تھا۔ پھر اس کے بعد میرا کبھی رابعہ سے آمنا سامنا نہیں ہوا۔ ہوتا بھی کیسے شادی کے ایک ماہ بعد ہی ہم وہ گھر، وہ علاقہ چھوڑ کر اس سے بہتر علاقے میں جا بسے تھے۔

☆☆☆

رابعہ میرے ماضی کا وہ باب تھی جو مجھے بھولے سے بھی کبھی یاد نہیں آیا۔ پر آج......آج وہ آیان کی ماں کے روپ میں میرے سامنے کھڑی تھی......اور کیا ہی حیرت کی بات تھی کہ جسے میں زمانہ ہوئے بھولے بیٹھا تھا۔ ایک نظر میں ہی پہچان گیا۔

''یا الٰہی! یہ دنیا گول ہے یا پھر میرے حساب کا وقت قریب آگیا۔'' میں کب سے آنکھیں بند کیے اپنے

فنکار

اللہ تعالیٰ نے فنکاروں کو عظیم مقام دیا ہے، وہ جو خود شاہکار تخلیق کرتا ہے، ان فنکاروں کے ذریعے شاہکار تخلیق کرواتا بھی ہے۔ فنکاروں کو اللہ تعالیٰ کی اس دی گئی صلاحیت سے انصاف کرنا چاہیے۔ ان کا مقصد الگ ہو، اچھا ہے، ان کا راستہ الگ ہو، بہت اچھا ہے مگر ان کے فن کا دائرہ نہیں الگ ہونا چاہیے۔ اپنے فن کی وسعت کو نظر انداز کرکے اپنی پسندیدگی کو فن میں ڈھالنا فنکار کو بہت چھوٹا کردیتا ہے۔

از: دیا آفرین، شاہدرہ

ماضی کے اوراق کو کھولتا چلا جارہا تھا۔ روحی کب میرے پاس آبیٹھی مجھے معلوم نہیں ہوا۔

''اصفہان، اس دن تو آیان کی والدہ فون پر مجھ سے بہت اخلاق سے بات کررہی تھیں...... پر آج وہ کچھ خاموش سی لگیں مجھے......'' روحی کی بات نے مجھے چونکا دیا۔

''شاید ان کی طبیعت خراب ہو۔'' میں نے روحی سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ روحی میری بات سے متفق بھی ہوگئی۔ کچھ دیر مزید یونہی باتیں کرتی وہ سونے لیٹ گئی۔ اور میں ایک بار پھر ماضی میں جلنے لگا۔

قدرت نے نیا اسٹیج سجایا تھا۔ آج رابعہ میری ماں کی جگہ کھڑی تھی۔ آیان میری جگہ کھڑا تھا۔ اور میری دعا، رابعہ کی جگہ کھڑی تھی۔ میں ماں کی طاقت کو بھی جانتا تھا، مرد کی محبت کو بھی اور محبت کے ہاتھوں مجبور لڑکی کی بے بسی کو بھی اچھی طرح سمجھتا تھا۔ جس جگہ دعا کھڑی تھی اسے اس جگہ کھڑا دیکھ کر میرا دل کانپ اٹھا تھا۔ میں خود کو مجرم سمجھنے لگا تھا اگر میری بیٹی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوتی تو یقیناً یہ میرے ہی کرموں کا پھل ہوتا......اور شاید میں یہ برداشت نہیں کرپاتا۔

دو دن گزر گئے تھے مگر آیان کے گھر والوں نے کوئی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

رابطہ نہیں کیا...... مجھے روحی سے پتا چلا کہ آیان یونیورسٹی بھی نہیں آرہا تھا۔ دعا کا گلاب جیسا کھلا کھلا چہرہ مجھے مرجھایا، مرجھایا سا محسوس ہونے لگا۔ روحی بھی چپ، چپ سی رہنے لگی تھی۔ میرے دل پہ اک بوجھ سا آگرا۔

''مرد شیر مار سکتا ہے مگر دل نہیں مار سکتا۔'' میری نانی یہ کہاوت بڑی کثرت سے کہا کرتی تھیں۔ اور آج مجھے ان کی یہ کہاوت بڑی شدت سے یاد آرہی تھی۔ آیان کا دل بھی تو میری دعا پہ آیا تھا۔ وہ دعا کو ہار نہیں سکتا تھا وہ اپنا دل نہیں مار سکتا تھا۔

''کیوں نہیں مار سکتا تھا دل؟ کیا تم نے دل نہیں مارا تھا رابعہ کے وقت......؟'' میرے اندر سے کسی نے سوال اٹھایا۔

''ہرگز نہیں...... صحیح معنوں میں میرا دل روحی پر آیا تھا۔ رابعہ سے محبت تو بس ایک غلط فہمی تھی۔'' میں نے بوکھلا کر جواب دیا۔

''تو کیا خبر آیان کو بھی کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔'' اندر سے کوئی مجھ پر ہنسا تھا اور میں گھبرا کر اٹھ گیا۔

''مرد دل نہیں مار سکتا مگر محبت کو غلط فہمی یا غلطی کا نام دے کر راستہ ضرور بدل سکتا ہے۔'' میرے اندر سے چلا کر میری اصلیت کوئی یاد دلا رہا تھا۔

اور پھر ایک ہفتہ گزر گیا۔ کوئی خبر نہ کوئی اطلاع......

آیان خود بھی غائب تھا اور اس کا موبائل بھی آف تھا۔ میں رابعہ کا جواب جان چکا تھا۔ میں اسے غلط نہیں سمجھ رہا تھا۔ شاید اس کی جگہ میں بھی ہوتا تو یہی کرتا......

یہ قدرت کا سبق تھا مجھ جیسے مردوں کے لیے جو دوسروں کی بہن بیٹیوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں اور پھر ان کے کیے کا پھل ان کی اولاد بھگتتی ہے۔

میں نے گھر کے اداس ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے یونہی ڈنر باہر کرنے کا پروگرام بنایا۔ روحی میرا مقصد جانتے ہوئے میری حمایت کرنے لگی۔ میری پیاری بیٹی دعا ہمیں خوش کرنے کے لیے راضی ہوگئی۔ وہ خوش نظر آنے کی پوری کوشش کر رہی تھی مگر اس کی سوجی ہوئی آنکھیں اس کے رت جگوں کی غماز تھیں۔ مجھے اچانک رابعہ کی نگاہیں یاد آگئیں۔ مجھے پھولوں کی سیج پہ کسی اور کا ہاتھ تھامے کھڑا دیکھ کر وہ کانٹوں کی راہ گزر پہ چلی ہوگی۔ مجھے آج اپنی بیٹی کی صورت شدت سے رابعہ کی تکلیف کا احساس ہو رہا تھا۔

کھانا کھا کر جب ہم ہوٹل سے نکلے تو دعا کو بت بنا کھڑا پا کر میں تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔ اسے ہلایا، پکارا مگر وہ یک ٹک سامنے دیکھے گئی۔ میں نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو کھڑے، کھڑے ڈھے کر رہ گیا۔ سامنے آیان کسی لڑکی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ رہا تھا اس کے ہاتھوں میں شاپنگ بیگز تھے۔ میں اس منظر سے نگاہیں چراتا، دعا کو سہارا دیتا گاڑی میں بٹھانے لگا۔

''پاپا میں نے غلط کہا تھا۔ وہ آپ جیسا نہیں ہے۔ وہ بہت برا ہے۔'' وہ ہچکیاں لیتی اتنا ہی کہہ پائی اور اس کے الفاظ میرے دل پر تیر کی طرح جا لگے۔ میں اسے کیسے بتاتا کہ وہ میرے جیسا ہی تو تھا۔ شاید ہر مرد میرے ہی جیسا ہوتا ہے۔

اگلے دو دن تک دعا تیز بخار میں پھنکتی رہی اور میں مجرم بنا اس کے بستر سے لگا رہا۔

روحی، آیان کو بددعائیں دیتی دعا کی تیمارداری کرتی رہی۔

آج دعا کچھ بہتر ہوئی تو ہمارے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر غلط شخص کے انتخاب پر ندامت کی تحریر رقم تھی۔ جسے میں بخوبی پڑھ سکتا تھا۔

دروازے پر بیل بجی تھی۔ ملازم دیکھنے گیا۔

''بی بی کچھ لوگ آئے ہیں، کہتے ہیں کہ آیان کے گھر والے ہیں۔'' ملازم کی اطلاع نے ہمیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

''اچھا انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ، میں آتی ہوں ابھی۔'' روحی نے سب سے پہلے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا اور پھر دعا کو کمرے میں جا کر حلیہ درست کرنے کی ہدایت دے کر ڈرائنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔ دعا مضطرب سی مجھے دیکھنے لگی۔ میں نے ہمت بندھاتے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

ہوئے اسے وہ ہی کرنے کا کہا جیسا روحی اسے کہہ کر گئی تھی اور خود لرزتے قدموں کے ساتھ ڈرائنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

رابعہ، روحی سے بہت محبت سے گلے مل رہی تھی اور آیان مہذب انداز میں اپنے والد کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے اندر آتا دیکھ کر اٹھ کر سلام کرنے لگا۔ میں اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر جواب دے کر اس کے والد سے ملنے لگا۔

''بہت معذرت چاہوں گی روحی بہن......! اس دن کے بعد ہم آپ سے رابطہ نہ کر سکے۔ دراصل یہاں سے جاتے ہی ہمیں اطلاع ملی کہ عامر کی والدہ یعنی میری ساس کی طبیعت بے حد خراب ہو گئی ہے۔ ہمیں اسی وقت حیدرآباد کے لیے نکلنا پڑا۔ حالات وہاں ایسے تھے کہ ہم میں سے کوئی بھی آپ سے رابطہ نہ کر سکا۔ اب ان کی حالت بہتر ہوئی تو کراچی پہنچ کر ہم پہلی فرصت میں آپ لوگوں سے ملنے آئے ہیں۔'' رابعہ تفصیل سے ساری بات بتانے لگی اور میں شرمندگی کی انتہا گہرائیوں میں جا گرا۔ وہ واقعی اعلیٰ ظرف عورت تھی جو مجھ جیسے دھوکے باز انسان کی بیٹی کو اپنانے آئی تھی۔

''حالانکہ بھائی صاحب میں نے آیان سے کہا تھا کہ آپ لوگوں کو مطلع کر دے...... مگر قسمت دیکھیں کہ اسپتال سے نکلتے ہوئے گن پوائنٹ پر آیان کا موبائل چھن گیا۔'' آیان کے والد کے مزید بتانے پر ساری گتھیاں سلجھتی جا رہی تھیں۔

''ارے دعا بیٹی کہاں ہے؟ اسے بلائیں ہم اسے یہ دوپٹا اوڑھانا چاہتے ہیں۔ میری سسرال میں روایت ہے دوپٹا اوڑھا کے رشتہ پکا کیا جاتا ہے۔ پرسوں ہی تو میں نے آیان اور اپنی بھانجی کو مارکیٹ بھیج کر دوپٹا منگوایا ہے۔ بلائیں ناں دعا کو۔'' رابعہ شاپنگ بیگ سے ایک انتہائی خوب صورت سرخ رنگ کا کام والا دوپٹا نکالتے ہوئے بول رہی تھی۔

دعا وہاں آ چکی تھی...... اور اس خوب صورت دوپٹے کو اوڑھے رابعہ کے پاس بیٹھی تھی۔ سب کچھ یک دم آئینے کی طرح صاف ہو چکا تھا۔ میں پُرسکون سا ہو گیا۔ عامر صاحب فون کال سننے باہر گئے تھے۔ دعا اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ روحی، رابعہ کو گھر دکھانے کے لیے اندر لے گئیں۔ میں کچھ دیر بیٹھا آیان سے گفتگو میں مشغول رہا۔ پھر پانی کی طلب محسوس کرتے اندر آ گیا۔ پانی پی کر میں پلٹا ہی تھا کہ سامنے رابعہ کو کھڑا پایا۔ غالباً روحی کچن میں ملازمین کو کھانے کے انتظامات کرنے کی ہدایت دینے گئی تھی۔ تب رابعہ شاید مجھے یہاں پا کر اِدھر ہی آ گئی تھی۔

''اصفہان لودھی کسی معصوم لڑکی کا دل توڑنا کتنا آسان ہے یہ تو تم بخوبی جانتے ہو مگر اب یقیناً ٹوٹے دل کی لڑکی پر گزرنے والی اذیتوں کا عالم بھی جان گئے ہو گے۔ بخدا! یہ جو اتنے دنوں تک رابطہ نہ ہو سکا اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ یہ اللہ کی طرف سے تھا۔ وہ بہتر جانتا ہے اس میں اس کی کیا مصلحت...... پر میں جانتی ہوں تم یہ دس دن کس اذیت میں مبتلا رہے ہو گے۔ یقین کرو میں تمہیں کب کی بھول چکی تھی۔ میرے شوہر کی پُرخلوص محبت نے کچھ یاد نہیں رہنے دیا...... پر اس دن تمہیں دیکھ کر شدت سے مجھے اپنی نسوانیت کی تذلیل یاد آ گئی۔ عورت کا کھلونا بننا یاد آ گیا۔ تمہاری ذات کوئی معنی نہیں رکھتی مگر تمہاری ذات سے وابستہ دھوکا یاد آ گیا۔ قصور تمہارا بھی نہیں، یہ ہمارا معاشرہ ہی ایسا ہے کہ آدم کے بیٹوں کو پل میں ابلیس کا شاگرد بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ پر تم بے فکر رہو۔ میں نے اپنے بیٹے کو آدم کا بیٹا ہی بنایا ہے۔ وہ وعدہ کر کے چھوڑ کر جانے والوں میں سے نہیں...... اور میں اپنے بیٹے کے وعدوں کا پاس رکھنا خوب جانتی ہوں۔'' وہ یہ سب کہہ کر وہاں رکی نہیں تھی۔

کیا ایسا کاری وار بھی کسی نے کھایا ہو گا جیسا میں نے رابعہ کے ہاتھوں کھایا...... اسے ایک ٹھوکر لگی اور وہ اس ٹھوکر سے سبق سیکھ کر ایک عظیم عورت کے روپ میں میرے سامنے کھڑی تھی اور میں اس عظیم عورت کے اس احسان کے زیرِ بار کھڑا اس کی باتوں پر غور کرتا رہ گیا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ناولٹ

تھوڑے تھوڑے لمحے

تابندہ نعیم

پاکستان کی انتہائی معتبر، انتہائی خوب صورت اور انتہائی گہرے جملے لکھنے والی مصنفہ رفعت ناہید سجاد کے انداز تحریر سے متاثر ہو کر شروع کی جانے والی یہ کہانی گزشتہ کئی سالوں سے ٹکڑوں کی شکل میں لکھی جاتی رہی۔ اس عرصے میں پاکستانی معاشرہ تبدیل ہوچکا ہے۔ اب پاکستان کے پبلک پارکس میں شاید ہی کوئی غیر ملکی خاتون پاکستانی طالبات کو شام کی تفریح کرانے نکلتی ہو... مگر ہمارے آپ کے اسی پاکستان میں کبھی ایسا ہوا کرتا تھا۔ کہانی فرضی ہے۔ اس کے واقعات سن انیس سو ستاسی سے انیس سو بچانوے تک کے حالات اور کرداروں پر مبنی ہیں، تاہم ان کی کسی حقیقی کردار یا واقعے سے مماثلت محض اتفاقیہ ہو سکتی ہے۔

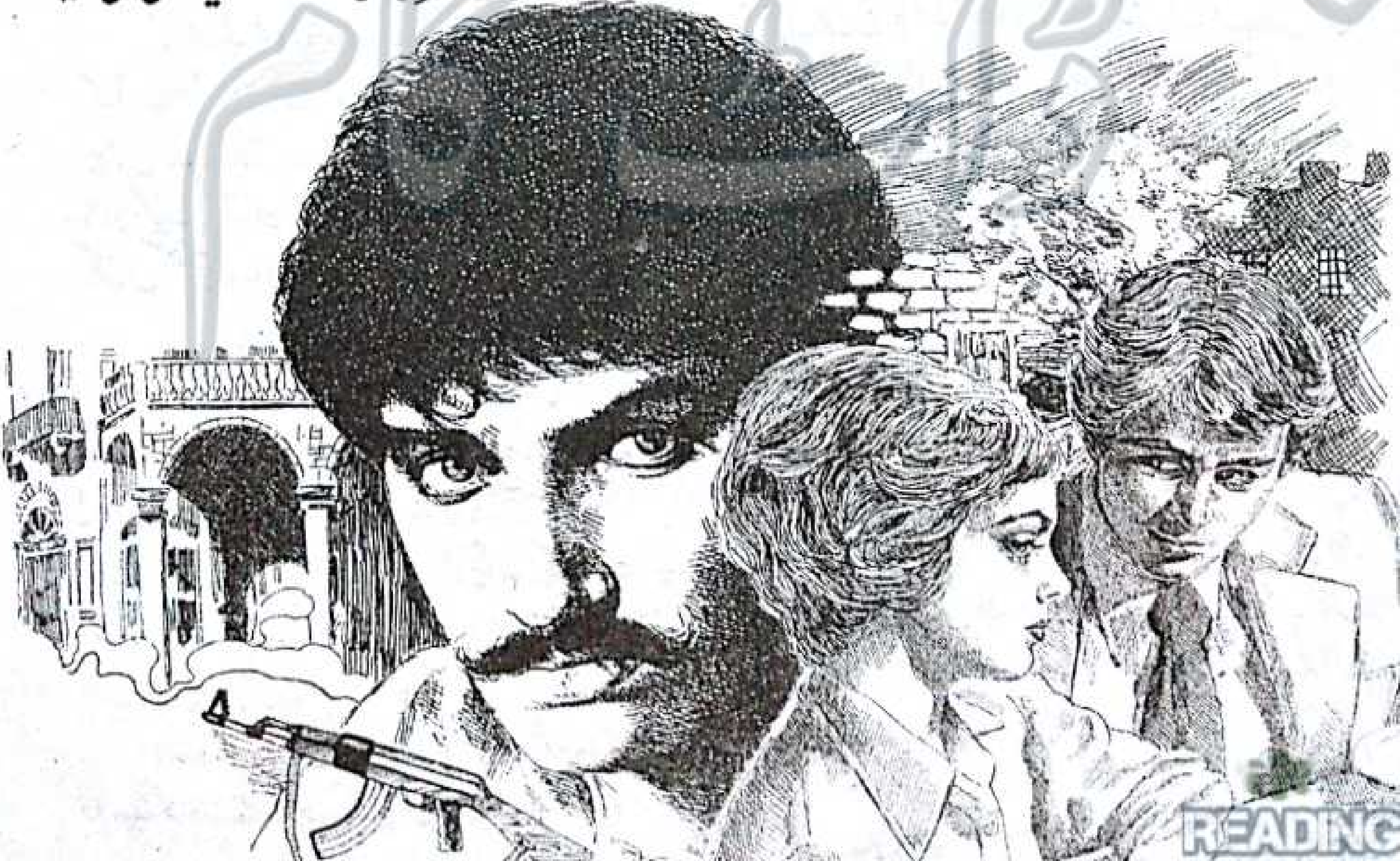
دوسرا حصہ

''ہیلو...... پلیز اب یہ مت کہنا کہ تم نے مجھے پہچانا نہیں۔'' اس آواز کو پہچاننے میں وہ کوئی غلطی نہیں کر سکتی تھی مگر اس کا خیال تھا کہ جب ایسا وقت آئے گا تو کچھ نہ کچھ غیر معمولی ضرور ہو گا۔

وہ اس کا راستہ روکے حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

''ایمانداری سے کہو؟ تم نے آج بھی مجھے نہیں پہچانا...... میں کیسے اس بات کا یقین کر لوں......؟''

وہ خاموش کھڑی تھی...... اور دیکھ رہی تھی کہ



READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

کائنات کی گردش میں اس گھڑی کے آنے سے کوئی انقلاب برپا نہیں ہوا، جس نے پچھلے دو ہفتوں سے اسے خوف کی سولی پر لٹکا رکھا تھا۔

''کیا بات ہے..... تم کچھ بولتی کیوں نہیں؟''

اس نے دیکھا اس کے سامنے کھڑی لڑکی کسی نتیجے تک پہنچنے کا فیصلہ بس اب سنانے ہی والی تھی۔

''نہیں..... '' فہد نے اسے جیسے کچھ سنبھل کر کہتے ہوئے سنا۔ ''تمہیں لگا بڑھاپے نے میری یادداشت چھین لی ہے؟'' فہد کی بھویں بے ساختہ چڑھیں۔

''بڑ..... ھاپا؟'' وہ بے ساختہ ہنس رہا تھا۔

''معاف کرنا، زیادہ پڑھے لکھے لوگوں میں، میرا اٹھنا بیٹھنا نہیں..... مگر سنا ہے وہ اپنا دماغ کہیں بھی رکھ کر بھول سکتے ہیں۔''

وہ ایک، ایک لفظ پر زور دیتا، بڑے خوشگوار انداز میں بول رہا تھا۔

''اور..... کیسی ہو؟ کیا کرتی رہیں اتنے دن تک؟''

سبرینہ کو اس کے چہرے کی خوشگواریت، اس کے انداز کی غیر سنجیدگی بہت زور سے چبھی تھی۔ وہ اتنے آرام سے بات کر رہا تھا جیسے وہ ہمیشہ ایسے ہی حالات میں ملتے رہنے کے عادی رہے ہوں۔ بہت دیر بعد سبرینہ نے منہ کھولا تو اس کے جواب میں طنز اور سوال دونوں تھے۔

''بہت دن لگے تمہیں آنے میں..... مجھے لگتا تھا کہ تم اگلے دن ہی مجھ سے ملنے آؤ گے لیکن.....'' وہ ٹھٹکا تھا۔ یہ اس کا وہم تھا یا کچھ اور..... اسے کیوں لگا کہ اس کے سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھوں میں ایک عجیب سا شک، ایک دل خراش بدگمانی ہے۔

''لیکن.....'' اس نے پھر کہنا چاہا۔ ''مجھے کچھ دن کے لیے لاہور سے باہر جانا پڑا۔''

''شاید مخبری کا انعام لینے.....'' وہ اس پر ایک خاموش نظر ڈال کر ہاسٹل کی طرف بڑھ رہی تھی۔

''مجھے افسوس ہے کہ تمہیں انتظار کرنا پڑا.....''

وہ تیزی سے قدم اٹھاتا اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

''انتظار.....؟'' اس نے کچھ توقف سے کہا۔

''ہاں، انتظار تو بہت کرنا پڑا۔''

''پھر تو واقعی مجھے افسوس ہے لیکن آئندہ ایسا نہیں ہوگا..... یہ میرا وعدہ ہے۔''

وہ کس آئندہ کی بات کر رہا تھا۔ اس کا اس سے وعدوں اور ارادوں والا کون سا واسطہ تھا۔ وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی مگر کالج کے وسیع لان سے گزر کر ہاسٹل کو جانے والی اینٹوں کی روش پر مڑتے ہوئے وہ یہی سوچ رہی تھی۔

جونیئر ہاسٹل کے دور سے نظر آتے ٹیرس پر کچھ تولیے سوکھنے کے منتظر تھے۔ بجلی کے کھمبوں سے عمارت تک جاتی تاروں پر کوّے شور مچا رہے تھے..... ستمبر..... کی قدرے ماند پڑتی دھوپ، اونچے درختوں پر شام کا رقص..... بس شروع ہی کیا چاہتی تھی۔

وہ جس دنیا سے آئی تھی وہاں ایسے روشن لمبے دنوں کو خوش قسمتی کی علامت سمجھا جاتا تھا مگر اس دوسری دنیا میں یہ دن ہر روز اس کے لیے ایک نیا امتحان بن رہے تھے۔

فہد نے اس کے کندھے سے کندھا ملا کر چلتے دلچسپی سے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔

''بہت صحت افزا مقام لگتا ہے۔''

''ہاں بہت.....'' اس نے مختصراً کہا۔

پرانے ''ریڈ ہاؤس'' کی عمارت کے پاس سے گزرتے۔ وہ پھر مسکرایا۔

''اور یہاں جنوں بھوتوں کا بسیرا ہوگا؟''

''ہاں شاید.....'' اسے اس کے اشتیاق میں رتی بھر دلچسپی نہیں تھی۔

''پھر بھی یہاں رہتی ہو، تمہیں ڈر نہیں لگتا؟''

''گھوسٹس، اسپرٹس.....'' وہ کہہ رہی تھی۔

''روحیں، انسانوں سے تو کم ہی خطرناک ہوں گی۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY READING Section

''بہت دکھی ڈائیلاگز بولنے لگی ہو۔ کیوں بھئی، انسانوں نے کیا بگاڑ دیا تمہارا اچانک......؟''

''اچانک......؟'' اس نے برآمدے کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے دُہرایا۔

''اوکے...... میں جانتا ہوں تمہارے جیسے لوگ دنیا سے ناخوش ہی رہتے ہیں، حالانکہ مجھے یقین ہے دنیا نے تمہارا ابھی کچھ نہیں بگاڑا ہوگا۔''

وہ بوکھلا گئی تھی وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے اس کا برسوں پرانا واقف ہو۔

''اور تم وہاں کھڑی کیا کر رہی تھیں ،میرا انتظار؟''

انتظار...... انتظار...... اس ایک لفظ سے چڑ تھی اسے۔ اس نے جھلا کر اپنا سر اٹھایا لیکن اس کی آنکھوں میں ٹھہرا، قطعی غیر سنجیدہ تاثر دیکھ کر کوئی سخت بات کہنے سے باز رہی۔

''نہیں میری ڈیوٹی تھی۔ آج ہاسٹل کی لڑکیوں کا ان کے گھر والوں سے ملاقات کا دن ہوتا ہے۔''

''ملاقات کا دن؟ کیا یہ کوئی جیل ہے؟ سچ بتاؤ، تم نے مجھے واقعی نہیں پہچانا تھا ناں......؟''

ایک تو پتا نہیں...... اسے پہچانے جانے پر اتنا اصرار کیوں تھا...... وہ چڑ گئی۔

''پہچان تو لیا تھا۔'' فہد نے اس کے پیچھے، پیچھے سیڑھیاں چڑھتے اس کی آواز کی واضح جھلاہٹ پر، ایک بار پھر دھیان دیا تھا۔ وہ جس دن سے ملی تھی، ایسی ہی تھی...... جیسے کوئی اور انسان...... وہ پوری کی پوری وہی تھی...... پھر بھی کچھ تھا جو اپنی جگہ پر نہیں تھا۔

وہ خاموشی سے اپنے کمرے کے جالی والے دروازے پر جھولتا تالا کھولنے لگی۔

''تم نے بتایا نہیں، تم ہمارے وطن کب آئیں؟''

''ہمارے وطن......؟'' تالا کھولتی سبرینہ کے ہاتھ سے چابی چھوٹ کر گری جسے اٹھانے کو وہ.... بے ساختہ ہی جھکی۔

''ہاں ٹھیک ہے، یہ تمہارا وطن ہے، اور میں ایک بے وطن ہوں بہر حال......'' اس کی آنکھیں دھندلانے لگی تھیں۔ وہ اس کی طرف پشت کیے کمرے میں آئی۔ لائٹ جلائی۔ سبز جلد والا رجسٹر اور نیلے رنگ کے کارڈز کا پلندہ میز پر ڈھیر کیا اور پلکیں جھپک، جھپک کر خود کو نارمل کرنے لگی۔

''ٹھیک ہے ہر انسان کو اپنی ملکیت پر استحقاق جتانے کا حق ہے۔'' وہ اس کے پیچھے، پیچھے آیا اور دروازے کے باہر ہی رک گیا۔

''تم نے بتایا نہیں۔''

''کچھ عرصہ ہوا۔''

''اور یہاں اس کالج میں کب سے ہو؟''

''یہاں......'' وہ اٹکی...... ''بہت عرصہ نہیں ہوا۔''

''اور یہاں کر کیا کر رہی ہو؟''

''ظاہر ہے پڑھا رہی ہوں۔''

''اور آئندہ کیا کرو گی؟''

''آئندہ......؟'' وہ کسی معمول کی طرح جواب دیتی رک گئی۔ یہ وہی تھا ناں...... جس نے پچھلے کتنے دنوں سے اس کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں۔ سبرینہ نے اس کی سنگین نظروں کا بہادری سے سامنا کیا۔

''آئندہ کے لیے بھی میں...... یہیں پڑھاؤں گی۔''

''یعنی......؟'' وہ سبرینہ کی بات کا مطلب نہیں سمجھا پا رہا تھا یا اس پر یقین کرنے میں دشواری محسوس کر رہا تھا۔ رک کتے، رکتے اس کے منہ سے جو نکلا، اس کا اسے بہت دیر تک افسوس رہا۔

''یعنی...... اتنی ساری ذہانت ،اتنی بہت سی ڈگریاں......؟ تو کیا میں یہ سمجھوں کہ تم میرے غریب ملک کے تعلیمی نظام کو سدھارنے کے لیے وقف کر رہی ہو...... پلیز اب یہ مت کہنا کہ تمہیں میرے ملک سے محبت ہو گئی ہے۔''

اس کی تمسخر سے بلند ہوتی آواز کا جوش ایک دم ہی ٹھنڈا پڑا تھا...... اسے لگا اس کے سامنے کرسی پر اپنے دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں سختی سے پیوست

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کیے بیٹھی لڑکی، ایسے شدید طنز کی مستحق نہیں، اس کا کوئی قصور نہیں۔

''معاف کرنا......تم نے بات ہی ایسی کی......تم تو کیمبرج جا رہی تھیں؟'' اس کی بات پر وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔ جیسے اپنا تمسخر خود اڑانے کے کھیل میں اس کے ساتھ شامل ہو گئی ہو۔

''کیوں......؟ کیمبرج جانے والے تمہارے ملک میں پڑھانے لگیں تو تمہیں اس پر اعتراض کیوں ہے؟''

فہد کو شبہ ہوا اس نے اس کی آنکھوں میں پانی اکٹھا ہوتے دیکھا تھا۔

''کیا ہوا ہوگا......؟ کس چیز نے اسے اتنا دکھی کر دیا ہے۔'' اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

''میں نے تمہیں بیٹھنے کے لیے بھی نہیں کہا۔ چائے، کافی، ٹھنڈا، کچھ پیو گے تم......؟ یا باہر ہی کھڑے رہو گے؟'' وہ اب فرض شناس میزبان بن چکی تھی۔

وہ جواب کا انتظار کیے بغیر کمرے کے پیچھے بنے مختصر کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔ جہاں وقت بے وقت صرف چائے کافی ہی تیار ہو سکتی تھی۔

وہ کتنی دیر کچن کے کھلے دروازے کے دوسری طرف کے منظر پر نگاہ جمائے کھڑا رہا پھر کچھ دیر بعد بولا۔

''میرے کہنے کا مطلب تھا یہ جگہ تمہاری منزل تو نہیں ہو سکتی۔'' اس نے کتنی دیر پہلے سوال کیا تھا اور جواب میں صرف پانی کے گرنے کی آواز اور برتنوں کی کھڑکھڑاہٹ سن رہا تھا۔ پھر جیسے اکتا کر اس نے نظریں ہٹا لیں۔

وہ آہستگی سے ٹہلتا مختصر سے کمرے کی دیوار پر لٹکے کیلنڈر کا جائزہ لینے لگا پھر کتابوں کی سادہ سی شیلف میں رکھے لکڑی کے ننھے مجسموں کی طرف چلا گیا۔

''بات سنو......''

سبرینہ نے کچن کے دروازے سے جھانکا۔

''تم بہت بدل گئی ہو۔''

آلتی پالتی مارے گیان میں مصروف لکڑی کے بدھا کا سر چھوتے، اس نے جیسے ایک اخباری بیان پڑھا تھا سبرینہ کو لگا اتنے دن سے وہ خوف کی جس صلیب پر گڑی تھی اس کے قبضے ایک، ایک کر کے اکھڑنے لگے ہیں۔ وہ خاموشی سے پلٹی اور اس کے لیے کافی کا مگ اٹھا لائی۔

''کیا یہ بری بات ہے؟''

''پتا نہیں۔''

وہ مگ سنبھال کر، میز کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''شاید وقت بھی کو بدل دیتا ہے مگر ابھی اتنا وقت نہیں گزرا مگر وقت کیا ہوتا ہے؟ ایک دن، ایک گھنٹا یا پوری زندگی......؟'' اس نے بے ساختگی میں خود کو مزید کچھ کہنے سے روکا تھا۔ وہ جو بحث شروع کرنے جا رہی تھی، اسے گھسیٹ کر دور لے جانے میں شدید نقصان کا اندیشہ تھا......وہ خاموشی سے کڑوی کافی کی بھاپ کے پیچھے اس کے چہرے کو اپنے آپ سے الجھتے، دیکھتا رہا۔ بہت دیر بعد اس نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا تھا۔ وہ پوچھ رہی تھی۔

''تم نے اپنے بارے میں کچھ بتایا تھا؟'' وہ صبر سے کام لینا چاہتا تھا۔ مگر ایسا نہیں ہو سکا۔ کافی کا مگ میز پر پٹخ کر وہ کھڑا ہو گیا۔

''میں نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ اعتبار کوئی دکھائی جا سکنے والی چیز نہیں ہوتا......لیکن اگر ہوتا تو میں تمہیں ضرور دکھاتا......'' اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔

''لیکن میں دوبارہ بھی آؤں گا، جب کبھی تم میرا اعتبار کر سکو۔'' سبرینہ چپ چاپ کھلے دروازے کے باہر جھانکتی رہی، جہاں سے ابھی ابھی ایک انتہائی اجنبی سخت براماں کر نکلا تھا۔

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک ایسا خاص نمبر جسے آپ مجلد کرا کر رکھیں گے

ماہنامہ سرگزشت کراچی

پراسرار نمبر
شمارہ جنوری 2016ء
کی جھلکیاں

تاریک بین

روس کے اس پُراسرار شخص کا تذکرہ
جس نے پوری دنیا کو سحر زدہ کر دیا تھا

پردۂ اسرار

کراچی کی اس شخصیت کا زندگی نامہ
جس نے لاکھوں افراد کی زندگی بدل دی

خبردار

پاکستان کے ان مشہور مقامات کا
تذکرہ جہاں آسیب کا بسیرا ہے

زومبی

زندہ لاشوں کے حملے سے نمٹنے
کے لیے امریکا کے خصوصی فوجی دستے

چھوٹا سا کام

ایک دلچسپ مگر پُراسراریت بھری سچ بیانی

اس کے علاوہ

اور بھی بہت کچھ، ایسے لاینحل قصے، سچے واقعات
جن کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنا بہت مشکل ہے

ایک ایسا خاص نمبر جسے آپ مجلد کرا کر رکھیں گے

کبھی کبھی صدیوں تک ایک راستے پر چلتے رہنے کے بعد آدمی کو احساس ہوتا ہے کہ یہ تو اس کا راستہ نہیں تھا۔ برسوں کی رفاقتیں دنیا داری کے تکلفات بن جاتی ہیں۔ منزل کے نشان، کمین گاہوں کے سراغ، آنکھوں کا دھوکا اور نظر کا فریب معلوم ہوتے ہیں اور زندگی بھر کی ریاضت کا حاصل وہ ایک انسان بن جاتا ہے، جسے ابھی آپ نے ٹھیک سے جانا بھی نہیں ہوتا۔

وہ پہلے دن بھی جانتا تھا کہ ایسی کسی حماقت کے نتائج زیادہ پسندیدہ نہیں ہوں گے پھر بھی ایک ہفتے میں دوسری بار، اس کے ہاسٹل کا رخ کرتے اسے یہ احساس تک نہیں تھا کہ وہ اپنے ساتھ بھی کچھ اچھا نہیں کر رہا...... وہ تو جیسے ہمالیہ تھی، برف پوش اور یخ بستہ ہلاکت خیز طوفان جس سے ٹکرا کر اپنا رخ تبدیل کرتے ہیں۔ وہ اسے بہت زیادہ جانتا نہیں تھا۔ وہ اس کے ایک دوست کی دوست تھی۔ جن دنوں اس نے اسے دیکھا۔ وہ ایڈنبرا یونیورسٹی کے نوجوان انٹلیکچوئل کراؤڈ کی جان تھی...... فہد جیسے پاکستانی اسٹوڈنٹس کے لیے اس کی شخصیت کافی... دلاسٹائل تھی۔ وہ اکنامکس اور سیاسیات کے ساتھ بیچلرز کرنے کے بعد ان دنوں انٹرنیشنل اینڈ ڈیولپمنٹ اکنامکس میں ماسٹرز کی تیاری کر رہی تھی۔ وہ بی بی سی اور اقوام متحدہ کے ورلڈ فوڈ پروگرام کے لیے کچھ اہم انٹرن شپس کر چکی تھی...... اس کے کوائف پر بین الاقوامی ترقی کے اہم موضوعات پر کی گئی تحقیقاتی اسائنمنٹس تھیں، جنہیں نامور برطانوی اخبار نے اہتمام سے چھاپا تھا۔

یقیناً وہ فاروق فیروز کی اس قابل دوست کے جملہ کوائف سے کبھی آگاہ نہ ہو پاتا، اگر فاروق اپنی اس خاص دوست کی خوبیوں کے بارے میں ہر وقت، ہر جگہ، ہر کسی کو آگاہ کرنا ضروری نہ سمجھتا۔ فہد فاروق کی اس دوست سے ایک دو ملاقاتوں میں ہی متاثر ہو گیا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ بڑی جذباتی باتیں بہت سہولت سے کر لیتی تھی۔ افریقا، ایشیا اور لاطینی، امریکی ملکوں میں غربت، جہالت اور منشیات کے اسمگلروں کے ہاتھوں مرنے والی آبادی کو ہیومن کیپیٹل، انسانی سرمائے میں بدلنے کے عجیب وغریب منصوبے بناتی تھی۔ وہ لندن کے ایک بڑے کالج میں پڑھانے والے کسی معتبر ریاضی دان کی بیٹی تھی اور وہ دنیا جس کے اعداد و شمار اس نے صرف کتابوں اور اخبارات کے ذریعے ہی جانے تھے، اس کی تقدیر بدلنے کے خواب دیکھا کرتی تھی۔

فہد کو یاد تھا جب فاروق اپنے دوستوں کو کہیں جمع کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو وہ ان کے سامنے اپنے ناممکن خوابوں کا پتا دیتی نظمیں سنانے میں ہچکچاتی نہیں تھی...... وہ بلا کی خود اعتماد تھی...... وہ دیکھ سکتا تھا...... وہ جب اپنی سنہری مائل سبز آنکھیں مخاطب کی آنکھوں میں ڈال کر اختلاف کرتی...... تو سامنے والے کے پاس اتفاق کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا تھا۔ سبرینہ گیبرئیل ایک ایسی خاص لڑکی تھی۔ جسے سر اونچا کر کے دیکھا جا سکتا ہے۔ اور جس تک ہر کسی کی رسائی ممکن نہیں ہوتی۔

فاروق فیروز اس بات پر بھی اترایا پھرتا تھا کہ سبرینہ گیبرئیل نے اسے خود چنا اور یونیورسٹی کے بے شمار قابل طالب علموں میں صرف اسے اپنی دوستی کے قابل جانا...... فہد کو ایسا محسوس ہوا کہ فاروق اپنی اس ذہین و حسین دوست کی مقبولیت سے خائف بھی تھا، جس کا بے پناہ حسن اور ذہانت اس کے پاکستانی اور انڈین دوستوں کو اس سے حسد میں مبتلا کرتا رہتا تھا۔

کیا فاروق خود بھی سبرینہ سے جلن محسوس کرتا ہوگا......؟ پتا نہیں...... لیکن اس کے جاگیردارانہ پس منظر کی جھلک اس کے مزاج میں صاف نظر آتی تھی...... وہ فاروق کے پس منظر کا ٹھیک، ٹھیک اندازہ بھی نہ لگا سکا ہو تو بھی یہ جان گیا تھا کہ ان دونوں کے معاشی طبقوں میں کافی فرق ہے۔

فاروق کرکٹ کھیلتا تھا اور فہد کو کرکٹ کھیلنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ ان کی پہلی ملاقات ایڈنبرا کے کرکٹ گراؤنڈ میں ہوئی تھی۔ پاکستانی اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یہاں خاصی فعال تھی۔ کرکٹ گراؤنڈ کی ملاقات چند مشترکہ دوستوں کے ذریعے ایسوسی ایشن کی چند تقریبات تک پہنچی...... پھر فاروق نے اسے کئی بار ویک اینڈ پر کھیلے جانے والے کرکٹ میچز دیکھنے کی دعوت دی تھی۔ فہد وقت کی شدید کمی کا شکار رہتا تھا پھر بھی میچ دیکھنے کے لیے چودہ، چودہ گھنٹے کی ڈیوٹی کے بعد بھی تیار ہو جاتا۔

فاروق فیروز خان جنوبی پنجاب کے دیہات سے اٹھ کر ایڈنبرا یونیورسٹی کے لا اسکول تک اپنی ذہانت کے بل پر ہی پہنچا ہوگا۔ مگر یہاں آنے تک کے سفر میں اس کے رئیس خاندان کی بھاری وراثت کا پورا دخل تھا۔ اس کا باپ اور بھائی اہم برطانوی اداروں سے تعلیم یافتہ تھے۔ اسے نہ صرف اس خاندانی روایت کو آگے بڑھانا تھا بلکہ تعلیم مکمل کر کے اپنے بھائیوں کی طرح اپنی آبائی وراثت بھی سنبھالنی تھی۔ اپنے بھائیوں کے سیدھے سادے بیچلرز کے برعکس اسے یہاں قانون پڑھنے بھیجا گیا تھا۔ وہ قدرتی طور پر ذہین بھی تھا اور ترقی کرنے کا خواہش مند بھی وہ ایسی متاثر کن باتیں کرتا کہ اس کے استاد اسے ترقی پذیر دنیا کا وہ انقلاب پسند سمجھنے پر مجبور ہو گئے تھے، جو چاہے تو تنہا ہی تیسری دنیا کی قسمت بدل سکتا ہے۔

کرکٹ کا کھیل اس کی رگ، رگ میں شامل تھا۔ یہاں آنے کے کچھ ہی عرصے میں وہ یونیورسٹی سطح کی کرکٹ میں اپنی جگہ بنا چکا تھا۔ لیکن وہ خوب جانتا تھا کہ اس کے باپ کو اسے پروفیشنل کرکٹر بنانے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کا خاندان تاریخی طور پر اپنے علاقے میں سیاسی اثر رسوخ رکھتا تھا۔ لیکن اپنے بڑے دو بیٹوں کے ساتھ صوبائی سیاست میں قدم جمانے کے بعد فاروق کا باپ فیروز معظم خان اب اپنے تیسرے نمبر کے سب سے قابل بیٹے کو قومی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

سیاست میں لانا اور کامیاب ہوتے دیکھنا چاہتا تھا۔ فاروق کو اپنے باپ کے عزائم پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔لیکن پاکستان واپس لوٹنے تک وہ کرکٹ کا شوق جاری رکھ سکتا تھا بس اگر اس دن یونیورسٹی گراؤنڈ پر ایک اہم ویک اینڈ میچ کے دوران ایک مشکل کیچ پکڑنے کی کوشش میں، باؤنڈری کے قریب پھسلا نہ ہوتا گھٹنا بھی چھلا، کیچ بھی ڈراپ ہوا لیکن اس سے بھی بڑا واقعہ حسین وجمیل سبرینہ گیبریئل سے ہونے والا پہلا ڈرامائی ٹکراؤ تھا جو باؤنڈری کے پاس پہلی قطار میں بیٹھی اس مکمل پھسل جانے والے کا نام فیلڈر سے پوچھ رہی تھی۔

''تمہیں کہیں چوٹ تو نہیں آئی؟ تم ٹھیک تو ہو؟'' بعد میں اسے پتا چلا کہ حسینہ کو نہ کرکٹ میں دلچسپی تھی نہ اس کی وہاں موجودگی کسی کرکٹ ہیرو کو داد دینے کے لیے تھی۔ وہ اپنے ایک یونیورسٹی پراجیکٹ کے لیے (crowd behaviour) ہجوم کے رویوں پر تحقیق کر رہی تھی۔ اسے اپنے مضمون کے مواد میں حقیقت کا رنگ بھرنا تھا۔ اس خوش شکل جنوبی ایشیائی نوجوان سے اچانک ہونے والی ملاقات اس تحقیق کا حصہ تو نہ بن سکی مگر اس جادوئی دنیا کو قریب سے جاننے کا بہانہ ضرور بن گئی۔ جس کے مناظر اس نے Mollie kay کے پراسرار ناولز میں کئی بار دور سے دیکھے اور پڑھے تھے۔

ان کی اگلی ملاقات اسی میچ کے بعد اسی روز ہوئی پھر کچھ دن بعد...... اور پھر بار، بار ہونے لگی۔

فاروق کے دوست حیران تھے کہ ایک ترقی پزیر ملک کا ایسا زبردست امیرزادہ جو یہاں قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے آیا تھا، ہر چیز میں دلچسپی لے رہا تھا سوائے پڑھائی کے، اپنے ساتھی اسٹوڈنٹس کے برعکس اسے کبھی ملازمت نہیں کرنی پڑی تھی۔ اس کا ہاتھ کبھی تنگ نہیں رہا...... وہ ہر چیز خرید سکتا تھا اس کے پیچھے کوئی بھی لڑکی جان دینے کو تیار ہو جاتی۔

لیکن انہوں نے دیکھا وہ سبرینہ گیبریئل کے لیے سچ مچ پاگل ہوا اٹھا تھا۔ وہ والہانہ تابعداری سے اس ذرا سی لڑکی کے تمغۂ رفاقت کو گلے میں لٹکائے پھرتا اور بالکل بے مزہ نہ ہوتا ایگو، انا، سیلف ریسپیکٹ، عزتِ نفس جیسے الفاظ اس لڑکی کے قدموں میں ہر دم بچھی جانے والی فاروق کی طبیعت میں جیسے تھے ہی نہیں...... یقیناً اس میں ضرور کوئی ایسی بات ہوگی...... پھر بھی فاروق کے دوستوں کو اندازہ تھا کہ یہ دلچسپی زیادہ دیر برقرار نہیں رہے گی۔

انہی دنوں ایک بڑے عالمی ادارے کی طرف سے منعقد کرائے گئے مقابلۂ مضمون نویسی میں سبرینہ گیبریئل کا لکھا ہوا مضمون بہترین قرار پایا تھا۔ یہ اعزاز ملنے کی خوشی میں سبرینہ نے فاروق کے دوستوں کو کھانے پر اکٹھا کیا تھا۔ اس دعوت میں فہد مرتضٰی بھی مدعو تھا۔

فہد نے ایسے لوگ دیکھے تو تھے مگر بہت زیادہ نہیں...... ایسے عجیب کام کرنے والوں کے بارے میں اس کا تجربہ بہت زیادہ نہیں تھا۔ وہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس اور میو اسپتال میں ایک سال تک ریزیڈنسی کرنے کے بعد اپنے باپ کی شدید خواہش پر انتہائی محنت سے حاصل کیے گئے ایک اسکالرشپ کے نتیجے میں ایڈنبرا پہنچا تھا اور یونیورسٹی کے (Human cognitve neuro science research unit) سے ایم ایس سی کرنے کے بعد ان دنوں یونیورسٹی اسپتال سینیورولوجی کے ساتھ ریزیڈنسی کر رہا تھا۔ اس کا تعلیمی ریکارڈ اتنا اچھا تھا کہ کوئی بھی یقین نہیں کرتا...... اسے میڈیسن پڑھنے میں کبھی دلچسپی بہت زیادہ نہیں رہی تھی۔ اگر وہ ایک محنتی ڈاکٹر کا بیٹا نہ ہوتا اور اس کے بڑے بھائی نے اپنے کیریئر کے انتخاب کے وقت، اس کے باپ کو مایوس نہ کیا ہوتا تو شاید وہ اپنے لیے کسی اور شعبے کا انتخاب کرنا پسند کرتا...... کوئی اسپورٹس کھیلتا...... اس کے پاس بھی ایڈنبرا میں قریب آنے والے فاروق فیروز خان کی طرح وجہ بے وجہ دوستوں کی محفلیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

منعقد کرنے اور ان میں شرکت کرنے کا زیادہ وقت ہوتا مگر ایسا نہیں تھا۔
پھر بھی جب کبھی وہ اپنی تھکا دینے والی ریسرچ لیبز اور سخت گی بندھی روٹین سے گھبرا جاتا تو فاروق اور اس جیسے کچھ دیگر پاکستانی اسٹوڈنٹس کی سرگرمیوں میں شامل ہونا اس کے لیے آئندہ کچھ مہینوں تک کی خشک روٹین کو آسان بنا دیتا تھا۔ فہد نے اپنی تین سالہ ریزیڈنسی کے خاتمے پر پاکستان واپسی سے پہلے سبرینہ کی اس آخری دعوت میں اتنا سنا تھا کہ جس پراجیکٹ پر اسے عالمی ادارے کی طرف سے اعزاز ملا ہے......
اس کی بنا پر اسے کیمبرج یونیورسٹی سے اکنامک ریسرچ میں ایم فل کرنے کی پیشکش ہوئی ہے جبکہ ابھی اس کا ماسٹرز مکمل نہیں ہوا تھا۔ آسمان میں کون سا سوراخ کیا ہوگا اس نے ایسی پیشکش حاصل کرنے کے لیے وہ صرف اندازہ ہی لگا سکتا تھا۔

☆☆☆

یہ چار سال پہلے کی بات تھی...... وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آسمان میں چھید کرنے کے خواب دیکھتی ایسی زبردست لڑکی کو وہ کبھی اپنے ملک میں اتنی بدلی ہوئی شخصیت کے روپ میں دیکھے گا۔ وہ چونک، چونک کر اس کے چہرے میں اس لڑکی کو کھوجنے کی کوشش کرتا جسے اس نے ایڈنبرا میں دیکھا تھا مگر اسے ناکامی ہوئی۔ یہ تو کوئی اور لڑکی تھی۔ ایسا لگتا ہر بار اس سے ملاقات میں اپنا تعارف کروانا پڑے گا۔ وہ جو ایک موہوم سی مصلحت اندیشی سے اس کے بار، بار چلے آنے کو برداشت کر رہی تھی اس سے زیادہ کچھ کہنے کو تیار نہیں تھی جتنا اسے پہلی بار یہاں آمد پر معلوم ہوا۔ اسے لگا وہ کتنے دنوں سے ایک یخ بستہ پہاڑ کی برف توڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جس کے نیچے لہریں لیتے لاوے کی سرسراہٹ دور تک سنی جا سکتی ہے۔
سبرینہ حیرت سے اسے دیکھتی۔
''یہ کیسا انسان ہے، لوگوں کے پاس اپنے ضروری رشتے نبھانے کا وقت نہیں اور یہ...... اس کو دیکھو ذرا...... کیا اسے زندگی میں اور کوئی کام نہیں......؟''
اس کے پاس ہر اعتراض کا جواب تھا۔
''کیوں لڑکیوں کا ہاسٹل ہے تو کیا؟ میں تمہیں شریف آدمی نہیں لگتا۔''
''انتظامیہ کو کیوں اعتراض ہوگا؟ تم کوئی بچی نہیں ہو...... اور یہ کوئی افیئر نہیں ہے۔''
''تم ہمارے ملک میں مہمان ہو اور مہمانوں کا خیال رکھنا ہماری روایتوں میں سے ہے۔''
اور
''مجھے کیوں لگتا ہے کہ تمہیں ایک دوست کی ضرورت ہے؟''
''دوست، دوست......'' وہ چڑ کر اسٹوڈنٹس کی اسائنمنٹس چیک کرنے لگتی...... وہ اس پر ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ اس کے ہونے نہ ہونے، آنے نہ آنے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا اور اگر اسے ذرا بھی اپنی عزت کا خیال ہے تو اس کے حال پر لعنت بھیج کر واپس چلا جائے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔
وہ ہر ملاقات پر کسی پرانی بات کا ذکر کرتا...... حالانکہ ان کے گزرے ہوئے کل میں کوئی بات بھی مشترک نہیں تھی۔ سوائے ایک شخص کے...... جس کا ذکر ان کے درمیان بہت سرسری انداز میں آنے کے بعد، بہت غیر محسوس طریقے سے ختم کر دیا گیا تھا۔
اس دن وہ اسے اپنے بارے میں بتانے لگا...... کیسے وہ اپنے باپ کی خواہش پر میڈیسن میں آیا کیسے نیورولوجی کے شعبے میں اسے دلچسپی پیدا ہوئی...... کیسے ایڈنبرا کی ریسرچ یہاں اس کے کام آ رہی ہے...... کیوں وہ نیورو سائنس میں مزید ریسرچ کا خواہش مند ہے۔ کیوں پاکستان میں کلینیکل نیورولوجی کے لیے ایک الگ فیلوشپ پروگرام شروع کیا جانا ضروری ہے۔ کیوں ڈاکٹرز پاکستان سے باہر جا کر واپس آنا بھول جاتے ہیں اور کیوں اسے لگتا ہے کہ اس کی ضرورت پاکستان

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

میں زیادہ ہے۔

اسے خوشی ہوئی وہ اس کی بات دھیان سے سن رہی تھی۔

فہد کو کچھ یاد آیا۔

''تم بھی تو ترقی کے خواب دیکھتی تھیں...... انقلاب لانا چاہتی تھیں۔ مجھے تمہاری باتیں سن کر رشک آتا تھا۔ میری بھی خواہش تھی کہ اپنا شعبہ تبدیل کرلوں...... انسانی ترقی، عالمی امن کے جھنڈے اٹھاؤں...... انقلاب لاؤں، کتابیں لکھوں...... کیا زبردست نظمیں سناتی تھیں تم، تمہیں یاد ہے؟'' اسے کچھ یاد نہیں تھا...... وہ اپنی یادداشت کھودینا چاہتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں برف اترتی دیکھ کر وہ چپ ہوگیا، دراصل یہ یادداشت کی کمزوری کا کیس نہیں تھا۔ یہ کسی ناخوشگوار بات کو بھلانے کی شعوری کوشش تھی۔

''ہم زندگی میں کبھی نہ کبھی آئیڈیالسٹ ہوتے ہیں۔'' بڑی دیر بعد اس نے اسے بولتے سنا۔

''تم نے...... ایمرسن کو پڑھا ہے؟ میرے والد نے مجھے بہت کم عمری میں اس کی تحریروں سے متعارف کروایا۔ شروع میں وہ مجھے بہت عجیب لگا...... بعد میں، میں اس کے انفرادیت کے فلسفے کی قائل ہوگئی۔''

فہد خاموش بیٹھا رہ گیا...... وہ اپنے بارے میں اس لیے بات کررہی تھی کہ بات کو بدل کر کہیں اور لے جاسکے اس نے ذرا دیر صبر کیا...... پھر چلا اٹھا۔

''اس امریکی مضمون نگار کا میرے اس سوال سے کوئی تعلق نہیں۔''

وہ حیران رہ گئی۔

''کیوں نہیں؟ پہلے میں دیوار کے ایک طرف کھڑی تھی۔ اب دوسری طرف ہوں...... انقلاب کی باتیں...... لٹریچر...... شاعری...... ایک وقت کے بعد سب بیکار لگنے لگتے ہیں...... ان کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔''

''تو پھر کس چیز کا واسطہ ہوتا ہے؟''

فہد نے اسے اپنی غلطی پکڑ کر خاموش ہوتے دیکھا۔ اسے افسوس ہوا۔ یہ وہ خاص لڑکی ہے، جسے کبھی اس نے بہت دور سے، بہت دھیان سے دیکھا تھا۔ اور جس میں آج اتنی جرأت نہیں تھی کہ ایک زوردار ڈانٹ پلا کر اسے بے تکلفی سے جرح کرنے کا مزہ چکھا سکے...... اسے دوبارہ کبھی یہاں آنے کی جرأت نہ ہو۔

وہ بے آواز ہنسا۔

''تم چاہتی ہو، میں اپنا سوال بھول جاؤں...... اور دوبارہ تمہیں تنگ کرنے یہاں نہ آؤں؟''

''مطلب......؟'' اس نے ہر قسم کی رو داری برتنے کا ارادہ بالآخر ملتوی کردیا۔

''کیا تمہیں اب تک اندازہ نہیں ہوا کہ میں تمہیں ناپسند کرتی ہوں؟'' وہ اونچی آواز میں ہنسا...... چاروں طرف دیکھ کر اس نے اپنی ہنسی کی آواز روک لی۔

''میں تو کبھی اس خوش فہمی میں یہاں تک نہیں آیا کہ تم مجھے پسند کرتی ہوگی۔'' اس نے ایک لمحے کو رک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ ''ظاہر ہے میں فاروق تو نہیں بن سکتا۔''

آہستگی سے ادا کیے جملے کا اثر فہد نے اس کے چہرے پر کھوجنا چاہا لیکن وہ اس کی بات پر نہیں، اپنے ہاتھوں کے ناخنوں پر غور کررہی تھی جیسے اس نے اس کی بات سنی ان سنی کردی ہو۔ غصے کی ایک سلگا دینے والی لہر کو فہد نے اپنے پیروں سے سر تک جاتے محسوس کیا۔

''تم جانتی ہو تم ایک اچھی ایکٹریس نہیں ہو؟''

وہ اضطراری کیفیت میں اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں صرف اور صرف، تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں پھر تم مجھ سے کیا چھپانا چاہتی ہو اور کیوں؟''

اس نے خاموشی سے جھلا کر اٹھ کھڑے ہونے والے شخص کو دیکھا اور ہموار لہجے میں بولی۔

''میں تم سے کچھ چھپانا نہیں چاہتی۔''

''اچھا بس، اب جھوٹ بولنا بند کر دو......

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تمہاری اطلاع کے لیے تم جو کچھ بھی چھپانا چاہتی ہو، میں جانتا ہوں۔''

''کیا جانتے ہو تم؟'' فہد نے اس کی آنکھوں کی برف، ایک لمحے میں پگھلتی دیکھی تھی۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے کے عضلات تن گئے تھے۔

''اسے جسے تم صاف چھپانا چاہتی ہو۔''

اس کی آنکھوں میں رحم نہیں تھا۔ کیسی بے وقوفی ہوئی اس سے۔ کتنی دیر وہ اپنے اوپر گڑی چیلنج کرتی نظروں کو ٹالتی رہی پھر جیسے وہ تھک سی گئی۔

''میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا۔''

وہ اس کے چہرے پر پھیلتے شکستگی کے رنگوں سے شاید ابھی کہ ابھی کوئی مطلب نکالتا اگر اچانک اس نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھ نہ لیا ہوتا۔ صرف ایک لمحے کی بات تھی۔ وہ سکون سے کہہ رہی تھی۔

''ہوسکتا ہے، میں جو تم سے چھپانا چاہتی ہوں تم اسے سننے کے لیے مناسب شخص نہ ہو۔''

''یہ غلط بات ہے۔'' بہت دیر بعد اس کے منہ سے نکلا۔ ''تم اگر میری نیک نیتی پر شک کروگی تو مجھے اچھا نہیں لگے گا۔''

وہ اٹھا تو سخت مایوس تھا...... وہ میدان چھوڑ کر بھاگی نہیں تھی، بس اس نے اپنا مورچہ تبدیل کرلیا تھا۔

وہ ٹھس بیٹھی، غصے میں بھرے آدمی کے دروازے کی طرف بڑھتے قدم گنتی رہی۔ یقیناً وہ بہت جلدی میں تھا۔ اس نے اس بدماغ لڑکی پر پہلے ہی اپنا بہت وقت برباد کردیا تھا۔

کتنی دیر وہ اس کے سیڑھیاں اترتے قدموں کی دھمک اپنے دل پر سنتی رہی پھر کسی احساس کے تحت اس نے اٹھ کر ٹیرس سے نیچے جھانکا...... ہاسٹل کے لان سے گزرنے والی بل کھاتی روش پر وہ تیز، تیز قدم اٹھاتا آگے جاتا جارہا تھا۔ وہ غصے میں تھا یا رنج میں...... وہ اندازہ نہیں لگا سکی...... اس کے سامنے دور پانی اچھالتے فوارے کے پاس سے گھوم کر، وہ سرخ اینٹوں والی اس کشادہ روش پر مڑ گیا تھا جو اسے کالج کے مین گیٹ تک لے جاتی تھی۔ جہاں اچھے موسم میں بادام کے درخت سے موٹا، موٹا پھل گرا کرتا تھا۔ راستے کے پتھر تیز قدموں سے روندتے، ہاسٹل کی عمارت سے لگی سبز باڑھ کے پاس سے گزرتے، اس نے سر اٹھا کر ٹیرس کی ریلنگ سے نظر آتے سر پر ایک بدگمان نظر بھی پھینکی تھی۔

یا شاید یہ اس کا وہم ہی تھا...... وہ جاچکا تھا۔

سبرینہ نے آج ایک انتہائی مشکل گھڑی کو ایک سانس میں نمٹا لیا تھا۔

☆☆☆

آٹھ سے تین بجے تک وہ معمول سے زیادہ دلجمعی سے کلاسیں لیتی رہی۔ شام اس نے اینڈریا، ایلیسن اور سونیا کے ساتھ شادمان کی دکانیں چھانتے گزاری۔ وہ خود خوفزدہ نہیں تھی...... خوش تھی یہ انکشاف کتنا اطمینان دلانے والا، کتنا حرارت بخش تھا اس نے اپنا گمشدہ سیلف (اپنا آپ) تلاش کرلیا تھا۔ اب آئے کوئی اسے بلیک میل کرنے والا، دھمکیوں سے خوفزدہ کرنے والا...... وہ اپنے ارادوں سے اس کے پرخچے اڑا دے گی۔

اگلے کچھ دن وہ اسی جوش سے بیدار ہوتی رہی۔ ایک نئے ولولے سے زندگی میں شامل ہوتی رہی...... وہ جیسے اپنی ان دیکھی قید کے خاتمے کا جشن منارہی تھی۔ وہ اپنے آپ کو اس زبردست بہادری پر خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ، ساتھ یہ یقین دلانا چاہتی تھی کہ اس کا کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا۔

ہاسٹل کا کامن روم پہلی بار اس کی ہنسی کی آواز سے آشنا ہوا۔ ویک اینڈ کی سیر کے لیے لڑکیوں کو لے کر جاتے وہ پہلے کی طرح جان چھڑانے کے بجائے خوشی، خوشی تیار ہوگئی۔

وہ تبدیل ہوگئی ہے...... یہ اب کسی سے چھپا نہیں رہا تھا۔ آج تک وہ جیسے پردوں میں چھپی بیٹھی تھی۔ اچانک پردہ اٹھا کر سامنے آگئی تھی۔

اینڈریا اس کے معمولات میں دوڑ جانے والی

Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براوسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

اس نئی زندگی کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

وہ اپنے اصل کی طرف واپس لوٹ رہی ہے یا کوئی نیا فیصلہ کر چکی ہے؟ کبھی اینڈریا کو لگتا وہ اپنے آپ سے لڑ رہی ہے اور کہیں وہ اس جنگ میں ہار نہ جائے مگر وہ اپنی خود شناسی کی یہ خوشی بھی زیادہ دن نہ منا سکی۔

جس شام وہ تزئین اظہر کے کمرے میں چائے کی پیالی پر طوفان اٹھا رہی تھی۔ اسے خیال آیا آج دو ہفتے ہو چکے تھے اس بار وہ شاید سچ مچ ہی بدگمان ہو گیا تھا۔ اس کی وہ آخری قہر بھری نظریں اسے یاد آئیں اور وہ بے سکون ہو گئی۔ ابھی کچھ دن ہوئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اسے اب کسی سے کوئی امید نہیں رکھنی۔

وہ خود اپنا سرمایہ، اپنی متاع ہے لیکن وہ سخت نامہربان لمحہ تھا، جب اس سے آخری ملاقات کے سولھویں روز اس نے خود کو ہاسٹل نیلی سوزوکی وین کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے پایا۔

شہر کی بے ترتیب ٹریفک اور گولی کی طرح ایک دوسرے کا پیچھا کرتی زناٹے دار ویگنوں اور رکشے والوں کے بیچ اپنے راستے گم کرتی، ڈھونڈتی، وہ نیلا گنبد انار کلی پہنچی تھی۔ لدے پھندے راہ گیروں، ازار بند اور الاسٹک فروشوں کو گاڑی کی کمر سے بچاتی وہ لاہور کے اس بہت بڑے سرکاری اسپتال کے باہر ہراساں سی اتری تھی۔ چوکیدار کے پوائنٹ پر اس نے اندر جانے کی وجہ بتا کر پارکنگ کی پرچی لی تھی...... پھر بھی اسے پوچھ، پوچھ کر میو اسپتال کے شعبۂ دماغی صحت تک پہنچنے میں خاصا وقت لگ گیا۔

”معاف کیجیے...... کیا آپ میری رہنمائی کریں گے؟ مجھے ڈاکٹر فہد مرتضیٰ سے ملنا ہے۔“ اس نے شعبے کے مصروف کاؤنٹر پر جھک کر اپنی طرف سے بڑی سلیس اردو میں بہت مؤدبانہ درخواست کی تھی۔ تب ہی سے رجسٹر پر جھکا ریسپشن پر کھڑا شخص کسی بہت ضروری مسئلے میں الجھا سخت مصروف تھا۔

اسے لگا، اس کی درخواست سنی نہیں گئی۔ کیونکہ وہ سر اٹھا کر چلایا تو اس کا مخاطب کوئی اور تھا۔

جنوری 2016ء
نئے سال کا ابھرتا سورج اور نکھرتا شمارہ
خوبصورت کہانیوں کا مجموعہ
ماہنامہ سسپنس ڈائجسٹ

مزید
خطوط کی محفل
محفل شعر و سخن اور
مرزا امجد بیگ کا پر جوش انداز

راہِ نجات
دنیا کی الائشوں میں الجھا انسان...... آغاز سے انجام تک تمام داستان خود لکھتا ہے مگر...... نتیجہ اخذ پھر بھی نہیں کر پاتا...... فکر و تدبر پر مشتمل آخری صفحات پر ناہید سلطانہ اختر کا خوب صورت تحفہ
پارسائی کا خمار
گم شدہ لمحات اور بھولی بسری یادوں کو تاریخ کی مالا میں یکجا کرتے الیاس سیتاپوری کا دلکش انداز
شیش محل
دلسوز واقعات کا تسلسل...... انتقام کی آگ میں جلنے والی دوشیزہ کے سلگتے جذبات کا احوال۔ اسما قادری کے قلم سے اگلا پڑاؤ
ماروی
بھٹکتے قدموں کی لغزشوں اور مہربان دوستوں کا تصادم...... محی الدین نواب کا دلچسپ سلسلہ
اس کے علاوہ
کاشف زبیر ...... منیر ریاض
ثمر عباس اور رضیہ محبوب کی خوبصورت تحریریں
To Download Visit Paksociety.com

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''چل اوئے تنویر...... لے کے جا اے بابے ہوراں نوں۔''

مصروف ریسپشنسٹ اس کے سر کے پیچھے جس پر چلایا تھا وہ اس کے ہی جیسا ایک اور مصروف وارڈ بوائے تھا اس نے دیکھا، وہ اس کے پیچھے آہستگی سے کھڑے ہونے والے ایک بوڑھے مریض کو کہیں اور لے جانے کی ہدایت دے رہا تھا۔ وارڈ بوائے نے حکم ملتے ہی مریض کے کندھے کو بازو کے حلقے میں لے کر وارڈ کے اس حصے کی طرف ہنکانا شروع کر دیا، جہاں ایک قطار میں لگے سفید بستروں پر مریض اور کرسیوں پر ان کے رشتے دار موجود تھے۔

سبرینہ کے پیچھے فرش پر فینائل میں بھیگا پوچھا لگایا جا رہا تھا۔ اس اتنے بڑے وارڈ کا ریسپشن ایریا کتنا مصروف ہوتا ہوگا اسے کچھ کچھ اندازہ ہو رہا تھا۔ اس نے اپنا سوال دُہراتے ہوئے اور ریسپشنسٹ کو اپنی طرف متوجہ نہ ہوتے دیکھ کر سوچا۔

''کیا اس کی بات سنی نہیں گئی...... یا سمجھی نہیں گئی؟''

اور آ ہی رہی تھی تو کیا تھا، ایک فون کر کے آئی ہوتی، اسے پہلے ہی اندازہ ہونا چاہیے تھا۔ اس نے سوچا کیسے کہ وہ فرصت سے بیٹھا اس کی راہ دیکھ رہا ہوگا پتا نہیں کیوں اس کو لگتا تھا کہ وہ اس کا منتظر ضرور ہوگا۔

وہ کتنی دیر اپنے چھوٹے مسئلے کے ساتھ بڑے مسئلوں میں گھرے اسپتال کے عملے کو مریضوں کے بیڈ اور تیمارداروں کو کرسیوں تک آتے جاتے دیکھتی رہی۔

''یہاں روز نت نئے لوگ آتے ہیں...... انہیں ہر روز ایسے چہرے دیکھنے کی عادت ہوتی ہے۔'' وہ مایوس ہو کر کاؤنٹر سے ہٹ گئی۔

''ڈاکٹر فہد آج اسپتال میں نہیں ہیں۔'' اس نے اپنی پشت پر جو فقرہ سنا وہ پنجابی لہجے کی انگریزی میں ادا کیا گیا تھا۔

''آج ان کی چھٹی ہے۔'' ریسپشنسٹ اسی سے مخاطب تھا۔ اور اس کے بچے کھچے ارادوں پر ٹھنڈے پانی کی بالٹی الٹ چکا تھا۔

اس نے ڈھیلے ڈھالے شلوار کرتے میں ملبوس ایک غیر ملکی نظر آنے والی لڑکی کو سرسری نظر میں مایوس ہوتے دیکھا۔

''کیا آپ میریض ہیں؟'' اس نے کچھ دلچسپی سے پوچھا تھا۔

وہ ابھی منہ کھولنے کا سوچ رہی تھی کہ اس نے مزید احسان کرنے کا فیصلہ کیا۔

''آپ کو اگر لازمی ان سے ملنا ہے تو آج کے دن وہ ڈیفنس کے ایک پرائیویٹ اسپتال میں مریض دیکھتے ہیں، دس سے دو بجے تک۔''

وہ شکریہ ادا کر کے اس پرائیویٹ اسپتال کا ایڈریس لے کر جب باہر نکلی تو اکتوبر کی دھوپ میں ذرا بھی نرمی نہیں تھی۔ گرم سورج کی تیکھی کرنیں بدلحاظی سے مریضوں کے لواحقین پر برس رہی تھیں جو اسپتال کے لان میں جا بجا چادریں بچھائے یہاں سے وہاں تک بکھرے پڑے تھے۔

پارکنگ والے لڑکے سے راستے کی الجھا دینے والی رہنمائی لے کر وہ اب اپنے آپ سے الجھتی پھر رہی تھی۔

''وہ کیوں آئی تھی یہاں؟ وہ کیا کرنے جا رہی تھی؟''

راستہ لمبا تھا۔ سڑکوں کے کنارے مسکراتے اشتہارات اور ڈاکٹرز کے پرائیویٹ کلینکس کی پیشانیوں پر نصب ناقابلِ فہم ڈگریوں والے بورڈز نے اسے کتنی بار پسپا کرنے کی کوشش کی۔ کتنی دفعہ اس نے اپنے آپ کو ڈپٹا۔

''کیا مصیبت آئی ہے، کیوں وہ اپنے لیے نئے مسئلے پیدا کرتے چلی ہے؟'' لیکن وہ نہایت سہولت سے ڈیفنس لاہور کے مشہور اسپتال کے باہر، قیمتی مریضوں کی بیش قیمت گاڑیوں کے بیچ اپنے کالج کی پرانی سوزوکی ڈبا وین روک کر چابی پارکنگ ٹھیکدار

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے حوالے کر چکی تھی۔

یہ شہر کا ایک مہنگا پرائیویٹ اسپتال تھا۔ مریضوں کی خوشحالی، ان کے لباس سے ظاہر تھی۔ یقیناً ہوشیار ڈاکٹر، شہر کے رئیسوں کو یہاں وی وی آئی پی کمروں میں پُراسرار عارضوں سے نجات دلانے کے دعوے کرتے ہوں گے وہ اس کے بارے میں اتنے منفی انداز میں نہیں سوچنا چاہتی تھی لیکن اپنی یہ والی حرکت اسے بالکل پسند نہیں آئی۔ اسپتال کی چمکتی ٹائلوں والے فرش پر احتیاط سے قدم رکھتے اس نے ریسپشن کی ڈیسک پر رک کر وہی سوال دُہرایا جو ابھی گھنٹا ڈیڑھ پہلے ایک اور اسپتال میں پوچھا تھا۔

''میرا کوئی اپائنٹمنٹ نہیں ہے۔'' اس نے فرنٹ ڈیسک کی لڑکی کا اگلا سوال سننے سے پہلے آگاہ کیا۔

''لیکن مجھے ڈاکٹر فہد مرتضیٰ سے ابھی، اسی وقت اور ضروری ملنا ہے۔ وہ مجھے جانتے ہیں۔'' اپنے آخری فقرے نے اسے خود بھی کچھ حیران کیا تھا۔

لڑکی نے اپنے پاس ہی کھڑے دوسرے ہم منصب سے کچھ مشورہ کیا...... پھر اپنے پیچھے دیوار کے کلاک کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

''ڈاکٹر صاحب دو بجے تک مریض دیکھ رہے ہیں۔ دو کے بعد ان کا لنچ آور ہوگا تو میں انہیں بتا دوں گی۔''

دو بجنے میں آدھا گھنٹا ہی باقی تھا۔

ریسپشن کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی اب کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔

''جی ڈاکٹر صاحب۔'' وہ بددل ہوئی۔

آخر وہ کیوں ایک نئی بے وقوفی کرنے کو بے صبری ہوئی جا رہی ہے۔ ''اچھا ہے وہ مصروف ہے۔''

''آپ کا نام......؟'' ریسپشنسٹ نے ریسیور کان سے لگائے لگائے چونک کر پلٹتی اس لڑکی کو آواز دی تھی۔

ابھی ابھی جو لیکچر اس نے اپنے آپ کو دیا تھا اسے یاد کرنے کا ارادہ ملتوی کر کے وہ واپس آگئی۔

''سبرینہ گیبرئیل۔'' دوسری طرف سے جواب موصول کر کے اس نے ریسیور نیچے رکھا اور مسکرائی۔

''آپ اندر جا سکتی ہیں۔ ڈاکٹر فہد فری ہو گئے ہیں۔'' وہ مستعدی سے کھڑی ہوئی۔

''چلیں، میں آپ کو ان کے کمرے تک چھوڑ آتی ہوں۔'' خوب صورت گملوں سے سجے قیمتی پودوں کے درمیان رائٹ اور لیفٹ کی بھول بھلیوں سے گزرتی اسپتال کے شعبہ جات کی تختیاں پڑھتی ریسپشنسٹ ایک دروازے کے باہر اسے چھوڑ کر کب کی جا چکی تھی۔ وہ ایک ایسے نام کی تختی کے سامنے خوفزدہ کھڑی تھی جس کی تلاش میں وہ صبح سے پاگلوں کی طرح ماری ماری پھری تھی اور اب بھی چاہتی تو واپس پلٹ سکتی تھی۔ ابھی کچھ نہیں بگڑا تھا۔

مگر ایک زبردست چرچراہٹ سے کھلنے والے دروازے نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔ وہ دو مرد تھے اور ایک عورت...... ان میں مریض کون تھا، یہ پتا چلانا آسان نہیں تھا۔

اونچی آواز میں اپنے مریض کی حالت پر پریشانی کا اظہار کرتے آسودہ حال چہرے، وہ عجلت میں نہیں تھے پھر بھی کاریڈور کے آخری سرے تک پہنچ کر دائیں طرف کی راہداری میں غائب ہو چکے تھے۔ اس کی فرار کی شدید خواہش میں اٹھتی نظر ان کے قدموں کے تعاقب میں راہداری کے آخری سرے تک گئی پھر پلٹ آئی۔ اس نے دیکھا، اس پُراسرار خاموشی میں وہ اندر تک جھانک لینے والی دو خیر مقدمی آنکھوں کے سامنے ایک بہت مشکل مقام پر کھڑی تھی۔

وہ پورا دروازہ کھولے اس کے اندر داخل ہونے کا منتظر تھا۔ اچانک ہی عود آنے والے غصے کی ایک زبردست لہر کے ساتھ اس کا منہ تپ گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے سر اوپر کیا...... وہ سکون سے مسکرایا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جیسے اس نے اس کے اٹھے ہوئے سر کے پیچھے جاری سارا مکالمہ پڑھ لیا ہو۔

''اب تو آپ اندر آئیں گی۔''

اس کے چہرے پر ایک صاف ستھری مسکراہٹ تھی۔ اس نے دروازے سے ایک طرف ہٹ کر جیسے اپنے نئے مریض کو اندر آنے کا راستہ دیا تھا۔ اسے اپنا مرض تشخیص نہیں کرانا تھا۔ اندلدات تکیے پر سر رکھ کر بھی وہ کتنی دیر اپنے آپ کو یقین دلاتی رہی تھی...... وہ اس کی مریض نہیں لیکن اسے کسی لمبی وضاحت کی ضرورت نہیں پڑی۔ جیسے وہ جانتا تھا کہ وہ بس شکست کا اعتراف اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔ تکیے پر سر رکھے' رکھے وہ غصے سے بل کھاتی اٹھ بیٹھی۔

''کیا پوچھا تھا بھلا اس نے؟''

''کیا تم اب بھی اس کی قانونی بیوی ہو؟''

پین کو رائٹنگ پیڈ پر جھکا کر اس نے بڑی پروفیشنل لاتعلقی سے پوچھا تھا جیسے اسے یقین ہو کہ وہ بغیر شادی کے اتنے دن......

''ہونہہ......'' اس کا جی چاہا ایک زوردار تھپڑ رسید کر دے۔ اپنے اندر بھڑ بھڑ جلتی آگ کے گولے میں اسے جلا کر راکھ کر دے۔

''یہ کیسا ملک تھا، یہ کیسے لوگ تھے جنہیں شادی کے کاغذی معاہدے کے قانونی ہونے کی تو بڑی فکر تھی، دیواروں میں چنے زندہ انسانوں کی نہیں۔''

پھر اس نے اپنے آپ کو سرزنش کی۔

وہ فاروق فیروز کا دوست ہے۔ وہ آخر اس سے کیا سننے کی توقع رکھتی ہے؟'' اسے یاد نہیں، اس نے اپنے اوپر کیسے قابو پایا تھا۔ اسے یہ بھی یقین نہیں تھا کہاں تک جاننا، اس کے سامنے بیٹھے شخص کے لیے مناسب ہے اور کہاں تک نہ جاننا...... پھر بھی چند ادھورے اور نامکمل جملوں میں وہ اسے اپنی پوری کہانی سنا چکی تھی۔

فہد مرتضیٰ اپنے رائٹنگ پیڈ پر قلم جھکائے جان بوجھ کر اس کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔

اسے اندازہ ہی تھا اسے بس یقین نہیں تھا۔

اگر وہ اب تک اسے کچھ بھی بتانے سے گریز کرتی رہی تھی تو اس کے پاس ایسا کرنے کی ہر وجہ موجود تھی...... اپنی شکستوں کے باپ گننا، انسان کے لیے بھی آسان نہیں ہوتا...... اور اتنی بلند و بالا لڑکی کے لیے تو بالکل بھی نہیں۔

وہ چپ ہو گئی تھی۔

''اب تم کیا چاہتی ہو...؟ انگلینڈ واپس جاؤ گی؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔

اس نے بھونچکا ہو کر سر اٹھایا تھا۔ جیسے اس سے ایسے کسی سوال کی کبھی توقع نہ رہی ہو۔

''ہاں......'' اس کے حلق سے بے ساختہ نکلا......

''کہاں...... کس کے پاس؟'' یہ اس کے اپنے دماغ میں سوال اٹھا تھا۔

وہ دوبارہ بولی تو اس کی آواز کم مضبوط اور کم پُریقین تھی۔

فہد نے دیکھا، اس کے سوال نے اسے کتنی الجھن میں ڈال دیا ہے پھر جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گئی۔

''تو کیا...... میں یہ توقع رکھوں کہ تم میری مدد کرو گے؟'' فہد نے اپنے آپ کو اس کی اداس آنکھوں میں اچانک دوڑ جانے والی روشنی سے خائف ہوتا محسوس کیا۔

''بتاؤ فہد مرتضیٰ، کیا تم اپنے دوست کے خلاف اس کے گھر سے بھاگی ہوئی غیر مسلم' غیر ملکی بیوی کی مدد کرنا پسند کرو گے؟''

وہ جب سے ملے تھے اس نے پہلی مرتبہ اس کے منہ سے اپنا پورا نام سنا تھا۔ اپنی توقع کے برخلاف، ایک لمحے کے توقف کے بغیر اس نے خود کو کہتے سنا تھا۔

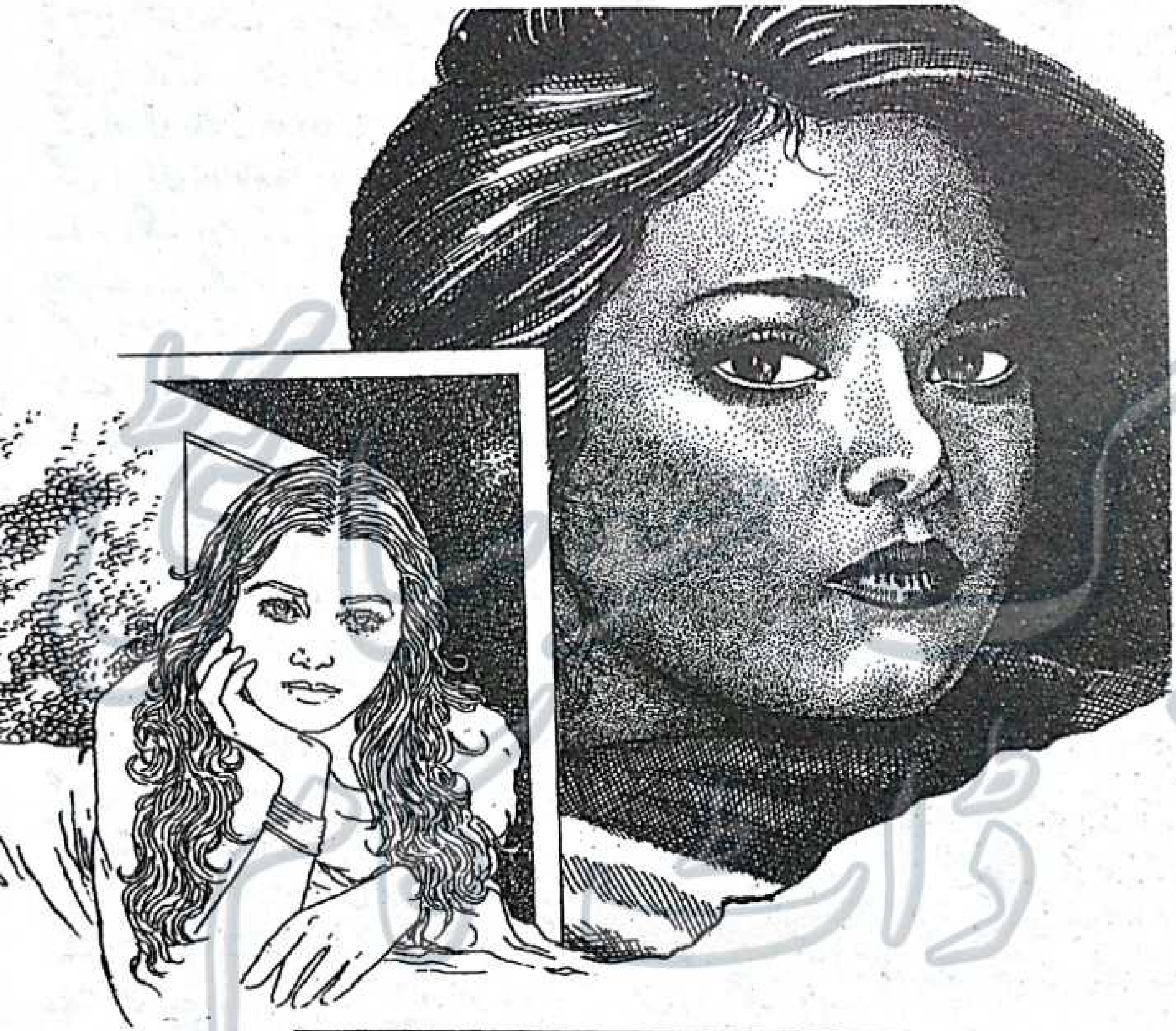
''ہاں' کیوں نہیں۔''

(باقی آئندہ)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بدلہ

ہاجرہ ریحان



''اور اب اس لمحے...... ہاں اس وقت میں بدلہ لے سکتی ہوں۔'' میرے ذہن میں ایک ہی سوچ ابھری اور اس کے ساتھ کھلتے چلے گئے ماضی کے دروازے...... مجھے سب یاد آنے لگا...... کس طرح اس نے اپنی ماں کے ساتھ مل کر میرے بچپن میں میری خودداری اور انا کو ٹھیس پہنچائی تھی...... میری عمر ہی کیا تھی مگر ان دونوں ماں، بیٹی کو رحم نہ آیا...... مجھے تب سے ہی عزیزہ اور اس کی والدہ عابدہ آنٹی سے شدید

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نفرت ہوگئی تھی اور میں دل ہی دل میں ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں تھی...... اور آج میری قسمت مجھ پر مہربان ہوگئی تھی۔

میں نے جب ان کے گھر میں پہلی بار قدم رکھا تھا تو عزیزہ اکلوتی ہونے کے سبب مجھے دیکھ کر خوشی سے بچھی جارہی تھی...... عابدہ آنٹی اور امی بچپن کی سہیلی تھیں اور کئی سالوں بعد دونوں سہیلیاں اکٹھی ہوئی تھیں...... امی اور عابدہ آنٹی تو ان لوگوں کے بڑے سے ڈرائنگ روم کے ایک کونے میں بیٹھی ایک دوسرے سے گلے شکوے کرنے میں مصروف ہوگئی تھیں جبکہ عزیزہ کمرے کے دوسرے سرے پر میرے سامنے اپنے تمام کھلونے، پنسل کلرز...... ڈرائنگ بک اور اپنی الماری میں موجود ہر قسم کا سامان میرے سامنے لا کر بکھیرتی جارہی تھی...... اور پھر بھی کمی محسوس کررہی تھی...... جبکہ میں اپنے طور پر احساسِ کمتری میں گم ہوتی چلی جارہی تھی...... صاف ظاہر تھا عابدہ آنٹی اور ہمارے گھر اور رہن سہن میں زمین آسمان کا فرق تھا...... میں نے امی کی طرف دیکھا کہ وہ کس طرح اپنے اردگرد موجود ہر چیز سے پیسے کی جھلک ٹپکتی محسوس کر کے اپنی دوست (عابدہ آنٹی) سے خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔

’’کیا دوستی انسان کو اس طرح ایک دوسرے کے اسٹیٹس کے اتنے نمایاں فرق سے بے نیاز کرسکتی ہے؟‘‘ میرے دماغ میں سوال آتا اور بکھر جاتا...... میں بہت چھوٹی تھی لہٰذا سوال تو کرتی مگر جواب نہ پا کر منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر رہ جاتی...... میں نے تنگ آ کر عزیزہ کے اس سامان پر نظر ڈالی جو اس نے میرے سامنے ڈھیر کردیا تھا۔ ان میں ایک سے ایک اعلیٰ معیار کے ربڑ...... شاپنر...... پنسل اور اسی طرح کی مختلف چیزیں شامل تھیں۔ مجھے ایک بڑا سا پیلے رنگ کا ربڑ جو ایک ٹیلی فون کی شکل کا تھا حد سے زیادہ پسند آ گیا...... جب عزیزہ نے وہی ربڑ اٹھا کر ڈرائنگ بک میں سے کچھ مٹانا چاہا تو میں نے جھٹ اس کو ٹوک دیا کہ ربڑ خراب ہوجائے گا جس پر عابدہ آنٹی جو اتفاق سے اسی وقت ہمارے قریب سے گزر رہی تھیں عزیزہ سے کہنے لگیں۔

’’ارے اسے یہ ربڑ اتنا پسند آرہا ہے تو اسے ہی دے دو ناں......‘‘ میری حیران اور سوالیہ نظریں کبھی امی کی طرف چلی جاتیں جو ڈرائنگ روم کے دوسرے کونے پر تھیں اور انہماک سے کوئی .... میگزین پڑھ رہی تھیں اور کبھی عزیزہ اور عابدہ آنٹی پر ٹھہر جاتیں...... عزیزہ کے ضد کرنے کے باوجود میں نے ربڑ لینے سے انکار کردیا اور ان دونوں کے اصرار پر بھی ٹس سے مس نہ ہوئی...... مگر جیسے ہی عزیزہ اپنے کمرے سے کچھ لینے دوڑی میں نے وہ ربڑ اپنی مٹھی میں دبا لیا اور دوڑ کر امی کے پاس جا کر بیٹھ گئی...... عزیزہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں اور سامان تھا اس نے وہ سامان بھی باقی چیزوں کے ساتھ پہلے تو اچھے طریقے سے سجایا اور پھر مجھے آوازیں دینے لگی...... مگر کیونکہ مجھے پکڑے جانے کا خوف ہو چلا تھا اس وجہ سے امی سے ایک لمحے بھی دور نہ ہوئی...... خدا خدا کر کے امی رخصت لینے اٹھیں تو میری ننھی سی مٹھی میں سے جھانکتا ہوا پیلا ربڑ عابدہ آنٹی کو صاف نظر آ گیا...... انہوں نے عزیزہ کی طرف کچھ ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ خاموشی سے ان کے پیچھے ہوگئی...... جبکہ عابدہ آنٹی...... امی کی بانہوں میں بانہیں ڈالیں آگے نکل گئیں اور عزیزہ ڈرائنگ روم سے ہی رفو چکر ہوگئی...... میں نے اس وقت تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی مگر رکشے میں واپسی کے سفر کے دوران ہی مجھے اندازہ ہوگیا کہ دونوں ماں، بیٹی نے مجھے صاف طور سے ربڑ لے جانے میں مدد کی تھی یہاں تک کہ امی سے بھی بچایا...... ساتھ کے ساتھ یہ بات بھی صاف ظاہر ہوگئی کہ میں چور ہوں...... میری مٹھی گیلی ہونے لگی...... یہ سوچ کر ہی کہ اب تو دونوں آپس میں مجھے چور کہتی ہوں گی اور یہ میری امی کی بھی کتنی بے بڑی بے عزتی ہوئی ہے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مجھے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی...... ساتھ، ساتھ شدید قسم کی نفرت اور غصہ بھی دل میں محسوس کر رہی تھی کہ ایسا ان دونوں نے جان بوجھ کر کیا کہ میں چور مشہور ہوسکوں...... اگر وہ دونوں اچھی بننے کے بجائے مجھے ربڑ لے جانے سے ٹوک دیتیں تو مجھے تھوڑے دن وہ ربڑ یاد آتا مگر کم از کم زندگی بھر کے لیے میں خود کو مجرم تو نہ سمجھتی۔

کیسی عجیب بات ہے کہ انسان جس سے دور بھاگے وہی کبھی، کبھی زندگی میں بار، بار داخل ہو کر اسے احساس دلاتا ہے کہ وہ اپنی پسند ناپسند رکھنے کے باوجود محض ایک انسان ہے اور کون ہماری زندگی میں کب آئے چلا جائے...... یہ فیصلے کہیں اور کوئی اور کرتا ہے...... میں اس ایک واقعے کے بعد جتنا بھی عزیزہ سے نفرت محسوس کرتی وہ اتنا ہی میرے قریب آنے کی کوشش کرتی...... عابدہ آنٹی بھی اس کو میرے قریب رکھنا چاہتی تھیں اور یوں ہم دونوں نے ایک ہی اسکول اور کالج سے پڑھائی مکمل کی تھی...... میری نفرت اندر ہی اندر سلگتی رہتی تھی۔ اس کے ساتھ میں اٹھنے بیٹھنے یہاں تک کہ وین میں ساتھ سفر کرنے سے کتراتی تھی۔ مگر وہ ایسا کوئی موقع جانے نہ دیتی...... یوں ہم نے ایک ہی سبجیکٹ میں گریجویشن کی اور اتفاق سے ایک ہی کمپنی میں ہمیں ٹریننگ کے لیے رکھا گیا۔

چھ مہینے کی ٹریننگ کے بعد ہماری کمپنی نے تمام ہی نئے آنے والوں کو بنکاک اپنے آفس میں سرٹیفکیٹس کی حصولی کی تقریب میں بھیجا۔ جس میں مجھے اور عزیزہ کو باقاعدہ کمپنی کی طرف سے جاب کی آفر بھی ملنا تھی لہٰذا میں دل ہی دل میں بہت خوش تھی۔

ہم سب پاکستانیوں نے مل کر کمپنی کو درخواست دی کہ ہمیں بنکاک کی نئے سال کی رات باہر گزارنے کی اجازت دی جائے جس کے بدلے ہم نے ایک دوسرے کا خیال رکھنے اور اچھے بچوں کی طرح ایک ساتھ ہوٹل میں واپس آجانے کا حلف نامہ بھی بھر کر دے دیا تھا۔

بنکاک...... رات کا شہر ہے...... یہ رات کو جاگتا ہے، ہمیں اس بات کا احساس پہلی ہی رات کو ہو گیا تھا...... ہم نے نئے سال کی پہلی رات کے اجتماع میں جو آتش بازی کا اہتمام تھا اس کی بڑی دھوم سنی تھی اور وہی دیکھنے ہم اس میدان میں شام سے ہی آچکے تھے...... لوگوں کا ہجوم بڑھتا چلا جا رہا تھا، لوگ دھکا نہیں دے رہے تھے مگر آگے جانے کی جگہ بھی نہیں مل رہی تھی...... راستہ بنانا مشکل ہو رہا تھا...... ہم سب ڈرے ہوئے بھی تھے......اور جوش بھی خوب تھا۔

ہماری پوری ٹیم ایک لائن میں آگے بڑھ رہی تھی...... مزے کی بات یہ تھی کہ اتنے رنگ اور نسل کے لوگوں میں ہم سب بھی گم سے ہو گئے تھے اور دور سے تو پہچان میں بھی مسئلہ ہوتا ہے۔ ہمیں کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں سے ہم سکون سے بیٹھ کر نئے سال کی خوشی میں ہونے والی آتش بازی دیکھ سکیں...... سب سے آگے عثمان تھا کیونکہ وہ ہم سب میں زیادہ لمبا اور طاقتور تھا...... اس کے بعد سلیمان کومل، سعدیہ، سعد، میں اور آخر میں کمزور سی عزیزہ تھی...... عثمان نے رش میں گھسنے سے پہلے ہدایت دی تھیں کہ اپنے پیچھے والے کا خیال رکھنا ہے ورنہ ہم بکھر گئے تو اس رش میں ملنا ناممکن ہے...... بس اتنا خیال رکھا جائے کہ میرے پیچھے جو تھا وہ موجود رہے...... اس رش میں پھنس جانے کا مطلب کچھ اور بھی ہوسکتا ہے...... وہ ہمیں ڈرا دھمکا بھی چکا تھا...... میرے آگے سعد بار، بار مجھے پیچھے مڑ کر دیکھ چکا تھا جبکہ میں عزیزہ کو نظروں میں رکھ کر چل رہی تھی...... اس کو ہم نے بیچ میں رکھا تھا مگر وہ اپنی کمزور شخصیت اور ہلکی چال کے باعث سب سے پیچھے ہوگئی تھی۔

شور اتنا تھا کہ آواز دینے یا پکارنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا...... ہر دو قدم پر بڑے، بڑے اسپیکر لگے ہوئے تھے جن میں وہاں موجود مختلف ملکوں کے باشندوں کو خوش کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً ان کے ہاں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے مشہور گانے زور شور سے لگائے جا رہے تھے...... ایسے ہی ہماری سماعتوں نے جنید جمشید کا گانا...... یہ شام پھر نہیں آئے گی...... ڈسکو جھنکار کے ساتھ تو ہم بھی جھومنے لگے۔

اچانک عثمان کی رفتار تیز ہوگئی...... شاید اس کو کوئی خالی جگہ نظر آگئی تھی اور وہ اسے گھیر لینا چاہتا ہوگا...... کسی کو موقع نہ ملا کہ اپنے پیچھے آنے والے کو خبردار کرتا...... مگر سعد جب بھاگا تو اس نے پیچھے مڑ کر دونوں ہاتھوں سے مجھے اپنے پیچھے تیزی سے آنے کا اشارہ کردیا...... میں نے بھی بھاگنا شروع کردیا اور اسی وقت مجھے محسوس ہوا کہ عزیزہ میرے پیچھے نہیں ہے......

میں نے بھاگتے، بھاگتے مڑ کر دیکھا تو واقعی مجھے عزیزہ کہیں نظر نہیں آئی...... بس اس کے کالے دوپٹے کی جھلک سی محسوس ہوئی اور اسی وقت میری نفرت امنڈ کر مجھ پر غالب آگئی...... میں نے دل میں سوچا۔

''اچھا ہوا اگر گم ہوجائے اس رش میں......

بے ہودہ...... اس کو پتا چلے جب پوری رات اس کو یہاں اکیلے گزارنی پڑے جب اسے رش سے نکلنے کا راستہ نہ ملے گا جب یہ ہم سب کو پوری رات پاگلوں کی طرح کھوجتی رہے گی تو دماغ ٹھکانے لگے گا...... مجھے چور بنایا تھا، میں تم کو بھی کسی قابل نہیں رہنے دوں گی...... دونوں ماں، بیٹی کو خوب سبق ملے گا...... میں تو پاکستان واپس جا کر سب کو ہی بتا دوں گی کہ ہم نے پوری رات کے لیے عزیزہ کو کھو دیا تھا...... ہم سب تو چند گھنٹے گزار کر واپس ہوٹل چلے گئے تھے مگر اس شباب کباب کی رات بھر کی محفل میں عزیزہ نے جانے کیا، کیا...... کون کیا کہہ سکتا ہے پھر کیا پتا عزیزہ جان بوجھ کر ہم سے الگ ہوئی ہو۔''

میں نے ان چند لمحوں میں بہت سی باتیں جو میں عابدہ آنٹی کو آج رات ہی فون پر اور کل آفس میں عزیزہ کے سب سے الگ تھلگ ہو کر ہوٹل واپس آنے پر کہوں گی...... ایک، ایک تفصیل سے سوچ لیں اور آخری بار پیچھے مڑ کر دیکھا...... جو ذرا سے دوپٹے کی جھلک تھی وہ بھی غائب ہو چکی تھی...... عزیزہ واقعی اجنبی شہر کے بے ہنگم رش میں گم ہوگئی تھی...... میرا دل دھک سے رہ گیا۔

میں جو اب تک دوڑ لگا رہی تھی اپنی بے ربط سانس کے ساتھ ایک ہی جگہ تھم گئی...... یہ تھکن نہیں تھی...... عزیزہ کے یوں اچانک غائب ہوجانے کا خوف تھا کہ میں چند لمحوں کے لیے خود کو ہوا میں تحلیل محسوس کرنے لگی...... یہ میں نے کیا کردیا...... ہجوم اسی جوش سے میرے اردگرد...... آگے پیچھے سے گزر رہا تھا...... ساری سوچ...... ساری نفرت...... سب بھول کر میں نے عزیزہ کی جانب دوڑ لگا دی۔

''یہ نہیں ہوسکتا...... ہم ساتھ آئے ہیں ساتھ ہی جائیں گے...... اکیلے گزارنی پڑے تو بھی کم از کم ہم دونوں ساتھ تو ہوں گے۔''

تھوڑی ہی دور جا کر مجھے وہ کمزور سی پتلی دبلی سی عزیزہ نظر آگئی...... میرا نشان کھونے کے باعث وہ بھی اپنی جگہ جمی کھڑی تھی اور ڈر سے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر خود کو شتر مرغ کی طرح محفوظ سمجھنے کی کوشش میں مصروف تھی۔

میں نے اسے جا کر جھنجوڑا تو اس نے آنکھوں پر سے دھیرے دھیرے ہاتھ ہٹائے اور مجھے دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپاٹپ بہنے لگے...... میں نے بڑے بردبارانہ انداز میں اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھی کہ وہ مجھ سے لپٹ گئی۔ میں بھی بڑی بہن کی طرح اسے چپ کرانے اور دلاسا دینے میں لگ گئی کہ کسی نے میرے کندھے کو تھپکا۔

میں نے پلٹ کر دیکھا تو عثمان کھڑا تھا وہ سب کو جگہ پر بٹھا کر ہمیں ڈھونڈتا ہوا آیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے جھنجلاہٹ نمایاں تھی...... اس نے غصے سے پوچھا۔

''یہ جو بھرے بازار میں تم دونوں فلم بیچ رہی ہو اس کا نام کیا رکھا ہے؟''

''حیوان بنا انسان۔'' میں نے مسکرا کر جواب دیا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM



بوجھ

سعدیہ عزیز آفریدی

ناصر، مودی کا دوست تھا۔ ایسا دوست جو خود آپ سے لپٹ جائے کہ میں تمہارا دوست ہوں۔ اور مودی اس سے ایسے بھاگتا جیسے حکومت ملتے ہی سیاست دان عوام سے بھاگتا ہے۔ میں کتنی آنکھیں دکھاتا' جنتو اسے ہونہہ، ہونہہ کا راگ دیتی لیکن مجال ہے جو مودی کے کانوں پہ جوں رینگتی۔ ایک دن وقت ملا تو میں نے اس سے پوچھ ہی لیا۔

''کیا بگاڑا ہے آخر ناصر نے... کیوں بھاگتے ہو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس سے؟''

میں نے بات شروع کی تھی کہ جنتو بھی میدان میں آ گئی اس کی آنکھوں میں مودی کے لیے واقعی غصہ تھا۔

''مفتی، یہ واقعی بہت روڈ ہو گیا ہے، تمہیں پتا ہے ناصر بھائی پورے پانچ گھنٹے وہاں برگد کے درخت کے نیچے اس کا انتظار کرتے رہے اور اس نے شنو سے کہلوا دیا کہ یہ گھر میں نہیں۔''

''کیوں کرتا ہے اتنا مس بی ہیو؟'' مجھے اچنبھا ہوا تھا یہ تو بالکل ہی نئی بات تھی۔

مودی نے گردن یوں جھکا لی تھی جیسے اس کا اسپرنگ ڈھیلا ہو کر اس کی گردن کا وزن نہیں اٹھا پا رہا ہو۔

''پتا نہیں بس مجھے شیرے میں لتھڑے ہوئے لوگوں سے چڑ ہو جاتی ہے جو زبردستی کہتے ہیں مجھے دیکھو، مجھے یاد کرو۔'' وہ ناگواری سے بولا۔

''مجھے نہیں یاد کرنا کسی کو...... میری عادت ہی نہیں بلکہ میرے اندر یہ ایک حیاتی فالٹ ہے۔ مجھے یاد رکھنے سے زیادہ یاد کروانا اچھا لگتا ہے۔''

''تو تجھے کون کہتا ہے تو اسے یاد رکھ...... خوش ہوتا رہے کوئی تجھے یاد کرتا ہے۔''

''تم دونوں ہی کتنے خبیث ہو، کسی کی محبت کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔'' جنتو بولی۔

''جنتو بس او یار...... یہ محبت شحبت نہیں ہوتی ہے مجھ سے۔''

''ہاں بس راجا اندر بنا کے رکھو تم دونوں کو...... تو مزے میں رہتے ہو جہاں لگے کچھ دینا ہے فوراً بنیے بن جاتے ہو۔''

میں نے اسے دیکھا میری آنکھوں میں بنیے سے جیسے کوئی گرہ کھلی تھی اور جنتو صدمے سے مجھے دیکھنے لگی تھی۔

''مفتی' میں تجھے اتنا کھاؤ پیر نہیں سمجھتی تھی تو تو خسیس بنیے سے بھی گیا گزرا ہے۔''

ہم اتنے ہی گہرے دوست تھے کہ وہ میری آنکھوں سے ان کے رنگ بدلنے سے میرے دل کی اتھا جان جاتی تھی۔

''سنا ہے تیرا دوست ناصر تیرے لیے گفٹ لاتا ہے...... آنکھ بند کر کے دس، پانچ ہزار تو ایسے ہی ادھار دے دیتا ہے۔'' میں اب مودی کو دیکھ رہا تھا۔

''مفتی چال بازی نہ کر، وہ بڑا سیدھا بندہ ہے، تیری اوپری محبت کو سچ سمجھے گا۔'' میں نے کندھے اچکائے۔

''تو اس میں کیا حرج ہے جب تک نئی نوکری نہیں لگتی یہ بھی ایک نیا تجربہ ہو گا۔ یورپ میں تو اس طرح کے لوگوں کو ہائر کیا جاتا ہے جو آپ کے پاس بیٹھ کر صرف آپ کو سنیں اور اس کا اچھا خاصا مشاہرہ بھی ملتا ہے۔''

''تو کبھی نہیں سدھر سکتا مفتی۔'' میں ہنس پڑا اس کے گلے میں باہیں ڈال کر اسے چمکارنے لگا۔

''دیکھ یہ اچھا نہیں' میں تجھ سے ادھار لے کر گزارہ کرنے کے بجائے ایک نوکری کر لوں۔''

''تو کر لے کس نے منع کیا ہے۔'' اس نے آنکھیں ماتھے پر پہنچا لیں۔

''چل زیادہ مت بھاؤ مت دے، ایک بار اس سے تعارف کروا دے پھر باقی سب میری کارستانی پر منحصر ہے۔'' وہ برملا تو نہیں بولا لیکن ایک ہفتے کی رات اس کے سارے دوست ایک پیچ ہٹ میں جمع ہوئے تو میں بھی اس کے ساتھ تھا۔ ناصر بے حد خوش تھا کہ آج کی اس دعوت کو مودی نے قبول کیا تھا اور میں کبھی مودی کا منہ دیکھتا کبھی ناصر کا...... دونوں کے درمیان جیسے کوئی باریک تارتنی ہوئی تھی جسے صرف ناصر دیکھ پا رہا تھا مودی کے چہرے پر بیزاری سی تھی میں یہاں اسے شیشے میں اتارنے آیا تھا لیکن جس طرح مودی کے دوست کی وجہ سے وہ میرا خیال رکھنے لگا تھا اس کی وجہ سے مجھے اپنا بنیا گیری کا پروگرام کینسل کرنا پڑا اور فجر میں جب ہم گھر واپس آئے تو میں نے اسے ایک کیس کی طرح سوچنا شروع کر دیا تھا۔

''اس کے آگے پیچھے کوئی ہے؟''

''دو بھائی ہیں، ایک بڑا ایک چھوٹا لیکن دونوں بھائی اس سے ناخوش رہتے ہیں۔'' مودی بیزار لہجے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

میں بولا۔

"یہ بات ناصر نے کہی ہے؟"

"اگر کہی ہو تو؟"

مودی غصے میں ہوتا تو ہر سوال ہر بات کے جواب میں کاٹ کھانے کو دوڑتا۔ میں اسے دیکھنے لگا۔

"ہوتا تو کچھ نہیں۔" لیکن پھر مجھے اپنی چہرہ شناسی نئے سرے سے ابھارنا پڑتی۔

"کیا بات ہوئی؟"

وہ تجسس سے بیٹھ گیا اور میں نے خود کو داد دی مجھے مجمع لگانے میں بھی مہارت تھی اور سولو (انفرادی) پریکٹس میں بھی، مودی کی آنکھیں مجھے دیکھ رہی تھیں۔

"بول ناں...... کیا بات ہوئی۔"

"دیکھ جس طرح وہ سب کی غلطیوں کو چھپا رہا تھا، دوستوں میں بیٹھ کر بھی اپنے ریشہ دوانیاں مچاتے بزنس ڈیلز میں بھی کوئی نہ کوئی خوبی ڈھونڈ نکال رہا تھا، اس سے توقع نہیں کی جانی چاہیے کہ وہ اپنے خون کے رشتوں پر کوئی ہرزہ سرائی کرے گا؟"

"ہاں یہ بات اس نے نہیں کی اس کے بڑے بھائی نے کی تھی۔" مودی نے یہ کہتے ہوئے سر جھکا لیا۔

"کیوں کہی تھی؟" مجھے تجسس ہوا اور اس کردار پر مجھے ہر لمحہ ایک نیا تجسس ہو رہا تھا۔

"اس کے بڑے بھائی کے بیٹے کا آپریشن تھا، انہوں نے اس سے رقم ادھار مانگی، اس نے کہا اس کے پاس نہیں ہے حالانکہ بینک اکاؤنٹ میں اس وقت اس کے پاس 10 لاکھ موجود تھے۔" مودی کی آواز ہلکی تھی۔

"اچھا تو تیری نفرت اس وجہ توں ہے۔" میں نے مودی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

مودی برا سا منہ بنا کے بولا۔ "تو مفتی...... یہ کوئی چنگی گل اے، آپ اشرفیاں ویل کی طرح اڑا دیں اور کوئلوں پر مہر لگا کر بینت سنبھال کر رکھیں۔"

"اچھا چل چھوڑ...... ہوگی اس کی بھی کوئی وجہ مجھے تو نہیں لگتا وہ بندہ اتنا خود غرض ہوگا۔"

"بس تجھے کوئی اچھا لگ جائے تو اس میں تو الہامی اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں، اس بندے سے تو پھر خطا ہو ہی نہیں سکتی ناں۔" مودی مجھے گھورنے لگا۔

مجھے ہنسی آ گئی مودی ناراضی میں آج بھی بچوں جیسا تھا میں اس کے قریب ہوا۔

"اچھا یہ بتا اس کے بھتیجے کا علاج ہوا پھر؟" مودی یوں چہرے پر تشکر لے آیا جیسے کوئی خیر کی خبر صرف اس کی دعا کی وجہ سے وقوع پزیر ہوئی ہو۔

"اس کے دوست نے وہ رقم دے دی۔ اور یہ کہہ کر دی دماغ پر پریشانی مت بھیجے گا بھائی، جب اضافی ہوں تو لوٹا دیجیے گا۔ ورنہ میں نے دل میں سوچ کر دیا ہے کہ یہ رقم آپ کو ہبہ کی ہے۔"

"چل نمبر لکھوا۔" میں نے ایک دم سے اپنی نوٹ بک نکال لی۔

"کس کا۔" وہ آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھنے لگا۔

"اسی دوست کا جس نے اتنی بڑی رقم ہبہ کر دی، سچی آج کل مجھے بھی ضرورت ہے۔"

"تجھ سے تو کوئی سنجیدہ بات کرنا حرام ہے۔" وہ اٹھ گیا اور میں سوچنے لگا کہاں سے سرا پکڑوں کہ اس کے اندر کود جاؤں اور پھر باہر نکل کر بڑے یقین سے کہوں۔ "سونیو ناصر تے بڑا چنگا منڈا اے۔"

"تو نے چنگا کوئی کام تو کیا نہیں، چل ایک کر لے تا کہ اللہ سائیں کو منہ دکھانے کے قابل ہو۔"

جنیتو سے ڈسکس کیا تو اس نے مجھے دیکھا۔ "مسلمان کسی کا تجسس کرے تو یہ برا ہے۔" پھپھو تک خبر پہنچی تو ایک ہی ہنکارا ابھر آ گیا۔

"لو پھپھو...... اگر یہ سچ ہے تو پھر تو سارے میڈیا کو اپنا استعفیٰ دے کر تبلیغی جماعت کے ساتھ نکل جانا چاہیے۔"

نیوز ویور جو پھپھو کے اندر چھپا بیٹھا تھا باہر نکل آیا۔

"صرف کسی انسان کا تجسس نہ کرو۔ خبریں ڈھونڈنے والے تو بڑا جہاد کر رہے ہیں...... نیوز نہ دیں تو ہم باخبر کیسے ہوں۔"

"بس سمجھیں پھر میں بھی جہاد کر رہا ہوں تا کہ جسے لوگ برا سمجھ کے خود سے دور رکھتے ہیں وہ اس کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

قریب آجائیں۔ رشتے داروں، اقربا کے ساتھ میل کروانا بھی تو نیکی کا کام ہے پھپو۔'' میں نے ان کی تائید چاہی۔

''شفو...... اس کی بات میں مت آنا، یہ دومونہی (دومنہ والا سانپ) ہے۔'' ابا اسی وقت اپنی ویل چیئر دھکیلتے ہوئے چلے آئے۔

ابا نے تو کمال مہربانی سے ایسی عزت افزائی کی کہ میں کافی دیر کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا لیکن پھر سنبھالا لے کر مسکراتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

☆☆☆

''میں نے سنا ہے کہ آپ کو ڈرائیور کی ضرورت ہے؟'' میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔

''جی ضرورت تو ہے اگر آپ کوئی تلاش کر کے دیں تو مہربانی ہوگی۔'' وہ مسکانے لگا۔

''تنخواہ کیا دیں گے؟'' وہ تھوڑا ہزل ہوا۔

''مفتی بھائی جو آپ کو مناسب لگے۔''

''تو لائیں چابی...... میں آٹھ ہزار پر راضی ہوں۔''

''اوہ...... آپ......'' وہ مجھ سے ایسے دور بھاگا جیسے مودی کریلے دیکھ کر کھانے سے دور بھاگتا ہے۔

''گھبرائیں نہیں ناصر صاحب، میرے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے اور مجھے ایف سکسٹین چلانے کا شوق نہیں...... آپ مجھ پر اعتبار کر سکتے ہیں۔'' میں مسکرایا۔

''بات وہ نہیں ہے مفتی بھائی، آپ مودی کے دوست ہیں، اس کے بھائی جیسے ہیں، میں کیسے آپ کو ملازمت دے سکتا ہوں۔ قسم سے مجھے بالکل اچھا نہیں لگے گا۔'' وہ وہیں برگد کے نیچے بیٹھ گیا میں نے شکل ایسی بنالی جیسے میں بہت ضرورت مند ہوں وہ کبھی مجھے دیکھتا کبھی خود کو...... پھر وہ مراقبے میں چلا گیا۔ کافی دیر بعد اس نے سر اٹھایا۔

''ٹھیک ہے لیکن آپ ملازم نہیں ہوں گے میرے بلکہ میرے ساتھ بھائی کی طرح رہیں گے...... جب جتنے پیسوں کی ضرورت ہو آپ بس ایک دفعہ کہہ دیجیے گا۔ میں چیک لکھ دوں گا۔ اکاؤنٹ تو ہوگا ناں......'' میں نے امتحان میں فیل ہونے کے باوجود ساری ذمے داری استاد پر ڈالنے والے شاگرد کی طرح ہاں میں سر ہلایا۔

''جی بس اکاؤنٹ ہی ہے کبھی اس میں کچھ ڈالا نہیں۔'' اس نے ایک دم سے جیب سے دو ہزار نکالے اور میری ہپ پاکٹ میں رکھ دیے۔

''اماں کہا کرتی تھیں کسی کے ہاں واپسی میں خالی برتن نہ بھیجو...... بھلے پان کا پتا ہو لیکن کچھ نہ کچھ ضرور بھیجو...... میں پوچھتا پان کے پتے سے کیا ہوتا ہے، وہ بولتیں یوں تو ہمارے آقا نے فرمایا ہے سات گھر دائیں سات گھر بائیں...... سات گھر سامنے کے، ساتھ گھر اس کے بائیں سب ہمارا پڑوس ہوتا ہے...... جو پکاؤ گنجائش ہو تو ضرور بھیجو...... سالن میں پانی یعنی شوربہ بڑھا لو تاکہ اپنے کھانے میں لوگوں کو شامل کرلو...... میں نے کہا اس قدر مہنگائی میں کہاں کوئی دے سکتا ہے تو بولیں۔ اگر کسی نے تمہارے پاس پڑوس کا پاس رکھ کر کچھ بھجوایا ہے تو پان کا پتا ہی رکھ دو، خالی برتن نہ بھیجو میں نے پھر پوچھا پان کا پتا ہی کیوں تو بولیں یہ ایک خاموش دعا ہوتی ہے کہ اللہ آپ کو ہرا بھرا رکھے۔'' اس نے مجھے دیکھا پھر مسکرایا۔

''اب نیا دور ہے اس لیے یہ میرا گیان ہے کہ اکاؤنٹ کو خالی نہیں رہنا چاہیے۔'' اس نے پوری کہانی اس بات کے لیے سنائی تھی۔ میں حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ وہ شاید ایک نئی سی بات کر رہا تھا۔

''اس میں کیا رمز ہے؟'' میں نے سوال پوچھ لیا تو وہ مسکرانے لگا۔

''ہر چیز کی ایک میگنیٹک فیلڈ ہوتی ہے اچھے کو اچھا، برے کو برا، ہنسی کو ہنسی، خوشی کو خوشی...... غم کو جس طرح غم ڈھونڈ نکالتا ہے اسی طرح ہمیشہ اپنے پاس کچھ پیسے ضرور رکھو...... پیسے کو پیسہ مقناطیس کی طرح ضرور کھینچتا ہے۔'' اب وہ مجھے غور سے دیکھنے لگا تھا۔

''مفتی جس طرح تجھ میں اسرار ہے اسی طرح تجھ سے لوگ ٹکرائے جاتے ہیں تاکہ تو ہر شخص کی گرہیں کھولتا جا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور چیخیں مارتا جا کہ تو نے ایک نیا عقدہ حل کیا ہے۔''
مجھے اس سے ایک دم ڈر لگا۔ یہ جو دکھتا ہے یہ وہ ہے نہیں...... اور ایسے لوگ بڑے خطرناک ہوتے ہیں سر سہلاتے، سہلاتے گال پر تھپڑ مارنے والوں کا تجربہ آج تک نہیں کیا تھا اور اس میں مجھے یہی انسان چھپا نظر آ رہا تھا۔
''ایک بات یاد رکھ مفتی...... ناصر مغل...... کبھی کسی کی زندگی کا ناسور نہیں بن سکتا...... کسی کی زندگی میں دق بننے سے بہتر ہے مجھے لگتا ہے میں اس بندے کی زندگی سے نکل جاؤں...... اس لیے خاطر جمع رکھو تمہیں مجھ سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔'' اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔
''میں نے تو ایک جنرل سی بات کی تھی یورپ میں تو اس پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ آپ کے پاس وہ ہی سب کچھ ہوتا ہے جس کی طرف آپ کا اٹریکشن ہوتا ہے، مقناطیس کی طرح وہ چیز خود بخود آپ کے پاس بھاگی چلی آتی ہے۔'' مجھے جواب سے ایک نیا سوال سوجھا۔
''کبھی، کبھی ایسا بھی تو ہوتا ہے آپ خیر بانٹتے ہیں، محبت بانٹتے ہیں لیکن آپ کے حصے میں بدی اور نفرت آ جاتی ہے کسی اور کے رکھے جانے والے حصے کی طرح۔''
''کسی اور کے لیے کیوں......؟ میں سمجھتا ہوں شکر گزار ہونا چاہیے بندے کو، خوشی آئے تو خوشی کو گلے لگاؤ۔ دکھ ملے تو اس سے دوستی کرو، محبت بانٹو، نفرت ملے تو اللہ سے محبت کا حصہ اور بڑھا دو۔ اپنا ضمیر مطمئن ہو تو پھر دنیا کچھ بھی کہے سکون رہتا ہے۔''
''ضمیر مطمئن ہو پھر بھی کسی کی الزام تراشی سے دل ایسے دکھتا ہے جیسے پہلی بار دھڑکا ہو......'' میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
''یہ دکھتا ہے تبھی تو دکھے ہوئے دلوں کا خیال رکھنا آتا ہے۔ کوئی oppertunity ملتی ہے تو ذمے داریاں بھی بڑھتی ہیں صبر کرنے اور کرتے رہنے کا گراف بھی بڑھایا جاتا ہے۔ محبت بانٹنے کا کام ہر ایک کے حصے میں نہیں آتا۔''

''یہ مختلف بندہ نظر ہی نہیں آتا ہے بھی۔'' میں نے دل میں سوچا اور اسی لیے میں نے چابی لے لی...... وہ مودی کا دوست ہونے کی وجہ سے پچھلی سیٹ پر بیٹھنے کے بجائے میرے برابر بیٹھ گیا تھا۔
''مجھے شرمندگی ہوگی اگر لوگ سمجھیں گے کہ آپ میرے ڈرائیور ہیں۔''
''وہ تو میں ہوں آپ کا ڈرائیور......'' میں نے اس کے چہرے پر نگاہ گاڑھیں۔
''خواب میں بھی مت سوچیے گا ایسا...... ورنہ مجھے اپنے اس رویے پر دکھ ہوگا جس کی وجہ سے آپ ایسا سوچنے پر مجبور ہوئے۔''
وہ بھی اپنی ساخت وعادت کا ایک الگ انسان تھا پھر اسی ڈرائیوری کی وجہ سے میرا اس کے گھر میں آنا جانا ہو گیا۔ اس گھر میں کوئی شخص اگر اس سے خوش تھا تو وہ اس کا ملازم خاص اکبر تھا۔ اکبر کو شاعری کا شوق تھا واجبی سا لیکن وہ خود کو بہت بڑا شاعر مانتا تھا۔ پہلی بار تو ڈرائیور سمجھ کر اس نے منہ ہی نہیں لگایا۔ پورچ سے آگے بڑھنے نہیں دیا لیکن جب ناصر مجھے خود ڈھونڈتا ہوا آیا تو اس کے کان کھڑے ہوئے۔
''یہ جب آئیں، سمجھو میں آیا ہوں۔ ان کی عزت، خاطر داری میں کوئی کمی تو آئی تو میں سمجھوں گا میں نے آپ کو عزت دینے میں کوتاہی کی ہے۔''
''ایسے نہ بولو صاحب، آپ تو ساتھ بٹھا کے کھانا کھلاتے ہو ایسا کوئی اور مالک نہیں ہوگا جیسے آپ۔'' ملازم بلبلا گیا۔
''مالک نہ بولو...... مالک صرف ایک ہے بس اس نے ہمیں دنیا میں پھیلا کر ایک دوسرے کے حصے میں جوڑ دیا ہے۔ ایک دوسرے کے کام ذمے داری آپس میں بانٹ دی ہے۔ کسی کے حصے میں زیادہ ذمے داریاں ہیں کسی کے حصے میں کم مگر ہیں سب اسی تنی ہوئی ڈوری سے منسلک۔''
میں بھی اس تنی ہوئی ڈوری پر چلنے لگا۔ اس کا بڑا بھائی اس لیے ناخوش تھا کہ ابا نے مرتے وقت ایسا کچھ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں چھوڑا تھا کہ وہ اس کی کسی چیز پر کلیم کر سکتے، وہ کپڑے کے واجبی سے آڑھتی تھے۔ چھوٹا اس لیے ناخوش تھا کہ اس کی بیوی ہر بات میں اسے اس کے بھائی کی مثال دے کر کچھ کرنے کو کہتی... کچھ الگ کر جانے کی بات کیا کرتی تھی۔ چھوٹا زیادہ نہیں پڑھا تھا اس لیے بھی زیادہ تر ناصر کے زیرِ دام رہتا اور ان دونوں کی بیویاں آپس میں گٹھ جوڑ کرتیں کہ کیسے اس کی جیب سے پیسے نکلوائے جائیں...... ناصر ایک کیٹرنگ بزنس کی چین چلاتا تھا۔ جس کی مختلف جگہوں پر برانچز تھیں۔ اس نے اپنی ہر برانچ پر ایک جملہ لکھوایا ہوا تھا۔ ''اگر آپ کی جیب میں پیسے نہیں تو اللہ کے کھاتے سے کھانا کھائیں۔'' اس کی سخت ہدایات تھیں۔ اگر کسی کو کسی ملازم نے دھکے دے کر نکالا تو اس کی نوکری اسی وقت برخاستگی کی پٹری چڑھ جائے گی اس لیے اس معاملے میں سب احتیاط کرتے، ناصر نے ایسے لوگوں کے لیے الگ ہال کمرا اور اس کا داخلی اور خارجی راستہ الگ بنا رکھا تھا تا کہ اس کے ہوٹل میں آنے والے وہ لوگ جو صرف اسٹیٹس آئی سی یو میں بند تھے ان کی ایسے لوگوں کو دیکھ کر سانس نہ اکھڑ جائے۔

میں مودی کو جب یہ سب بتاتا تو وہ کہتا۔

''یہ سب اس کا دکھاوا ہے سب میں عظیم بننے کی چال بازی ہے۔''

جنتو چائے سامنے رکھ گئی تھی اس نے چائے کا ایک کپ اپنے ہونٹوں سے لگالیا۔'' یہ تو کیسے کہہ سکتا ہے...... میں نے تو آج تک اس کی عظمت کے گیت کسی چینل پر نہیں دیکھے۔''

''اس میں بھی اس کی کوئی چال ہوگی۔'' وہ اپنی رائے سے ایک انچ تو کیا ایک سوت بھر بھی ہلنے کو تیار نہیں تھا۔

''تو نے تو ایویں اس سے بیر باندھ لیا ہے۔'' مجھے ہنسی آنے لگی۔

''ایویں تو نہیں...... تم اس سے پوچھو...... اس میں اتنی اچھائی ہے تو پھر اس نے اپنے باپ کو ملازموں پر کیوں چھوڑا تھا...... اس کے ابا اولڈ ہوم میں کیوں جا کر مرے تھے۔''

''ملازموں میں بھلا کیوں؟ ناصر ان کا اکلوتا بیٹا تو نہیں...... اگر وہ کسی جرم کا مرتکب ہوا ہے تو وہ سب بھی شامل تھے اس جرم میں......''

''وہ گھر اس کا ہے اس لیے اس گھر میں کون رہ سکتا ہے اس کا فیصلہ بھی وہ وہی کرے گا۔ اگر اتنی باپ کی محبت ہوتی تو ...... ساری آسائشیں چھوڑ کر رہتا ناں اپنے باپ کی دل جوئی میں۔'' مودی اینٹھتے ہوئے انداز سے مجھے دیکھنے لگا۔

میں نے غصہ دکھایا لیکن ناصر کے بت میں سے ایک کنکر ٹوٹ کر گر گیا تھا۔'' باپ کے ساتھ ایسا سلوک؟'' مجھے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

میں دوسرے دن اسے پک کرنے گیا تو وہ ہار پھول لیے میرا منتظر تھا۔'' آج جمعہ ہے...... آج کا دن میں قبرستان میں گزارتا ہوں۔'' میں نے اسے نظر بھر کر دیکھا۔ آج اس کے چہرے پر عجیب سی تمکنت تھی جیسے آج وہ ناصر دوست نہیں ناصر باس بنا ہوا تھا لیکن ہمیشہ کی طرح اس نے اپنے لیے آج بھی دروازہ خود ہی کھولا تھا۔ پھول اس نے پچھلی سیٹ پر رکھے تھے اس کی آنکھوں پر کالے گلاسز لگے ہوئے تھے۔ اس نے دو قبروں کے درمیان بیٹھنے کی جگہ بنائی جیسے وہ دونوں میں سے کسی ایک کے دل کو بھی توڑنا نہ چاہتا ہو۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا پنج سورہ نکالا اور رومال کو سر پر باندھ کر محبت اور حضوری سے پڑھنے لگا۔ اس کی آواز میں لحن تھا میں مبہوت ہو گیا اور اس کے قریب ہی بیٹھ گیا پھر جب اس نے قبروں پر پھول چڑھا دیے تو حسرت سے انہیں دیکھنے لگا۔

''ابا نے ابھی تک مجھے معاف نہیں کیا۔'' مجھے مودی کی بتائی بات پر نئے سرے سے دکھ ہونے لگا۔'' تو کیا واقعی اس نے اپنے ابا کو گھر سے نکال دیا تھا؟'' یہ سوال میں نے اس وقت کیا جب اسے اپنے ہاتھ سے ایک جگہ لنگر بانٹتے دیکھا، یہ اس کے ہر جمعے کا کیا جانے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

والا عمل تھا۔ میں نے اس کے چہرے کی سنجیدگی سے ڈرے بغیر بے ساختہ پوچھا۔

''ابا کو کیوں نکالا؟''

اس کے ہاتھ کانپ گئے آنکھوں میں آنسو آ گئے، اس نے لنگر کا کام اپنے اسسٹنٹ کے سپرد کر دیا اور خود کار میں آ بیٹھا۔

''کیا مجھے بھی نہیں بتاؤ گے سچائی کیا ہے؟''

''فائدہ کیا ہے بہتر نہیں باقی رسوائیوں کی طرح یہ رسوائی بھی میں اپنے ساتھ لے جاؤں۔'' اس نے میری طرف دیکھا۔

''اچھا ناں مجھے بتا دو، وعدہ کرتا ہوں تیری زندگی کا کوئی راز تیری زندگی میں افشا نہیں کروں گا۔'' اس نے مجھے تولنے والی نظروں سے دیکھا۔

''ابا اور میں غصے کے تیز تھے۔''

''تم غصے کے تیز...... میں نہیں مان سکتا۔'' مجھے حیرت ہوئی۔

''ہر کہانی کے پیچھے جس طرح کوئی نہ کوئی موٹو ہوتا ہے اسی طرح ہر تبدیلی کے پیچھے کوئی نہ کوئی کہانی ہوتی ہے۔'' وہ ہنسا۔

''تیری کیا کہانی ہے؟''

''ابا گورنمنٹ ملازم تھے عہدہ بھی وزیر کے پرسنل سیکرٹری کا تھا۔ سو ان میں غرور بھی تھا اور بانکپن بھی...... اماں، ابا کے گھر میں دوسرے درجے کی شہری بن کر رہ رہی تھیں۔ پھر اچانک ابا دوسری شادی کر کے ایک نئی عورت کو گھر لے آئے۔ میں بہت چیخا چلایا' اماں نے منہ پر ہاتھ رکھ کے چپ کروایا۔ لیکن دوسرے درجے کا شہری جب تیسرے چوتھے درجے میں ٹرانسفر ہوا تو میں 17 سال کا تھا جب میں گھر سے نکل گیا...... اماں کی وجہ سے ظلم کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اور چپ رہنا سرشت میں نہیں تھا سو بہتر یہی تھا کہ میں خود اس ماحول سے نکل آتا۔ گھر سے نکلتے وقت اماں نے بڑی آوازیں دیں، دروازے تک ہاتھ پکڑنے آئیں لیکن ایسا جنون تھا کہ ان کی ایک نہ چلی...... سب سے چھوٹا تھا سب سے زیادہ کٹھنائیاں دیکھیں 17 برس میں...... میں نے سترہ ہزار نوکریاں بدلیں پھر ایک ہوٹل میں لگ گیا ترقی کرتے، کرتے ایک پانچ ستارہ ہوٹل میں ملازم ہو گیا...... یہ ایک بین الاقوامی ہوٹل تھا اس لیے سب کو میرا پڑھائی کے ساتھ نوکری کرنا ایڈمائر کرتا۔ وہاں سب میرے لیے آسانیاں پیدا کرتے پھر ایک دن اچانک ابا اس ہوٹل میں چلے آئے میری ان کی ٹیبل پر سروس تھی وہ مجھ سے خوش ہو گئے ان کے ساتھ ان کی بیوی نہیں تھی۔ ابا نے بل پے کرنے کے لیے والٹ نکالا تو اس میں پیسے کم تھے۔ میں نے ان کا بقایا بل پے کیا۔ تب مجھے پتا چلا ابا کی ساری دولت نئی بیوی نے کھا پی کر ختم کر دی۔ باقی بچا ابا کا غصہ جو صبح شام اماں اپنے کمزور ناتواں جسم پر برداشت کرتیں۔ بھوکی پیاسی میری کمزور ماں...... میں جس دن گھر گیا اس دن ابا کا گھر بک رہا تھا۔ میرے ایک دوست نے وہ قرقی رکوائی۔ یوں میں اس گھر میں کسی شہزادے کی طرح داخل ہو گیا۔ میری ماں پہلی بار اس گھر میں کسی ملکہ کی طرح سانس لے کر جا گئیں۔ ان کی دعا سے میں نے اپنے اسی دوست کے ساتھ جس نے میرے مکان کی قرقی رکوائی تھی...... کیٹرنگ بزنس میں اپنی افرادی قوت دینے پر راضی ہو گیا۔ میری محنت اور اس کے سہارے سے بزنس ایک دم بھاگنے لگا۔ میں نے نئے سرے سے گھر بنایا۔ جمال نے اپنا یہاں کا بزنس میرے ہاتھ فروخت کر دیا اور سرمایہ لے کر انگلینڈ میں اسی کی ایک برانچ کھول لی۔''

وہ سانس لینے کو رکا اور مجھے لگا سوال گندم اور جواب چنا آ رہا تھا...... جیسے وہ کہانی میں اترتے ہوئے بے ربط ہو گیا تھا۔

''میں بے ربط نہیں ہو رہا اصل کہانی کی طرف آ رہا ہوں۔'' وہ میرے تاثرات سے جیسے جان گیا ہو۔

''مجھے بات، بات پر غصہ آ جاتا تھا جب ابا کو دیکھتا اپنے بڑے بھائیوں کو کولہو کے بیل کی طرح اپنے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گرد چکر لگاتے دیکھتا ابا کو اماں کے ساتھ چیختے چلاتے دیکھتا۔ ابا دراصل شروع سے ہی اماں کے ساتھ سیٹ نہیں تھے کوئی کامپلیکس تھا جو اُن کے اندر سے اٹھ کر ان کے پورے وجود کو ڈھک دیتا ایسے کہ پھر ابا خود سے سانس بھی نہ لے پاتے ابا بس زندہ لگتے تھے ورنہ اگر کوئی زندہ تھا تو ان کا کامپلیکس ان سے کہیں زیادہ طاقتور اور جی دار تھا۔ اس دن بھی میری آنکھ ایک ہنگامے سے کھلی میں لاؤنج سے بھاگ کر اپنے کمرے میں گیا تو اماں زمین پر بے یارومددگار سی بیٹھی تھیں۔

''کیا ہوا ہے اماں......؟''

''دیکھ یہ ہے تیری ماں...... تیری الماری سے پیسے چراتے ہوئے پکڑا ہے میں نے۔''

''ابا......!'' میں صدمے سے بس ان کا نام چیخ سکا، یہ ایک ایسی چیخ تھی جیسے کوئی دھواں، دھواں کمرے میں سانس لینے پر مجبور کیا جائے۔ اور اسے فیصلہ کرنا پڑے وہ سانس نہ لے تو دل بند ہو جائے اور سانس لے تو بھی موت یقینی ہے۔

''ناصر تو نے تو کہا تھا جو میرا ہے سب آپ کا ہے...... میں نے تو بس دو ہزار لیے تھے۔''

''اماں...... نہ بولو ایسے، مجھے شرمندہ کرنے کے لیے ابا کافی ہیں۔'' میں نے اماں کو اپنے سینے سے بھینچ لیا تھا۔

''سب کچھ تمہارا ہے اماں اور پیسے چاہئیں تو اور لے لو۔''

''نہیں ناصر...... بس اتنے ہی چاہیے تھے۔ اماں اور ابا کی برسی کے لیے کھانا پکا کر غریبوں میں بانٹنا چاہتی تھی۔ چالیس سال میں ایک بار بھی ان کے نام کی ختم فاتحہ نہیں کی۔ کبھی اتنے پیسے ہاتھ میں ہی نہیں آئے۔''

میں عرق، عرق ہو گیا اور ابا ایک دم اماں کا استہزا اڑانے لگے۔

''اس باپ کی ختم فاتحہ کرنا چاہتی ہے جو دَر دَر بھیک مانگتا ہوا مر گیا۔ تجھے پتا بھی ہے عزت نفس کیا ہوتی ہے۔''

اماں کے ہاتھ سے پیسے گر گئے وہ ایسے لگنے لگیں جیسے کسی صدمے سے ڈھے گئی ہوں۔ وہ بس مجھے دیکھے جا رہی تھیں۔

''میں بے قصور ہوں ناصر...... میں نے تو بہت چاہا ابا کی خدمت کروں، ان کے ناز اٹھاؤں پر تیرے ابا نے کہا یہ گھر صرف میرا ہے یہاں صرف وہ رہ سکتا ہے جسے میں رکھنا چاہوں۔ ابا روز شام میں آتے تو میں مسافر کی روٹی بنا کر چبوترے پر ان کا انتظار کرتی، ان کا ہاتھ دھلاتی، منہ دھلاتی کھانا پروستی پر شاہ جی کو یہ بھی پسند نہیں آیا...... بھرے محلے میں انہیں اتنا...... بےعزت کیا کہ پھر میں نے ان کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ برسوں لگتا رہا وہ کہیں ہیں زندہ ہیں پر اب...... اب تو میں اتنی بڈھی ہو گئی ہوں دل کہتا ہے کہ کہاں زندہ ہوں گے۔ مر ہی گئے ہوں گے کہیں مسافر کی موت...... ناصر بس ان کا ایک بار اچھے سے ختم دلوانا چاہتی ہوں۔''

میں ان کی باتیں حیرت زدہ ہو کر سنے جا رہا ہے۔

''اماں یہ تمہارا گھر ہے۔ تم جو کرنا چاہو کرو کوئی تمہیں روکنے ٹوکنے والا نہیں۔'' میں نے اپنا پورا نوٹوں کا بھرا ہوا والٹ ان کے ہاتھ میں تھما دیا۔ باہر تمبو لگا دیے گئے اور کیٹرنگ کا سارا عملہ اماں کا مددگار بن گیا، اس پورا دن اماں، غریبوں، مسکینوں، مسافروں کو کھانا کھلاتی رہیں۔ ہر بوڑھے میں وہ اپنے ابا جی کو تلاش کرتیں ان کی آنکھوں میں بار، بار آنسو آجاتے۔'' وہ کوئی داستان سنائے جا رہا تھا۔

''اور مجھے پتا تھا اماں ساری زندگی ہفتوں، ہفتوں کے روزے اسی لیے رکھتی تھیں تاکہ ابا کی...... بےادبی کا کفارہ ادا کرسکیں۔ اس دن شام میں جب میں اماں کے پاس تخت پر بیٹھا تھا۔ ابا نے شام کی چائے نہ ملنے پر پیالی زور سے زمین پر ماری تھی انہوں نے اماں پر ہاتھ اٹھایا اور میں چیخ پڑا۔

''ابا......'' اماں زمین پر بیٹھ گئی تھیں۔ انہوں نے اپنا سر گھٹنوں پر ٹکا دیا تھا جیسے کوئی میلے میں کھو جائے، میرا دل تڑپ سے بھر گیا میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تیرے ابا بڑے ظالم ہیں ناصر...... پر تجھے ان پر چلانا نہیں چاہیے تھا بلکہ کسی پر بھی چلانا نہیں چاہیے۔" اس دن مجھے صبر کے معنی پہلی بار معلوم ہوئے اور اماں تھیں بس ایک وصیت بھرا جملہ کہہ کر اس دن مجھے دعائیں دیتے جو سوئیں تو پھر نہ اٹھیں۔ ابا کو جب یہ خبر بڑے بھائی نے دی تو ان کا یہ کہنا تھا کہ مکر کر رہی ہوگی...... چوری کرتے ہوئے پکڑا تھا میں نے۔"

"ابا...... بس کردو...... اس وقت میرا دل دو حصوں میں کٹا پڑا ہے، یہ نہ ہو میں آپ کا حصہ نکال کر پھینک دوں......"

"ماں کا چمچہ......" وہ بڑبڑائے لیکن اب میری عادت ہوگئی میں جب غصہ کرنا چاہتا اماں کہیں میرے دل کے اندر بولنے لگتیں۔ "تیرے ابا بڑے ظالم ہیں ناصر...... پر تجھے ان پر چلانا نہیں چاہیے تھا بلکہ کسی پر بھی چلانا نہیں چاہیے۔" بس تب سے میں چپ ہوگیا۔ ابا مجھے غصہ دلانے کے لیے نہ جانے کیا، کیا جتن کرتے لیکن میں انہیں اگنور کردیتا اور بس اسی بات کو بہانا بنا کر وہ خود اولڈ ہوم میں چلے گئے۔"

"ابا ہیں وہ تمہارے، لوگ ان کے اولڈ ہوم میں چلے جانے پر باتیں بنانے لگے ہیں۔" دو ہفتے بعد بڑے بھائی نے مجھے باتیں سنائیں۔ اور میں جانتا تھا...... آنکھوں دیکھی بات کانوں سنی بات کا پرنٹنگ پریس میرے اپنے گھر میں لگا ہوا تھا، کسی کو میری برائی کرنے کے لیے چنداں ضرورت نہیں پڑتی قصہ گو خود ان کے ذہنوں میں مجھ سے منسوب کہانیاں گھسیٹر دیتے...... ابا میری وجہ سے نہیں گئے تھے لیکن جب تیسرے ہفتے میں اولڈ ہوم گیا تو ایک، ایک بوڑھے نے مجھے ایسے شرمندہ کیا جیسے مجھ سے بڑا ظالم کوئی نہیں تھا۔ میں نے ایک کہانی پر بھی سر اٹھا کر اختلاف نہ کیا، ان کی منتیں کی، ناک رگڑی اور ابا کو گھر لے آیا۔ جب سے میں نے اللہ کے کھاتے میں کھانے کا چلن شروع کیا...... اس کا ثواب انصاف سے دونوں کو بھیج رہا ہوں۔"

میں اسے دیکھنے لگا اور میرے اندر سے بہت دیر سے رکا ہوا ایک سوال ابھرا۔

"ابا کو کبھی احساس ہوا اپنی غلطیوں کا؟"

"پتا نہیں، کبھی اظہار نہیں کیا لیکن جب مرض الموت کا شکار تھے تو بالکل اکیلے میں مجھے بلایا، پہلی بار میرا ماتھا چوما اور بڑی بیچارگی سے بولے۔ "بہت نفرت کرتا ہوگا ناں تو...... میں نے بڑے ظلم کیے...... پر کیا اپنی ماں کی طرح میری قبر پر فاتحہ پڑھنے آیا کرے گا؟ میری بھی برسی، فاتحہ کروائے گا ناں......" مجھے رونا آگیا میں نے سر اثبات میں ہلایا اور بس ابا بھی ایک دڑکی لگا کر مجھ سے کوسوں دور چلے گئے۔"

"اس محبت کے باوجود بھی تمہیں لگتا ہے وہ تم سے ناراض ہیں...... ایسا کیوں لگتا ہے؟"

"ہاں...... ان پر جو لاعلمی میں چلایا...... اس پر دل کبھی کبھی کہتا ہے کہ کیا پتا ابا نے دل سے معاف نہ کیا ہو۔"

"تم سے دل سے کون ناراض رہ سکتا ہے۔"

وہ مسکرایا اس کی مسکراہٹ میں درد تھا۔

"کوئی تو ہوگا جو تم سے پیار کرتا ہوگا؟"

اس کی آنکھیں چمکیں مگر اس نے پلکیں گرالیں اس کی پلکیں بہت بڑی تھیں جب ایک بار پتلی پر آجاتیں تو کوئی عکس باہر کود کر نہیں آسکتا تھا۔

لیکن مجھے لگن لگ گئی تھی اس کی آنکھوں کی چمک سے...... ایک شام جب میں اس کے ساتھ گھر میں داخل ہوا اس کے چھوٹے بھائی نے اس کا راستہ روک لیا تھا۔

"تم نے شاہی باجی کے لیے بیمہ کروایا...... کیوں کروایا؟"

ایک نیا کردار......؟ میرے اندر کا رائٹر باہر نکل کر آگیا ناصر نے مجھے یوں دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ ہر کردار کہانی کا کردار نہیں ہوتا۔ اس کا چھوٹا بھائی دوبدو کرتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے اسی لہجے میں بولا۔

"اسے کیا دیکھ رہے ہیں، مجھ سے بات کریں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ بیمہ پالیسی آپ میرے بچے کے نام پر بھی تو لے سکتے تھے۔ پھر شاہی باجی کیوں؟''

''یہ میرا فیصلہ ہے......وہ بہن ہے میری۔''

میرے اندر کا ابال صابن کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا میں تو اس کی آنکھوں کی چمک سے ایک تار جوڑ رہا تھا شاہی باجی سے لیکن اس نے ایک دم سے تصویر کے سارے رنگ مکس کر دیے۔

''بڑے بھائی آپ کی اس بات سے سخت خفا ہیں۔''

''مجھے تھوڑی دیر کہیں ایسی جگہ لے جاؤ جہاں میں سکون کی سانس لے سکوں۔'' وہ اندر جاتے جاتے پلٹ گیا۔ میں اس کے ساتھ باہر آ گیا پھر ہم ساحلِ سمندر پر بیٹھے تھے جب اس نے ایسے کہا جیسے کوئی جلا ہوا زخم چھپائے، چھپائے پھرے اور ٹھیک ہونے پر ایک کسک کی طرح اسے دیکھے۔ ''پوچھو گے نہیں شاہی کون ہے؟''

''بہنیں گھر کے باہر بیٹھ کر کیا جانے والا تذکرہ نہیں ہوتیں۔ بہنیں روح ہوتی ہیں، ان کی تعظیم کرنی چاہیے۔ چاہے اپنی ہوں یا کسی اور کی۔''

''تم پہلے شخص ہو، جس سے میں نے ایسے سنا ورنہ یہاں تو لوگوں کو چٹخارا چاہیے ہوتا ہے اپنے پرائے کی قید بھی لازمی شرط نہیں ہوتی۔'' ناصر نے میری بات کو سراہتے ہوئے لوگوں کی سفاکیت بتا ڈالی۔

''مجھے پتا ہے تم اس سے محبت کرتے ہو۔ سوال تو یہ ہے کہ سب اس سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟''

میں نے یہ بات سوچی ضرور پر کہی نہیں پھر ایک ہفتہ گزر گیا۔ اچانک وہ بھاگا ہوا اسپتال گیا ڈرائیور کے طور پر میں ہی ساتھ تھا۔ اس کی بہن کی بیٹی کو استھما کا دورہ پڑا تھا۔ وہ بالکل پاگل لگنے لگا تھا اس کی...... بے قراری، اس کی بھاگ دوڑ......اس نے ڈاکٹروں کا جمِ غفیر لگا دیا تھا۔ اس 14 سال کی بچی کے لیے وہ ایک بینچ پر بیٹھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

''اسے سوفٹ ویئر انجینئر بننا ہے۔ ہر وقت پڑھائی، پڑھائی......خیال تو رکھتی ہی نہیں اپنا......مفتی میری بیٹی ٹھیک تو ہو جائے گی ناں......'' میں نے اسے دیکھا، یہ شخص ظالم کیسے ہو سکتا ہے۔

''بڑے بھائی کا بیٹا پیارا نہیں لگتا؟'' اس کی بھاگ دوڑ دیکھ کر میں نے اچانک اس سے سوال کیا۔

''ایک معصوم سے بچے سے میرا کیا بیر مفتی......''

اس نے گہری سانس لی جیسے کسی پہاڑ کے بوجھ کو بس ہلکا سا سرکایا ہو تا کہ سانس لے سکے۔

''پھر بڑے بھیا کو پیسے کیوں نہیں دیے؟''

''دیے تھے بس اپنے ہاتھ سے نہیں دیے۔ بڑے بھائی کی انا عزتِ نفس کو جھٹکا نہیں لگانا چاہتا تھا۔''

''تو اس لیے تمہارے دوست نے اتنی دریا دلی دکھائی تھی؟''

وہ کچھ نہیں بولا۔ اور اس کی بھانجی شام تک ٹھیک ہو کر آ گئی، میں ان سب کو گھر تک چھوڑنے گیا اور دروازے میں کھڑی نار کو دیکھ کر اچھل ہی تو پڑا یہ کسی دیوتا کی داسی لگتی تھی۔ ناصر کی آنکھوں کی چمک اس کے پلکوں میں بند کردار اچھل کر خود میرے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔

''یہ میری نند عنایہ ہے میں اس کے ساتھ ناصر کا گھر بسانا چاہتی ہوں لیکن......گھر میں کوئی نہیں مانتا۔'' بہن بتا رہی تھی۔

''کیوں نہیں مانتے۔'' مجھے اچنبھا ہوا۔

شاہی اس جگہ آ کر خاموش ہو گئی تھی جیسے کوئی بات ہونٹوں تک آتے، آتے رہ جاتی ہو۔

پھر میں شاہی کے شوہر کے پاس بیٹھا تھا اس نے کہا۔ ''شاہی اور میری محبت کی شادی تھی، گھر میں اماں اور ناصر کے علاوہ کوئی اس شادی میں شامل نہیں ہوا۔ سب کو لگتا ہم ان کے معیارِ زندگی کو ٹچ نہیں کرتے، ناصر مجھ سے ملا تو اس نے کہا میں خوش ہوں......آپ میں جدوجہد کرنے کی لگن ہے۔ میں راضی ہوں......تو صرف اپنی اماں کے ساتھ ناصر نے ہمارے نکاح میں شرکت کی۔''

اس لیے وہ اس گھر کے خلاف بغض رکھتے ہیں......مجھے اصل صورتِ حال اب پتا چلی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

''تم خود کرلو شادی...... اسٹیبلش ہو، گھر ہے، بزنس ہے کون ہاتھ پکڑے گا۔'' میں نے ایک دم کہا۔
سب کو لگتا ہے میں اپنی من مانی کرتا ہوں اس لیے نہیں چاہتا دنیا کو ان کی ہاں میں ہاں ملانے کا موقع ملے۔'' اس نے سر جھکا لیا۔

''اپنے لیے زندگی سے خود چھیننا پڑتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں تمہاری شادی کو کوئی کیسے روکتا ہے۔''
میں اسے اپنا فیصلہ سنا کر گھر آ گیا پھر رات کو میں اور جنتو چوبارے پر بیٹھے ہوئے تھے میں ناصر کی کہانی اسے سنا رہا تھا اور وہ دوپٹا منہ پر رکھے بس سکتے میں سنے جا رہی تھی، میں پلٹا تو مودی کو کھڑے پایا۔

''لوگ جھوٹ نہیں کہتے، میں کیوں مانوں وہ ایسا ہے......تو نے ساری رنگریزی کی ہوگی۔'' مودی کا لہجہ بھرایا ہوا تھا اپنی سوچ پر کسی اچھے کو برا جاننے پر...... میں بس اسے دیکھتا چلا گیا۔ کچھ نہیں بولا دوسرے دن ہم لنچ پر ایک ہوٹل میں بیٹھے تھے جب اچانک مودی آ گیا۔

''مجھے پتا ہے مفتی سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا لیکن ناصر آئی لو یو۔''
ناصر کی آنکھوں میں اتنی جلدی نمی آئے گی مجھے اندازہ نہیں تھا وہ کھڑا ہوا اور مودی سے گلے ملنے لگا۔

''تمہاری محبت جاننے کے بعد ہوئی مفتی جانے بغیر مجھ سے محبت کرنے لگا۔''
اسے کیسے پتا چلا مودی کچھ جاننے کے بعد یہاں تک آیا ہے؟ سوال اٹھا اور وہ مسکرانے لگا۔

''کوئی شکل دیکھ کر کمر موڑنے والا ایک دم سے جپھی مارے تو گرد کہیں نہ کہیں سے کسی نہ کسی نے تو اڑائی ہوگی ناں......''
میرے ہونٹوں پر دبی، دبی سی مسکراہٹ تھی اور مودی پلان بنا رہا تھا عنایہ کو اس پارلر سے تیار کروائیں گے......میں کہہ رہا تھا ناصر کی گرومنگ اس سلون سے ہوگی۔ اس کی بارات اور ولیمے کا سوٹ فلاں ڈیزائنر سے بنوائیں گے۔ ہم یہ ہال بک کروائیں گے، یہ کریں گے وہ کریں گے اور ناصر ہماری باتیں ایسے سن رہا تھا جیسے ہم اسے کسی فیری لینڈ کی کہانی سنا رہے تھے اس کے چہرے کی چمک چھپ، چھپ کے کیے جانے والے عنایہ کو فون...... ہم روز اس کا مذاق اڑاتے وہ ہم سے بچ، بچ کے کبھی کمرے میں، کبھی اسٹور روم میں، کبھی واش روم میں چھپ کے فون کرتا...... اس دن میں نے اور مودی نے تہیہ کیا تھا اس کے بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی کو اس شادی پر قائل کر کے رہیں گے لیکن اچانک مودی بھاگا ہوا آیا۔

''ناصر اسپتال میں ہے۔''
''پاگل ہو گیا......؟'' میں نے اسے جھٹلایا لیکن پھر بھی اس کے ساتھ بھاگتا ہوا اسپتال پہنچ گیا۔
''پیر...... پھسل گیا سیڑھی سے۔''
''نہیں مفتی، انہوں نے مارا ہے میرے بھائی کو۔'' شاہی دیوانوں کی طرح چیخی تھی۔ میں ٹھنڈی بینچ پر بیٹھ گیا تھا میں یک ٹک اس کے بھائیوں کو دیکھ رہا تھا اسے ہوش آیا اور اس نے بھی یہی کہا۔
''پیر پھسل گیا تھا شاہی...... بھائیوں پر شک نہیں کرتے......میں کون سا یوسف ہوں جو......''
''جھوٹ بول رہے ہو تم بچانا چاہتے ہو ان سب کو۔''
''میں کون ہوتا ہوں کسی کو بچانے والا...... قرابت داری کا خیال رکھنے کا حکم تو میرے آقا ﷺ کا ہے۔''
قرابت دار چاہے دھکا دے کر ماریں۔''
''کوئی کسی کو نہیں مار سکتا اس کے حکم کے آگے۔'' اس کا لہجہ نرم ہی تھا۔ شاہی باہر چلی گئی اور میں اسے دیکھنے لگا۔
''عنایہ کی شادی کروانے کا کام تیرے سپرد کر رہا ہوں۔''
''بکواس مت کر!'' میں اس پر پہلی بار چیخا لیکن میری آنکھیں ایویں ڈھونگی رونے بیٹھ گئیں۔ مودی نے بڑے، بڑے ڈاکٹر سے کنسلٹ کیا اسے بلا بھی لیا۔ بڑے بھائی کی بیوی بڑبڑانے لگی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اتنا مہنگا اسپتال ہے، ساری دولت یہیں ختم ہو جانی ہے۔ ٹھنٹھل کو پال رہ جاؤ گے جی......'' مودی آستینیں چڑھا کر آگے بڑھنے لگا تو میں نے اسے روک دیا۔

''دوست کو تماشا نہ بناؤ۔'' ڈاکٹر اسے آپریشن تھیٹر میں لے گئے تھے۔ مودی مجھے دیکھتا تھا میں مودی کو۔

''یہ اسٹوپڈ بچ تو جائے گا ناں......؟'' وہ بولا۔

''مر کے دکھائے...... اپنی اور اس کی جان ایک کردوں گا۔ مرنا تھا تو ملا کیوں؟''

مودی کا رواں رواں دہاڑیں مار کر رونے لگا تھا۔ عنایہ کا سر سجدے سے نہیں اٹھتا تھا۔ مجھے اس لمحے جولیس سیزر یاد آیا جس نے اسمبلی ہال میں درجنوں کے مجمعے سے اکیلے جنگ کا آغاز کردیا تھا جو بے جگری سے لڑا تھا لیکن بروٹس کو دیکھ کر...... اپنے جگری یار کے ہاتھ میں اپنے لیے خنجر دیکھ کر جولیس نے اپنا دفاع کرنا چھوڑ دیا اس کے ہاتھ سے خنجر گر گیا تھا یہی اس نے کیا تھا وہ جی سکتا تھا لیکن اس نے جینا چھوڑ دیا تھا۔

وہ جب واپس آیا سفید رنگ میں لپٹا ہوا تھا، یہ رنگ اسے بہت پسند تھا۔ عنایہ نے اسے دیکھ کر اس کے اسٹریچر کے پاس اپنی چوڑیاں توڑ ڈالی تھیں...... میرے اندر وہ بول رہا تھا۔

''عنایہ کی شادی کروانے کا کام تیرے سپرد کر رہا ہوں۔'' میں اس کے اوپر جھکا۔ ''بکواس نہ کر۔'' میرا دل چاہا میں اسے ڈانٹوں مگر میری آنکھیں بس روئے جا رہی تھیں۔ پھر میں نے اور مودی نے اسے لحد میں اتارا یہ اس کی وصیت تھی...... اس کے دونوں بھائی یوں بلبلا رہے تھے جیسے لحد کی زمین بھی ان کی کسی جائداد کا حصہ تھی۔

میں مودی کے پاس بیٹھا تھا۔ مودی، ناصر کے پاس...... ''میرے ہاتھ ابھی تک کانپ رہے ہیں جیسے اس کا جسم ابھی تک ہاتھوں پر رکھا ہو۔''

میں نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

''میرے بھی...... دوست کو قبر میں اتارنا پل صراط پر چلنے جیسا ہے، مجھے لگتا ہے میرے اندر بڑے، بڑے آبلے پڑ گئے ہیں۔''

''میرے بھی...... یہاں سے وہاں تک آبلے ہی آبلے......'' مودی نے میرے کندھے سے سر ٹکایا۔

پھر ایک ہفتے بعد اس کی وصیت کھولی گئی تو لگا ڈرائنگ روم میں کسی نے ہائیڈروجن بم مار دیا ہو سب سکتے کی حالت میں وکیل کو دیکھ رہے تھے اس نے اپنے سارے ہوٹل عنایہ کے سپرد کر دیے تھے ایک کروڑ کے بیمہ کی رقم شاہی کی بیٹی کے حصے میں آئی تھی اور اسی وصیت کے مطابق اس نے یہ بھی طے کیا تھا کہ اس کی زندگی میں چلنے والا اللہ کا کھاتا کبھی رکنا نہ جائے...... وہ مرنے کے بعد اپنے ماں، باپ کے لیے صدقۂ جاریہ رہنا چاہتا تھا۔ اس کی بھابیوں نے عنایہ کا نام لے، لے کر اسے وہ خطابات دیے تھے کہ اگر پہاڑ محسوس کر پاتا تو ریزہ، ریزہ ہو جاتا۔ اس کے دونوں بھائی اور بھابیاں ایسے دہاڑیں مار، مار کر روتے کہ لگا جیسے ابھی کے ابھی انہیں کسی نے بتایا ہے کہ ناصر چل بسا ہے...... میں وہاں سے باہر نکل آیا پھر میں اور مودی گاڑی میں بیٹھ رہے تھے جب شاہی پر نظر پڑی...... بے ساختہ دل چاہا عنایہ کا پوچھوں میں سوچ رہا تھا کہ مودی پوچھ بیٹھا۔

''عنایہ کیسی ہے؟''

شاہی دوپٹا منہ پر ڈال کر رونے لگی۔

''پاگل ہی ہو گئی ہے، کہتی ہے ناصر کے لیے عمر بھر ایسے ہی بیٹھی رہے گی۔ اس کے بھائی سمجھا، سمجھا کر تھک گئے ہیں۔ ایسے کسی رشتے کے بغیر کسی غیر کے لیے کیسے بیٹھا جا سکتا ہے۔ وہ تو بس ایک ہی بات بولتی ہے۔ میرے دل و دماغ نے نکاح کرلیا ان سے...... ہم ضرور جنت میں ملیں گے۔''

میں نے تڑپ کر مودی کو دیکھا مودی نے مجھے اور ہم نم آنکھوں کے ساتھ وہاں سے چلے آئے ہم دونوں کی آنکھوں میں بس عنایہ اور ناصر گھوم رہے تھے۔ اور میں اس کی ادھوری پریم کہانی کا بوجھ دل پر نہیں روح پر آج بھی محسوس کرتا ہوں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



نیا سورج

نزہت جبیں ضیا

اکتیس دسمبر کی رات تھی۔ نئے سال کا آغاز ہونے والا تھا۔ میں نئے سال کی آمد پر جہاں نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ ملک میں امن کی، گھر کی سلامتی، عزیز رشتے داروں کے لیے نیک تمناؤں کی دعا کررہی تھی۔

وہیں یاور اسے اپنے دوستوں کے ساتھ سیلیبریٹ کررہے تھے تو میرب اپنی فرینڈز کے ساتھ گھر کے ڈرائنگ روم میں اودھم بازی اور طوفانِ بدتمیزی کے ساتھ ہنگامہ کرتے ہوئے نئے سال کی خوشیاں منارہی تھی۔ مما

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یعنی میری ساس تو آج ٹائم سے پہلے ہی سو چکی تھیں کیونکہ انہیں صبح، صبح کسی فنکشن میں جانا تھا اور بقول ان کے فریش نیس کے لیے پوری نیند کا ہونا ضروری تھا۔ مما کی یہی گہری اور بے فکری کی نیند ہی تو تھی جو آج میرب اس مقام پر تھی۔ اسے صحیح، غلط اور اچھے، برے کی تمیز نہ تھی۔ اولاد کی طرف سے مما کی بے اعتنائی اور بے پروائی نے آج بچوں کو ان سے دور کر دیا تھا۔ مما کی اسی خود پسندی اور مصروفیت نے ہی انہیں پاپا سے بھی دور کر دیا تھا اور پاپا نے انہیں ڈیورس دے دی تھی۔ میرب ایک اکھڑ، بدتمیز، بولڈ اور بہت بے باک لڑکی تھی جس کی نظر میں کسی کی کوئی اہمیت نہیں تھی، وہ کسی حد تک بگڑی ہوئی تھی۔ اگر مما اپنی اولاد خصوصاً میرب پر صحیح توجہ دیتیں تو وہ آج یوں بے ہنگم موسیقی پر ڈانس کرنے کے بجائے میری طرح اچھی، اچھی دعاؤں کے ساتھ نئے سال کی آمد کا اہتمام کرتی۔

رات کے دو بج چکے تھے، میں نے ایک بار جا کر میرب کو وقت کا احساس دلایا تھا جس پر اس نے منہ بنا کر او کے کہہ کر دروازہ دوبارہ بند کر لیا تھا۔ دو بجے کے بعد یاور بھی آ گئے۔

''ہیپی نیو ایئر ڈیئر......'' انہوں نے آتے ہی پیار سے میرے ہاتھ تھام کر مجھے وش کیا۔

''سیم ٹو یو۔'' میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔''یاور، میرب سے کہیں کافی رات ہو گئی ہے اس کی فرینڈز نے گھر بھی جانا ہوگا آج کل کے حالات......''

''اوہ کم آن یار......! یہ کیا دقیانوسی باتیں کر رہی ہو؟ یو نو......! آج باہر کتنا ہنگامہ ہے۔'' یاور نے میری بات بھی مکمل نہ ہونے دی تھی۔

''شہر میں کتنی رونقیں لگی ہیں، تم کو کیا پتا؟ تم تو اس معاملے میں آدم بیزار ہو، بوڑھی روح، میرب کوئی بچی نہیں ہے کہ اسے سمجھایا جائے اور گزشتہ کئی سالوں سے وہ اسی طرح نیو ایئر سیلیبریٹ کرتی ہے اس لیے تم بھی سو جاؤ۔'' وہ میرا مذاق اڑاتے ہوئے سگریٹ کا جلتا ہوا ٹوٹا ایش ٹرے میں مسل کر واش روم کی طرف بڑھ گئے۔ ''اچھا سنو! مجھے جلدی مت جگانا۔'' یاور چینج کر کے آئے اور کہتے ہوئے بیڈ پر لیٹ گئے۔ میں ان کو دیکھتی رہ گئی۔ بڑا عجیب سا ماحول تھا یہاں کا ڈرائنگ روم سے آتی ہوئی شور وغل کی آوازوں نے مجھے ڈسٹرب کر رکھا تھا۔ میں کچھ دیر تو برداشت کرتی رہی، رات کے تین بج چکے تھے۔ باہر کا شور وغل اور دھما چوکڑی بھی بند ہو چکی تھی اب ماحول پر خاصا سکوت طاری تھا، سردیوں کی راتیں ویسے بھی خوفناک لگتی ہیں باہر کی خاموشی اور سناٹے کو محسوس کر کے ایک بار پھر میرے قدم ڈرائنگ روم کی سمت بڑھ گئے۔ میں نے آہستگی سے ڈرائنگ روم کا دروازہ ناک کیا۔

''کیا ہوا......؟'' میرب نے دروازہ کھول کر جھنجلاتے ہوئے سوال کیا۔

''میرب، رات کے تین بج چکے ہیں باہر بھی سناٹا ہو گیا ہے تمہاری فرینڈز کو چاہیے کہ اب گھر چلی جائیں۔ بلکہ ڈرائیور سے کہو انہیں ڈراپ کر دے۔ خدانخواستہ کوئی مسئلہ نہ ہو جائے اب ختم کرو یہ سب۔''

''افوہ بھابی! نہ جانے آپ کے ساتھ کیا پرابلم ہے...... کیوں بار، بار آ کر ہمیں ڈسٹرب کر رہی ہیں۔ جب میری فرینڈز کو پرابلم نہیں ہے، ان کی فیملیز کو پرابلم نہیں ہے تو آپ کو کیا تکلیف ہے؟ اور اگر کوئی پرابلم ہوتی بھی ہے تو میں ہینڈل کر لوں گی، آپ کو زحمت نہیں دوں گی اس لیے فار گاڈ سیک، اب ہمیں ڈسٹرب نہ کریں اور جا کر سو جائیں۔ فرینڈز کے سامنے بار، بار اس طرح سے انٹرفیئر کر کے میری انسلٹ مت کریں۔'' میرب نے نہایت بدتمیزی سے کہہ کر دھاڑ سے دروازہ بند کر لیا اور میں اپنی نظر میں خود ہی شرمندہ ہو گئی کیونکہ اس کی فرینڈز کا قہقہہ کافی بلند تھا۔ میں واپس اپنے کمرے کی طرف آ گئی۔

میری شادی کو صرف آٹھ ماہ ہوئے تھے۔ میرے پاپا کافی عرصے سے امریکا میں جاب کر رہے تھے۔ کسی دوست کے توسط سے میرا رشتہ یاور سے طے کیا گیا تھا، میں مما اور پاپا کی اکلوتی بیٹی تھی، مجھ سے بڑے شجاع بھیا تھے۔ وہ بھی امریکا میں تھے ہمارے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہاں روپے پیسے کی کوئی کمی نہیں تھی۔ میں بہت لاڈ اور نازوں میں پلی لڑکی تھی لیکن ان سب کے باوجود ہمارے گھر کا ماحول خالص اسلامی طور طریقوں پر مبنی تھا۔ مما اور میں خواہ گاڑی میں ہی مگر جہاں کہیں بھی جاتے اسکارف یا چادر نما دوپٹے سے سر کو چھپا کر نکلتے۔ نماز، روزہ اور دیگر اسلامی اقدار کی مکمل پاسداری کی جاتی۔ اس کے برعکس جب سے میں شادی ہو کر یہاں آئی تھی یہاں کا ماحول اور رہن سہن بالکل مختلف تھا۔ یاور کی مما اور چھوٹی بہن میرب جو کہ کالج میں پڑھتی تھی وہ دونوں بہت ماڈرن اور فیشن ایبل تھیں، یاور کی مما سوشل ورکر تھیں وہ اکثر سلیولیس بلاؤز پہن کر باہر یوں ہی نکل جاتیں...... مجھے یہ دیکھ کر بہت معیوب لگتا، اسی طرح میرب ایک آزاد، خودسر اور بگڑی ہوئی لڑکی تھی وہ ہر چیز میں اپنی مرضی کی مالک تھی۔

میں نے ابتدا میں بہت کوشش کی کہ میرب کو اچھے برے کا احساس دلاؤں۔ صحیح اور غلط کی نشان دہی کروں مگر...... میں اپنی کوشش میں ناکام رہی، اس معاملے میں مما کو کوئی پروا نہیں تھی اور نہ ہی یاور کو، ان لوگوں نے میرب کو مکمل آزادی دے رکھی تھی اور وہ اس کا کافی حد تک غلط فائدہ اٹھا رہی تھی۔

میں نے ایک دو بار دبی زبان سے کچھ کہنا چاہا لیکن یاور نے میری بات سننے سے پہلے ہی اِدھر اُدھر کی باتوں میں یہ بات اڑا دی۔ اس روز اتفاق سے میرب اور میں دونوں ہی گھر پر تھے، میرب اپنا سیل چارج پر لگا کر نہانے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس کا سیل بجنے لگا۔ ایک، دو، تین، بار مسلسل بیل ہو کر بند ہوئی پھر لگا تار میسج آنے لگے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی میں نے اب کے آنے والی کال ریسیو کرلی۔ دوسری جانب بغیر ہیلو کوئی شروع ہو گیا۔

''میرب میں سمیرا بات کر رہی ہوں، تم نے آخر خود کو کیا سمجھ رکھا ہے اتنا ناز ہے اپنے حسن پر کہ جس کے ساتھ چاہے چکر چلالو اب تم نے احد کو پھنسالیا ہے، کل تک تمہاری جان بلال تھا یاد رکھو اگر تم نے احد کا پیچھا

خصوصی دعا

وفاؤں کے خمیر سے خوب آشنا رہو
بے وفائیوں سے نہیں ہرگز گھبراؤ
سچ کے اکسیر سے معتبر ہے زندگی
جھوٹ کے زہر سے اپنا آپ بچاؤ
گردِ غم سے خود کو رکھنا مانوس
خوشیوں میں مقصدِ عظیم نہ بھول جاؤ
نفرت کی وادیوں میں جھانکنا کبھی نہ
محبت کے سلسلوں میں اپنا نام لکھاؤ
کوثر دعا کی بارشیں برسائی جائیں گی
اے میرے چارہ گر یوں نہ آزماؤ
دفاع کی سرزمین ہے یہ میرا پاکستان
آؤ میرے ساتھ مل کر اسے سجاؤ

کاوش: کوثر خالد، جڑانوالہ

نہیں چھوڑا تو میں تمہارا وہ حشر کروں گی کہ تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی۔ میں یہ کام بنا بتائے بھی کر سکتی تھی کیونکہ تم میری پہنچ سے ناواقف ہو لیکن چونکہ تم میری دوست تھیں اس لیے تمہیں وارننگ دے رہی ہوں آگے تم خود سمجھدار ہو، میرے پاپا کو تو تم جانتی ہی ہو۔'' کسی لڑکی نے نہایت غصے اور تیز لہجے میں لمبی چوڑی بات کی اور بنا جواب سنے کال کاٹ دی۔

''اُف!'' ابھی دو دن پہلے ہی میں نے اس کو کسی احد نام کے لڑکے سے فون پر بات کرتے سنا تھا۔ یہ لڑکی نہ جانے کیا، کیا کرتی پھر رہی ہے۔ تب ہی پیچھے سے میرب آگئی۔ میرے ہاتھ میں اپنا سیل فون دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

''میرب، یہ سمیرا اور احد کون ہیں؟'' میرے سوال پر وہ چونکی اس کے چہرے پر عجیب سا رنگ آگیا۔

''آپ...... آپ...... نے میرا سیل چیک کیا ہے......؟ اتنی چھوٹی اتنی گھٹیا حرکت......؟ کوئی مینرز

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کوئی ایٹی کیٹس آتے ہیں کہ نہیں؟ کیوں میرے پیچھے لگی رہتی ہیں؟ آپ ثابت کیا کرنا چاہتی ہیں؟ شرم نہیں آتی آپ کو ایسا کرتے ہوئے؟'' اس کا غصہ عروج پر تھا۔

''میرب زبان سنبھال کر بات کرو، مجھے کوئی شوق نہیں تمہارا سیل چیک کرنے کا...... مسلسل کالز آرہی تھیں تو میں نے کال ریسیو کرلی اور تم...... تم...... کیا حرکتیں کررہی ہو؟ کیوں اس طرح کی حرکتیں کرتی ہو بلال کے بارے میں تم مما سے بات کررہی تھی ناں پھر یہ احد کہاں سے آگیا اور تم......''

''بس کریں......'' میری بات پوری ہونے سے پہلے ہی اس نے کاٹ دی۔

''آپ اپنے کام سے کام رکھا کریں! آپ ہوتی کون ہیں میرے معاملات میں بولنے والی؟ آخر آپ کو تکلیف کیا ہے...... جب میری مما اور میرے بھیا میرے معاملات میں نہیں بولتے تو آپ کون ہوتی ہیں؟ میری مرضی ہے، میری لائف ہے، میں جس طرح سے گزاروں اگر آئندہ آپ نے مداخلت کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔'' بدتمیزیوں کی ساری حدیں پار کرتی ہوئی وہ میرے ہاتھ سے سیل فون چھین کر اندر کی طرف چلی گئی اور میں اپنی بے عزتی پر ہونٹ کاٹتی رہ گئی۔

''لیکن یہ کوئی اچھی بات نہیں...... کہ اسے باقاعدہ دھمکیاں مل رہی ہیں اگر خدانخواستہ کچھ اونچ نیچ ہوجائے تو......؟'' مجھے جھرجھری آگئی، نہ جانے کیوں گھبراہٹ سی ہونے لگی تب میں نے سوچا یاور سے بات کروں۔ ابھی میں نے یاور سے تذکرہ کیا ہی تھا، پوری بات بھی نہیں بتائی کہ یاور الٹا مجھ پر برس پڑے۔

''اُفوہ سیرت......! تمہیں تو CID میں ہونا چاہیے تھا یار...... اس عمر میں سب ایسے ہی ہوتے ہیں، انجوائے منٹ، گھومنا پھرنا اور لائف کو بھرپور طریقے سے انجوائے کرنا، دوستیاں، یاریاں اور نہ جانے کیا، کیا...... وقت کے ساتھ سب بدل جاتے ہیں ایک وقت تھا کہ میں بہت فلرٹی تھا۔ کالج، یونیورسٹی کی ہر لڑکی کا آئیڈیل اور میں نے بھی خوب افیئر چلائے۔ یار یہ زندگی ہوتی ہی ایسی ہے پریکٹیکل لائف میں سب سنبھل جاتے ہیں جیسے کہ میں اب دیکھو سوائے تمہارے کسی کی طرف دیکھتا ہوں نہ بات کرتا ہوں قسم سے میرا سیل چیک کرلو صرف تین female کے نمبرز ہیں تم، مما اور میرب۔'' یاور نے ہنسی مذاق میں میری بات اڑا کر شرارت سے مجھے کاندھے سے تھام کر خود سے قریب کرلیا۔ اور میں خالی، خالی نظروں سے ان کے مطمئن اور مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھتی رہ گئی۔

میں نے بھی سوچا کیوں خواہ مخواہ میں اکیلی ہی ہر بات کی ٹینشن لوں، بے عزت ہوں، باتیں سنوں اس لیے میں نے بھی خاموشی سادھ لی۔ یاور مجھ سے بہت پیار کرتے تھے، میرا خیال رکھتے، گھر میں کھانا پکانے کے لیے خانساماں تھا، جھاڑو پونچھے کے لیے ماسی آجاتی، مجھے کوئی کام ہی نہ ہوتا۔ مما بھی دن بھر باہر ہوتیں، میرب الگ مصروف البتہ یاور کے آفس سے آنے کے بعد کا سارا ٹائم میرے لیے ہوتا۔ ویسے گھر، گھر جیسا نہیں لگتا تھا سب اپنے کام سے کام رکھتے۔ یاور آفس سے آتے تو ہم دونوں گھومنے نکل جاتے، ڈنر باہر کرلیتے کبھی کسی کے گھر چلے جاتے۔ مووی دیکھ لیتے، میں نے ابتدا میں میرب سے گھلنے ملنے کی کوشش کی تھی، اس سے بات کرنے، اس کی مصروفیت کے بارے میں جاننے کی کوشش کی مگر میرب کی سرد مہری اور بے اعتنائی دیکھ کر پیچھے ہٹ گئی۔

میں خیالات سے چونکی فجر کا ٹائم ہونے والا تھا۔ میرے سیل کا الارم بج اٹھا تھا۔ تب باہر سے گاڑیوں کی آوازیں آنے لگیں۔ میرب کی فرینڈز کو ان کے گھر والے واپس لے جانے کے لیے آئے تھے۔ میں کھڑکی سے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ میرب سب سے گلے مل کر رخصت کررہی تھی۔ تمام دوستیں جاچکی تھیں۔ چوکیدار شاید واش روم کی طرف گیا ہوا تھا۔ تب ہی میرب گیٹ بند کرنے لگی تھی دفعتاً میں نے دیکھا کہ کوئی لمبا تڑنگا سا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آدمی جو کالے کپڑے پہنے ہوئے تھا گیٹ کو دھکا دے کر اندر آ گیا۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ سمجھتی شاید میرب کی نظر کھڑکی میں کھڑے مجھ پر پڑ چکی تھی وہ آدمی میرب کو پکڑنا چاہتا تھا۔ ''بھابی......'' وہ پوری قوت سے چلائی تھی، میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ بدحواس ہو کر گیٹ کی طرف بھاگی ساتھ ہی گھر کی لائٹیں بھی آن کردیں...... وہ آنے والا شخص بدحواس ہو کر میرب کو زور سے دھکا دے کر جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اُدھر سے چوکیدار بھی دوڑ کر آیا تھا۔

''بھابی...... بھابی......'' وہ دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی اور زار و قطار رونے لگی۔ اس کا سارا وجود کپکپا رہا تھا۔ خوف و دہشت سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اس نے آنے والے آدمی کے ہاتھ میں پستول دیکھ لیا تھا۔ موت کو اتنے قریب سے دیکھ کر اچھے سے اچھے آدمی کا برا حال ہو جاتا ہے وہ تو ایک لڑکی تھی......

''بھابی...... بھابی...... شکر ہے آپ نے مجھے بچالیا۔'' میں اس کو تھام کر اندر کی طرف لے آئی۔

''نہیں، نہیں ایسے مت بولو، میں کیا چیز ہوں یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ اس نے تمہیں بچالیا۔'' میں نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا...... لاؤنج میں اسے بٹھا کر پانی پلایا۔

''میں معافی کے قابل نہیں ہوں بھابی، کیا اللہ پاک مجھے معاف کردے گا۔'' اذانیں شروع ہو چکی تھیں، اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں، ہاں کیوں نہیں، وہ رحیم ہے، رحم کرنے والا، رحمٰن ہے، کریم ہے، ہم پر رحم کرنے والا، کرم کرنے والا، ہمارے گناہوں کو معاف کرنے والا بشرطیکہ ہم سچے دل سے توبہ کرلیں۔ ہمارے گناہوں کو بخشنے والی وہی ذات ہے جو ہم سے ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت کرتا ہے اس کے در پر جانے والا خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ اگر تم سچے دل سے توبہ کرو گی تو وہ ضرور معاف کرے گا۔'' میں نے اس کے کانپتے سرد ترین ہاتھوں کو تھام کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''حیَّ علی الفلاح حیَّ علی الفلاح......'' موذن کی خوش الحان آواز گونجی۔

''بھابی مجھے بھی فلاح چاہیے...... بھابی مجھے معافی چاہیے اپنے رب سے......'' گیلی آنکھوں سے مجھے دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''چلو آؤ...... اس کی ابتدا کرو، اپنے پروردگار سے معافی طلب کرو......اس کا در کبھی بند نہیں ہوتا......'' میں نے میرب کے ساتھ اسی کے کمرے میں نمازِ فجر ادا کی۔

''تم اگر ڈر رہی ہو تو میں یہیں سو جاتی ہوں۔'' نماز کے بعد میں نے کہا۔

''نہیں بھابی، تھینکس آپ نے ہمیشہ مجھے سمجھانے کی کوشش کی اور میں نے......'' روتے ہوئے وہ میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی تھی۔

''بس اب سب بھول جاؤ جو ہو گیا سو ہو گیا بس اللہ پاک آگے کے لیے بہتری اور فلاح کی راہیں کھولے۔'' میں نے پیار سے اس کی آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا۔

''بھابی آپ اپنے کمرے میں جائیں۔ میں اب خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہی ہوں۔ خود کو اللہ پاک کے حوالے کر کے اب مجھے سکون محسوس ہو رہا ہے۔ آپ بھی جا کر آرام کریں۔'' اس کے لہجے میں اتنا اعتماد اور یقین تھا کہ اسے سراہے بنا نہ رہ سکی۔

میں اپنے کمرے میں آئی حیران ہو کر پلکیں جھپکا، جھپکا کر اندر کا منظر دیکھ رہی تھی۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ شادی کے آٹھ ماہ گزر جانے کے بعد آج پہلی بار میں یاور کو نمازِ فجر ادا کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ میری آنکھوں میں تشکر کے آنسو جھلملانے لگے۔

''یا اللہ...... تیرا لاکھ، لاکھ شکر ہے نئے سال کا طلوع ہونے والا پہلا سورج ہمارے گھر کے لیے فلاح اور نیکی کی روشنی لے کر طلوع ہوگا۔''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اے عشق ترے ہیں کھیل عجب

دُرِ ثمین بلال

وہ کمالِ ہنر یوں بھی کرتا گیا
زخم دیتا گیا زخم بھرتا گیا
دُور اُس کی نگاہوں سے منزل ہوئی
جادۂ عشق میں جو بھی ڈرتا گیا
رات پھولوں پہ شبنم برستی رہی
رنگ پھولوں کے رخ کا نکھرتا گیا

عشق، محبت، چاہت، پیار ایک جذبے کے کتنے اظہار ... یہ جذبہ ہر کسی کے دل میں پنپ سکتا ہے بشرطیکہ دل کا ظرف وسیع اور خلوص کے موتیوں سے مرصّع ہو، زیرِ نظر کہانی اسی جذبے کے اتار چڑھاؤ کو بے حد متاثر کُن انداز میں قاری کو ایک نئی سوچ سے روشناس کراتے ہوئے بڑھتی ہے۔

عشق کے آفاقی جذبے کو ایک نئے انداز میں بیان کرتی دلکش تحریر

قسط: 5



READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ایشال اس دن تو کیا اس سے اگلے دن بھی اسپتال نہیں گئی تھی۔ اسے ڈاکٹر عمر پہ شدید غصہ تھا، گھر میں اس نے اپنی طبیعت خرابی کا بہانہ بناتے ہوئے اسپتال سے چھٹی کرنے کا ڈرامار چایا تھا۔ دوسری طرف ڈاکٹر عمر نے بھی اس سے رابطہ کر کے اسپتال آنے کو نہیں کہا...... ایشال کا ذہن ان سوچوں میں بری طرح سے الجھا ہوا تھا۔ شاید وہ لاشعوری طور پر ڈاکٹر عمر کی فون کال کی منتظر تھی...... اس وقت بھی وہ بیڈ پر لیٹی ہاتھ میں موبائل پکڑے what,s app پر مناب سے چیٹنگ کرتے ہوئے اس سے ڈاکٹر عمر کی شکایتیں لگا رہی تھی کہ اچانک اس کے روم کا دروازہ کھلا اور علینہ اس کے روم میں داخل ہوئی۔

''ہائے ایشو کیسی ہو؟'' علینہ خوشگوار موڈ میں آگے بڑھی۔

''ٹھیک ہوں۔'' ایشال اٹھ کر بیٹھ گئی۔

''تمہاری شکل سے تو نہیں لگ رہا؟'' علینہ اس کے گلے لگنے کے بعد اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

''مجھے این سی اے سے فائن آرٹس میں ماسٹرز کرنے کا کریز تھا مگر مجھے زبردستی میڈیکل کی فیلڈ میں دھکیل کر گھر والوں نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔'' ایشال روہانسے انداز میں بولی۔

''یار ایشو یہ تو مرحوم انکل، آنٹی کی خواہش تھی کہ وہ تمہیں ڈاکٹر بنانا چاہتے تھے۔ داؤد انکل نے تو ان کی خواہش پوری کی ہے، اس میں بھلا ان کا کیا قصور؟'' علینہ نے پیار سے اس کی بات کا جواب دیا۔

''مما اور بابا کی اس عجیب وغریب خواہش کو میں اپنے اوپر ہونے والا ظلم سمجھ کر اسے صبر سے پورا کر چکی تھی تو کم از کم مجھ پر عمر بھائی جیسے اکھڑ، بدمزاج شخص کے ساتھ اِز اے جونیئر پریکٹس کرنے کا عذاب تو نازل نہ کرتے بڑے پاپا۔'' ایشال روہانسے انداز میں علینہ سے شکوہ کرنے لگی۔

''ایشو کیا ہوا ہے...... آج تم کچھ زیادہ ہی ایموشنل ہو رہی ہو؟'' جواباً ایشال نے سارا قصہ علینہ کے گوش گزار کر دیا۔

''یار دفع کرو...... تم بس کچھ عرصہ ڈاکٹر عمر کے ساتھ رہ کر پریکٹس کر لو اور پھر کسی اور اسپتال کو جوائن کر لینا...... تمہیں تو اب عمر بھائی کے ایٹی ٹیوڈ کا عادی ہو جانا چاہیے۔'' علینہ نے اسے سمجھایا۔

''میں نہیں ہو سکتی ایسے رویے کی عادی...... بچپن سے لے کر آج تک اس گھر میں میرے صرف ناز نخرے ہی اٹھائے گئے ہیں، عمر بھائی کون ہوتے ہیں مجھ پر رعب ڈالنے والے؟'' ایشال کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔

اسی دوران ملازم سوفٹ ڈرنک لے کر روم میں آیا اور سرو کر کے چلا گیا۔

''اچھا چھوڑو ایشو یہ سب، تمہارے لیے ایک بریکنگ نیوز ہے۔'' علینہ نے مسکراتے ہوئے اس کا دھیان بٹایا۔

''کیسی بریکنگ نیوز؟''

''آج رات Royal palm میں راحت فتح علی پرفارم کر رہے ہیں۔ یہ دیکھو تمہارا اور میرا پاس......'' علینہ نے پرس سے دو پاس نکال کر اس کے سامنے لہرائے۔

''واؤ! گڈ نیوز۔'' ایشال کا چہرہ خوشی سے جگمگا اٹھا۔ راحت فتح علی اس کے موسٹ فیورٹ سنگرز میں سے ایک تھے۔

''تم رات دس بجے میری طرف آ جانا...... وہاں سے اکٹھے چلیں گے۔'' علینہ نے مشورہ دیا۔

''دادو کو کنسرٹ کا بتایا تو وہ رات گئے وہاں رکنے پر اعتراض کریں گی۔'' ایشال پرسوچ انداز میں...

بڑبڑائی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

''تم ایسا کرنا...... دادو سے کہنا کہ آج رات تم میری طرف ہی رکو گی۔ بس عنایہ کو کنسرٹ کا بتا دینا۔'' علینہ نے اس کی مشکل آسان کی۔

''ہاں، یہ ٹھیک ہے تمہارے گھر رکنے پر دادو اور بڑے پاپا نے ویسے بھی کبھی اعتراض نہیں کیا۔''

''اعتراض کیسے کریں گے...... بچپن سے ہم ایک ساتھ ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ فیملی ٹرمز ہیں ہمارے۔''

''ہاں یہ تو ہے......'' ایشال نے اثبات میں سر ہلایا۔

''اچھا، اب میں چلتی ہوں...... وہ دراصل میں ٹیلر سے اپنے کپڑے لینے آئی تھی تو میں نے سوچا خود جا کر تمہیں یہ گڈ نیوز سناتی ہوں۔'' سوفٹ ڈرنک پینے کے بعد علینہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''او کے سی یو......'' ایشال کا موڈ یک دم خوشگوار ہو گیا تھا۔

☆☆☆

سارہ کالج سے واپسی پر اسی طرح مایوسی کے عالم میں چل رہی تھی کہ اسے اپنے پیچھے بائیک کی آواز سنائی دی...... سارہ نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ پچھلے دس دن سے بائیک کی ہر آواز پر گردن موڑ کر دیکھتی تھی اور اسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ بائیک کا مخصوص ہارن اب اس کے اور قریب سنائی دیا۔

وہ ایک سائڈ پر یونہی چلتی رہی۔

''سارہ کیسی ہو میری جان؟'' اسجد کی محبت میں ڈوبی ہوئی آواز اسے اپنے قریب سنائی دی۔

اسے لگا جیسے کسی نے اس کے بے جان وجود میں پھر سے جان ڈال دی ہو۔ اس کا چپ سادھے خاموش سا دل...... ایک دم سے دھڑکنے لگا ہو۔ اس کی آنکھوں میں بجھتے انتظار کے دیے پھر سے روشن ہو گئے ہوں۔ اس نے فوراً پلٹ کر دیکھا۔

اسجد بائیک ہلکی کر کے اس کے قریب آ گیا۔

''کہاں تھے آپ اتنے دن؟ میں کتنی پریشان تھی آپ کے لیے...... اس کا آپ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔'' سارہ کے لبوں پر شکوے کے ساتھ بے اختیار سوال پر سوال نکلے۔

''میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا...... دس دن بستر پر پڑا رہا ہوں......'' اب وہ بائیک بند کیے اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔

اسجد کے انکشاف نے جیسے اس کی جان نکال لی تھی۔

''اب آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟ زیادہ چوٹیں تو نہیں آئیں؟ میں آپ کے لیے بہت پریشان ہو گئی تھی۔'' وہ بے اختیار کہتی گئی۔

سارہ کے منہ سے یہ الفاظ اور اس کی بے چینی، اس کی پریشانی دیکھ کر اسجد کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی تھی۔

''آپ میرے لیے پریشان تھیں؟'' وہ خوشی اور بے یقینی سے سارہ کے اور بھی قریب آ گیا۔

سارہ دھیرے سے سر ہلا کر رہ گئی۔

''آپ نے میرا انتظار کیا تھا؟'' ہنوز اسی خوشی سے اسجد نے سوال کیا اور وہ اسی طرح شرم سے بلش ہوتی اثبات میں سر ہلا گئی۔

''سارہ مجھے یقین نہیں آ رہا۔ اگر یہ معجزہ میرے ایکسیڈنٹ کے بعد ہونا تھا تو میں بہت پہلے خود اپنا ایکسیڈنٹ کروا لیتا۔''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''پلیز ایسی باتیں منہ سے مت نکالیں...... اللہ آپ کو ہمیشہ اپنی امان میں رکھے۔ اب تو آپ ٹھیک ہیں ناں......؟'' سارہ نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا مگر اگلے ہی لمحے نظریں جھکا گئی۔ وہ اتنی محبت اور وارفتگی سے اسے دیکھ رہا تھا کہ اسے نظریں ملانا مشکل ہو گیا۔

''پہلے ٹھیک نہیں تھا...... مگر اب آپ کو دیکھ کر ٹھیک ہو گیا ہوں۔'' وہ شریر انداز میں اسے اپنی بصارتوں میں مقید کرتا ہوا بولا۔

''اب آپ جائیں یہاں سے...... کہیں کوئی دیکھ نہ لے ہمیں۔'' سارہ نے اِدھر اُدھر دیکھا۔

''سارہ دل تو نہیں چاہ رہا کہ تم میرے سامنے سے ہٹو...... ابھی تو تمہیں دیکھ کر میرا دل بھی نہیں بھرا...... سارہ میرا دل چاہتا ہے تمہیں اپنے سامنے بٹھا کر جی بھر کے دیکھوں...... اتنی سی ملاقات میں اس دل کی بے قراری کم نہیں ہوتی۔ تم کل میرے ساتھ کہیں چلو ناں...... پلیز انکار مت کرنا...... یہ مریض دل اپنے طبیب سے گزارش کر رہا ہے۔'' اسجد اپنے دل پر ہاتھ رکھے اس سے التجا کر رہا تھا...... سارہ کے دل کی حالت بھی اب اسجد سے کم نہ تھی...... لہٰذا وہ بھی اسجد کے ساتھ باہر کہیں جانے کے لیے آسانی سے آمادہ ہو گئی تھی۔

''تھینک یو سارہ...... آج کا دن میرے لیے بہت خوشی کا دن ہے۔'' وہ حد درجہ خوش نظر آ رہا تھا۔

''اور کل کا دن؟ وہ کیسا ہوگا آپ کے لیے؟'' سارہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''کل کا دن میری زندگی کا یادگار ترین دن ہوگا جب تم میرے روبرو ہو گی اور میں تمہیں اپنے سامنے بٹھا کر فرصت سے دیکھوں گا۔'' وہ بہت پُرجوش انداز میں روانی سے بولا۔

''اچھا اب تھوڑی سی خوشی کل کے لیے بھی سنبھال کر رکھیں...... میں اب چلتی ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے۔'' سارہ نے اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر دھیرے سے کہا۔

''ٹھیک ہے سارہ، کل صبح گیارہ بجے میں کالج کے گیٹ پر آجاؤں گا۔ اور تم پلیز دیر مت لگانا۔'' اسجد نے سارہ کو تنبیہہ کی اور بائیک اسٹارٹ کر دی۔ سارہ بھی اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھ گئی تھی۔

اس کا دل اب بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا اور اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اسجد اس کے سامنے تھا اسے بھی اسجد کی طرح اب کل کے دن کا شدت سے انتظار تھا۔

☆☆☆

ڈاکٹر عمر شام کو اسپتال سے ایک گھنٹا پہلے ہی گھر واپس آ گئے تھے۔

''السلام علیکم مما......!'' ساجدہ بیگم جو ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی نیوز سن رہی تھیں انہوں نے چونک کر عمر کو دیکھا۔

''وعلیکم السلام...... جیتے رہو میرے بیٹے۔ آج جلدی آ گئے تم...... تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں......؟''

''جی مما میں ٹھیک ہوں......'' ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے وہ ماں کے پاس صوفے پر بیٹھ گئے...... ''دراصل میرا دوست اسد بہت ضد کر رہا ہے کہ آج Royal palm میں راحت فتح علی کا کنسرٹ ہو رہا ہے، تم بھی ساتھ چلو، دل تو نہیں چاہ رہا مگر اسد نے ضد پکڑ رکھی ہے کہ میں اس کے ساتھ کنسرٹ میں ضرور جاؤں۔'' ڈاکٹر عمر نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے انہیں بتایا۔

''ہاں تو بیٹا! چلے جاؤ ناں تھوڑا دل بہل جائے گا تمہارا...... دوسروں کے لیے خود پر زندگی کے دروازے بند نہیں کرتے میرے بچے...... میرا بھی دل چاہتا ہے تم اپنی زندگی میں دلچسپی لو...... محض ایک لڑکی کی خاطر اپنی زندگی سے، اس خوب صورت زندگی کے سارے رنگ مت نکالو...... میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں اپنی زندگی میں

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

تمہارا ہنستا بستا گھر دیکھوں...... تمہاری بیوی کے ناز اٹھاؤں...... تمہارے بچوں کو کھلاؤں...... ان کے ساتھ لاڈ پیار سے وقت گزاروں...... چند مہینوں کے بعد مناب کی بھی شادی ہو جائے گی...... میں تو بالکل اکیلی رہ جاؤں گی عمر......'' ساجدہ بیگم نے پیار سے اپنے دل کی خواہش اس کے کان میں انڈیلی۔ ڈاکٹر عمر نے اپنا سر صوفے کی پشت سے ٹکا لیا اور چھت کو گھورنے لگے۔

''مما آپ میری فکر مت کیا کریں...... اور پلیز مجھ سے شادی کے لیے مت کہا کریں...... شاید میں آنے والی کو وہ محبت نہ دے سکوں جس کی وہ حقدار ہوگی...... زندگی میں محبت ایک بار ہی ہوتی ہے...... اور نفرت بھی ایک بار...... اور دھوکا...... وہ بھی صرف ایک ہی بار کھایا جاتا ہے مما...... اور یہ میری بدقسمتی ہے کہ مجھے یہ تینوں چیزیں ایک ہی لڑکی سے ملیں۔'' ڈاکٹر عمر تلخ لہجے میں بولتے ہوئے صوفے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''وہ لڑکی تو ایک مطمئن زندگی گزار رہی ہے وہاں کینیڈا میں...... اور تم نے خواہ مخواہ جوگ لے رکھا ہے اس کے لیے۔''

''اس کے لیے نہیں لیا مما...... بس محبت سے نفرت ہوگئی ہے...... میرا یقین اور اعتماد توڑ دیا ہے محبت نے...... اینی وے فیضو سے کہیں ایک کپ اسٹرانگ سی چائے بنا کر میرے روم میں لے آئے۔'' ڈاکٹر عمر کو اس ٹاپک سے چڑ تھی۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی وہی سب کچھ کہہ کر وہ اپنے روم کی طرف بڑھ گئے تھے...... اور پریشان و ملول سی ساجدہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

☆☆☆

سارہ جب گھر میں داخل ہوئی تو...... ایک ہفتے کے بعد گھر میں بھائی کو بیٹھا دیکھ کر اسے حیرت کے ساتھ ساتھ ازحد خوشی بھی ہوئی تھی۔ گلو کی عادات جیسی بھی تھیں آخر تھا تو وہ ان کا اکلوتا چھوٹا بھائی۔

سیما بیگم بیٹے کے پاس بیٹھی اسے پنکھا جھل رہی تھیں۔ زارا بجو اور ابا بھی گلو کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ زارا کی تینوں بچیاں صحن میں کھیل رہی تھیں۔ سارہ نے سب کو سلام کیا اور آگے بڑھ آئی۔ سب نے اس کے سلام کا جواب دیا...... حیرت انگیز طور پر گھر کا ماحول نہایت خوشگوار لگ رہا تھا۔

''گلو کہاں تھے تم اتنے دنوں سے؟ اور اپنا فون کیوں بند کر رکھا تھا تم نے؟'' سارہ نے سوال کیا۔

''ارے چھوڑ سارہ ان باتوں کو...... اِدھر آ، تجھے ایک خوشخبری سناتی ہوں۔'' سیما بیگم کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا...... ان کے لہجے میں ایک کھنک تھی۔

''کیسی خوشخبری اماں؟''

''تیرے بھائی کو نوکری مل گئی ہے...... کسی امیر سیٹھ کی گاڑی چلاتا ہے۔ یہ...... یہ دیکھ...... بیس ہزار تنخواہ ہے گلو کی...... یہ دیکھ بیس ہزار ایڈوانس لایا ہے۔ ایک، ایک ہزار تنخواہ سے کٹواتا رہے گا۔'' سیما بیگم ہاتھوں میں ہزار، ہزار کے نوٹ پکڑے خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھیں۔ شاکر حسین سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔ جیسے انہیں گلو کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

''گلو تیرے صاحب رہتے کہاں ہیں...... کسی دن مجھے ملوانا ان سے۔''

''ارے ابا تو جب کہے گا ملوا دوں گا...... ڈیفنس میں رہتے ہیں...... امیر لوگوں کا علاقہ ہے، بہت بڑے بنگلے میں رہتے ہیں...... اور بہت بڑا کاروبار ہے ان کا۔'' گلو کے بتانے پر شاکر حسین سر ہلا گئے۔

''گلو جانے سے پہلے مجھے اس بنگلے کا ایڈریس دے کر جانا......'' شاکر حسین موڑھے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دے دوں گا ابا کیوں فکر کرتا ہے تو......'' گلو نے اپنی جیب سے موبائل نکالا۔

''ہائے سارہ دیکھ تو کتنا خوب صورت فون ہے...... یقیناً بڑا مہنگا ہوگا؟'' زارا، گلو کے ہاتھ میں بچ موبائل دیکھ کر حیرت وخوشی سے مسکرائی۔

''ہاں بجو بہت مہنگا ہے...... استعمال شدہ پچیس ہزار کا ملا ہے...... یہ بھی اس بنگلے والے سیٹھ نے مجھ سے رابطے کے لیے دیا ہے۔'' گلو نے موبائل زارا کی طرف بڑھایا۔

''اماں دیکھو کتنا پیارا فون ہے...... گلو، کتنا اچھا مالک ہے تمہارا...... تمہیں پچیس ہزار کا فون لادیا اس نے۔'' زارا کی حیرت کسی صورت کم نہیں ہورہی تھی۔

''ارے پگلی تیری تو خالد نے مت مار رکھی ہے، تجھے کیا پتا یہ جو امیر لوگ ہوتے ہیں ناں...... انہیں بیس، تیس ہزار سے کوئی فرق نہیں پڑتا...... روپے پیسے کی تنگی تو صرف ہمارے طبقے کو ہی رہتی ہے، کسی فقیر کو پانچ کا سکہ دیتے ہوئے بھی پچاس دفعہ سوچنا پڑتا ہے ہمیں۔'' سیما بیگم، زارا کے ہاتھ سے موبائل پکڑ کر دیکھتے ہوئے بولیں۔

''بس اماں اب تو بے فکر ہوجا...... اب تجھے کسی چیز کے لیے سوچنا نہیں پڑے گا۔'' گلو کے لہجے میں تکبر تھا...... خوشی تھی، اطمینان تھا۔

''میں قربان جاؤں اپنے بیٹے کے...... کل ہی محلے میں تیری نوکری کی مٹھائی بانٹوں گی۔'' سیما بیگم نے فون گلو کی طرف بڑھایا۔ گلو نے جیب سے والٹ نکالا اور اس میں سے دو ہزار نکال کر زارا کی طرف بڑھائے۔

''یہ کیا ہے گلو؟'' زارا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''رکھ لے بجو تجھے دے رہا ہوں، اب تیرا بھائی کمانے لگا ہے۔ تجھے اور تیری بچیوں کو اب کسی چیز کے لیے ترسنے کی ضرورت نہیں۔''

گلو کے ہاتھ سے روپے پکڑتے ہوئے زارا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

''جیتے رہو میرے بھائی۔'' زارا نے اسے دعا دی۔

''گلو، حیرت ہے آج کے دور میں ایسا کون سا حاتم طائی مالک مل گیا ہے تجھے، جو تجھ پر یوں اندھا دھند پیسہ لٹا رہا ہے۔ سچ، سچ بتا یہ رقم...... یہ موبائل کہیں جوئے میں جیت کر تو نہیں آیا تو......؟'' سارہ کے چبھتے سوال پر گلو جھنجلایا۔

''بس چھوٹی تو، تو جب بھی بولتی ہے برا ہی بولتی ہے...... یہ دنیا اگر برے لوگوں سے بھری ہوئی ہے تو اچھے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے یہاں...... اور میں کیوں جوا کھیلوں گا؟ توبہ کرلی ہے میں نے ان کاموں سے۔'' گلو جھنجلایا۔

''ارے سارہ، کیوں الٹی سیدھی بکواس کررہی ہے اس خوشی کے موقع پر...... شکر کر اللہ نے ہماری سن لی...... اب ہمارے دن بھی پھر جائیں گے۔'' سارہ نے پہلی بار ماں کو اتنا خوش اور پُرجوش دیکھا تھا۔

''اللہ جانے کیسی نوکری ہے یہ؟ کہاں یہ دو سو روپے نہیں کماتا تھا اور اب ایک ہفتے میں بیس، بیس ہزار اور قیمتی موبائل لیے بیٹھا ہے۔'' سارہ کا انداز اب بھی مشکوک تھا۔

''کمال ہے اماں...... میری نوکری کا سن کر نہ ابا خوش ہوا اور نہ تیری یہ چھوٹی بیٹی خوش ہوئی ہے۔'' گلو نے شکوہ کیا۔

''چل چھوڑ سارہ، مت دل جلا میرے بیٹے کا...... تمہارے باپ نے تو ساری زندگی ہمیں غربت کا منہ ہی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دکھایا ہے..... اب دیکھنا میں اپنے بیٹے کی کمائی سے تم دونوں کا کیسا شاندار جہیز بناؤں گی۔'' سارہ آج پہلی بار ماں کو اتنا خوش اور مطمئن دیکھ رہی تھی۔

''اماں مجھے واپس بھی جانا ہے..... کچھ کھلاؤ پلاؤ گی بھی یا ایسے ہی مجھے بھوکا بھیجو گی؟'' گلو نے خفگی کا اظہار کیا۔

''ارے میرے بچے..... میں نے تیرے ابا سے دو کلو گوشت منگوایا ہے، آج میں اپنے بیٹے کو وہی بھون کر کھلاؤں گی۔ سارہ تو جا کر کپڑے بدل لے..... تیرے ابا آنے ہی والے ہیں پھر جلدی سے بھائی کے لیے سالن بنا لینا۔''

سارہ، ماں کے حکم پر خاموشی سے کمرے میں چلی گئی۔

''چلو بھئی بچوں، آؤ میرے ساتھ..... تمہیں چیزیں دلاتا ہوں۔'' گلو کی آفر پر تینوں بچیاں خوشی سے چہک اٹھیں۔

''ارے ہاں گلو..... تو ذرا شیدے سے مل لینا..... تیرے جانے کے بعد بڑا تنگ کیا اس نے ہمیں.....''

''ہاں اماں اسی کی طرف جا رہا ہوں میں۔'' گلو، زارا کی تینوں بچیوں کو لے کر باہر نکل گیا۔

''زارا اٹھ شاباش..... سارہ کو ذرا پیاز کاٹ کر دے..... وہ ہانڈی بنا دے گی۔ زویا بھی اسکول سے آنے والی ہے۔''

''اچھا اماں!'' زارا کمر پر ہاتھ رکھ کر آہستگی سے اٹھی۔ اسے آٹھواں مہینہ لگنے والا تھا تو اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔

''اور ہاں ایک بات سن ذرا.....'' سیما بیگم کو جیسے کچھ یاد آیا تو انہوں نے زارا کو روک لیا۔

''جی اماں.....!''

''ابھی گلو کی نوکری کے بارے میں اس نکمے خالد کو کچھ نہ بتانا اور بچیوں کو بھی سمجھا دینا کہ وہ باپ سے ذکر نہ کریں..... ورنہ دوسرے ہی دن ٹپک پڑے گا اور پھر کوئی نئی پھٹیک ڈال دے گا ہمیں..... اور کوئی نیا دکھڑا سنا کر پیسوں کا مطالبہ کرے گا ہم سے۔''

''نہیں بتاتی اماں..... میں خود بھی یہی سوچ رہی تھی۔'' زارا نے انہیں تسلی دی۔

''ہاں ٹھیک ہے، رہنے دے اس کم بخت کو اپنی چڑیل ماں کے پاس..... جو اسے الٹی سیدھی پٹیاں پڑھاتی ہے۔ اِدھر کا رخ نہ ہی کرے تو بہتر ہے۔'' سیما بیگم کی بات پر زارا سر ہلا کر کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔

☆☆☆

ایشال نے رات علینہ کی طرف رکنے کے لیے بہ آسانی دادو سے اجازت لے لی تھی۔ وہ رات نو بجے اپنے کپڑے وغیرہ لے کر علینہ کے گھر پہنچ گئی تھی..... وہیں وہ تیار ہوئی تھی..... ایشال نے گہرے نیلے رنگ کا سلیولیس گاؤن اسکرٹ پہن رکھا تھا۔ جس کی لینتھ اتنی تھی کہ اس کی سڈول اور گوری پنڈلیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ کمر پر اس نے سیاہ لیدر کی خوب صورت بیلٹ باندھی ہوئی تھی۔ سیاہ لیدر کے ہائی ہیل شوز اور سیاہ لیدر کا خوب صورت کلچ پکڑے..... آنکھوں پر گہرا میک اپ کیے لائٹ سی لپ اسٹک لگائے..... اپنے ری باؤنڈنگ شدہ کمر تک آتے بالوں کو کھلا چھوڑے..... نازک سی جیولری کے ساتھ وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔ علینہ نے اسے دیکھا اور تعریف کیے بغیر نہ رہ سکی۔

''واؤ بہت خوب صورت لگ رہی ہو..... آج تمہیں بہت سے لڑکے لائن مارنے والے ہیں۔'' علینہ نے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

مسکراتے ہوئے اسے آنکھ ماری۔

''او کے، فضول باتیں چھوڑو...... اور اب چلنے کی تیاری کرو...... دس بج رہے ہیں۔'' پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ دونوں گاڑی میں موجود تھیں۔ جسے ایشال خود ڈرائیو کر رہی تھی...... آدھے گھنٹے کے بعد وہ رائل پام کی پارکنگ میں موجود تھیں۔ کنسرٹ کا اہتمام رائل پام کلب کی انتظامیہ نے کلب کے وسیع و عریض لان میں کر رکھا تھا۔ پورے شہر کی کریم آج یہاں موجود تھی۔ جب وہ دونوں لان میں داخل ہوئیں تو بہت سے شناسا چہرے جن میں لڑکیوں کے ساتھ لڑکے بھی موجود تھے۔ دونوں کی جانب بڑھے تھے۔ پورے لان میں پھولوں سے سجی گول ٹیبلز اور ان کے گرد چیئرز رکھی گئی تھیں۔ کئی شناسا چہروں اور دوست احباب سے ملنے کے بعد علینہ اور ایشال دونوں اسٹیج کے قریب ہی ایک ٹیبل پر آ گئی تھیں۔ اچانک ڈاکٹر عمر کی نظر ایشال پر پڑی تو چند لمحے وہ حیرت سے اسے دیکھتے رہ گئے۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے غصے کی ایک تیز لہر نے ان کے ماتھے پر شکنیں ڈال دی تھیں...... اس کا بے ہودہ لباس دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو رہے تھے۔ ویٹرز تمام ٹیبلز پر مشروب وغیرہ سرو کر رہے تھے۔ ڈاکٹر عمر نے موبائل نکال کر نور بیگم کو کال کی...... دوسری طرف کال پینو نے ریسیو کی تھی۔

''پینو اگر نانو جاگ رہی ہیں تو میری ان سے بات کراؤ۔''

''عمر صاحب جی...... وڈی اماں تو دوائی کھا کر سو گئی ہیں جی...... ویسے خیر ہے ناں جی...... ! آپ نے اس ویلے فون کیا ہے؟'' پینو کی پریشانی میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

''ہاں خیر ہے...... یہ بتاؤ ایشال اور عنایہ گھر پہ ہیں ناں......؟''

''عنایہ بی بی تو گھر پر ہی ہیں جی مگر ایشو بی بی اپنی دوست علینہ کے گھر گئی ہوئی ہیں جی...... وہ صبح آئیں گی۔'' پینو کی تفصیل سن کر عمر نے فون بند کر دیا تھا۔ اور پینو ہیلو ہیلو کرتی رہ گئی تھی۔

رائل پام میں تقریباً گیارہ بجے کنسرٹ شروع ہوا تھا۔

جب راحت فتح علی اسٹیج پر آئے تو نوجوان لڑکے، لڑکیوں نے خوب شور مچا کر ان کا استقبال کیا تھا جن میں ایشال چوہدری سرفہرست تھی۔

راحت فتح علی اسٹیج پر آ کر بیٹھ چکے تھے اور اپنے ساتھ موجود میوزیشنز کو کچھ ہدایات دینے میں مصروف تھے۔ اسی اثنا میں ایشال کے موبائل کی بیپ سنائی دی تھی۔ اس نے کلچ سے موبائل نکالا تو اس کی اسکرین پر آنے والا نمبر دیکھ کر چند لمحوں کے لیے وہ حیران رہ گئی۔

''کال کیوں نہیں پک کر رہی ہو ایشو؟ کس کا فون ہے؟'' علینہ نے پوچھا۔

''عمر بھائی کا......'' مختصر جواب۔

''اس وقت؟'' علینہ حیران ہوئی۔

''یہی تو حیرت ہو رہی ہے مجھے......'' ایشال پریشان ہوئی۔

''تو سن لو یار...... کوئی ایمرجنسی نہ ہو۔''

''یہاں کیسے سن لوں؟ اتنا شور ہے یہاں۔''

''یار ایشو تم کہیں سائڈ پر جا کر سن لو...... کیا پتا وہ تم سے اپنے رویّے کی معافی مانگنا چاہ رہے ہوں۔'' علینہ نے قیاس کیا۔

اس کی بات پر ایشال اپنی چیئر سے اٹھ کر ایک پُرسکون گوشے میں آ گئی اور اس نے کال پک کی۔

''السلام علیکم عمر بھائی۔''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وعلیکم السلام......! کیسی ہو؟''

''جی ٹھیک ہوں۔''

''تم اسپتال نہیں آئیں؟''

(میرے بس میں ہو تو ساری زندگی نہ آؤں) یہ وہ صرف سوچ کر رہ گئی۔ ''بس طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔'' بس اتنا ہی کہہ سکی۔

''کیا ہوا ہے طبیعت کو؟''

''پتا نہیں۔''

''او کے، میں ابھی نور منزل آتا ہوں پھر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔''

''نن نہیں......آپ مت آئیں......میں اس وقت علینہ کے گھر پر ہوں۔''

''ٹھیک ہے پھر صبح بات ہوگی۔'' فون بند ہو گیا تھا۔ ایشال موبائل ہاتھ میں پکڑے اپنی ٹیبل کی طرف بڑھی۔ قریب سے گزرتے کسی منچلے نے اسے سر تا پاؤں دیکھتے ہوئے کوئی گھٹیا سا فقرہ اچھالا۔

''جسٹ شٹ اپ!'' ایشال نے غصے میں جواب دیا اور آگے بڑھی۔

پیچھے بیٹھے ڈاکٹر عمر نے ایشال پر ہونے والا تبصرہ سنا تو اُن کا خون کھول اٹھا۔ ان کا جی چاہا کہ وہ کہنے والے کا منہ نوچ لیں اور اس کے ساتھ، ساتھ ایشال کو بھی سیدھا کر دیں مگر وہ اس بھری محفل میں ایشال کے حوالے سے کوئی تماشا کھڑا نہیں کرنا چاہتے تھے۔

خان صاحب نے گانا شروع کیا اور رائل پام کلب میں موجود خواتین و حضرات جھوم اٹھے۔ ایک کے بعد ایک گیت سناتے، سناتے راحت فتح علی نے رائل پام کی محفل لوٹ لی تھی۔ پانچ گھنٹے کی یہ گیت محفل رات تین بجے اختتام پزیر ہوئی۔

ایشال اور علینہ اس شاندار کنسرٹ پر تبصرہ کرتی کلب کے گیٹ کی جانب بڑھ رہی تھیں۔ جب وہی لڑکا شراب کے نشے میں لڑکھڑاتا ہوا اپنے دوست کے ساتھ ایشال کے راستے میں آ کھڑا ہوا۔

''ہائے سوئٹ ہارٹ......تم بہت خوب صورت ہو......میں تمہارے ساتھ ڈیٹ پر جانا چاہتا ہوں۔'' اس لڑکے نے ایشال کا بازو پکڑنے کی کوشش کی۔

''یو جسٹ شٹ اپ......اینڈ ہاؤ ڈیر......ٹو ٹچ می......'' ایشال ایک دم سے پیچھے ہٹی۔

''کیوں......؟ تمہیں کیوں ہاتھ نہیں لگا سکتا میں؟ ایسی کیا خاص بات ہے تم میں؟'' وہ لڑکا کمال جرأت سے آگے بڑھا اور اس نے ایشال کو بازوؤں سے تھام لیا۔ ایشال کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ علینہ کی حالت بھی اس سے کم نہیں تھی۔

''یو مین......میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس میں کیا خاص بات ہے۔'' ڈاکٹر عمر نے اسے گریبان سے پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا اور اس کو مارنا شروع کر دیا۔

''تمہاری اتنی ہمت کہ تم اس لڑکی کو اس طرح کے بے ہودہ الفاظ کہو۔''

''عمر بھائی......'' علینہ نے ہونٹوں پر حیرت سے ہاتھ رکھ لیا......اور ایشال کے تو جسم سے جیسے کسی نے جان ہی نکال لی تھی......وہ ورطۂ حیرت میں جتلا وہیں کھڑی تھی۔ ڈاکٹر عمر طیش میں اس لڑکے کو بری طرح سے پیٹ رہے تھے۔ ڈاکٹر اسد جو علینہ کے کزن بھی تھے اور اس شرابی لڑکے کا ساتھی بیچ بچاؤ کرانے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔ آہستہ، آہستہ لوگ ان کے اردگرد اکھٹے ہو رہے تھے۔ ایک دو لڑکے آگے بڑھے اور اس لڑکے کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

لے کر پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔ غصے سے ڈاکٹر عمر کی سانس پھول رہی تھی۔ ڈاکٹر اسد انہیں پکڑ کر ایشال اور علینہ کے پاس لے آئے۔ ڈاکٹر عمر کالج کے دور میں بہترین باکسر بھی رہے تھے مگر اس طرح کا مار پیٹ والا کوئی سین ایشال نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

''تم میری گاڑی لے جاؤ، یہ دونوں میرے ساتھ جائیں گی۔'' ڈاکٹر عمر نے اپنی گاڑی کی چابی اسد کو دی۔ علینہ نے ایشال کے ہاتھ سے اس کی گاڑی کی چابی لے کر ڈاکٹر عمر کی طرف بڑھائی۔ ڈاکٹر عمر کا موڈ انتہائی خراب تھا۔ انہیں ایشال پر شدید ترین غصہ آ رہا تھا مگر وہ خاموش تھے۔

''او کے عمر کول ڈاؤن یار...... ہو جاتا ہے ایسی گیدرنگ میں ایسا......'' ڈاکٹر اسد نے عمر کے کندھے پر تھپکی دی اور ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر عمر غصے میں اچٹتی سی نگاہ شرمندگی سے سر جھکائے کھڑی ایشال پر ڈال کر اثبات میں سر ہلا گئے تھے...... ڈاکٹر اسد کے جانے کے بعد...... عمر ان دونوں سے مخاطب ہوئے۔

''تم دونوں میرے ساتھ چلو۔'' علینہ نے بت بن کر کھڑی ایشال کا بازو پکڑا اور ڈاکٹر عمر کے پیچھے چلتی ہوئی پارکنگ میں آ گئی۔ انہوں نے گاڑی اسٹارٹ کی...... ایشال اور علینہ پیچھے بیٹھ گئیں۔ دونوں شرمندہ تھیں اور عمر سے نظریں تک نہیں ملا پا رہی تھیں...... ایشال کی حالت زیادہ خراب تھی...... ایک تو اس نے عمر سے فون پر جھوٹ بولا تھا...... دوسرے اس کا لباس کچھ ایسا تھا، تیسرے اس لڑکے کے الفاظ اتنے بے ہودہ تھے کہ وہ شرمندگی سے پانی، پانی ہو رہی تھی۔

گاڑی رات کی تاریکی میں خالی سڑکوں پر تیزی سے دوڑ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد گاڑی علینہ کے گھر کے سامنے رک گئی تھی۔

وہ دونوں گاڑی سے نیچے اتر گئیں۔ عمر کا چہرہ اب بھی سپاٹ تھا۔

''سوری عمر بھائی......'' علینہ نے ان سے معذرت کی...... ''ہماری وجہ سے آپ کو اس پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔''

''میں مزید کوئی بات اس بارے میں نہیں کرنا چاہتا...... چلو تم لوگ اندر جاؤ۔'' ڈاکٹر عمر نے غصے سے جواب دیتے ہوئے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی۔ جب وہ دونوں گیٹ سے اندر چلی گئیں تو ڈاکٹر عمر نے گاڑی آگے بڑھا لی۔

علینہ، ایشال کو اپنے کمرے میں لے آئی تھی۔ ایشال گود میں ہاتھ رکھے اب بھی گم صم انداز میں بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ علینہ چینج کر کے کمرے میں آئی تو اسے اسی انداز میں بیٹھا دیکھ کر وہیں اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ دو دن پہلے اسے ڈاکٹر عمر کی اپنے لباس کے حوالے سے کہی ہوئی باتیں بہت بری لگی تھیں مگر آج ان کی وہی باتیں سچ بن کر اس کے آگے آ گئی تھیں۔

''تھوڑی دیر پہلے جو کچھ بھی ہوا...... یقیناً وہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اگر عمر بھائی اور اسد بھائی وہاں نہ ہوتے تو نہ جانے کیا ہو جاتا؟'' علینہ نے تبصرہ کیا۔

''وہاں جو بھی ہوا وہ صرف اور صرف میری وجہ سے ہوا۔'' ایشال نے اعتراف کیا۔

''نہیں، اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ایشو...... وہ شخص ٹوٹلی نشے میں دھت تھا۔'' علینہ کی وضاحت پر ایشال نے سر نفی میں ہلا یا۔

''اس شخص کو دعوتِ نظارہ تو خود میں نے دیا تھا اپنے اس لباس سے۔''

''ایشو ایسی بات نہیں ہے...... وہاں موجود لڑکیوں نے بہت بے ہودہ ڈریس پہن رکھے تھے۔ عورتوں نے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ساڑیوں کے ساتھ سلیولیس اور بیک لیس بلاؤز پہن رکھے تھے۔ خود میرا لباس بھی تم سے مختلف نہیں تھا...... پھر تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو؟'' علینہ نے اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھے۔

'' مجھے واقعی کچھ چیزوں کی سمجھ نہیں آتی...... مگر آج زندگی نے ایک چیز مجھے سکھادی۔ عورت کو گھر سے باہر نکلتے ہوئے اس طرح کے لباس نہیں پہننے چاہئیں جسے دیکھ کر مرد گناہ پر اتر آئے۔''

اب کے ایشال کی بات پر علینہ خاموش رہ گئی تھی وہ رات اگر ایشال چوہدری نے جاگ کر گزاری تھی تو ڈاکٹر عمر بھی سو نہیں سکے تھے۔ ٹیرس پر ٹہلتے ہوئے وہ مسلسل اس ناسمجھ لڑکی کے بارے میں سوچ رہے تھے۔

☆☆☆

'' کیا بات ہے سارہ آج بہت فرصت سے تیار ہو رہی ہو؟'' زویا نے سارہ کو بھرپور توجہ سے یوں پہلی بار کالج کے لیے تیار ہوتے دیکھا تھا۔

'' آپی وہ دراصل حنا نے گھر میں پارلر بنایا ہے تو اس نے اپنی فرینڈز کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی ہے...... کالج سے چھٹی کے بعد ہم فرینڈز مل کر حنا کے گھر جائیں گی۔'' سارہ نے تفصیل بتائی، زویا بھی اسکول کے لیے تیار ہو رہی تھی۔

'' اچھی بات ہے، حنا کو میری طرف سے مبارک دینا اچھا بھئی تم تیاری کرو...... مجھے تو اسکول سے دیر ہو رہی ہے...... میں اب چلتی ہوں۔'' زویا نے چادر اوڑھنے کے بعد اپنا پرس اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

اس نے آنکھوں میں کاجل، لائنر اور مسکارا لگانے کے بعد چادر لی اور سیما بیگم کو گھر دیر سے آنے کا کہہ کر وہ بھی کالج کے لیے نکل گئی۔ آج وہ بہت خوش تھی کالج پہنچ کر آج اس نے صرف ایک پیریڈ ہی لیا تھا اور وہ بھی غائب دماغی سے...... وہ گیارہ بجنے کا شدت سے انتظار کر رہی تھی...... حنا کو اعتماد میں لے کر سارہ نے اسے اسجد کے حوالے سے ساری بات بتادی تھی۔

ان چند دنوں میں سارہ کو شدت سے احساس ہو چکا تھا کہ انتظار کرنا یا کروانا کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے۔ سارہ کو آج کل تو اس بات پہ بھی افسوس ہوتا تھا کہ ناحق اس نے بیچارے اسجد کو اتنا انتظار کروایا تھا۔

گیارہ بج گئے تھے...... پانچ منٹ کے بعد گیٹ پہ اسے اسجد کی بائیک کا مخصوص ہارن سنائی دیا...... وہ عجلت میں گیٹ سے باہر نکلی اور جلدی سے بائیک کے پیچھے بیٹھ گئی۔ اسجد تو جیسے ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔

'' سارہ مجھے یقین نہیں آرہا...... تم میرے ساتھ بیٹھی ہو۔'' وہ خوشی سے کہہ رہا تھا۔

'' تو پھر آپ کو کیسے یقین دلانا پڑے گا مجھے؟'' سارہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

'' سچ میں سارہ، مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔'' اسجد کی بے یقینی نے سارہ کو مسکرانے پر مجبور کردیا پھر باقی کے پندرہ بیس منٹ کے راستے میں وہ اس سے ہلکی پھلکی گپ شپ لگاتا رہا تھا کہ اس کی جھجک کم ہو سکے۔

بالآخر ایک مشہور کیفے کے سامنے اسجد نے بائیک روک دی تھی۔ سارہ نے چہرے پہ نقاب کر رکھا تھا...... اسجد اس کا ہاتھ پکڑے کیفے کے اندر لے آیا...... کیفے کے تقریباً تمام کیبن مختلف لوگوں سے بھرے ہوئے تھے، بہت سے لڑکے، لڑکیاں اسی طرح اسکول کالج سے بھاگ کر یہاں آئے ہوئے تھے۔ اسجد اس کا ہاتھ تھامے، تھامے کیفے کے اندر موجود تنگ سی گول سیڑھیاں چڑھنے لگا...... یہ اس کیفے کا فرسٹ فلور تھا۔ یہاں رش تھوڑا کم تھا۔

اسجد اسے ایک پرسکون سے کیبن میں لے آیا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سارہ اب چہرے سے نقاب ہٹا کر کیبن کا جائزہ لینے لگی۔ اسجد کیبن کے آگے پردہ سرکا کر سارہ کے قریب آکر بیٹھ گیا۔

''سارہ بولو کیا کھاؤ گی......؟'' اسجد اس کے اتنے قریب بیٹھا تھا کہ وہ شرم سے سرخ ہو رہی تھی۔

''کچھ نہیں......'' سارہ نے نظریں جھکا لیں۔ اسے آج واقعی بھوک نہیں لگ رہی تھی حالانکہ وہ صبح کالج بھی خالی پیٹ ہی آگئی تھی۔

''مگر کیوں بھئی؟'' اسجد نے پیار سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''پتا نہیں......'' سارہ کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا...... اسجد کے لمس سے ایک نامعلوم سی لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی تھی۔

''تمہیں نہیں پتا...... مگر مجھے پتا ہے، میری موجودگی سے تمہاری بھوک اڑ گئی ہے۔'' اسجد نے اس کی ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔ چند لمحوں کے لیے سارہ کی نظریں اسجد کے چہرے پر اٹھی تھیں اور اس کے چہرے پر اپنے لیے دنیا جہان کا پیار و محبت دیکھ کر وہ بے خیالی سے اسے دیکھے گئی۔

''میں بہت خوب صورت نہ سہی مگر گزارے لائق تو ہوں ناں......؟'' اسجد نے شرارت سے اس کی بڑی، بڑی خوب صورت آنکھوں میں جھانکا تھا۔

''نہیں اب ایسی بھی بات نہیں ہے......'' سارہ کے مسکراتے ہوئے لب اور جھکی ہوئی نظریں اسجد کا دل...... بے ایمان کرنے لگیں۔

''تو پھر کیسی بات ہے؟ تم میری طرف دیکھ کیوں نہیں رہی ہو میری جان......'' اسجد نے محبت بھرے انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے اس کا جھکا ہوا چہرہ اوپر کیا۔ اس کے ماتھے پر آئی لٹ کو پیچھے کیا...... اور پھر اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

''تم بہت خوب صورت اور معصوم ہو سارہ...... پتا ہے اس دن کے لیے میں نے کتنی شدت سے انتظار کیا ہے؟ آج تم میرے ساتھ ہو...... میرے روبرو ہو اور مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں ایک خوب صورت خواب دیکھ رہا ہوں...... آنکھیں کھولوں گا تو یہ خواب ٹوٹ جائے گا......''

اسجد کی باتیں سن کر سارہ کو ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ دنیا کی سب سے خوش نصیب لڑکی ہو...... اسجد اس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد تھا...... جس نے سارہ کے ناز نخرے حتیٰ کہ اس کی ڈانٹ پھٹکار تک برداشت کی تھی...... جو اس کے حسن کے ایسے قصیدے پڑھتا تھا جیسے وہ کوئی آسمانی مخلوق ہو...... اسجد قسمیں کھا، کھا کر اسے اپنی محبتوں کا یقین دلا رہا تھا۔

اتنی محبت......؟ وہ بے یقین ہو رہی تھی۔ اتنی محبت تو اسے کبھی اپنے گھر سے بھی نہیں ملی تھی جتنی وہ شخص وہاں بیٹھا اسے دے رہا تھا...... سارہ کو لگا جیسے وہ اسجد کا ہاتھ تھامے ساتویں آسمان پر کھڑی ہو۔

''ایسے خواب ٹوٹنے کے لیے نہیں ہوتے اسجد......'' وہ دھیرے سے بولی تھی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے اندر کی جھجک کم ہونے لگی۔ اب وہ اسجد کے خوشی سے کھلے چہرے کو دیکھ کر اپنی قسمت پر ناز کر رہی تھی۔

''تم بہت حسین ہو سارہ! اس دنیا کی سب سے خوب صورت لڑکی ہو تم۔'' اسجد نے اسے اپنے بازو کے حصار میں لے کر خود سے قریب کرتے ہوئے کہا۔ سارہ کے پورے جسم میں جیسے کرنٹ دوڑ گیا۔ سارہ نے دھیرے سے اپنے گرد اسجد کے بازو کا حصار ہٹانے کی کوشش کی مگر پھر جلد ہی اس نے یہ کوشش ترک کر دی تھی اسے اسجد کے حصار نے ایک نئی دنیا میں دھکیل دیا تھا۔ وہ دنیا جہاں محبت تھی...... صرف محبت، وہ اب اسجد کی محبت

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

بھری باتیں سن رہی تھی۔ آج پہلی بار سارہ کا جی چاہا تھا کہ وقت یہیں تھم جائے۔

☆☆☆

اگلی صبح ایشال، علینہ کے گھر سے واپس آ گئی تھی۔ وہ بہت چپ، چپ سی تھی۔ سب نے اس سے خاموشی کی وجہ پوچھی تھی مگر وہ ٹال گئی۔ کئی بار اس نے ڈاکٹر عمر کا نمبر ملانے کی کوشش کی تھی مگر پھر وہ ہاتھوں میں پکڑا موبائل رکھ دیتی، اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ کس منہ سے ڈاکٹر عمر سے سوری کرے...... دوپہر کے بعد شام ہونے کو تھی...... مگر وہ اسی طرح ست انداز میں بیڈ پر لیٹی موبائل ہاتھ میں پکڑے علینہ سے چیٹنگ میں مصروف تھی۔

عنایہ وہیں ٹریڈمل پر رننگ کر رہی تھی اور ہر وقت ہنسنے مسکرانے والی ایشال کے سنجیدہ چہرے کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد عنایہ اس پر سے اتر گئی۔ اور ٹاول سے چہرہ صاف کرتے ہوئے بیڈ پر آ گئی۔ اس نے جوگر اتارے اور انٹرکام پر اسلم کو انرجی ڈرنک بھیجنے کو کہا۔

''ایشو تم نے بتایا نہیں رات کنسرٹ کیسا رہا......؟'' عنایہ نے ایشال کی طرف رخ موڑا۔

''ٹھیک تھا......'' ایشال موبائل پر چیٹنگ کر رہی تھی۔

''کیا مطلب صرف ٹھیک تھا......؟'' وہ حیران ہوئی۔ بچپن سے لے کر آج تک ایشال جہاں بھی جب بھی کہیں عنایہ کے بغیر جاتی۔ گھر آتے ہی عنایہ کو جب تک چھوٹی سے چھوٹی بات نہ بتا لیتی اسے چین ہی نہیں آتا تھا...... اور آج ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ عنایہ سے کچھ چھپا رہی تھی۔

''اوکے یار اگر تم مجھے کچھ نہیں بتانا چاہتی تو مت بتاؤ...... صرف اتنا بتا دو کہ صبح سے تم اتنی خاموش کیوں ہو؟ کیا علینہ سے کوئی جھگڑا ہوا ہے؟'' عنایہ فکرمندی سے پوچھنے لگی۔

''نہیں عینی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' ایشال نے موبائل ایک سائڈ پر رکھتے ہوئے اسے ٹالا۔

''تو پھر کیسی بات ہے میری جان...... جس نے میری ایشو کے چہرے پر یوں خاموشی کا تالا لگا رکھا ہے؟'' عنایہ نے پیار سے اس کے بال سنوارے۔ ایشال کچھ دیر خاموش رہی اور لیٹے، لیٹے چھت کو گھورنے لگی۔

''ایشو میں تمہاری بہن ہوں...... تمہاری دوست کی طرح ہوں...... بچپن سے ہم نے ہر دکھ سکھ اکھٹے سہا ہے اور اب اس طرح تو مجھے پرایا مت کرو یار......'' عنایہ کی ازحد فکرمندی پر ایشال کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ عنایہ پریشانی سے اٹھ بیٹھی۔

''ایشو میری جان کیا ہوا؟ پلیز مجھے کچھ بتاؤ تو سہی......'' عنایہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے اور بھی پریشان ہوئی۔ اور پھر ایشال نے رات ہونے والے قصے کا سارا احوال عنایہ کے گوش گزار کر دیا۔ عنایہ کو بھی غصہ آیا۔

''اچھا کیا عمر بھائی نے جو اس لڑکے کی ٹھکائی لگائی...... اس کی اتنی ہمت کہ وہ تمہیں ہاتھ لگائے، تمہیں چھیڑے...... تمہیں چھوئے...... اگر زارون یہاں ہوتا تو اس کی ہڈیاں تڑوا دیتا...... بائے دا وے ہے کون وہ..... الو کا؟'' عنایہ کو بھی شدید غصہ آ رہا تھا۔

''علینہ بتا رہی تھی۔ عامر انکل کا چھوٹا بیٹا ہے...... ابھی کچھ دن پہلے ہی باہر سے آیا ہے۔''

''تم چلو میرے ساتھ ابھی اور اسی وقت بڑے پاپا کو بتاؤ تاکہ وہ اس لڑکے کے خلاف ایکشن لیں۔''

''عینی رہنے دو...... بڑے پاپا پریشان ہو جائیں گے۔''

''یار نہیں ہوں گے پریشان...... تم اٹھو تو سہی۔'' عنایہ نے اسے اٹھا کر ہی دم لیا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جب وہ دونوں لان میں پہنچیں تو سورج کی کرنیں رخصت ہو رہی تھیں۔ نور منزل کے وسیع و عریض لان میں دو مالی پودوں کو پانی دینے اور سبز قالین جیسی گھاس کی کٹائی میں مصروف تھے۔

داؤد چوہدری نے لان میں لگے درختوں کے ایک خاص جھرمٹ کے درمیان لکڑی کی ایک جدید جھونپڑی کی طرح ''ٹری ہاؤس'' بطورِ خاص وہاں کافی یا چائے وغیرہ بیٹھ کر پینے کے لیے بنوا رکھا تھا جس میں دیگر فرنیچر کے ساتھ ایل ای ڈی اور چھوٹا سا اے سی وغیرہ بھی موجود تھا۔ داؤد چوہدری گولف کلب سے واپسی پر روز شام کو یہاں بیٹھ کر کافی اور سگار پیتے تھے۔ عنایہ اور ایشال ٹری ہاؤس کا ڈور کھول کر اندر داخل ہوئیں تو داؤد چوہدری سگار پیتے ہوئے کسی نیوز چینل پر ایک ٹاک شو دیکھ رہے تھے۔ ان کے پاس سمیرا بیگم بیٹھی رسالے کی ورق گردانی میں مصروف تھیں۔

''السلام علیکم بڑے پاپا......'' دونوں نے انہیں سلام کیا۔

''وعلیکم السلام......! بھئی آج تو میری بیٹیاں آئی ہیں یہاں۔'' وہ دونوں یہاں ٹری ہاؤس میں کم ہی آیا کرتی تھیں۔ داؤد چوہدری انہیں دیکھ کر حیران بھی ہوئے تھے اور خوش بھی......

''تم دونوں کھڑی کیوں ہو؟ بیٹھو تو سہی......'' سمیرا بیگم نے مسکراتے ہوئے میگزین ایک طرف رکھا اور انہیں بیٹھنے کو کہا۔

وہ دونوں ان کے سامنے بیٹھ گئیں۔

''کیا بات ہے بھئی......؟ میری بیٹیاں کچھ پریشان دکھائی دے رہی ہیں؟'' داؤد چوہدری کے استفسار پر عنایہ نے بات شروع کی۔

''بڑے پاپا...... رات ایشو اور علینہ...... رائل پام میں ہونے والے کنسرٹ میں گئی تھیں وہاں آپ کے دوست عامر محمود کے بیٹے نے......'' ابھی عنایہ کی بات منہ میں ہی تھی کہ داؤد چوہدری نے ہاتھ کے اشارے سے عنایہ کو روک دیا۔

''تم دونوں یہی بتانا چاہتی ہو ناں کہ عامر محمود کے بیٹے ارسل نے ایشال کے ساتھ مس بی ہیو کیا؟ اور عمر نے اس کی ٹھکائی لگائی؟''

''جی جی بڑے پاپا......'' ایشال نے سر جھکایا

''ابھی تھوڑی دیر پہلے گولف کلب میں عامر محمود میرے ساتھ تھا...... وہ مجھ سے معذرت کر رہا تھا...... اور بہت شرمندہ تھا...... وہ اگر ایم پی اے ہے تو اسی کی پارٹی کا منسٹر میرا بہت اچھا دوست ہے...... وہ جانتا ہے اگر میں نے ایکشن لیا تو اس کا عامر کو کیا اور کتنا بڑا نقصان ہوگا؟''

''بڑے پاپا، عامر انکل کے شرمندہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے...... مس بی ہیو تو ان کے بیٹے نے کیا ہے ایشو کے ساتھ۔''

عنایہ کی بات پر داؤد چوہدری نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور انگلی میں دبے سگار کا کش لیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو...... ابھی کچھ دیر پہلے ارسل کی کال آئی تھی...... وہ مجھ سے بار، بار معافی مانگ رہا تھا...... اور وہ ایشال سے بھی معافی مانگنے کو تیار ہے...... وہ بہت شرمندہ تھا اپنے کیے پر...... اور پھر عامر بھی اپنے بیٹے کی غلطی از حد پریشان تھا تو پھر کیا ضرورت ہے بات کو مزید آگے بڑھانے......؟'' عنایہ نے کچھ کہنا چاہا...... مگر وہ درمیان میں بول اٹھے۔

''دیکھو بیٹا...... یہ سچ ہے کہ مجھے اپنی بیٹیوں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے اس دنیا میں...... اور میں اگر کسی بھی قسم

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM
Reading Section

کا ایکشن لینا چاہوں تو یہاں بیٹھ کر چند منٹوں میں لے سکتا ہوں...... مگر کیا فائدہ...... میری جان؟ جب انسان کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہو جائے تو اسے معافی نہ دے کر اسے دوبارہ غلطیوں کا موقع نہیں دینا چاہیے...... اور ویسے بھی وہ نشے میں تھا اور ایسی حالت میں اس طرح کی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور ایسی باتوں کو بہت بڑا ایشو بنانا خود اپنی ہی بدنامی ہوتی ہے۔ عامر مجھ سے کہہ رہا تھا کہ وہ ارسل کو لے کر ہمارے گھر آنا چاہتا ہے تاکہ ایشال سے روبرو معافی مانگی جا سکے...... بیٹا جب ایک بندہ پشیمانی میں اتنی بڑی باتیں کہے تو میرے خیال میں اسے معاف کر دینا چاہیے، کیا خیال ہے ایشو بیٹا؟'' داؤد چوہدری نے اسے مخاطب کیا۔

''جی بڑے پاپا......'' وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

''میں نے آئندہ کے لیے ارسل کو وارن کر دیا ہے اب ایسا کچھ نہیں ہوگا انشاء اللہ...... اور ویسے بھی بہتر یہی ہے کہ تم دونوں جب کہیں جاؤ تو گارڈ کو اپنے ساتھ لے کر جایا کرو......''

''جی بڑے پاپا......'' عنایہ اور ایشال نے سر ہلایا...... پھر داؤد چوہدری نے ٹاپک چینج کرتے ہوئے پوچھا۔

''اور بھئی ایشو بیٹا تمہاری پریکٹس کیسی جا رہی ہے؟ بیٹا باقاعدگی سے اسپتال جایا کرو عمر بتا رہا تھا کہ تم شاید انٹرسٹڈ نہیں ہو اس کے ساتھ کام کرنے میں؟''

''نہیں بڑے پاپا، ایسی تو کوئی بات نہیں۔'' ایشال نے نظریں چرائیں۔

''دیکھو بیٹا...... تم نے اپنے مرحوم والدین کی اتنی بڑی خواہش پوری کرنے کے لیے نہ چاہتے ہوئے بھی اس فیلڈ کو چنا...... میرے بیٹے اب اس فیلڈ میں محنت کر کے عمر کی طرح اپنا نام بناؤ...... ادھورا علم خطرناک ہوتا ہے جو خود کو فائدہ دے نہ دوسروں کو...... ایسے علم کا کیا فائدہ......؟ ایسی ڈگری کا کیا فائدہ بیٹا؟''

ایشال سر جھکائے ان کی باتیں سن رہی تھی...... آج ان کی باتیں ایشال کے دل پر اثر کر رہی تھیں۔

☆☆☆

رات عنایہ اپنی کسی فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی میں گئی ہوئی تھی...... اور ایشال اکیلی لان میں ٹہل رہی تھی...... وہ جس سوسائٹی، جس کلاس سے تعلق رکھتی تھی وہاں ایسے واقعات رونما ہو جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں سمجھی جاتی تھی...... مگر نہ جانے کیوں ایشال کا دل جیسے بجھ سا گیا تھا...... ایک عجیب سی اداسی نے اسے اپنے حصار میں لے رکھا تھا، وہ ڈھنگ سے کچھ کھا نہیں رہی تھی، اسے سکون سے نیند بھی نہیں آ رہی تھی حالانکہ سونا اور کھانا اس کا محبوب مشغلہ ہوا کرتا تھا مگر اپنے اندر ہونے والی یہ تبدیلی اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

وہ کچھ کھانے لگتی تو ڈاکٹر عمر کے الفاظ اس کی بھوک مٹا دیتے...... وہ آنکھیں بند کرتی تو ڈاکٹر عمر کی خشمگیں نگاہیں اسے اندر تک بے چین کر ڈالتیں...... پتا نہیں وہ کیوں اتنی افسردہ اور ملول تھی، اسی دوران اس کے سیل فون کی گھنٹی بجی تھی۔ ایشال نے نمبر دیکھا کوئی اجنبی نمبر تھا...... اس نے پُرسوچ انداز میں کال پک کر لی۔

''ہیلو......''

''آپ ایشال بات کر رہی ہیں؟'' ایک مردانہ آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

''یس...... دس از ایشال۔''

''میں ارسل بول رہا ہوں۔''

''میرا نمبر کہاں سے لیا تم نے؟'' ایشال نے نہایت غصے اور بدتمیزی سے پوچھا۔

''ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے آپ تو پھر اس دنیا میں رہتی ہیں۔'' جواب بڑے دھیمے لہجے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

میں دیا گیا۔
''مجھے کیوں فون کیا ہے؟'' ایشال کا لہجہ ہنوز سختی لیے ہوئے تھا۔
''آپ سے سوری کرنے کے لیے۔''
''مجھے آپ کے سوری کی ضرورت نہیں ہے، میں فون بند کر رہی ہوں۔''
''پلیز...... پلیز ایشو فون بند مت کیجیے گا......'' ارسل نے التجا کی۔
ایشال کو اس کے اس طرح کہنے پر مزید غصہ آیا۔
''میں ایشو صرف اپنے گھر والوں کے لیے ہوں...... آپ کو کس نے اجازت دی کہ آپ مجھ سے اتنی بے تکلفی سے بات کریں؟''
''اوکے سوری...... اس بات کے لیے بھی سوری...... اس رات میں نے آپ سے مس بی ہیو کیا...... میں...... میں بہت شرمندہ ہوں۔'' اس کے لہجے میں بے پناہ شرمندگی تھی۔
''ٹھیک ہے......'' مختصر جواب دیا گیا۔
''آپ نے واقعی مجھے معاف کر دیا ہے ناں......؟'' ارسل کی آواز میں خوشی تھی، بے یقینی تھی۔
''اب کیا اسٹامپ پیپر پر لکھ دوں......؟'' ایشال کے انداز میں الجھن تھی، بیزاری تھی۔
''تھینک یو سو مچ ایشال...... آپ نے مجھے معاف کر دیا۔'' وہ از حد خوش ہوا۔
''دراصل اس رات آپ اتنی حسین اور دلکش لگ رہی تھیں کہ میری جگہ کوئی بھی مرد ہوتا تو وہ آپ کو دیکھ کر اسی طرح ری ایکٹ کرتا اسی طرح بہک جاتا...... جس طرح...... اس دن میں......''
ارسل کے اس طرح تعریف کرنے پر اس نے غصے میں فون بند کر دیا تھا اور وہیں لان چیئر پر بیٹھ گئی تھی۔
رات کے دس بج رہے تھے...... نور بیگم کے کمرے کی کھڑکی لان میں کھلتی تھی...... ان کی کھڑکی کے پردے ہٹے ہوئے تھے۔ نور بیگم عشا کی نماز اور تسبیح پڑھ کر ابھی فارغ ہوئی تھیں مگر گلاس ونڈو سے ایشال کو لان میں رات کے اس وقت ٹہلتے دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی تھیں۔
''پنو جا کر لان میں ایشو کو دیکھو اور اس سے پوچھو کہ وہ اس وقت وہاں کیوں ٹہل رہی ہے، اس کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟''
''اچھا وڈی اماں! میں ابھی جا کر دیکھتی ہوں...... پہلے آپ یہ دوائیاں کھالیں......'' پنو نے پانی گلاس اور دوائیاں نکال کر ان کی جانب بڑھائیں۔
''لاؤ دو......'' نور بیگم نے دوا کھا کر پانی پیا اور گلاس پنو کی طرف بڑھا دیا اور پھر چھڑی کے سہارے چلتی ہوئی گلاس ونڈو کے پاس رکھے صوفے پر بیٹھ گئیں...... تھوڑی دیر کے بعد انہیں گلاس ونڈو سے پنو ایشال کے پاس کھڑی نظر آئی...... اور پھر ایشال بھی پنو کے ساتھ چلتی ہوئی اندر ان کے روم میں آ گئی۔
''دادو آپ نے مجھے یاد کیا......؟'' ایشال ان کے پاس ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔
''میری بچی تم پریشانی میں باہر ٹہل رہی تھیں، میرا دل پریشان ہو رہا تھا۔ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں میری بچی کی؟ تم اس وقت تو اس طرح باہر نہیں ٹہلتیں۔'' نور بیگم نے شفقت اور پیار سے پوچھا...... جانے اسے کس چیز نے اداس کر رکھا تھا۔
''دادو آج مجھے پاپا اور مما بہت یاد آ رہے ہیں۔'' اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے...... اور اس کا لہجہ بھیگ گیا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مرحوم بیٹے اور بہو کے ذکر پر نور بیگم کی بھی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔

☆☆☆

کیفے میں لنچ کرنے کے بعد واپسی پر اسجد نے سارہ کو ایک پرفیوم اور موبائل فون گفٹ کیا تو سارہ نے موبائل اسے واپس کر دیا۔

''یہ میں نہیں رکھ سکتی۔''

''کیوں نہیں رکھ سکتیں....؟ تمہارے پاس فون ہوگا تو میں تم سے آسانی سے رابطہ کرسکوں گا ناں......''

''مگر میں آپ سے فون پر رابطہ نہیں کرسکوں گی......ابا گھر پر ہوتے ہیں اور آج کل زارا باجو بھی اپنے بچوں کے ساتھ رہنے آئی ہوئی ہیں......اور ویسے بھی اگر یہ موبائل کسی نے دیکھ لیا تو میں کیا جواب دوں گی۔''

''رکھ لو میری جان! تم چھپا کر رکھنا اور گھر میں نہ سہی تم کالج میں جا کر مجھ سے بات کرلیا کرنا......'' اسجد نے التجا کی۔

''وہ تو ٹھیک ہے گھر میں اگر کسی نے میرے پاس یہ موبائل دیکھ لیا تو......؟''

''تو یار کوئی بہانہ بنا لینا......کوئی جھوٹ بول دینا۔ لڑکیاں تو ایسے معاملات میں بہت شارپ ہوتی ہیں......بستر میں گھس کر ساری، ساری رات لڑکوں سے باتیں کرتی ہیں......اور تم کو اپنے پاس ایک موبائل فون رکھتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے......؟''

''ہوتی ہوں گی لڑکیاں شارپ مگر میں نہیں ہوں......اور ویسے بھی زویا اور میں رات کو ایک ہی بستر پر سوتے ہیں......'' سارہ نے سادگی سے بتایا تو اسجد نے اس کے ہاتھ تھام لیے......وہ کوئی معنی خیز جملہ کہتے، کہتے رک گیا تھا۔ بس اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتا رہا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اچھا، اب چلیں ناں...... اتنی دیر ہو گئی ہے ہمیں یہاں بیٹھے ہوئے۔'' سارہ نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی۔

''تمہیں جانے کی کتنی جلدی ہے......؟ مجھ سے پوچھو تمہیں واپس چھوڑنے کے خیال سے ہی میرا دل... بے چین ہو رہا ہے......'' اسجد نے سارہ کے ہاتھ اب بھی تھام رکھے تھے۔

''تو پھر جلدی سے اپنے گھر والوں کو میرے گھر بھیج دیں ناں...... اور مجھے اپنا بنا کر ہمیشہ کے لیے اپنے پاس لے آئیں۔'' سارہ نے سادگی سے فرمائش کی۔

''میری جان...... میرے بس میں ہو تو ایک لمحہ ضائع کیے بغیر میں تمہیں اپنے پاس، اپنے گھر میں لے آؤں...... مگر آج کل امی کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔ بائی پاس کے بعد وہ بستر کو جا لگی ہیں۔ اتنی کمزوری محسوس ہوتی ہے انہیں...... امی کی طبیعت جونہی کچھ بہتر ہوتی ہے میں ان کو تمہارے گھر بھیجوں گا۔''

''چلیں کوئی بات نہیں...... بس آپ اپنی امی کا بہت خیال رکھا کریں۔''

''میں جتنا ان کا خیال رکھ سکتا ہوں رکھتا ہوں یار...... باقی جب تم میرے گھر آ جاؤ گی تو تم خود ہی ان کا اور میرا خیال رکھنا......'' وہ جذب کے عالم میں بولا۔

''ہاں کیوں نہیں......'' وہ مسکرا دی تھی۔ ''اچھا اب چلیں......'' اس نے آگے قدم بڑھانا چاہا۔

''چلو اور یہ موبائل رکھ لو...... اسے کہیں چھپا کر رکھنا...... کالج میں آ کر آن کر لیا کرنا اس طرح ہم ایک دوسرے سے رابطے میں رہیں گے۔ اس میں کریڈٹ بھی ہے اور میں نے اپنا نمبر بھی فیڈ کر دیا ہے۔'' وہ سارہ کو تفصیل بتانے لگا۔

سارہ نے خاموشی سے موبائل پکڑ کر پرس میں رکھ لیا اور اس کے بعد وہ کیفے سے باہر نکل آئے۔ اسجد نے سارہ کو اس کے گھر سے کچھ فاصلے پر بائیک سے اتار دیا تھا۔

☆☆☆

فاریہ کمرے میں سینٹر ٹیبل پر برتن لگا رہی تھی...... اس کے بعد وہ کچن سے اسپیگٹی اور فش فرائی کر کے روم میں آئی تو مناب اسی طرح الماری کھولے اپنے کپڑے نکال، نکال کر سوٹ کیس میں رکھ رہی تھی۔

فاریہ نے تمام چیزیں ٹیبل پر رکھ دیں۔

''مناب یار پلیز آ جاؤ...... بعد میں پیکنگ کر لینا...... مجھے بہت سخت بھوک لگی ہے۔'' فاریہ نے دہائی دی...... اور مناب مسکراتی ہوئی کپڑے چھوڑ کر ٹیبل کے پاس آ گئی۔

''واہ ٹیسٹی......'' مناب نے فش فرائی کا ٹکڑا منہ میں رکھا اور تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکی۔

''فاریہ تم بہت اچھا کھانا بنانے لگی ہو......'' مناب نے اسپیگٹی کھا کر مزید تعریف کی تو مناب مسکرا پڑی۔

''تمہاری کمپنی کا اثر ہے یار...... ورنہ مجھے کہاں کھانا بنانا آتا تھا۔''

''اور میں اسے تمہاری محبت کہوں گی۔'' مناب مزے سے اسپیگٹی کھاتے ہوئے مسکرائی۔

''مناب یار میں تمہیں بہت مس کرنے والی ہوں۔'' فاریہ اداس ہوئی۔

''کم آن فاریہ......'' مناب نے اس کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔

''مناب یہ سچ ہے یہاں جو وقت ہم دونوں نے اکٹھے گزارا...... میں نے تم سے بہت کچھ سیکھا ہے۔'' فاریہ ممنون ہو رہی تھی۔

''تم نے اپنا بہت خیال رکھنا ہے...... یہ جو تمہاری عادت ہے ناں کچھ کھائے پیے بغیر صبح کالج کے لیے نکل

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جانا...... تمہیں اس عادت کو بدلنا ہوگا سمجھیں......'' مناب نے تنبیہ کی۔
''میرا خیال رکھنے والی تو مجھے اکیلا چھوڑ کر جارہی ہے۔ میں اپنا خیال خود کیسے رکھوں گی؟'' فاریہ نے مسکرانے کی کوشش کی۔
''پاکستان جا کر تمہارا خیال رکھنے کے لیے لڑکا ڈھونڈوں گی...... ڈونٹ وری......'' مناب نے مسکراتے ہوئے اس کی توجہ ہٹانی چاہی۔
وہ ایسی ہی تھی جہاں جاتی اپنے حسن اخلاق، اچھی نیچر اور سلجھی ہوئی عادات کی وجہ سے دوسروں کو اپنا گرویدہ بنالیا کرتی تھی۔ مناب کے کورسز مکمل ہوگئے تھے اگلے دن اسے پاکستان کے لیے روانہ ہونا تھا۔ اور فاریہ اس کے لیے اداس ہورہی تھی۔
لنچ کرنے کے بعد...... فاریہ نے مناب کے ساتھ مل کر اس کی پیکنگ کروائی تھی...... پھر فاریہ اپنی کلاس اٹینڈ کرنے کے لیے چلی گئی تھی۔ اس نے ولی کو اپنی واپسی کا بتادیا تھا...... البتہ پچھلے ایک ہفتے سے مناب کا اقصم سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا...... مناب خود بھی خاصی مصروف رہی تھی کچن میں اپنے لیے چائے بناتے ہوئے اس نے اقصم کے موبائل پر میسج چھوڑا۔
''I am going to pakistan tomorow'' دومنٹ کے بعد اقصم کی کال آگئی تھی۔
''آپ کل پاکستان جارہی ہیں اور آپ نے مجھے بتایا تک نہیں......؟ بہت بے وفا ہوگئی ہیں آپ۔'' مناب کے کال پک کرتے ہی وہ نان اسٹاپ شکوے کرنا شروع ہوگیا۔
''توبہ ہے چھوٹو چھری تلے سانس تو لو...... کیسے شکوے پہ شکوے کیے جارہے ہو۔'' مناب موبائل کان سے لگائے...... چائے کا مگ اٹھا کر کچن سے بیڈروم میں آگئی۔
''آپ مجھے کہتی ہیں ناں کہ میں بدل گیا ہوں...... ایکچوئیلی آپ خود انگیجمنٹ کے بعد بدل گئی ہیں''۔
''اسٹاپ اٹ چھوٹو، میں کوئی بدلی ودلی نہیں ہوں...... پچھلے دنوں میں اتنی بزی رہی ہوں...... اپنی واپسی کا تمہیں بتانے کا خیال ہی نہیں آیا۔'' مناب نے عجلت میں اپنے اندر کا سچ بتایا۔
''ہاں میرا خیال آپ کو آبھی کیسے سکتا ہے؟ ولی جو آپ کے خیالوں میں ہر وقت بسا رہتا ہے۔'' اقصم نے تنفر سے سوچا۔
''کل کتنے بجے فلائٹ ہے آپ کی؟''
''صبح گیارہ بجے......''
''ٹھیک ہے، صبح چھ بجے میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔''
''ارے نہیں چھوٹو...... تمہیں خواہ مخواہ تکلیف ہوگی...... ہیتھرو ائرپورٹ سے میری فلائٹ ہے، فاریہ میرے ساتھ ہوگی...... تمہیں پریشان ہونے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔'' مناب نے اسے قائل کرتے ہوئے کہا۔
''آپ پلیز مجھے آنے سے نہ روکیں...... میں آپ کو سی آف کرنا چاہتا ہوں...... بس، میں صبح آپ کے پاس آرہا ہوں۔'' اقصم نے حتمی فیصلہ سنادیا۔
''اچھا بھئی آجاؤ تم......'' مناب نے ہار مانتے ہوئے کہا...... اور چائے کے سپ لینے لگی۔ اقصم کی کال بند ہوچکی تھی۔
اگلی صبح مناب جلد ہی اٹھ گئی تھی۔ وہ فریش ہوکر ابھی کچن میں آئی تھی کہ دروازے پر بیل ہوئی۔ بیل کی آواز

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

پر فاریہ بھی اٹھ کر باتھ روم میں گھس گئی تھی۔ مناب اس وقت جدید تراش خراش کی لانگ اے لائن شرٹ اور چوڑی دار پاجامے میں ملبوس تھی...... دستک کی آواز سن کر اس نے جا کر پہلے کمرے سے اپنا دوپٹا اٹھا کندھوں پر پھیلایا اور پھر جا کر دروازہ کھول دیا...... اقصم اس کے سامنے کھڑا تھا۔

روز کہتا ہوں بھول جاؤں تجھے
روز یہ بات بھول جاتا ہوں

وہ کسی مصور کا شاہکار لگ رہی تھی ...... اقصم نے بہ مشکل اپنی نظریں اس کے سراپے سے ہٹائیں۔

''السلام علیکم......!''

''وعلیکم السلام...... کیسے ہو چھوٹو......؟'' مناب نے مسکراتے ہوئے اس کا حال پوچھا اور اسے اندر آنے کے لیے راستہ دیا۔

''ٹھیک ہوں......'' اقصم اپنا گرے کلر کا لانگ کوٹ اور شوز اتار کر آگے بڑھ آیا۔

مناب اس کے پاس صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس کے بال کھلے تھے اور کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ شاید وہ تھوڑی دیر پہلے ہی نہا کر نکلی تھی اس کے بالوں سے شیمپو اور کنڈیشنر کی مہک اور پھر اس کے مخصوص پرفیوم burberry weekend کی دلفریب مہک اقصم کا دماغ خراب کرنے لگی۔

اقصم نے ایک نظر اپنے قریب بیٹھی مناب کو دیکھا اور نظریں چرالیں...... آج نظریں بار، بار اسے دیکھنے کی گستاخی کر رہی تھیں۔

''آپ کی اور عنایہ بھابی کی وہ چیکو فرینڈ فاریہ کہاں ہے، نظر نہیں آرہی؟'' اقصم نے اِدھر اُدھر دیکھ کر سرگوشی کی۔

مناب نے اسے مصنوعی خفگی سے گھورا...... جبکہ اس کے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔

''بکومت، وہ ایسی نہیں ہے...... اور آہستہ بولو...... وہ واش روم میں ہے۔''

''دیکھیے گا مجھے دیکھ کر ابھی کیسے مجھ سے فری ہونے کی کوشش کرے گی۔'' اقصم کی سرگوشی پر مناب مسکرادی۔

''یہ کوئی نئی بات تو ہے نہیں...... شروع سے ہی لڑکیاں مکھیوں کی طرح تمہارے اردگرد منڈلاتی ہیں...... مرتی ہیں تم پر......'' مناب نے مسکراتے ہوئے اسے یاد دلایا۔

''ہاں، آپ نے ٹھیک کہا...... لڑکیاں مرتی ہیں مجھ پر...... لیکن جس پر میں نے اپنا دل ہارا...... اس کا دل کسی اور کے لیے دھڑکتا ہے۔ یہ سزا کم تو نہیں میرے لیے......'' وہ دکھ سے کھوئے ہوئے لہجے میں بولا تو مناب کو ازحد افسوس ہوا۔

''میں پاکستان جا کر داؤد ماموں سے بات کروں گی...... زارون بھائی کے ساتھ، ساتھ وہ تمہاری بھی شادی کر دیں...... شاید اس طرح تم اس غم سے نکل سکو......'' مناب نے تجویز دی جو اسے بالکل بھی پسند نہیں آئی۔

''جی نہیں، ابھی میرا شادی کا کوئی ارادہ نہیں ہے، ابھی مجھے پاپا کے بزنس کو جوائن کرنا ہے۔ ان کے بزنس کو آگے بڑھانا ہے۔''

''بھئی اور کتنا آگے بڑھانا ہے بزنس کو......؟ میں نے سنا ہے زارون بھائی بھی آج کل ملائشیا گئے ہوئے ہیں...... وہاں کوئی نئی فیکٹری لگوا رہے ہیں ماموں......؟''

''ہاں، زارون بھائی گئے ہوئے ہیں ملائشیا...... میں یہاں سے جا کر پاپا کو جوائن کروں گا اور زارون بھائی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

شادی کے بعد شاید ملائشیا ہی شفٹ ہو جائیں گے۔''

''مگر مجھے تو ممانی بتا رہی تھیں کہ ملائشیا والی فیکٹری شادی کے بعد تم سنبھالو گے؟''

''یار بزنس کی بات کرتے، کرتے یہ میری شادی بیچ میں کہاں سے آ گئی؟'' وہ زچ ہوا۔

''تم شادی سے اتنا چڑ کیوں رہے ہو؟ آخر شادی بھی تو کرنی ہے ناں تمہیں...... اب تم اپنی اس ''ڈریم گرل'' کی یکطرفہ محبت میں اپنی زندگی یونہی تو نہیں تیاگ سکتے ناں......''

''میں ایک لڑکی کو اپنے دل میں بسا کر کسی دوسری لڑکی کو اپنا جیون ساتھی بنا کر اس لڑکی کے ساتھ منافقانہ زندگی نہیں گزار سکوں گا...... میں کسی کو دھوکا نہیں دے سکتا۔''

''چلو جی...... اب تم بھی عمر بھیا کے نقشِ قدم پر چل نکلے...... ہماری فیملی میں ایک عمر بھیا ہی کافی تھے جنہوں نے بلاوجہ ایک لڑکی کی خاطر اپنی زندگی تیاگ رکھی ہے...... اب تمہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی...... اور ویسے بھی چھوٹو...... نئی محبتوں کو اپنانے کے لیے پرانی محبتوں کو بھولنا ہی پڑتا ہے......'' مناب کو اس کی بہت فکر تھی...... شاید اسی لیے وہ اقصم کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

''ایشال بہت اچھی اور پیاری لڑکی ہے...... تم دیکھنا جب وہ تمہاری بیوی بنے گی تو تم اس لڑکی کو بھول جاؤ گے۔'' اقصم کے لیے یہ انکشاف ایسے ہی تھا جیسے اس کے قریب بم بلاسٹ ہوا تھا۔

''واٹ...... ایشال...... ؟ میری بیوی...... ؟ یہ...... یہ بات کس نے کہی ہے آپ سے؟''

''سبھی جانتے ہیں شاید تم اور ایشو ہی نہیں جانتے......'' اس کی حیرت اور انداز پر مناب مسکرائی۔

''شادی اور ایشو سے؟ میں خودکشی کرلوں گا...... مگر ایشو سے شادی...... نو...... نیور...... امپاسبل۔'' اقصم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جیسے حتمی فیصلہ سنایا۔

''بکواس نہیں کرو اقصم...... کیا برائی ہے ایشو میں......؟ اتنی پیاری تو ہے وہ......'' مناب نے اسے ڈپٹا۔

''مجھے نہیں معلوم کہ وہ پیاری ہے کہ نہیں...... مگر مجھے یہ ضرور پتا ہے کہ اگر وہ میری بیوی بنی تو میں ضرور اللہ کو پیارا ہو جاؤں گا۔''

''چھوٹو بہت بری بات ہے...... تم ایسا اس لیے کہہ رہے ہو کہ بچپن میں تم دونوں آپس میں بے تحاشا لڑا کرتے تھے اور داؤد ماموں ایشال کا قصور ہونے کے باوجود ہمیشہ تمہیں ہی ڈانٹا کرتے تھے۔'' مناب نے اس کے اندر کی بات لینا چاہی...... اور اپنا قیاس ظاہر کیا۔ اس سے پہلے کہ اقصم جواباً کچھ کہتا...... فاریہ، اقصم کو دیکھ کر مسکراتی ہوئی آگے بڑھ آئی۔ حسبِ سابق اور حسبِ عادت وہ اقصم سے ہیلو کرتے ہوئے اس کے گلے ملی تھی۔ اقصم نے بیچارگی سے مناب کو دیکھا...... تو وہ مسکراتی ہوئی صوفے سے اٹھ گئی۔

''تم دونوں گپ شپ لگاؤ میں کافی بناتی ہوں۔''

مناب کے اٹھتے ہی اس جگہ پر فاریہ بیٹھ چکی تھی...... اس نے ٹائٹ نیرو جینز پر شارٹ سلیولیس ٹاپ پہن رکھا تھا۔

''ہاؤ آر یو اقصم...... ؟'' ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے فاریہ نے اسے مسکرا کر دیکھا۔

''آئی ایم فائن......'' اقصم نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

''کہاں غائب رہتے ہو بھئی...... اتنے قریب ہوتے ہوئے بھی کبھی چکر نہیں لگایا تم نے یہاں؟''

''بس یہاں کی فاسٹ لائف میں خود کے لیے ٹائم نکالنا مشکل ہو جاتا ہے...... کئی بار ویک اینڈ پر آنے کا سوچا مگر کوئی نہ کوئی مصروفیت آڑے آتی رہی۔''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اور تمہاری میوزک کلاسز کیسی جا رہی ہیں؟''
''بہت اچھی۔'' مختصراً جواب دیا۔
''اقصم تمہاری آواز اتنی رومانٹک، اتنی خوب صورت ہے تم اتنا اچھا گٹار بجاتے ہو، میوزک کو سیریس کیوں نہیں لیتے تم؟''
''کیا مطلب سیریس......؟''
''بھئی میرا مطلب یہ ہے کہ اچھا سا گانا گاؤ...... اس کی وڈیو بنوا کر میوزک چینلز وغیرہ پر دو...... آئی ایم شیور تم ایک بار اس فیلڈ میں آ گئے تو انشاء اللہ تمہیں آگے بڑھنے سے، فیمس ہونے سے کوئی روک نہیں سکے گا...... تم اپنے اس شوق کو شوق کے بجائے پروفیشن کیوں نہیں بناتے؟''
''میں نے کبھی اس بارے میں سوچا نہیں......'' اس نے معصومیت سے جواب دیا۔
''آئی تھنک تمہیں اس بارے میں ضرور سوچنا چاہیے...... میں نے تمہیں پاکستان میں مناب کی انگیجمنٹ پر سنا تھا۔ بہت اچھا گاتے ہو تم...... اور مناب مجھے بتا رہی تھی کہ تم نے اپنی سنگنگ کو اور بھی امپروو کیا ہے ان دو سالوں میں......''
''تھینکس...... آج سے پہلے میں نے سنگنگ کو واقعی سیریس نہیں لیا تھا مگر اب اس بارے میں ضرور سوچوں گا......'' اقصم نے فاریہ سے جان چھڑانے کے لیے ہامی بھری۔

☆☆☆

سارہ دوپہر تین بجے گھر میں داخل ہوئی تو سب گھر والے دسترخوان بچھائے کھانا کھا رہے تھے...... صرف شاکر حسین ہی تھے جو پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔
سارہ نے کھانا کھاتے تمام نفوس پر نگاہ ڈالتے ہوئے سلام کیا تھا۔
''آ جا سارہ...... کھانا کھا لے...... تیری پسند کی بریانی بنائی ہے...... سندھی بریانی۔ ساتھ میں زارا نے شامی کباب بھی بنائے ہیں......'' سیما بیگم بڑی رغبت سے بریانی کھا رہی تھیں۔
''واہ بھئی آج تو گھر میں عید کا سماں لگ رہا ہے......'' سارہ مسکراتے ہوئے اپنا پرس الماری میں رکھنے کے بعد باپ کے پاس پلنگ پر آ بیٹھی...... زارا اور اس کی تینوں بچیاں بھی بڑی رغبت سے کھانا کھا رہی تھیں۔
''ابا! آپ بھی کھانا کھا رہے ہیں، آپ کیوں نہیں کھا رہے؟'' سارہ نے ان سے سوال کیا۔ جس پر سیما بیگم بھڑک اٹھیں۔
''تیرے ابا کا تو دماغ چل گیا ہے، پاگل ہو گئے ہیں تیرے ابا...... پہلے گلو کماتا نہیں تھا تو دن رات اسے کمائی نہ کرنے کے طعنے دیا کرتے تھے، اب وہ اگر کمانے لگا ہے تو کہتے ہیں اس کی کمائی کا تب تک ایک نوالہ بھی نہیں کھاؤں گا جب تک گلو کا پتا نہیں کروا لیتا کہ وہ کرتا کیا ہے؟'' سیما بیگم کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔
''ابا اب اس طرح خود کو بھوکا تو مت رکھیں...... آپ کچھ نہیں کھائیں گے تو میرے بھی حلق سے نوالہ نہیں اترے گا۔'' زویا نے افسوس کا اظہار کیا۔
''زویا میری بچی تم پریشان مت ہو...... میں نے بازار سے کھا لیا تھا کھانا۔'' شاکر حسین نے وضاحت کی۔
''اونہہ...... ایک یہ اور ایک ان کی شرافت...... ہمیں لے ڈوبی ہے۔'' بیوی کی بات پر وہ ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے اٹھ کر باہر نکل گئے۔
سارہ نے سب کو دکھانے کے لیے تھوڑی بہت بریانی کھا لی تھی ورنہ اس کا تو پیٹ بھرا ہوا تھا...... اتنے میں

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسی کھلے دروازے سے جس سے شاکر حسین باہر نکلے تھے اور جو ابھی تک کھلا ہی ہوا تھا...... نگہت بیگم اور خضر اندر داخل ہوئے اور زوردار آواز میں سلام کیا۔

''وعلیکم اسلام......'' چارپائی پر بیٹھی سیما بیگم نے منہ بنا کر سلام کا جواب دیا تھا۔ ان کے موڈ سے لگ رہا تھا کہ انہیں نگہت اور خضر کی آمد پر خوشی نہیں ہوئی تھی۔

نگہت بیگم نے زویا، سارہ اور کچن میں چائے بناتی زارا کے سر پر ہاتھ پھیرا اور چارپائی پر بیٹھی سیما بیگم کے پاس آبیٹھیں۔

''مبارک ہو سیما...... گلو کی نوکری کا سن کر دل بہت خوش ہوا ہے۔''

''خیر مبارک...... بس اللہ اب ہمیں حاسدوں کے شر سے بچائے کئی لوگ تو جل بھن گئے ہیں گلو کی نوکری سے۔'' سیما بیگم کا موڈ ہنوز خراب تھا...... نگہت بیگم کھسیا گئیں جیسے سیما بیگم انہی کو سنا رہی تھیں۔

''شاکر بھائی نظر نہیں آرہے؟'' نگہت نے بات بدلی۔

''ابھی ابھی باہر گئے ہیں کسی کام سے...... جتنی دیر گھر میں رہیں...... ہماری جان عذاب میں کیے رکھتے ہیں...... ساری زندگی نہ خود سکھ لیا اور نہ ہمیں لینے دیا...... اب خیر سے گلو کو اتنی شاندار نوکری ملی ہے تو ہر وقت موڈ خراب کیے رکھتے ہیں۔''

''مگر کیوں......؟'' نگہت بیگم کو حیرت ہوئی۔

''تمہارا بھائی آئے گا تو پوچھ لینا......'' سیما بیگم چارپائی سے اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ زویا ان کے پاس چارپائی پر آکر بیٹھ گئی تھیں۔

''سارہ یہ دیکھو...... تمہارے لیے لایا ہوں......'' خضر نے پنجرہ سارہ کو پکڑایا۔

''اللہ...... آپ کتنے اچھے ہیں خضر بھائی......'' سارہ نے پنجرہ پکڑتے ہوئے خوش ہوئی۔

''تمہاری بہن کے منہ سے ایسے الفاظ سننے کو ترس گیا ہوں...... مگر تعریف کے معاملے میں انتہائی کنجوس ہے تمہاری بہن......'' خضر نے سارہ کے کان کے قریب سرگوشی کی تو سارہ ہنس پڑی۔

خضر مسکراتا ہوا نگہت بیگم کے پاس خالی چیئر پر ہی بیٹھ گیا۔

''زویا تمہاری ماں کا موڈ آج ٹھیک نہیں...... خیر تو ہے......؟'' نگہت بیگم نے بھتیجی سے پوچھ ہی لیا۔

''نن نہیں پھپھو ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ اچھا میں آپ کے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں۔'' زویا کو شرمندگی ہو رہی تھی سیما بیگم کا موڈ انہیں دیکھ کر واقعی خراب ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد زویا اور سارہ نے چائے کے ساتھ پکوڑے بھی بنا لیے تھے...... سارہ، نگہت بیگم کی لائی ہوئی مٹھائی بھی پلیٹ میں ڈال کر لے آئی تھی...... جسے دیکھتے ہی چائے پیتی سیما بیگم نے ناک منہ چڑھایا۔

''آئے ہائے نگہت کیا ضرورت تھی برکت مٹھائی والے سے یہ مٹھائی لانے کی...... ایسی گھٹیا مٹھائی ہوتی ہے اس برکت والے کی تو...... کھا کر دل متلانے لگتا ہے۔ میرا گلو اس بار فلاں جگہ کی مٹھائی لایا تھا (انہوں نے کسی بڑی مشہور دکان کا نام لیا تھا) ارے مٹھائی تو دور کی بات مٹھائی کا ڈبا ہی اتنا شاندار تھا کہ میں نے تو دھو کر سکھا کر ٹکلیاں اور سوئی دھاگا ڈال کر رکھ دیا ہے اس ڈبے میں...... کیا شاندار مٹھائی تھی وہ۔''

سیما بیگم کی بات پر نگہت اور خضر تو جو شرمندہ ہوئے سو ہوئے تینوں لڑکیاں بھی شرمندگی سے نظریں چرا گئی تھیں۔

☆☆☆

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً آدھے گھنٹے میں وہ بیتھرو ائرپورٹ پہنچ چکے تھے۔ مناب پاکستان

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جانے کے لیے بہت پُر جوش دکھائی دے رہی تھی۔ اقصم کے لیے اس کی واپسی ایک عجیب سی اداسی بن کر اس کے دل کو اندر ہی اندر پریشان کر رہی تھی۔ ائر پورٹ پر کچھ مراحل طے ہو جانے کے بعد وہ فاریہ اور اقصم سے رخصت ہو رہی تھی۔ اقصم کا بے اختیار دل چاہا کہ وہ اسے روک لے...... مگر یہ اس کے ضدی دل کی وہ خواہشات تھیں جنہیں وہ لبوں پر نہیں لا سکتا تھا۔ ہمیشہ کی طرح اس نے چپکے سے اپنے بے چین اور ضدی دل کو تھپکیاں دے کر بہلا لیا تھا۔ چپ کروا لیا تھا۔ مناب اسے چند نصیحتیں کرنے کے بعد اس کا کندھا تھپک کر آگے بڑھ گئی تھی۔

اقصم اس کی پشت کو دیکھتا رہا...... اس کے ایک ہاتھ میں ہینڈ کیری تھا...... شولڈر بیگ اس نے کندھے پر لٹکا رکھا تھا۔ اپنے سیاہ اور سلکی بالوں کو اس نے پونی کی شکل میں باندھا ہوا تھا۔ ریڈ جینز پر لمبی سی اے لائن یلو چیک والی شرٹ پہنے اور ریڈ دوپٹے کو گلے میں ڈالے منظر آہستہ، آہستہ فیڈ آؤٹ ہو رہا تھا۔ بالآخر وہ اقصم اور فاریہ کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی...... اقصم کے دل سے اک ہوک سی اٹھی۔

وہ حرفِ دعا کہاں سے لاؤں
جو تجھے میرا صرف میرا کر دے

ہیتھرو ائرپورٹ سے نکل کر اقصم نے فاریہ کو اس کے فلیٹ پر اتار دیا تھا اور خود بے مقصد سڑکوں پر گاڑی چلاتے ہوئے اپنے آپ کو بہلاتا رہا تھا۔ ابھی تو وہ صرف اس کی نظروں سے دور ہوئی تھی ایک دن اسے ولی کی دلہن بن کر ہمیشہ کے لیے اس سے دور چلے جانا تھا۔ یہ اس کے اندر آنے والی سوچ تھی جس کا احساس اتنا قوی تھا کہ اس کا بے چین دل اب رونے لگا تھا...... اب یہ دل بہلاؤں سے بہلنے والا نہیں تھا...... وہ چیخ، چیخ کر مناب کے لیے کبھی اپنے دل سے لڑنے لگتا...... کبھی اسے منانے کی کوشش کرتا اور کبھی تڑپ کر روٹھ جاتا۔ یہ اقصم کے اندر کا اضطراب ہی تھا کہ جو اقصم کو بے مقصد گاڑی لندن کی سڑکوں پر دوڑانے پر مجبور کر رہا تھا۔

کئی گھنٹے بے مقصد پھرنے کے بعد اب اس نے گاڑی غیر ارادی طور پر london bridge کے قریب پارک کر لی تھی اور خود وہ پیدل چلتا ہوا لندن برج کے pedestrian track پر چلنے لگا...... شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے...... اسے لگا جیسے سورج کے ساتھ آج اس کا دل بھی ڈوب جائے گا...... آج دل کی آرزو تڑپ رہی تھی، بین کر رہی تھی۔

میری زندگی تو فراق ہے
وہ ازل سے دل میں مکیں سہی
وہ نگاہِ شوق سے دور ہیں
رگِ جاں سے لاکھ قریں سہی
وہ کبھی ملیں وہ کہیں ملیں
وہ کبھی سہی وہ کہیں سہی
نہ ہو ان پہ کچھ میرا بس نہیں
کہ یہ عاشقی ہے ہوس نہیں
میں انہی کا تھا میں انہی کا ہوں
وہ میرے نہیں تو نہیں سہی

اب وہ چلتے، چلتے رک گیا تھا...... اور رک کر برج سے نیچے پانی کو دیکھنے لگا۔

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ڈاکٹر عمر صبح اسپتال پہنچے اور جب وہ اپنے روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو ایشال کو سامنے بیٹھا دیکھ کر ایک لمحے کے لیے ٹھٹکے۔

ایشال نے اپنی چیئر سے اٹھ کر انہیں عجلت میں سلام کیا، مختصر جواب سلام کے ساتھ وہ اپنی مخصوص ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گئے۔ اسی دوران نرس بھی اندر آچکی تھی۔ انہوں نے ٹیبل سے اپنا اسٹیتھو اسکوپ اٹھایا۔ نرس کو کچھ ہدایات دیں اور بچوں کے جنرل وارڈ اور ایمر جنسی وارڈ کا راؤنڈ لگانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ایمر جنسی وارڈ میں وہ ایک، ایک بچے کی فائل دیکھتے...... بچے کا تفصیلی معائنہ کرتے اور اسٹاف کو کچھ ہدایات دیتے آگے بڑھتے رہے۔ چلڈرن وارڈ کے آخری بچے کی طرف آتے ہوئے وہ دھیرے سے مسکرائے۔

''ہاں بھئی جوان، کیسی طبیعت ہے تمہاری؟'' ڈاکٹر عمر نے بیڈ پر لیٹے چار پانچ سالہ بچے سے مسکراتے ہوئے پوچھا تو بچہ جھینپ گیا...... اور دھیرے سے مسکرادیا۔ وہ بچہ پچھلے تین دن سے یہاں ایڈمٹ تھا۔

''اللہ کا شکر ہے ڈاکٹر صاحب' یہ اب بہت بہتر ہے۔'' بچے کی ماں اس کا مکمل احوال بتانے لگی۔

''بچے کو چونکہ ڈی ہائیڈ ریشن کی وجہ سے فٹس آئے ہیں تو کچھ انجکشن بھی میں لکھ رہا ہوں...... یہ انجکشن آپ نے تین دن صبح شام لگوانے ہیں...... باقی تمام میڈیسن کب اور کتنی مقدار میں دینی ہیں یہ آپ کو اسٹاف بتادیں گی۔'' ڈاکٹر عمر فائل پہ تیزی سے قلم چلاتے ہوئے ساتھ، ساتھ دوا کے متعلق ہدایات بھی دیتے جارہے تھے۔ ایشال ساتھ، ساتھ لکھتی اور سب بغور سنتی بھی جارہی تھی۔ اچانک ایشال، ڈاکٹر عمر سے مخاطب ہوئی تھی۔

''سر آئی تھنک ہمیں بچے کے لیے ان انجکشنز کے ساتھ فٹس کے لیے دوا بھی تجویز کرنی چاہیے۔''

اس کی تجویز پر ڈاکٹر عمر نے ایک لمحے کے لیے اپنے ساتھ کھڑی ایشال کو دیکھا۔ آج پہلی بار اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی...... بے پروائی نہیں...... وہ بیزار نہیں تھی...... اور پہلی بار وہ کسی بے ہودہ لباس کے بجائے لانگ شرٹ اور پلازو میں ملبوس تھی...... کپڑوں کے اوپر اس نے سفید اوور آل پہن رکھا تھا۔ آج اس کے گلے میں دوپٹا بھی نظر آرہا تھا۔ ہاتھ میں اس نے اسٹیتھو اسکوپ بھی پکڑ رکھا تھا۔ ''گڈ میں بھی یہی دوا تجویز کرنے والا تھا۔'' ڈاکٹر عمر دھیرے سے بولے تھے۔ ایشال ان کے الفاظ پر ذرا سا مسکرائی۔

میڈیسن لکھ کر ڈاکٹر عمر نے فائل سینئر اسٹاف کو تھمائی۔

''اسٹاف آیان کو ڈسچارج کردیں اور میڈیسن کے حوالے سے انہیں تفصیل بتادیں۔''

''او کے سر......'' نرس نے اثبات میں سر لایا۔

ڈاکٹر عمر کی ہدایت پہ بچے کی ماں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا دی۔

''ڈاکٹر صاحب آپ بہت اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں اللہ نے بڑی شفا رکھی ہے۔ اللہ آپ کو اور زیادہ ترقیاں عطا کرے۔''

''جی بہت شکریہ...... یہ سب اللہ کا کرم ہے۔'' ڈاکٹر عمر دھیرے سے مسکرائے اور وارڈ سے باہر نکل گئے...... ایشال ان کے ساتھ تھی۔ جنرل وارڈ میں مریض بچوں کو چیک کرنے کے بعد اپنے روم کی طرف جاتے ہوئے انہوں نے کاؤنٹر پہ کھڑے اپنے اسٹنٹ کو کچھ ہدایت کی اور اپنے روم کی طرف بڑھ گئے۔

یہ ڈاکٹر عمر کے ٹی بریک کا وقت تھا...... جب ایشال روم میں آئی تو روم سے ملحق سٹنگ روم سے کھٹکے کی آواز سن کر ایشال تھوڑا جھجکتی ہوئی اندر آگئی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ڈاکٹر عمر نے آگے بڑھ کر ایک نظر ایشال کو دیکھا...... مگر خاموش رہے...... انہوں نے کیتل میں پانی ڈالا اور سوئچ آن کر دیا۔ ایشال کو ان کی یہی خاموشی بے چین کیے ہوئے تھی...... بچپن سے لے کر آج تک اس سے جو بھی غلطیاں ہوئی تھیں ان پر ڈاکٹر عمر نے اسے ہمیشہ ڈانٹا تھا۔ مگر اس بار ایشال کی غلطی پر اسے ڈانٹنے کے بجائے انہوں نے خاموشی اختیار کر لی تھی...... کیوں...... ؟ وہ اس کیوں کا جواب ہی تو لینا چاہتی تھی...... وہ چاہتی تھی کہ ہمیشہ کی طرح ڈاکٹر عمر اس کی غلطی پر اس بار بھی اسے بری طرح سے ڈانٹیں۔

''عمر بھائی...... مم...... میں چائے بنا دوں...... ؟'' اس نے ڈرتے، ڈرتے بات کا آغاز کرتے ہوئے پوچھا۔

''یہ آفر کسی کو تب کرنی چاہیے جب اسے چائے بنانی آتی ہو۔'' ڈاکٹر عمر نے کیبنٹ سے دو بڑے مگ نکالے...... اس میں ٹی بیگز ڈالے اور کیتل اٹھا کر اس سے مگوں میں ابلتا ہوا گرم پانی ڈالنے لگے۔ قریب کھڑی ایشال چوہدری سوائے کھسیانے کے اور کر بھی کیا سکتی تھی اسے واقعی چائے بنانی نہیں آتی تھی۔

اس دوران ڈاکٹر عمر نے دونوں مگوں کے باری، باری ٹی بیگز ہلائے اور پھر دو، دو چمچ ملک پاؤڈر ڈالا پھر دونوں مگ شیلف سے اٹھا کر چھوٹی ٹرے میں رکھے اور ٹیبل پر لا کر ٹرے رکھ دی۔ ایشال شیلف پر رکھا شوگر پاٹ اٹھا کر ٹیبل پر لے آئی تھی۔

''tea for you'' ڈاکٹر عمر، ایشال کو مختصر اطلاع دے کر صوفے پر بیٹھ چکے تھے...... اپنے مگ میں انہوں نے آدھا چمچ چینی ڈالی اور ٹی بیگ اِک دفعہ پھر ہلا کر وہ مگ اٹھا کر لبوں سے لگا لیا۔

''thanks'' ایشال نے اپنے مگ میں چینی ڈالتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا۔

''اگر چائے کے ساتھ کچھ کھانا ہے تو فریج میں ایگ سینڈوچ رکھے ہیں، صبح مما نے بنا کر دیے تھے۔'' ایشال کو اطلاع دے کر وہ پھر سے انجان بنے چائے پینے لگے۔

ایشال نے سر ہلا دیا اور ہمت کر کے بالآخر اپنے اور ان کے درمیان چھائی خاموشی کو توڑتے ہوئے بولی۔

''سوری عمر بھائی...... مم میں بہت شرمندہ ہوں اس...... رات کے لیے ایک تو...... میں نے...... آپ سے جھوٹ بولا اور پھر میرا اڈریس......''

''نو سوری...... نو ایکسکیوز......'' ڈاکٹر عمر نے چائے کا مگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس کی بات کاٹ کر کہا اور ایک نظر...... شرمندگی سے سر جھکائی ایشال کو دیکھا۔

''میں نے اب خود سے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ تمہیں اب کسی بات پہ میں نہیں ٹوکوں گا...... تمہاری زندگی کے کسی بھی معاملے میں مداخلت نہیں کروں گا...... ہر انسان کو اپنی زندگی اپنے طریقے سے گزارنے کا حق حاصل ہے، ہر انسان اپنا اچھا برا خود سمجھتا ہے پھر میں کون ہوتا ہوں تم کو تمہاری کسی بھی غلطی پہ ڈانٹنے والا...... کسی اچھے برے کام پہ روکنے یا ٹوکنے والا...... تم جس کلاس جس طبقے کی نمائندگی کرتی ہو...... جس ایلیٹ کلاس اور جس فیملی کو represent کرتی ہو...... وہاں مجھ جیسے کنزرویٹو شخص کا بلاوجہ تمہیں کسی بھی کام سے روکنا، ٹوکنا بالکل بے معنی اور فضول ہے۔ اس حقیقت کو اب میں بھی سمجھ چکا ہوں......'' ان کی باتوں پر ایشال نے سر اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھے اس سنجیدہ سے شخص کو دیکھا...... ان کے چہرے پر خفگی تھی نہ غصہ...... ان کے یوں لاتعلقی اختیار کرنے کے اعلان پر اصولاً ایشال کو بہت خوش ہونا چاہیے تھا...... کیونکہ وہ ہمیشہ سے ڈاکٹر عمر کے سخت رویے پر نالاں رہتی تھی مگر...... وہ ان کی باتیں سن کر اداس ہو گئی تھی، اس کے دل پر ایک عجیب سا بوجھ آن پڑا تھا...... نہ جانے ڈاکٹر عمر نے اسے ایسا کیوں کہا تھا؟

(جاری ہے)

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"یہ پنک اور اورنج مکس شیڈڈ بلش آن تو بڑا ہی زبردست ہے ٹرائی تو کرو...... دیکھنا کیسے تمہاری اسکن شائن کرے گی اس کو لگانے سے cheeks پر بڑی فریش لک آجاتی ہے۔" عظمیٰ نے ایک مہنگے برانڈ کی بلش آن کٹ آفرین کو دیتے ہوئے کہا۔ دسمبر کی نرم گرم دھوپ کالج کے وسیع و عریض گراؤنڈ کو سکون آمیز حدت بخش رہی تھی اور اسی دھوپ میں تھرڈ ائیر کی وہ تینوں طالبات اپنے یخ بستہ وجود میں سرور آمیز حرارت

جسٹ فار انجوائے منٹ

نور عین



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سمو رہی تھیں۔
آفرین اور ماہین کزنز تھیں جن کا تعلق قریبی گاؤں سے تھا جبکہ عظمیٰ اسی شہر کی باسی تھی۔ عظمیٰ کا کھلا ڈلا انداز ماہین کو شروع دن سے ناپسند تھا۔ البتہ آفرین، عظمیٰ کی ماڈرن لک اور اسٹائلش طرزِ زندگی سے بے حد متاثر ہو چکی تھی اور اس کا برملا اظہار ماہین کے سامنے بھی کر چکی تھی۔ اس بار بھی وہ عظمیٰ کی چوائس سے بے انتہا متاثر ہوئی۔

''واؤ...... امیزنگ یار یہ تو واقعی کمال کی چیز ہے، دیکھو تو ذرا میرا چہرہ کیسے glow (چمکنے) کرنے لگا ہے۔'' آفرین نے بلش آن لگانے کے بعد ستائشی نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔ برش ابھی اس کے دائیں ہاتھ میں دبا ہوا تھا جس کو گالوں پر تیزی سے پھیرتے ہوئے اب وہ بلش آن بلینڈ کر رہی تھی۔

''اتنا پسند ہے تو تم رکھ لو، میں اور لے لوں گی۔'' عظمیٰ نے اپنے تراشیدہ بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سو مچ عظمیٰ تم بہت اچھی ہو۔'' آفرین نے کٹ بند کر کے فوراً بیگ میں رکھی۔

''اب ایسی بھی کوئی بات نہیں، تمہاری اسکن تو ویسے بھی بہت اچھی ہے بلکہ میرے خیال میں تو تم بلش آن لگانے سے پہلے زیادہ فریش لگ رہی تھیں اور ویسے بھی تمہیں عظمیٰ سے میک اپ لینے کی کوئی ضرورت تو نہیں ہے۔ تایا ابو سے کہنا وہ تمہیں مہنگے سے مہنگا میک اپ دلا سکتے ہیں۔ ابھی ہماری عظمیٰ سے ملاقات کو دو ڈھائی مہینے ہی تو گزرے ہیں، ہم اس کو جانتے ہی کتنا ہیں جو تم اس سے گفٹ بھی لینے لگیں۔'' ماہین کے تیکھے لہجے میں موجود ناگواری کو محسوس کر کے عظمیٰ نے آفرین کو برہمی سے دیکھا۔

''کم آن ماہین کیسی باتیں کر رہی ہو، عظمیٰ نے اتنے پیار سے دیا ہے اور تم...... اچھا چلو چھوڑو ایسا کرو تم بھی لگا کر دیکھو پھر بتانا کہ تمہیں کیسا لگا بلکہ تمہیں یہ بلش آن میں خود لگاتی ہوں۔'' آفرین نے بیگ سے کٹ نکالتے ہوئے مصالحتی انداز اپنایا۔

''اسٹاپ اٹ آفرین......! مجھے کالج میں پیسٹری بن کر گھومنے کا کوئی شوق نہیں اور اب چلو کیمسٹری کا پریکٹیکل مس ہو گیا تو مشکل ہو جائے گی۔ ایسے الٹے سیدھے کام کرنے کے بجائے اگر تم اپنی پڑھائی پر توجہ دو تو تمہارے بلکہ ہم سب کے لیے بہتر ہوگا۔'' ماہین نے اردگرد بکھری کتابیں بیگ میں ڈالتے ہوئے تنبیہی انداز میں کہا۔

''آفرین آئندہ اگر مجھ سے ملنا ہو تو اکیلی ہی آنا اپنی اس کزن کو اپنے ساتھ لانے کی زحمت نہ کرنا اور ہاں آج میرا اور حمیرا کا پزا کھانے کا پروگرام ہے اگر ملنا ہو تو فون کر کے بتا دینا۔'' عظمیٰ نے ایک جھٹکے سے اپنا بیگ اٹھا کر واک آؤٹ کرتے ہوئے کہا کہ ماہین کا پیسٹری والا طعنہ اس پر بڑی عمدگی سے فٹ ہوا تھا۔

''تم آئندہ مجھ سے بات مت کرنا، کیا ہو جاتا اگر تم عظمیٰ کو ایسی جلی کٹی نہ سناتیں، اب پتا نہیں وہ کب تک مجھ سے سیدھے منہ بات نہیں کرے گی۔'' آفرین نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا۔

''چلو خیر چھوڑو اس بات کو۔'' ماہین پر کچھ اثر نہ ہوتا دیکھ کر آفرین نے موضوع بدلا۔

''ایسا ہے کہ آج میں کیمسٹری کا پریکٹیکل نہیں کروں گی تم میری اٹینڈنس لگا دینا اور ہاں گیٹ پر ہی میرا انتظار کرنا میں دو بجے تک کالج واپس پہنچ جاؤں گی اور اگر کوئی مسئلہ ہوا تو مجھے پی سی او سے فون کر لینا میرا نمبر تو یاد ہے ناں۔'' آفرین نے بیگ سے سائلنس پر لگا ہوا موبائل فون نکالتے ہوئے کہا۔

''آفرین ...... یہ تم اچھا نہیں کر رہیں، ہم یہاں صرف پڑھنے آتے ہیں اگر تایا ابو کو پتا چل گیا کہ تم بغیر چادر کے ننگے سر اکیلی ہی کالج کی لڑکیوں کے ساتھ ہوٹلز اور شاپنگ مالز میں ماری، ماری پھرتی رہتی ہو تو پتا ہے ناں وہ تمہیں فرش سے عرش تک پہنچانے میں دیر نہیں کریں گے۔ آفرین ہمارے ساتھ گاؤں کی کتنی ہی لڑکیوں کا مستقبل جڑا ہوا ہے۔ ہماری ذرا سی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لغزش ان کے بہتر مستقبل کو نگل سکتی ہے اگر ہم بدنام ہوگئیں تو نہ صرف ہمارا جاہ و جلال والا خاندان درگور ہوجائے گا بلکہ گاؤں کی ساری لڑکیوں کی پڑھائی کا سلسلہ بھی منقطع ہوجائے گا۔'' ماہین نے آفرین کو سمجھانے کی کوشش کی۔

''اوہو...... ماہین کیسی باتیں کررہی ہو، میں کچھ غلط نہیں کررہی اور خدا نخواستہ ہماری بدنامی کیوں ہوگی، میں کون سا کسی لڑکے سے ملنے جارہی ہوں۔ اپنے والدین کی عزت مجھے اپنی جان سے بھی بڑھ کر پیاری ہے میں تو بس اپنی فرینڈز کے ساتھ آؤٹنگ ہی تو کرتی ہوں، زیادہ سے زیادہ ہم بھی کسی ریسٹورنٹ میں مل بیٹھ کے کھانا کھالیتے ہیں اس سے زیادہ انجوائے منٹ کا تصور تو میں خواب میں بھی نہیں کرسکتی اور یہ کوئی ایسا گناہ تو نہیں بلکہ تم بھی ہمارے ساتھ آجاؤ بڑا مزہ آئے گا۔ چلو ناں مجھے تو بھوک بھی بہت لگی ہے۔ تمہیں بھی لگی ہوگی بس کالج بند ہونے سے پہلے ہی واپس آجائیں گے کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا۔'' آفرین نے عظمیٰ کو میسج کرنے کے بعد بیگ سے شیفون کا لال دوپٹا نکالتے ہوئے ماہین کو لالچ دی۔

''نو تھینکس آفرین، تم شاید سمجھنا ہی نہیں چاہتیں...... اور تم کیا برائی کے راستے پر چلنے والا کوئی بھی شخص کبھی یہ مانتا ہی نہیں ہے کہ وہ غلط ہے ویسے بھی آفرین صحیح اور غلط کی کوئی universal definition تو ہوتی نہیں، بس ہمیں ہمارے ماں باپ جن کاموں سے روکتے ہیں ان کاموں کو کرنا ہمیشہ غلط ہوتا ہے۔ والدین کی بتائی گئی حدود کو پار کرنا ہمیشہ تباہ و برباد کردیا کرتا ہے اگر تم ان کاموں سے باز نہ آئیں تو میں تائی امی کو سب کچھ بتادوں گی۔'' ماہین کا نصیحت بھرا لہجہ یک دم ہی جارحانہ ہوا کہ آفرین پر کچھ اثر ہوتا نظر ہی نہیں آرہا تھا۔

''مجھے پتا ہے کہ تم اماں کو یہ سب کچھ بتانے کی غلطی کبھی نہیں کروگی آخر ابھی تم نے MSC کرنی ہے اور تمہیں اکیلے کالج آنے کی پرمیشن ملنا تو ناممکن ہے چاچا، چاچی تو پہلے ہی تمہاری پڑھائی کے خلاف ہیں۔ سومیرا تمہارے ساتھ کالج آجا کتنا ضروری ہے، اس کا تو تمہیں اندازہ ہوگا۔'' اس نے بالوں میں برش کرتے ہوئے کہا۔ ''مجھے پکا یقین ہے، تم اماں سے کچھ نہیں کہوگی بالکل ویسے ہی جیسے تم نے اماں کو یہ نہیں بتایا کہ کالج میں فون لانے کی ممانعت ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ تمہارے لیے بھی پزا لے آؤں۔'' ماہین کے بے بس چہرے کو دیکھتے ہوئے آفرین مطمئن سے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆☆☆

''ارے ان انکل کی مونچھیں تو دیکھنا کیسی ہیں؟'' عظمیٰ نے پزا کھاتی ہوئی حمیرا کو مخاطب کیا۔

''واقعی یار، یہ تو موٹر سائیکل کا ہینڈل لگ رہی ہیں۔'' حمیرا نے بائٹ لیتے ہوئے جواب دیا۔

''گیں، گیں۔'' عظمیٰ نے موٹر سائیکل کی آواز نکالی۔

''مونچھیں ہیں کہ ہینڈل؟'' حمیرا نے ذرا اونچی آواز میں کہا جوابًا انکل نے انہیں خشمگیں نظروں سے گھورا تھا۔

''گیں گیں۔'' اگلی آواز آفرین کی تھی جس کے ابا صرف اس وجہ سے کبھی اپنی فیملی کو کسی ہوٹل میں کھانا کھلانے لے کر نہیں گئے تھے کہ ایسی جگہوں پر نامحرم افراد ان کی بیٹیوں اور بیوی کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ برائی کا راستہ ایک لمبے ریشمی قالین کی طرح ہوتا ہے جس پر پہلا قدم رکھنے کے بعد انسان کب اس کے ریشمی احساس میں کھویا اس کے سرے پر پہنچ جاتا ہے اس کو پتا بھی نہیں چلتا۔

☆☆☆

''تمہاری آپی کی شادی کی تاریخ طے کرنے آرہے ہیں اس کے سسرال والے اور تم ہو کہ کالج سے ایک چھٹی بھی نہیں کرسکتیں۔ حیا اور فلزا ابھی چھوٹی ہیں۔ شزا سے تو کل میں کسی صورت کام نہیں کراؤں گی آخر اس کی شادی ہے، دلہن سے کام کرواتے ہم اچھے لگیں گے کیا؟ بس طے ہوگیا تم کل کالج نہیں جاؤ گی۔'' جنت

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بیگم نے قطعیت بھرے انداز میں کہا
''لیکن اماں میرا کالج جانا بہت ضروری ہے، کل میرا بائیو کا ٹیسٹ ہے مہمانوں نے شام کو ہی آنا ہے میں تین بجے تک گھر پہنچ جاؤں گی پھر سارا کام کرلوں گی اگر کل کا ٹیسٹ نہ دیا تو میرا داخلہ نہیں جائے گا بے شک ماہین سے پوچھ لو۔'' آفرین نے غصے سے خاموش بیٹھی ماہین کو بلاوجہ گھسیٹا۔
''ج.... جی تائی امی!'' اس کی آواز کی لرزش اس کی بات کے جھوٹے ہونے کی طرف اشارہ کررہی تھی۔
''پلیز ابا آپ ہی سمجھائیں ناں اماں کو......'' آفرین نے باپ کو مدد طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
''ارے بھئی بھلیے لوکے ......'' وہ ہولے سے کھنکھارے ''جانے دے ناں آفرین کو...... ایسا کرنا کل جمیلہ کو بلا لینا وہ تمہارا ہاتھ بٹا دے گی اسے کچھ رقم دے دینا ویسے بھی اس غریب بیوہ کا کوئی آسرا تو ہے نہیں اوپر سے غیرت مند بھی بہت ہے چلو اس کی مدد بھی ہوجائے گی۔'' انہوں نے گویا مسئلہ حل کیا۔ ''آفرین کی پڑھائی بہت ضروری ہے۔ دیکھنا پڑھ کر کیسے ہمارا نام روشن کرے گی۔'' ابا نے آفرین کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا تو اماں ہولے سے مسکرا دیں۔
''ہاں مجھے یاد آیا تو دینو کسان کی بیوی سے افسوس کرنے گئی تھی اس کی بیٹی کی خودکشی نے تو دینو کو کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔'' چوہدری اختر نے حقے کا ایک گہرا کش لیتے ہوئے پوچھا۔
''ہاں گئی تھی بہت بری حالت تھی فضلاں کی بہت رو رہی تھی، بیٹی کی موت کا دکھ تو جو ہے سو ہے بدنامی نے سارا خون نچوڑ لیا ہے، نازو اپنی پسند کی شادی کرنا چاہتی تھی اور جہاں وہ چاہتی وہاں دینو کسان کی برسوں پرانی خاندانی دشمنی چل رہی تھی بس اتنی سی بات پر زہر پی لیا۔ دشمنوں نے اس کے زہر پینے کی وجہ سارے پنڈ میں مشہور کردی۔ فضلاں بتارہی تھی کہ نازو تین دن تکلیف کے مارے تڑپتی رہی تھی، جنازے میں بھی دو ایک لوگ ہی شریک تھے کہ مولوی صاحب کا کہنا تھا کہ اس نے حرام موت کو گلے لگایا ہے بخشش کوئی نہیں جانتی بس چوہدری صاحب وہ اپنی بہنوں کی راہ کھوٹی کرگئی اب اس کی بہنوں کو کون بیاہنے آئے گا۔ فضلاں تو اٹھتے بیٹھتے اسے کوستی ہے۔'' ہنستا مسکراتا ماحول ایک دم ہی بوجھل ہوا تھا وہاں موجود چاروں نفوس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔
''اللہ بچیوں کے نصیب اچھے کرے...... انہیں نیک ہدایت دے بچیوں کی ذرا سی غلطی پورے گھر کو برباد کردیتی ہے۔'' چوہدری اختر نے کہتے ہوئے ایک جھرجھری لی پھر آفرین کی طرف دیکھا۔
''بیٹا تو کل کالج چلی جانا پر جلدی آجانا۔ ماں کی آکر مدد کرلینا۔'' انہوں نے آہستہ سے کہا۔
''وہ ابا پانچ سو روپے چاہئیں، کالج میں غریب لڑکیوں کی پڑھائی کے لیے ایک تنظیم بنی ہے وہاں چندہ دینا ہے۔'' آفرین نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔
''آفرین تو وہاں پڑھنے جاتی ہے کہ چندہ دینے ایک تو تیرے اپنے اتنے ڈھیروں خرچے اوپر سے یہ چندے گھر میں کوئی قارون کا خزانہ دبا ہے جو تو بے دردی سے پیسے کو پانی کی طرح بہائے جارہی ہے۔'' جنت بیگم نے آفرین کی اچھی خاصی کلاس لی۔
''بھلیے لوکے یہ تو نیکی کا کام ہے، ایسے کام کرنے سے اللہ رزق میں برکت دیتا ہے، ہم گاؤں کے چوہدری ہیں تو اتنا کرہی سکتے ہیں یہ لے دھیے تو پانچ سو نہیں ہزار روپیہ دے دینا چندے میں ثواب ہوگا۔'' چوہدری اختر نے ہزار روپے کا نوٹ اس کی مٹھی میں دبایا جسے دیکھ کر آفرین کی آنکھیں خوشی سے لودینے لگیں البتہ ماہین کی آنکھیں شرارے برسا رہی تھیں۔

☆☆☆

''اچھا ماہین، میں دو بجے تک گیٹ پر پہنچ جاؤں گی اگر دیر ہوگئی تو مجھے فون کرلینا شکر ہے چوکیدار عظمٰی کا جاننے والا ہے ورنہ تو کالج سے نکلنا نہ ممکن تھا۔'' آفرین معمول کے ڈائیلاگز دہراتی ہوئی دوپٹا گلے کے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
Reading Section

گرد لپیٹ رہی تھی۔

"اب تو باز آجاؤ آفرین اگر کسی کو پتا چل گیا تو ہماری خیر نہیں، کیا ملتا ہے تمہیں اس آوارہ گردی سے نہ جاؤ پلیز ایسا نہ ہو کہ تم جاؤ اور واپس ہی نہیں آپاؤ۔" ماہین کے لہجے سے خوف جھلک رہا تھا۔

"کیا ہوگیا ہے ماہین، میں اکثر ہی تو جاتی ہوں، پہلے کسی کو پتا چلا ہے جو اب چلے گا اور رہی واپس نہ آنے کی بات تو مائی ڈیئر شہر کے سارے راستے مجھے اچھی طرح سے یاد ہیں۔ یقین رکھو میں کہیں گم نہیں ہوں گی، میں دو بجے تک پہنچ جاؤں گی تم سارے لیکچرز اٹینڈ کرلینا۔ ہم شام میں مل کر نوٹس بنالیں گے۔" ماہین کے گال تھپتھپاتی وہ دور کھڑی عظمٰی کی طرف چل دی۔ ماہین اور عظمٰی میں ابھی تک دوستی نہیں ہو پائی تھی۔

☆☆☆

"چار زنگر برگرز اور چار ٹھنڈی کولڈ ڈرنکس لیکن ذرا جلدی۔" ویٹر کو آرڈر لکھواتی ہوئی آفرین مکمل طور پر با اعتماد تھی گلے میں چنا ہوا سبز دوپٹا لپیٹے بالوں پر سن گلاسز ٹکائے چلبلی سی آفرین کے کسی بھی انداز سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ وہ گاؤں کی باسی ہے۔

"میم آج کولڈ ڈرنکس میری طرف سے۔" نوجوان سا ویٹر شوخ ہوا۔

"جی ضرور، آخر ہم ہمیشہ اسی ریسٹورنٹ میں تو آتے ہیں اب اتنا حق تو ہمارا بنتا ہی ہے۔" ایک ادا سے بولتے ہوئے آفرین نے عظمٰی جمیرا اور نوشین کی طرف داد طلب نظروں سے دیکھا۔

"واہ آفرین مزہ آگیا۔ سچی مفت کا مال واقعی بہت مزے کا ہوتا ہے، یہ کولڈ ڈرنکس صرف اور صرف تمہاری خوب صورتی اور حاضر جوابی کی بدولت ہماری ٹیبل تک پہنچی ہیں آئی ایم پراؤڈ آف یو۔" نوشین نے ڈرنک کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"بھئی آفرین ہے ہی اتنی پیاری کہ اسے دیکھنے کے بعد کوئی بھی اپنے ہوش گنوا سکتا ہے ویسے آفرین کیا

یہ آنکھوں سے دیکھنے اور دل سے
پڑھی جانے والی کتاب ہے۔

دوتارا

محی الدین نواب

اگر میں تیری آنکھ کا آنسو ہوتا
تیرے درد کی سیپ کا موتی ہوتا
تو مجبوراً دکھ درد چھپاتی تب میں
چوکھٹ پہ لرزتا ایک فریادی ہوتا

جو رنج تجھے روئی کی طرح دُھنتا
اسے زمانہ میری زباں سے سنتا
گھر کی پونجی گھر میں ہی رکھنے کی خاطر
تیرا ہاتھ مجھے موتی موتی چنتا

میں خوشیوں کا ساتھی کبھی نہ کہلاتا
درد کی پہلی ٹیس پہ دوڑا آتا
تو اگر نظروں سے گرادیتی مجھ کو
میں گرتے گرتے دامن سے لپٹ جاتا

اگر میں تیری آنکھ کا آنسو ہوتا

●

ڈوب جانے کو جو چلو بھر ہے
وہی تو حیا کا سمندر ہے
چپکے چپکے مارتی رہتی ہے
زندگی آستیں کا خنجر ہے

قیمت:300روپے

کتاب ملنے کا پتہ

پلاٹ نمبر A-1، قطار B
دکان نمبر 3، گلشن غزالی، بلیر ہالٹ، کراچی
طٰہٰ پبلیکیشنز فون: 03032310105

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تم اس ویٹر سے فون پر رابطہ کرو گی۔'' عظمیٰ نے آفرین کے سامنے پڑے سفید کاغذ کو بغور دیکھتے ہوئے آفرین سے سوال کیا یہ کاغذ وہی ویٹر ابھی ابھی آفرین کو دے کر گیا تھا اور اس پر درج نمبر پر آفرین کو کال کرنے کی درخواست بھی پیش کی تھی۔

''ارے نہیں بابا، اب میں اتنی بھی ایڈوانس نہیں ہوئی کہ فون پر غیر مردوں سے رابطہ رکھوں۔ میرے والد صاحب کو پتا چل گیا تو میری تکہ بوٹیاں چیل کوؤں کو کھلا دیں گے۔'' آفرین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر نمبر لیا ہی کیوں تھا؟'' نوشین نے حیرت سے پوچھا۔

''بھئی کولڈ ڈرنکس کے ساتھ ہی یہ نمبر بھی پیش کیا گیا تھا اب اگر صرف کولڈ ڈرنکس ہی اٹھا لیتی تو کتنا چیپ لگتا۔'' آفرین نے بے پروائی سے کہا۔

''ویسے آفرین اس میں حرج ہی کیا ہے تمہیں کون سا اس سے شادی کرنی ہے کبھی کبھار بات کر لینا ٹائم بھی پاس ہو جائے گا زبان کا چسکا بھی لگتا رہے گا اور تمہارے والد صاحب کو کیسے پتا چلے گا کہ تم کس سے بات کرتی ہو تم نے تو بتانا نہیں اور انہیں پتا چلنا نہیں تم بات کرنا تو سہی ایسے ہی جسٹ فار انجوائے منٹ۔'' عظمیٰ نے برگر کا بائٹ لیتے ہوئے آفرین کو سمجھایا تو اس کے چہرے کے تاثرات نے اسے بتا دیا کہ آفرین جیسے کچے ذہن کی لڑکی اس کی بات مان لے گی۔

''بکواس بند کرو اور جلدی سے یہ سب ختم کرو مجھے آج تین بجے تک گھر پہنچنا ہے۔ آج شام کو آپی کی ڈیٹ فکس ہو رہی ہے۔'' آفرین نے مصنوعی غصے سے ان سب کو گھر کا، اپنے حال پر مسرور وہ چاروں یہ بھول بیٹھی تھیں کہ وہ برائی کی انتہا کی جانب تیز رفتاری سے پھسل رہی ہیں اور شاید انہوں نے یہ بھی بھلا دیا تھا کہ برائی، گناہ کو جنم دیتی ہے اور ہر گناہ کا انجام سزا ہوتا ہے۔

''مجھے چکر آرہے ہیں آفرین۔'' عظمیٰ نے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا جو اسے اپنے گھومتے...... ہوئے سر کے باعث جھولتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔

''مجھے بھی چکر آرہے ہیں۔'' حمیرا نے بے اختیار اپنے سر کو پکڑا۔

''کہیں اس ویٹر نے کولڈ ڈرنکس میں تو ایسا ویسا نہیں ملا دیا۔'' آفرین کے ذہن میں اچانک ایک خوفناک خیال نے جنم لیا۔

''اوہ نو، چکر نہیں یہ زلزلہ ہے...... پاگل جلدی سے باہر نکلو۔'' نوشین نے گم بیٹھی حمیرا کو جھنجوڑتے ہوئے کہا۔

''کیا......؟'' آفرین کا دل پاتال کی گہرائی میں ڈوبا۔ اس غیر ملکی شاندار سے ریسٹورنٹ کی پُرشکوہ عمارت کسی بدمست ہاتھی کی طرح دائیں بائیں جھول رہی تھی لوگ گھبراہٹ میں اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔

''اس طرف......'' عظمیٰ نے اپنے آپ کو بدقت سنبھالتے ہوئے آفرین کا یخ ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف دوڑ لگائی لیکن اسی لمحے لرزتی ہوئی چھت پوری قوت سے ان کے سروں پر آگری۔

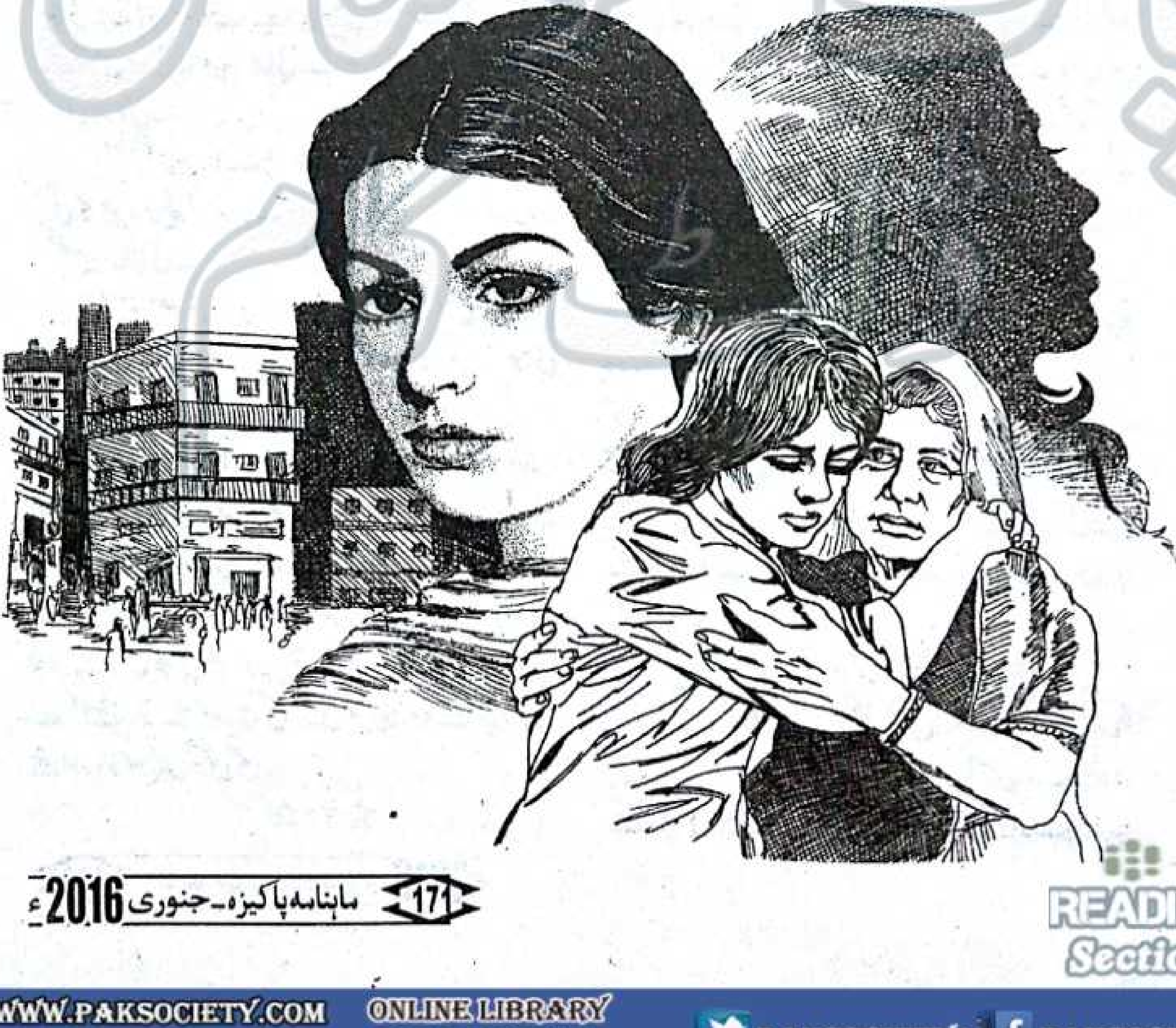
''آپی کی سسرال والے آج ان کی شادی کی تاریخ لے کر نہیں جائیں گے، اب میری بہنوں کو بھی کوئی بیاہنے نہیں آئے گا ان کی راہ تو میں نے کھوٹی کر دی ناں...... میرے رعب داب والے ابا اب کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے اور میری اماں...... وہ بھی اپنی ساری زندگی مجھے کوستے ہوئے ہی گزاریں گی۔ ہاں یہی ہوگا یہی تو ہوگا جب میری لاش انہیں کالج کے بجائے یہاں اس ریسٹورنٹ سے ملے گی۔ کون یقین دلائے گا انہیں کہ میں گناہ گار نہیں ہوں میں یہاں ان کی عزت روندنے نہیں آئی تھی۔ ہاں میں بتا دوں گی انہیں...... ہاں میں بتا دوں گی روزِ حشر لیکن یہاں اس دنیا میں میرے جیسی لڑکیوں کو کون بتائے گا کہ وہ کام جو چاہے چھوٹا ہو یا بڑا چھپ کر کیا جائے تو وہ گناہ ہوتا ہے اور گناہ کی سزا مل کر ہی رہتی ہے۔'' موت کے گہرے اندھیرے میں اترتی ہوئی آفرین کی آخری سوچ میں ڈھیروں پچھتاوا چھپا ہوا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
Section

جگر ہو جائے گا چھلنی

شبینہ گل

''پلیز بھابی......'' عفت کا لہجہ التجائیہ سا تھا۔
''ارے بے وقوف نہیں جھلی نہیں پاگل اب کیا کہوں اسے جوان تمام ناموں سے بھی گیا گزرا ہو......''
سمیعہ بھابی نے اپنا سر پیٹ لیا پھر آس پاس کوئی بھاری چیز ڈھونڈنے لگیں جو اپنے اور عفت کے سر پر مار سکیں...... اور عفت، بھابی کی ان حرکتوں کو دیکھ کر مزید پریشان ہو رہی تھی۔
ہائے اللہ یعنی یہ اتنا مشکل کام ہے کہ بھابی نے



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس تکلیف کو سوچ کے ہی خود کو کوٹ ڈالا۔

''بھابی پورا پیٹ......؟'' عفت مزید ڈر گئی......اور اس کی سفید پڑتی رنگت دیکھ کے بھابی نے خود پر ذرا قابو کیا اور ہمدردی سے اس کا گھٹنا دبا کر بولیں۔

''چل میرے کمرے میں آ، سمجھاتی ہوں تجھے...... بدھوؤں کی مہارانی۔'' عفت اپنا دھیرے، دھیرے بھاری پن کی جانب گامزن وجود سنبھالتی جیٹھانی کے پیچھے لپکی......سمیعہ بھابی نے اسے اپنی وسیع وعریض منقش مسہری پر بٹھا کر اپنے کمرے کے دروازے کو اچھی طرح بند کر کے چٹخنی چڑھائی اور پھر عفت کے پاس آ بیٹھیں۔ پھر سوچ سوچ کر لفظ، لفظ گویا تول، تول کر بڑے سبھاؤ سے اسے جب سمجھانا شروع کیا تو۔

''ہا آ......اُف، اوہ، ہائے بھابی ی ی ی...... کیا؟ نہیں......'' بند کمرے کے باہر کھڑا کوئی سنتا تو سمجھتا بھابی زوردار مالش کر رہی ہیں۔ عفت کی سفید پڑتی رنگت کو واپس اپنے رنگ میں لانے کے لیے بھابی نے جو انکشاف کیے ان کو سن کر تو عفت کلف لگے لٹھے جیسی ہوگئی۔ سمیعہ بھابی نے گھبرا کر اپنی بڑی بیٹی مینا کو آواز دی۔

''سکنجبین بنا کے لا جلدی بھاگ......'' وہ آ کر چچی کا چہرہ دیکھ کر سرپٹ واپس دوڑی اور جھٹ پٹ سکنجبین بنا لائی۔

''تیرا صرف سن کر یہ حال ہوگیا تو اس وقت کیا کرے گی جب سارے درد خود پر گزارے گی۔'' بھابی نے اسے ملامت کی۔

''اس وقت اگر واویلا کیا تو اماں نے تو جان نکال دینی ہے تیری۔'' پھر اس کی حالت دیکھ کر بھابی خاموش ہوگئیں۔ آج کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ عفت گلاس ہاتھ میں تھامے گم صم تھی۔ برف ملے سکنجبین کی ٹھنڈک سے گلاس نم ہو رہا تھا۔ پانی کے قطرے گلاس سے پھسلتے ہوئے عفت کی ہتھیلی کو گیلا کرتے جا رہے تھے اور وہ بھونچکی بیٹھی تھی۔

☆☆☆

یہ ستر (70) کی دہائی کی بات تھی۔ لڑکیاں اتنی بے مہار نہیں ہوئی تھیں۔ بڑے اگر دال سبزی کی بات کرنے بھی ایک جگہ بیٹھتے تو بچوں کو وہاں سے اٹھا دیتے......اور بچوں کی مجال نہیں تھی کہ تنبیہی نظروں کو دیکھ اور سمجھ کر بھی منہ زبانی تنبیہہ ملنے تک بھی رک جاتے...... سکھی سہیلیوں میں کسی کا بیاہ ہو جاتا تو پھر اسے بھی سہیلیوں میں بیٹھنے سے منع کر دیا جاتا......وہ بھی خود بخود بڑی بوڑھیوں میں شمار ہو جاتی اور اگر کبھی اپنی کنواری سکھیوں میں بیٹھتی بھی تو ماں یا دادی آتے جاتے اٹھتے، بیٹھتے گھوریاں مارتیں......مطلب کہ وہ ایک حد میں رہ کر بات کرے......سو عفت اگر اتنی بدھو تھی تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ بھابی تھوڑے سے کھلے ماحول سے تھیں جہاں کبھی کبھار سہیلیاں کچھ نہ کچھ بات کنواریوں کے کانوں میں انڈیل دیا کرتی تھیں۔ پھر بھی عفت کا بھولا پن انہیں اس لیے زیادہ کھٹکا تھا کہ عفت نے شادی کے بعد بھی عورتوں میں بیٹھ کے ایسی باتوں میں دلچسپی نہ لی تھی اور نہ ہی کسی نے اسے از خود کچھ بتایا۔ کچھ تو اسے گھر کے کام دھندوں سے ہی سر اٹھانے کی فرصت نہ ملتی تھی...... کچھ ساس ایسی ملی تھیں کہ فراغت کا ایک لمحہ بھی فالتو بیٹھنا لڑکیوں کے لیے حرام سمجھا کرتی تھیں۔ وہ خود بے حساب سگھڑ تھیں سو عفت کو بھی ویسا ہی بنانے میں جتی رہتی تھیں۔ یوں اسے کبھی ان باتوں میں پڑنے کا موقع ہی نہ ملا......یہ تو وہ دور تھا جب دلہنیں شادی کی پہلی رات دولہا کی ذرا سی بے تکلفی سے گھبرا کر جست لگا کے کمرے کے کونے میں یا مسہری کے نیچے گھس جایا کرتی تھیں اور یہ تو پھر عفت تھی۔ اپنے دور کی بدھو شرمیلی لڑکیوں سے بھی بڑھ کے بے وقوف......شادی کے بعد اللہ نے جلد ہی اپنا کرم کر دیا۔

پاؤں تو بھاری ہوگیا پر عقل ہلکی ہی رہی...... ساس صاحبہ کم ہی گھر سے نکلتی تھیں......اور جو نکلتی تھیں تو بھی عفت کو ہزار کام گنوا کرتا کہ وہ چین سے بیٹھ نہ سکے، نہ ہی جیٹھانی کی صحبت میں وقت گزارے۔ اب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جو یہ موقع ملا تھا تو یہ بھی یوں ملا کہ ساس صاحبہ کے بھائی سیڑھیوں سے گر کر ہڈی تڑوا بیٹھے تھے۔ بھتیجا افتاں و خیزاں پیغام لے کر ایسے آیا کہ اماں نے اگلی بات نہ سوچی، برقع اوڑھا اور ساتھ ہی نکل گئیں۔ سو عفت سکھ کا سانس بھرتی اوپر جیٹھانی کے حصے والی منزل میں آگئی جہاں اس کے حواس جیٹھانی نے اڑا دیے۔

☆☆☆

سلیم اور نعیم دو ہی بھائی تھے۔ سلیم کی بیوی سمیعہ اور عفت، نعیم کی بیوی تھی۔ دونوں بھائیوں کے بیچ ایک اکلوتی لاڈلی ان کی بہن تھی ثمینہ...... خوب صورتی اور بے تحاشا خوب صورتی اس خاندان پر ختم تھی...... اماں، ابا دونوں ہی خوب صورتی میں بے مثال تھے۔ سو اولادیں بھی ان پر ہی پڑیں۔ اماں زیادہ حسن پرست ثابت ہوئیں۔ کالے پیلے لوگوں کو تضحیک کا نشانہ بنایا کرتیں کجا کہ اپنی نسل میں کوئی ایسی کمی بیشی آتی۔ سمیعہ ان کی بھتیجی تھی، سلیم کو پسند تھی صد شکر کہ خوب صورت بھی تھی۔ اماں بخوشی بیاہ لائیں۔ بیٹی ثمینہ بھی شکل صورت میں بے مثال...... نعیم کی شادی سے سال بھر پہلے اس کی شادی کریم صاحب نے اپنے بھتیجے انوار سے کر دی تھی۔ وہ ذرا رنگ میں کچھ دبتے تھے پر مرد کی صورت کون دیکھتا ہے۔ ہاں مسئلہ تب ہوا جب اپنی چچا زاد کی شادی میں نعیم نے عفت کو دیکھا جو نعیم کی چچا زاد روبینہ کی سسرالیوں میں سے تھی۔ عفت خوب صورتی میں یکتا نہیں تھی۔ سانولی بھی نہیں تھی، کھلتی ہوئی گندمی رنگت میں بے حد کشش تھی...... اور لمبے گھنے بال لیکن رنگت اس کی سرخ و سفید جو نہ تھی تو اماں کو اختلاف تو ہونا تھا۔ پوتے، پوتیوں کی خوب صورتی میں ملاوٹ قطعی نامنظور...... لیکن نعیم بھی ان ہی کی اولاد تھا۔ ضد کا پکا...... سو عفت کو بیاہ لائیں لیکن خود سے ہمیشہ کمتر جانا اور سلوک بھی امتیازی کیا...... پھر ہوا کچھ یوں کہ عفت جلد امید سے ہوگئی جبکہ ثمینہ بیٹی کی گود ہنوز خالی تھی...... غرور و تکبر میں اماں کے بیٹی کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ سمیعہ بارہ برس پہلے اس گھر کی بہو بنی تھی۔ خاندان کی تھی، ان کے انداز سمجھتی تھی، مقابلہ دو بدو ہوتا...... سلیم کا پورا پورا ساتھ بھی حاصل تھا سو وہ جلد ہی گھر کی سب سے بالائی منزل میں علیحدگی اختیار کر گئیں۔ بیچ کی منزل اماں، ابا کی تھی اور سب سے نچلی منزل نعیم اور عفت کی......

ساٹھ کی دہائی کے اوائل میں تعمیر کیے گئے اس تین منزلہ گھر کا طرزِ تعمیر بہت خوب صورت تھا۔ مکانیت کم تھی، پلاٹ تھا تو محض پانچ مرلے کا لیکن طرزِ تعمیر ایسا تھا کہ بہت بڑا لگا کرتا...... ہر منزل میں دو وسیع و عریض کمرے، ایک برآمدہ اور کھلا صحن...... کھلے صحن سے اوپری منزل سے جھانکو تو نیچے آخری منزل کے صحن تک جھانک لو...... یوں سمیعہ بھابی فرصت کے اوقات میں اوپر سے جھانک کر عفت کی حالتِ زار دیکھتی رہتیں۔ اسی سہولت کی بدولت انہوں نے کئی بار عفت کو ساس نند کے مظالم سے حتی الامکان بچایا پر ہر ظلم سے نہیں...... لیکن وہ ایک ظلم جس سے زمین آسمان لرز اٹھتے ہیں اس سے تو سمیعہ بھابی نے عفت کو بروقت بچایا۔ حسد کے ہاتھوں ننھا وجود دنیا میں آنے سے پہلے روٹھ جاتا جو اگر سمیعہ بھابی اوپر سے ساس کو دوا کی شیشی عفت کو تھماتے نہ دیکھ لیتیں۔ ایسی ہی شیشی اسے بھی دی گئی تھی لیکن وہ قدرے عقلمند تھیں سو بچت ہوگئی پھر کن حیلوں بہانوں سے انہوں نے عفت کو اوپر بلوایا وہ ایک الگ ہی قصہ...... وہ شیشی ہتھیالی...... نعیم کو بلا کر سلیم کے سامنے بٹھا کر سارا معاملہ رکھا وہ علیحدہ داستان...... دونوں بھائی سمیعہ کے مشکور ہوگئے۔ عفت مشکور ہونے کے بجائے ساس کے خوف میں زیادہ جکڑی ہوئی تھی۔ نعیم، سلیم نے باپ کے ساتھ میٹنگ کی اور باپ نے اپنی بیگم کے خوب لتے لیے...... وہ گھر کے معاملات میں کبھی نہیں بولتے تھے۔ مختارِ کل اپنی بیوی کو بنا رکھا تھا لیکن ان کا اندھا اعتماد یا گھریلو معاملات سے چشم پوشی یہ دن دکھائے گی اس کا انہوں نے تصور نہیں کیا تھا۔ سو جب گرجے تو جم کر گرجے...... عفت نیچے کمرے میں بند لرزتی رہی...... ٹیلی فون کا زمانہ نہیں تھا بہت ہی کم کہیں فون پایا جاتا تھا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

سوثمینہ جب ہفتہ واری چکر پر گھر آئی تو اس کی بھی شامت آئی۔ پھر ہوا یوں کہ ماں، بٹی محتاط ہوگئیں۔ یہ حربہ کارگر نہیں ہوا تو چالیں بدل ڈالیں۔ مرد سارا دن تو گھر پر نہیں ہوتے۔ انداز محتاط ہوگئے۔ سمیعہ سے رویہ تلخ وترش ہوگیا کہ وہ بھی زیادہ بیچ میں نہ بولے۔ لیکن خدا اسی لیے تو ایک واحد ہے، اسی لیے تو اس نے خدائی میں کسی کو اپنا شریک نہیں بنایا...... اور جو اگر انسان کے پاس خدائی اختیارات ہوتے تو وہ تو دوسرے انسانوں کو نوچ کے کھا جاتا...... خون پی جاتا، جو ایک حد تک اختیارات انسان کے ہاتھ میں دیے گئے ہیں، وہ اسی سے قیامتیں برپا کر دیتا ہے۔ کہیں فرعون بن بیٹھتا ہے تو کہیں نمرود کا روپ دھار لیتا ہے۔ اماں بھی ایسی ہی کوئی کرسی سنبھالنے میں لگی ہوئی تھیں۔

بہوؤں سے حسد، جلن ایک طرف...... لیکن سگھڑاپے میں اماں کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ہانڈی چڑھاتیں تو جب تک مکمل بھن کر پک کر تیار نہ ہو جاتی ہانڈی کے سرہانے سے نہ ہٹتیں۔ ایک لمحہ دائیں بائیں دیکھنا بھی گویا گناہ سمجھتی تھیں۔ ان کے بقول... ”ایسی ہانڈی خاک مزیدار بنے گی جسے چڑھا کر پانی سے بھر کے گھنٹا بھر کے لیے بھول ہی جاؤ...... میں تو مانو ایک، ایک دانہ ہاتھ میں لے کر پکاتی ہوں۔“ اور ان کا یہ فخر بجا تھا، ہر مرحلے پر کڑی نظر رکھتیں۔ ذرا کوئی کمی کجی ہنڈیا میں نہ ملتی۔ ذائقہ لاجواب...... نعیم کو ان کے ہاتھ کی ماش کی دال بے حد مرغوب تھی، کھڑی کھڑی دال...... دانہ، دانہ الگ الگ...... گویا موتی دانے...... بے حد نرم لیکن حلوا نہیں...... دیکھنے میں لگے کھڑے، کھڑے دانے سخت ہوں گے...... لیکن پہلا نوالہ منہ میں ڈالو تو بندہ کہے واہ...... لمحے، لمحے کی نگرانی کی محنت وصول ہو جاتی۔ گردن کا سریا اکڑ جاتا...... لیکن یہ نہیں تھا کہ وہ ہنڈیا پکاتی تھیں تو بس رسوئی ہی کی ہو کے رہ جاتیں۔ وہ ہر کام میں سلیقہ مند تھیں...... گھر میں ان کا سلیقہ اور سگھڑاپا قدم، قدم پر بولتا، سرخ چمکدار فرش...... انگلی پھیرو جو گرد لگ جائے تو وہ گھر صداقت بیگم کا نہیں...... یہی حال بھاری منقش فرنیچر کا بھی تھا۔ کپڑے پر سرسوں کا تیل لگا کے فرنیچر کی صفائی کرتیں...... پھر خشک ململ کا کپڑا پھیرتیں تو مانو گویا ابھی تازہ پالش کروا کے لائی ہوں...... گھر کو دیکھو تو پرانے وقتوں کا موٹی، موٹی دیواروں والا گھر تھا۔ دیوار میں کھڑکی بنی، شیلف خود بخود بن گیا...... اتنا چوڑا کہ ایک بڑا بندہ آرام سے پاؤں چڑھا کے بیٹھ جائے۔ یا آگے کھانا رکھ کے کھالے...... لیکن اماں کے سامنے نہیں...... یہ کام سمیعہ بھابی کی بیٹیاں کرتی تھیں کیونکہ وہ دادی کی کڑی نگرانی سے پرے تھیں۔ خیر ہر شیلف کے لیے اماں اپنے ہاتھ سے کپڑے کڑھائی کرتیں، کنارے پر کروشیہ بنتیں...... درجن کھڑکیاں ہوں گی ایک بھی غلاف کے بنا نہ ملے...... چائے کی میز، خوب صورت سفید فارمیکا لگی نفیس سی...... اس پر بھی خوب صورت کڑھائی والا کپڑا بچھا دیا۔ برتنوں، فرنیچر، دیواروں کسی چیز کو بھی برہنہ رکھنا وہ قطعی معیوب سمجھتی تھیں...... اور آج کل یہی برہنگی فیشن ہے بلکہ ہر جگہ شیشہ لگا کر برہنگی کو خوب صورتی میں بدل دیا گیا ہے تو اماں کی تو رسوئی کی صافیاں تک کڑھی ہوتیں...... ثمینہ کو بھی اپنے جیسا بنا کے بیاہا تھا۔ وہ بھی ان سب کاموں میں ماں کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ اور جو کبھی معمولی سی سستی دکھائی وہیں چوٹی سے پکڑ کر چارپائی سے باندھ دیتیں۔ سلیقہ بھی کہے کہ میرا کوئی اور نام رکھ دو۔ یہ نام بھی اماں کو بیان کرنے میں کم ہے۔ تو جناب یہ نہیں تھا کہ خود سر جھاڑ منہ پھاڑ ہوں، اتنی ہی توجہ اپنے سنگار پر بھی تھی۔ کپڑے یوں بے شکن ہوتے کہ کبھی گمان ہوتا کہ شکنوں کے خوف سے اماں لیٹتی ہی نہ ہوں گی۔ گھٹنوں کو چھوتے گھنے لانبے بال، ہر روز پابندی سے تیل لگا کر بال سنوارتیں۔ آج کے دور کی عورت نہیں کہ گھر سنبھالنے اور بچے پالنے میں حال حلیہ ماسیوں جیسا اور گھر کباڑیوں جیسا...... اماں کی ہر چیز پرفیکٹ تھی۔ سل بٹے کے زمانے میں، دمڑی کے زمانے میں اور تانگوں کے زمانے میں......

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

اچھا تو جناب ایسے میں بھول گئی انہیں پہلے سمیعہ جیسی پھر عفت جیسی...... یہ دونوں بری نہیں تھیں... بدسلیقہ اور پھوہڑ بھی نہیں تھیں۔ پر ایسی پرفیکٹ بھی نہ تھیں...... بھئی اب صداقت بیگم جیسی تو ہر کوئی نہیں ہوتی ناں...... سمیعہ خاندان کی تھی، دبتی نہیں تھی۔ پھر شوہر کی شہ حاصل تھی سو بنی نہیں...... جلد ہی الگ ہوگئی۔ اب عفت بھی نارمل حد تک سلیقہ مند تھی پر اماں کے نزدیک پھوہڑ مگر اس میں ایک بات تھی وہ حد درجہ تابعدار تھی۔ تو وہ اماں کی ہدایات پر چوں چرا کیے بنا عمل کیے جاتی اور خود کو اماں جیسا بناتی جاتی...... خوش تو اماں پھر بھی نہیں ہوتی تھیں۔ بیٹی سے پہلے پاؤں جو بھاری ہوگیا تھا پھر طعنے، تشنے اور مختلف قسم کی باتیں سننے کو ملتیں......

"جیسی خود کالی ہے ویسی ہی اولاد بھی لائے گی، میری خوب صورت نسل کو بٹا لگائے گی۔"

"چھوٹے قد والی چھوٹی کے بچے کوتاہ قد ہی پیدا ہوں گے ہائے میرا نعیم کیسا اونچا لمبا گبرو جوان ہے۔ چھوٹے، چھوٹے قد والے بیٹے ساتھ چلتے کیا اچھے لگیں گے۔"

"اور پتا نہیں بیٹے لانے والی بھی نہیں لگتی یہ...... خود جو پانچ بہنیں ہیں تو اس کی تو آدھی درجن بیٹیاں ہی آنی ہیں۔" اور عفت کہہ نہ پاتی کہ پانچ بہنیں تو ہیں پر بھائی بھی تو آٹھ ہیں...... بس راتوں کو روتی خدا سے دعائیں مانگتی۔

"یا اللہ بیٹا دینا، جو بھی دینا بس خوب صورت دینا...... یا اللہ! کوئی بچہ میری صورت نہ چرائے...... یا اللہ میرے بچے اپنے باپ، دادی، پھوپی جیسے حسین و جمیل پیدا ہوں۔" وہ روئے جاتی اور مانگے جاتی...... بنا سوچے سمجھے کہ وہ کس قدر ادھوری دعائیں مانگ رہی ہے۔ اس نے ایک بار بھی نہ سوچا کہ وہ صورت شکل کے ساتھ اولاد کے اچھے نصیبوں کی بھی دعا مانگے۔ بس جس بات کا خوف سوار تھا وہی مانگتی رہی۔

☆☆☆

تابعداری، احساسِ کمتری اور دب جانے جیسے

گھر کے ہر فرد کے لیے
بے مثال تحریروں کا مجموعہ
ماہنامہ پاکیزہ کراچی
میں نیا دل گداز سلسلے وار ناول
گم شدہ محبت
آپ کی ہردلعزیز اور مایہ ناز مصنفہ
انجم انصار
کے ماہرانہ قلم کا شاہکار...... شوخ و چنچل...... جملوں سے سجا...... معاشرتی و نفسیاتی گرہیں کھولتا یہ ناول محبت کے ایک نئے اور بے حد خوب صورت رنگ سے بھی روشناس کرائے گا
ماہ فروری سے صفحات کی زینت بننے جا رہا ہے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اوصاف اس کی شاید گھٹی میں پڑے تھے۔ وہ بھی نعیم کی پسند تھی جیسے سمیعہ سلیم کی پسند تھی لیکن سمیعہ کو خود کو منوانا اور محبت وصول کرنا آتا تھا۔ عفت ان خوبیوں سے عاری تھی۔ اس کی فطرت کی سادگی، بے وقوفی اور خوف اسے نعیم کے قریب نہ لا سکے۔ کچھ نعیم بھی فطرتاً سلیم سے مختلف تھا۔ سلیم باپ پہ تھا۔ نرم مزاج اور محبت کرنے والا، نعیم ماں کا پرتو تھا۔ انتہائی سخت مزاج، اکھڑ اور روایتی قسم کا مرد...... جو شوہر بھی روایتی ہی ثابت ہوا تھا۔ جو عفت میں کچھ گن ہوتے تو شاید تھوڑا بدل جاتا لیکن...... وہ پرے رہتا تو عفت ڈر کے مزید پرے ہو جاتی...... اسے قریب ہونا یا قریب کرنا کبھی نہیں آیا۔ نعیم قطعی گھریلو مزاج کا نہ تھا۔ اس کی دلچسپی کا محور و مرکز شادی کے بعد باہر اس کے دوست تھے اور ان کی محفلیں اور وہ خود محفلوں کی جان تھا۔ وہ ماں کی طرح خود پسند تھا۔ اپنی تعریفیں اور قصیدے اسے خوش کرتے تھے۔ اور عفت کو یہ سب نہیں آتا تھا۔ سو وہ عفت کو گھر لا کے بھول گیا۔ باپ کا ذاتی کافی بڑا اور پھیلا ہوا کاروبار تھا۔ دونوں بھائی باپ کے ساتھ بیٹھتے، فراغت ملتی تو نعیم اپنے دوستوں یاروں میں جا بیٹھتا...... آدھی رات کو گھر لوٹتا۔ مطلب ہوا تو بیوی پر نظرِ کرم کر لی ورنہ پیٹھ موڑ کر خراٹے...... اور عفت پشت دیکھتی رہ جاتی۔ یہ تھا ان کا تعلق...... عفت کی فطرت میں شکوہ تو تھا ہی نہیں...... وہ شہزادوں کی سی آن بان رکھنے والے شوہر کو ہر رویے میں حق بجانب سمجھتی...... باندی بنی خدمت میں جتی رہتی۔ تو وہ توجہ کیا خاک دیتا!

☆☆☆

پانی کی بوچھاڑ کی آواز اور اماں کی ہدایات......

''آج کون سا ناٹک چلا ہے......'' سمیعہ نے یونہی نیچے جھانکا اور دنگ رہ گئی۔ ''اب یہ نیا حربہ...... یا اللہ یہ عورت اور اس کے ظلم کون سا دن دکھائیں گے۔'' سمیعہ لرز گئی۔ گھر کے ہر کمرے میں بھاری ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے۔ اب یہ سوچنا مشکل تھا کہ شامت ان قالینوں کی آئی تھی یا عفت کی یا پھر آنے والے بچے کی...... عفت کا ساتواں مہینہ تھا۔ اس پر یہ مشقت اماں صداقت جیسی سلیقہ مند عورت کے گھر کے قالین بھلا اتنے گندے ہو سکتے ہیں کہ ان کو رگڑ کے دھونے کی نوبت آ جائے...... لیکن حسد کا وجود تو ہے ناں اتنا ہی گندا...... اب قالین پہلے ہی بھاری، دھل کر گیلا ہو کر دگنا بلکہ دگنے سے بھی دگنا بھاری...... اور اسے اکیلی تنہا عفت کاندھے پر لاد کے نچلی منزل سے چوتھی منزل یعنی چھت پر لے جا کر دیوار پر پھیلائے...... اُف...... سمیعہ کا رنگ زرد پڑ گیا ...... جب تک موٹے بھاری قالین مکمل طور پر خشک نہ ہو جاتے تب تک روزانہ بارش کا ڈراوا دے کر نیچے اتروائے جاتے اور صبح ہوتے ہی پھر چڑھاؤ...... یا اللہ...... اماں کے کمرے کا قالین سوکھا، برآمدے کا اٹھاؤ، وہ سوکھا، اب بیٹھک کا اٹھاؤ، پھر نچلی منزل کے...... اُف...... سمیعہ کڑھتی، عفت روتی، اب نعیم سلیم سے کہنے کا بھی فائدہ نہ تھا۔ مانع حمل دوا پہ جو ہنگامہ اٹھا تھا اس کے بعد سلیم نے سمیعہ سے کہہ دیا تھا کہ مزید کسی معاملے میں بولنے سے محتاط رہے......

وہ بھی مجبور ہو گئی۔ صرف دعا کر سکتی تھی۔ سو وہ کر رہی تھی۔ اس کے اور عفت کے بیچ روایتی دیورانی جیٹھانی والا جلاپا یا حسد کا تعلق نہیں تھا۔ بن ہی نہیں سکتا تھا۔ اس کی بڑی وجہ عفت کا تابعدارانہ اور عاجزانہ مزاج تھا۔ سو سمیعہ بھی بڑی بہنوں کی طرح پیش آتی۔ لیکن اس مسئلے کا حل سمیعہ بھی نہ نکال پائی...... ماؤں کے آگے دکھڑے رونے والا دور بھی نہ تھا وہ...... نہ ہی تب بیٹیاں اتنی لاڈلی ہوا کرتی تھیں۔ خیر...... قالین کے علاوہ بھی ڈھیروں مشقتیں تھیں۔ دن میں دو بار پورے گھر کے کونے کونے کی صفائی، گھر اس قدر صاف رہتا کہ مانو پوچا لگانے والے تولیے سے منہ پونچھ لو...... ساس کے لمبے گھنے بالوں کی ایک گھنٹا تیل لگا کے چمپی کرنا......

برتن دھونے کے بعد سوکھنے کے لیے ٹوکری میں چھوڑنے نہیں...... خشک کپڑے سے ایک، ایک چمچ تک سکھا کر جگہ پر سنبھالنا اور کھانا اپنے اوقات کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

علاوہ...... سوچنا بھی گناہ...... اس حالت میں پھل مٹھائی میوے...... توبہ کرو، مشقت اور صرف مشقت...... رات کو سونے سے پہلے ساس کے پورے جسم کو دبانا خصوصاً ٹانگیں دبانا...... عفت کو لگتا اس کی اپنی ہڈیاں ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں گی اس قدر تھکن ہو جاتی...... لیکن زبان پر اُف کا کلمہ نہ آتا۔ وہ ڈھیٹ تھی، اس کی آنے والی اولاد مہا ڈھیٹ......

☆☆☆

عفت کا آٹھواں مہینہ تھا جب ثمینہ پر بھی اللہ نے کرم کیا۔ بے اختیار ایک سکھ بھری سانس عفت نے خارج کی تھی اس احساس کے تحت کہ اب ساس کی توجہ بٹ جائے گی لیکن یہ بھی اس کی خام خیالی تھی۔ اب چونکہ مشقتوں سے بھی ڈھیٹ بچے پر کوئی اثر نہ ہوا تو زبانی کچوکے شروع کر دیے۔

''درد چوبیس گھنٹے سے کم نہیں چلتے...... یاد رکھنا...... یہ نہ ہو کہ بڑی بہو کی طرح پہلی ٹیس پر واویلا شروع کر دیا...... منہ میں کپڑا ٹھونس لینا...... گھر میں مرد ہیں، بے حیائی مجھے برداشت نہیں...... ایک بھی چیخ نکلی وہیں چوٹی سے پکڑ کر نکال باہر کروں گی۔'' عفت سنتی رہتی...... روز روز صبح شام اٹھتے بیٹھتے ایک ہی راگ، وہ سن سن کر سن ہی ہو گئی۔ فطرتاً ہی بزدل تھی۔ خیر...... پھر بیٹی ثمینہ آتی...... لاڈ نخرے، چاؤ، چونچلے، یہ نہیں کھانا، وہ نہیں پینا، ماں صدقے، ماں واری......

''ہائے میری ماں......'' عفت کے آنسو اندر کہیں پاتال میں گرتے رہتے۔ عرصہ گزرا اماں سے ملے...... باپ کو دیکھے، اس کا پانچواں مہینہ تھا۔ جب اس کی چھوٹی بہن کی بات پکی ہوئی تھی شگن کے لیے اسے لینے بھائی آئے۔ اماں نے واویلا مچا دیا۔

''اس حالت میں......؟'' عفت چوری ہو گئی، کمرے میں بند ہو گئی۔ بھائی انتظار کر کے چلے گئے...... اور اب یہ ثمینہ بھی تو اسی حالت میں...... وہ بس سوچ ہی سکتی تھی۔ بہو اور بیٹی کا فرق کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگا تھا۔

نواں مہینہ چڑھ چکا تھا۔ وجود کا بوجھ، کام کاج کا بوجھ، ساس نند کے طعنوں تشنوں کا بوجھ، شوہر کی لاتعلقی اور بے حسی کا بوجھ، کیا کیا بوجھ ناتواں جان پر لیے وہ چلتی رہتی، پھرتی رہتی حکم بجالاتی رہتی۔ ثمینہ کا میاں انوار لندن چلا گیا تھا۔ ثمینہ کے فارغ ہوتے ہی بچے سمیت لندن بلانے کا بندوبست کرنا تھا۔ ثمینہ مزید ہواؤں میں اڑی پھر رہی تھی۔ خاندان میں بیاہے جانے کا فائدہ...... اماں اسے ساتھ ہی لے آئیں جب تک فارغ نہ ہو جاتی...... عفت مزید نڈھال ہو گئی۔ اس کے آخری ایام تھے اور کام کاج کا بوجھ برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ کھلتی گندمی رنگت والی عفت کالی بھجنگ مائی بن چکی تھی۔

☆☆☆

پھر وہ رات...... بڑی خوفناک رات تھی وہ...... نعیم کب کا سو چکا تھا۔ کام کاج نبٹا کر تھکن سے مردہ حال عفت کمرے میں آئی۔ کمرے کے کام ابھی باقی تھے۔ شوہر کے دفتر کے لیے کپڑے استری کرنا، وہ بھی ایسی کہ ایک شکن بھی نہ نظر آئے۔ پتلون، قمیص، ٹائی، وہ حد درجہ خوش لباس تھا۔ بنیان، موزے رومال اور بیلٹ تمام لوازمات موجود ہوں سامنے...... پھر جوتے پالش...... اور پالش ایسی کہ چہرہ دکھائی دے، جوتے میں، آئینے میں نہیں دیکھنا؟ اس گھر کے مکین...... اور ان کے آفاقی نخرے...... الامان...... تو پھر...... جوتے پالش کر کے وہ سیدھی ہونے لگی تھی لیکن ہو نہ پائی۔ مزید دوہری ہو گئی...... شدید تکلیف کے عالم میں بھی ساس کے احکامات نہ بھولی۔

''چیخنا نہیں، چیخ نکلی تو چوٹی پکڑ کے......'' اور اس نے گھٹنوں پر خود کو گھسیٹ کے ذرا فاصلے پر موجود مسہری کی پائنتی کا سہارا لیا اور مسہری کے گدے پر اپنے دانت بری طرح گاڑ دیے۔ دبیز گدے نے اس کی چیخیں اپنے اندر جذب کر لیں۔ اس نے بے بسی سے کروٹ کے بل دوسری جانب رخ پھیر کر گہری نیند سوئے نعیم کو دیکھا...... اس وقت اسے جگانا شیر کی کچھار

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں ہاتھ ڈالنے سے بھی برا..... محبت لٹانے والی جیٹھانی رات کے اس پہر سب میلوں دور، ماں.....

''ماں میری پیاری ماں..... تم نے بھی یہ درد گزارے ہوں گے کتنی ہی بار.....'' تکلیف کی لہر تھمی تو اس کی آنکھوں سے شفاف قطرے ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرے.....

اسی شہر کے ایک کونے میں موجود ایک بڑے سے دالان والے گھر کے ایک کمرے میں سوئی اس کی ماں نیند میں کسمسائی تھی۔ اس کی نیند ٹوٹی تھی۔ بیٹی کی پکار نے لہروں کی صورت ماں تک سفر کیا تھا..... ماں کے دل پر کسی نے چٹکی سی کاٹی۔ نیند ٹوٹتے ہی پہلا خیال عفت کا آیا۔

''میری بچی..... میرے مالک، میری بچی پورے دن سے ہے۔ اسے اپنی رحمت کے سائے میں رکھنا۔'' ماں کی دعا نے لہروں کی صورت سفر کر کے عفت کا حصار کیا۔ وہ ٹھنڈی میٹھی نیند کی آغوش میں چلی گئی۔ پھر گھنٹے بھر بعد درد کی اگلی مزید تیز لہر نے اسے جھنجوڑ کے یوں جگایا گویا وہ کبھی سوئی ہی نہیں تھی۔ اور پھر وہ سو بھی نہ پائی۔ درد کی لہریں تیز ہو رہی تھیں۔ وہ کبھی دوپٹا منہ میں ٹھونستی کبھی تکیہ دبوچتی کبھی اپنے بازو پر کاٹتی کبھی تکیے پر سر مارتی لیکن رات بیت گئی اور ایک ہاتھ کے فاصلے پر سویا شوہر تک جان نہ پایا کہ رات اس پر کس قیامت سے بیتی..... بس شوہر بے آرام نہ ہو جائے، ساس کی حکم عدولی نہ ہو جائے اس نے آواز نہ نکلنے دی۔ صبح تک وہ نیم جان ہو چکی تھی۔ شوہر نے ایسی حالت دیکھی تو دبے لفظوں ڈرتے ڈرتے بتایا اور اس نے ماں کو بتایا۔

''ابھی تیرے ابا گھر پر ہیں، اس سے کہہ حیا کرے.....'' اماں پھنکاریں۔ اسے حیا کی ہدایت دیتا وہ باہر نکل گیا۔ ابا کے جانے تک وہ حیا کا دامن پکڑنے میں ہلکان ہوتی رہی۔ ان کے جاتے ہی جب وہ ایسی صورت لیے اماں کے سامنے گئی تو ان کی جہاندیدہ آنکھوں نے خطرے کا الارم دکھایا۔ اس کا انٹرویو لیا تو دو سوالوں کے جواب میں ہی اماں کے ہاتھوں کے طوطے مینا سب اڑ گئے۔ بھاگم بھاگ محلے کی پرانی کہنہ مشق دائی کو بلوایا۔ صد شکر وہ کام پر نکلی نہیں تھی بس روانہ ہونے لگی تھی۔ پھر اذیتوں کے پہاڑ تھے جو اس نے سر کیے..... اور من موہنی سی صدف اس کی گود میں آ گئی۔ باپ کے جیسی حسین و جمیل۔

☆☆☆

صدف روتی تھی اور ایسا روتی کہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لیتی..... ماں گود میں اٹھاتی تو چپ..... دادی سیخ پا..... پھوپی منہ پھلائے.....

''ارے ایسے گودی لیے لیے ہم نے تو بچے نہیں پالے.....'' وہ شروع ہو جاتیں۔ ثمینہ لقمے دیتی۔ عفت ڈر کے بچی کو لٹا دیتی۔ اس کی بھاں بھاں بڑھ جاتی۔ عفت کان لپیٹ لیتی..... اسے اٹھائے تو کاموں کا انبار کون دیکھے..... پھر دادی جھلاتیں۔ ثمینہ ذرا کی ذرا اٹھاتی پھر چپ نہ کرا پاتی تو تنگ آ کے لٹا دیتی۔ کینہ توز نظروں سے دیکھتی۔

''کم بخت ہے بڑی خوب صورت..... پر شکر ہے ماں پر نہیں پڑی..... ہاں روتی صورت ماں جیسی ہی ہے۔'' آخری جملہ بہ آواز بلند کہا جاتا۔ صدف کا رونا کم نہ ہوتا..... عفت کی بے نیازی برقرار رہتی..... پھر اماں جھلاتی، تنگ آ کر اٹھیں، ڈوڈا پکا کر فیڈر میں بھرا اور عفت کو تھما دیا۔

''اس کے منہ سے لگا دے۔'' وہ حیران ہوتی۔ ''یہ کیا ہے اماں؟'' اماں نظریں چراتیں۔

''ارے سکون سے سوئے گی پیٹ نہیں بھرتا جان نہیں پکڑتی۔ رو رو کر خاک ہو جائے گی پیٹ بھرے گا تو سوئے گی پھر ہی جان پکڑے گی۔'' سوال گندم جواب چنا..... مقابل عفت جیسی بدھو..... اسے غرض ہی کب تھی۔ وہ تو حکم کی غلام تھی۔ ثمینہ چور نظروں سے دیکھتی۔ وہ فیڈر بچی کو پلا دیتی۔ پھر سکون ہی سکون..... ارے واہ یہ تو جادو ہے۔ وہ کٹھ پتلی بی بی پہلے بہو تھی پھر بھابی پھر بیوی اور سب سے آخر میں ماں..... اس کے لیے ماما آخری ترجیح تھی اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پہلے نمبر پر گھر کے کام کاج...... وہ تہ میں کیونکر جاتی کہ آخر فیڈر میں دادی کون سا جادو گھول کے پلاتی ہے کہ سارا دن صدف ٹن پڑی رہتی ہے۔ اسے احساس ہی نہیں وہ اور جب احساس ہوا تب وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا اور احساس ہوا بھی کب، احساس تو دلایا گیا کہ صدف عادی نشئی بن چکی ہے۔ اور احساس دلانے والی بھی وہی سمیعہ...... وہ کم ہی نیچے اترتی تھی اس لیے اسے دیر سے پتا چلا...... وہ یہی سمجھتی رہی کہ بچی بڑی صابر ہے۔ روتی نہیں، ماں کی مصروفیات سے سمجھوتا کر کے چپ چاپ پڑی رہتی ہے، مگر یہاں تو...

☆☆☆

عفت کی ماں آئیں...... بچی کی مبارکی لائیں، صد شکر کہ اماں کا رویہ عفت کی ماں مرجان بیگم سے بہت اچھا ہوتا۔ ثمینہ بھی اچھے سبھاؤ سے ملتی۔ سمیعہ بھی کسی کی پروا کیے بنا نیچے اتر آئی۔ مرجان بی بی نے شاندار مبارکی بنائی تھی۔ دادا دادی کے قیمتی جوڑے، پھوپی، پھوپا کے قیمتی جوڑے، تایا تائی کو بھی نہیں بھولیں۔ عفت اور نعیم کے لیے جوڑوں کے علاوہ بھی تحائف ...... بچی کے ڈھیروں کپڑے اور تحائف الگ...... پھل، میوے مٹھائیاں، سوغاتیں الگ...... ریت رواج بھی ان کے اتنے ہی تھے پھر اللہ کا دیا بھی بہت تھا۔ صدف ٹن پڑی تھی۔ مرجان بی بی کچھ کھٹکیں مگر کچھ کہہ نہ سکیں...... لڑکی کی ماں پر زبان بندی فرض ہوتی ہے۔ جس بھائی کا بیاہ عفت کے بیاہ سے چھ ماہ پہلے ہوا تھا اس کے بچے کو بھی عفت دیکھ نہ پائی تھی۔ سو بھاوج چلی آئی تھی۔ بڑی بھابیوں، بہنوں کو چھوڑ کر اماں کیوں صرف رفیعہ کو ساتھ لائی تھیں عفت خوب سمجھتی تھی۔ ماں کی محبت پر اس کا دل بھر آیا۔ آنکھیں بھر لانے کی اجازت نہ تھی۔ ایسی سسرالیوں میں بیٹی کی ماں سے ملاقات جیل کے ملاقاتیوں جیسی ہوتی ہے۔ سو اس کا بھی ابھی دل نہ بھرا تھا کہ اس کی ماں کو رخصت ہونا پڑا۔ وہ زیادہ بیٹھتیں تو بھی عفت کا ہی نقصان تھا۔ کاموں کا انبار بڑھ جاتا وقت گھٹ جاتا ہاتھ تیز چلانے پڑتے...... ماں بھی اب سب سمجھنے لگی تھی۔ سو ناک کی سیدھ میں دیکھتے ہوئے بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور تیزی سے باہر نکل گئیں۔ رفیعہ ترحم بھری نظر اس پر ڈالتی ملی اور ساس کے پیچھے نکل گئی۔ بیٹی پیاسی نگاہیں لیے کھڑی رہ گئی۔ ڈیوڑھی کے آخری سرے پر کھڑی اماں کو ذرا کی ذرا ضمیر نے کچوکا لگایا پھر وہ سر جھٹک کر

قارئین متوجہ ہوں

پرچا نہیں ملتا

کچھ عرصے سے بعض مقامات سے یہ شکایات مل رہی ہیں کہ ذرا بھی تاخیر کی صورت میں قارئین کو پرچا نہیں ملتا۔ ایجنٹوں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے ہماری گزارش ہے کہ پرچا نہ ملنے کی صورت میں ادارے کو خط یا فون کے ذریعے مندرجہ ذیل معلومات ضرور فراہم کریں۔

☆ بک اسٹال کا نام جہاں پرچا دستیاب نہ ہو۔
☆ شہر اور علاقے کا نام۔
☆ ممکن ہو تو بک اسٹال کا PTCL یا موبائل فون نمبر

رابطے اور مزید معلومات کے لیے

ثمر عباس
03012454188

جاسوسی ڈائجسٹ پبلی کیشنز
سسپنس، جاسوسی، پاکیزہ، سرگزشت
C-63 فیز II ایکسٹینشن ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی مین کورنگی روڈ، کراچی

مندرجہ ذیل ٹیلی فون نمبروں پر بھی رابطہ کر سکتے ہیں
35802552-35386783-35804200
ای میل: jdpgroup@hotmail.com

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گویا ضمیر کی آواز کو دھکیل کر واپس اندر آ گئیں۔ گھر کے اندر یا پھر اپنے خول کے اندر......

☆☆☆

ثمینہ کے ایامِ حمل بھی پورے ہوئے اس نے بیٹے کو جنم دیا۔ اور عفت پھر سے تختی میں آ گئی۔

''قسمت والیاں ہوتی ہیں جو بیٹے لاتی ہیں شوہروں کو بازو عطا کرتی ہیں۔ نحوست ماریاں تو بس شوہروں کے سر اور کندھے جھکانے کا ہی سامان کرتی ہیں۔ بیٹیوں کے ڈھیر جمع کر کے۔'' اس کی تو ابھی ایک ہی بیٹی ہوئی تھی پھر......؟ خیر...... پھر ثمینہ کے چھلے کے ناز نخرے خالص خوراکیں اور مالشیں...... واہ رے بیٹی۔ پر تو بھی تو کسی کی بیٹی ہے۔ تیری ماں کی نہ ہوئی اتنی ہمت جو آ کے لے جاتی چاؤ پورے کرنے کو...... تو بس وہ خود کو بدقسمت گردان کر مطمئن ہو جاتی۔ انوار آیا کاغذات پر کام ہوا بیٹے سے ملا اور بیوی اور بیٹے کے کاغذات لے کے واپس لندن سدھارا۔ اس کا وہاں کام سیٹ ہو گیا تھا۔ بس مہینہ بھر میں دونوں کو بلوالیتا۔ بیٹا بھاگوان ثابت ہوا۔ وہ دیکھتی رہی چپ چاپ...... خدمتیں کرتی رہی لب سیے۔ اپنی بچی پڑی رہتی۔ وہ نند کے بچے کو سنبھالتی، وہ بھی روتا تھا۔ دن رات، پر اسے کسی نے ڈوڈا نہ دیا۔ عفت کی گود میں ڈال دیا۔ اب ثمینہ نیندیں پوری کرتی، عرقِ لیموں، عرقِ گلاب اور گلیسرین ملا کر کریم بنا بنا کر چہرہ رگڑتی اور عفت ننھے آصف کو گود میں لیے کام کرتی...... یہ وقت بھی گزرا...... اور ثمینہ بی بی ٹکٹ کٹا کر بیٹے کو لیے میاں کو پاس جا پہنچیں۔

اب ثمینہ کے خط آتے، آڈیو کیسٹ آتے، آصف کی باتیں اس کی غوں غاں ...... گھر کی باتیں...... لندن کی باتیں...... صدف پاؤں پاؤں چلنے لگی تھی۔ آصف کے بیٹھنا سیکھنے کے دن تھے جب ایک ہولناک انکشاف نے کلف لگی گردنوں کو ایک جھٹکے میں توڑ ڈالا۔ ثمینہ کا خط آیا تھا۔ ساتھ کیسٹ بھی تھا۔ ثمینہ نے رو رو کر ماں سے دل کا حال کہا تھا۔

''اماں آصف ابنارمل ہے، منگول......'' شروع میں سبھی بچے گول مٹول سے ایک جیسی شکلوں کے ہوتے ہیں، پتا ہی نہیں چلا...... اور پھر......'' ثمینہ کی آہ و زاری سن کر عفت بھی اشکبار ہو گئی۔ وہ فطرتاً نرم دل تھی۔ چاہے کوئی اسے بیچ کر کھا جاتا...... پر سمیعہ ایسی نہ تھی وہ بہت کچھ خود پر گزار چکی تھی۔ وہ کبھی فراموش نہ کرتی تھی۔

''دیکھا کیسا ٹوٹا ماں بیٹی کا غرور......'' وہ تنفر سے کہتی تو عفت کو حق بجانب لگتی۔ کیونکہ اس کی چار بیٹیاں تھیں اور کتنے برسوں بعد صدف سے سال بھر پہلے ہی اس کا بیٹا ہوا تھا۔ اس نے ایک ہی بیٹی پر جو کچھ سنا تھا وہ سمجھ سکتی تھی کہ ہر سال ایک بیٹی لانے پر سمیعہ نے کیا کچھ نہ سہا ہوگا۔ پھر یوں ہوا کہ اماں دھیرے دھیرے بستر سنبھال کر لیٹ ہی گئیں۔ اب جو کام وہ دیکھ لیا کرتی تھیں وہ بھی عفت پر آ پڑے۔ جوڑوں کی تکلیف تو کئی سال سے تھی لیکن بیٹی کے دکھ نے قوتِ ارادی کو کمزور کیا تو بلڈ پریشر کا مسئلہ شروع ہو گیا اور پھر چھوٹی موٹی کئی بیماریوں نے ان کے وجود کو گھر بنا لیا۔ پھر ایک اور انہونی ہوئی بلکہ انہونی تو ہوتی ہی کبھی نہ ہونے کے لیے ہے۔ انہونی تو اسے ہم کہہ دیتے ہیں۔ سب کچھ تو طے تھا...... ایک عرصے سے بس بیل ذرا دیر سے بنی...... سمیعہ گھر والوں سے نالاں تھی۔ علیحدہ تھی پھر بھی بہت سے معاملات میں علیحدہ والی بات نہیں تھی۔ پابندی سی پابندی تھی...... گھر اور راستہ تو ایک تھا...... سلیم کا مزاج بھی آزاد پنچھی جیسا تھا۔ میاں بیوی نے بالا ہی بالا سب طے کیا۔ جب ٹکٹ ہاتھ آئے تب ہی بم پھوڑا...... کسی لکھ پتی دوست نے سلیم کا ساتھ دیا تھا۔ سو ابا کو بھی پتا نہ چلا...... پتا کب چلا......؟ جب...... کل رات کی فلائٹ ہے...... مستقل شفٹنگ پر کہاں......؟ امریکا...... سب حق دق رہ گئے۔ اماں ابا گم صم نعیم خاموش اسے کچھ کچھ سن گن تھی لیکن وہ بھائی کا سگا تھا۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔ اس کے اپنے ارادے بھی نیک نہ تھے۔

پابندیاں اسے بھی کھلتی تھیں۔ پھر سلیم کی جرأت

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے شہہ دے دی۔ لیکن ابھی ماں کا خیال دامن گیر تھا۔ وہ نسبتاً زیادہ قریب تھاماں سے...... خیر...... وقت کا پہیا اب الٹا گھومنا شروع ہو چکا تھا۔ اور پھر بندہ لاکھ ہاتھ پاؤں مارے یہ پہیا اس وقت تک نہیں رکتا جب تک اپنی الٹی گنتی پوری نہ کرلے...... اور گنتی تو ابھی باقی تھی۔ ابھی تو شروع ہی ہوئی تھی۔

کچھ عرصے بعد عفت کی گود میں نعمان آ گیا۔ سمیعہ کا خالی پورشن نچلی منزل تک اپنے خالی پن کا ہر وقت احساس دلاتا رہتا تھا۔ اماں لیٹی چھت کو گھورتی رہتیں۔ نعمان کی پیدائش پہ ایک اور دھکا لگا اماں اور ثمینہ کو...... صحت مند، خوب صورت باپ کی کاپی بیٹا...... نعیم کے بھی لاڈ جاگ اٹھے...... بیٹے کے لیے وقت سے گھر آنے لگا۔"

"ثمینہ کو اگلا خیال کیوں نہ آیا۔" ماں کی سوچ ابھری۔ "اب تک ابنارمل بچے کو ہی رو رہی ہے۔" ماں نے خیال دلایا۔ اگلی کوششیں شروع ہوئیں۔ وظیفے، منتیں، مرادیں اس بار بیٹا ہوا...... مکمل صحت مند، کوئی کمی کجی نہیں...... لیکن حسن سے اٹے پڑے خاندان میں کالا بھجنگ، باپ کی کاپی...... "اُف......" ثمینہ کی گود میں پرایا لگتا...... شرمندگی سی شرمندگی پر چلو تھا تو لڑکا ناں...... واصف نام رکھ دیا۔ اِدھر سے نعمان کی تصویریں جاتیں وہاں سے واصف کی نہ آتیں۔

دن آگے گزرے اماں کو دل کا مرض بھی لاحق ہوگیا۔ دل کمزور جو ہو گیا تھا۔ مزید بار اٹھانے سے انکار کر گیا۔ سوچیں، سوچیں، پریشان کن سوچیں...... آخر اسپتال جا پڑیں...... خدمت کے لیے عفت تھی ناں...... کل وقتی ملازمہ...... وہ بھی مفت...... اس کے بچوں کو عفت کی آپا آ کے ساتھ لے گئیں۔ چلو جی چھٹی ہوئی۔ بچوں کی شکل دیکھنے سے بھی گئی پر ایک فائدہ ہوا۔ جان توڑ کوششیں کر کے آپا نے صدف کا ڈوڈے کا نشہ چھڑا دیا۔ اور گن گن کر نوالے کھانے والے بچوں کو ڈٹ کر خوراک دی۔ اماں پندرہ دن اسپتال رہیں بچوں کے گال بھر گئے سرخی دوڑ گئی۔ اماں دیکھتی کی دیکھتی رہ گئیں۔ ثمینہ کے بچوں کا سوچ کے ہوک اٹھتی۔ بس پھر اسپتال تو گویا اماں کا میکا بن گیا۔ پر ابھی اللہ نے اماں کو بہت کچھ دکھانا تھا سو یونہی گھر اور اسپتال کے بیچ گھن چکر بنے، بنے عفت ایک اور خوب صورت اور صحت بیٹے کی ماں بن گئی۔ یہ بھی بلا کا خوب صورت۔ اللہ کا کرم تھا کہ قلیل خوراک اور مشقت کے بوجھ کے باوجود عفت کی اولادیں صحت مند ہی ہوئیں۔ اِدھر عفت کی گود میں عمران جیسا گڈا آیا اُدھر ثمینہ کی گود میں ثوبیہ...... بیٹی...... پھر تصویر آئی۔ اماں کی چیخیں نکل گئیں...... وہی کالی بھجنگ...... بھائی جیسی...... یا اللہ ثمینہ کا حسن سارا کہاں چلا گیا۔ کسی ایک بچے کو تو اللہ دے دیتا۔

اور بس...... پھر بس ہو گئی۔ اماں مکمل بستر سے لگ گئیں۔ نعیم بیٹوں کی موہنی صورتیں دیکھ دیکھ کر نہال ہوتا۔ بیٹی سے بھی لاڈ کر لیتا۔ اب دو بازو ہو گئے تھے ایک بیٹی بری نہیں لگتی تھی۔ اب عفت قدرے پُرسکون رہنے لگی تھی۔ نعیم نے گھر پر وقت گزارنا شروع کیا تو بیوی پہ بھی توجہ ہونے لگی۔ بس پھر ایک دن شدید ترین ہارٹ اٹیک نے اماں کو اسپتال پہنچا دیا۔ آپا پھر آئیں...... تینوں بچوں کو لے گئیں۔ نعیم دن میں ایک چکر بچوں کے پاس لگاتا ایک اسپتال کا...... عفت اماں کا منہ دھلاتی، رفع حاجت کرواتی۔ ان کی نفاست پسندی سے واقف تھی سو روز کپڑے بدلواتی، کنگھی چوٹی کرتی...... پہلی نگاہ میں وہ بیمار تو دکھتی ہی نہیں تھیں۔ سارا دن وقت پر دوائیں، کھانا، گھر کے چکر کاٹتی، یخنی بناتی، کھچڑی بناتی، منتوں، بہانوں ہزار بہلاووں سے کھلاتی پلاتی۔ رات کو مالشیں کرتی پر وہ گھل رہی تھیں۔ ڈھل رہی تھیں۔ چڑھتا سورج رات کے پردے میں چھپ رہا تھا۔ دھیرے، دھیرے وہ ہمت چھوڑ رہی تھیں۔ ثمینہ کو خط پہ خط لکھواتیں...... ملنے آ جاؤ، ماں بیمار ہے۔ دن تھوڑے ہیں...... ابا الگ خط لکھتے...... پھر سلیم اور سمیعہ کا خیال آیا۔ خط لکھوایا۔ دونوں بہن، بھائی دائیں بائیں خط لکھ کر فون کر کے احوال لے لیتے۔ پتا چلتا ماں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

محتاج ہے، کس کی؟ وہی اپنی عفت......بس پھر سب خاموش ہو جاتے۔ خدمتیں ہر کوئی نہیں کرسکتا۔ اپنی اولاد بھی پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ اور پھر اولاد بھی وہ جو نئی، نئی دیارِ غیر کی رونقیں دیکھ کر پوری طرح برت بھی نہ سکی ہو۔ یورپ کی چکا چوند چھوڑ کے کون آ کے بیمار ماں کا چہرہ دیکھے......تو بس پھر مجبوریوں کے خط آتے......مہنگے ٹکٹ، بچوں کی ذمے داریاں......سب کو لے کے آنا مشکل......ابھی تو سیٹ بھی نہیں ہوئے۔ خرچہ، سو باتیں ......ثمینہ کو بدصورت بچے لانے کی بھی شرمندگی تھی......کیسے لے آتی۔ خاندان والے سو سو باتیں کریں گے۔ ماں، ماں، ماں......

یہ سب ماں سے بڑھ کے ہے؟ پھر سب چپ ہو گئے۔ اماں بھی......گہری جامد چپ......اور بس پھر ایک دن چپ ہی ہو گئیں ہمیشہ کے لیے......اولاد کی چشم پوشی کا دکھ تھا۔ ابا نے بھی اولاد کی پروا نہ کی۔ فون کروا دیے......دونوں نے کہا۔ ''اگلے دس گھنٹوں تک پہنچ جائیں گے انتظار کریں۔'' پر ابا نے دو گھنٹے بھی انتظار نہیں کیا۔ مردہ جسم کو ضرورت نہ تھی کہ اب اولادیں آتیں تماشا دیکھنے......ابا نے ہلچل مچا دی۔ آناً فاناً سب انتظام کیا اور شریکِ حیات کو آخری آرام گاہ پہنچا کر ہی دم لیا۔ وہی مہنگے ٹکٹ خرید کر اولادوں سمیت سلیم اور ثمینہ دونوں آئے......لیکن کمرے میں بچھی چاندنی پہ خاندان اور پاس پڑوس کی عورتیں تھیں، سیپارے بھی تھے، ماں نہ تھی۔ ''انتظار نہیں کیا......؟'' رونا دھونا، ڈرامے......ابا کمرے میں بند ہو گئے۔ اسی کم صورت کم تر حقیر بے مایہ عفت نے نند کو گلے لگایا۔ اسی کے گلے لگ کر وہ مغرور ثمینہ دکھڑا روئی۔ سمیعہ کے چہرے پر البتہ کوئی تاثر نہیں تھا۔ دکھ، نہ پچھتاوا نہ کچھ اور......ثمینہ کا رونا بھی ڈراما ہی لگ رہا تھا اسے تو......البتہ عفت......اس کے دل کی کیفیت ہی اور تھی......اس نے کئی سال اماں کی خدمت کی تھی۔ ظالم تھیں جو بھی تھیں اسے اماں سے محبت ہو گئی تھی۔ لگاؤ ہو گیا تھا پھر جیسے اس کی نظروں کے سامنے سگی اولادوں نے ماں سے منہ موڑا تھا تو ان سے ترحم و ہمدردی کا رشتہ بھی استوار ہو گیا تھا۔ وہ ان کی ایک، ایک کیفیت کو بن کہے سمجھنے لگی تھی۔ آخر وقت میں تو وہ ویسے بھی بے ضرر ہو گئی تھیں۔ دم خم کس بل نکل گئے تھے۔ انا البتہ مرتے دم تک قائم تھی۔ دل کا حال نہ کہتی تھیں۔ لیکن عفت سمجھتی تھی اور پھر ان کا وہ آخری دن......اور وہ آخری جملہ......عفت کو جب بھی یاد آتا وہ گم صم ہو جاتی......وہ اپنی کیفیت سمجھ نہ پاتی کہ ان کی اس بات سے اس کے دل میں کیا تاثر ابھرا تھا۔ ان کی وفات کو دس دن گزر چکے تھے لیکن وہ اپنے دل کی کیفیت کو کوئی نام نہ دے پائی تھی۔ وہ دن پوری جزئیات کے ساتھ دن رات چوبیس گھنٹے اس کے دماغ کی اسکرین پر چلتا رہتا۔ اس کے دماغ سے نکلتا ہی نہیں تھا وہ دن......جب

☆☆☆

وہ معمول کے مطابق اماں کو دوائیں دے کر اٹھی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے اماں کے سر میں تیل کی مالش کر کے چوٹی بنائی تھی۔ اب وہ سونے کے موڈ میں تھیں۔ اسی وقت نرس اپنے معمول کے راؤنڈ پر آئی۔ پچھلے ایک ہفتے سے یہ نرس ان کا راؤنڈ لینے آرہی تھی لیکن اپنا کام کر کے چلی جاتی تھی۔ کبھی بولی نہ فالتو سوال جواب کیے تھے۔ البتہ جی جان سے خدمت میں جتی عفت کو گہری نظروں سے دیکھا کرتی تھی۔ اس روز جب وہ آئی تو حسبِ معمول اس قریب المرگ مریضہ کو صاف ستھری سنوری ہوئی حالت میں دیکھ کر شاید اس بار اس سے رہا نہیں گیا اور پوچھ بیٹھی۔

''اماں جی، یہ آپ کی بیٹی ہے؟'' عفت جھٹکا کھا کے مڑی۔

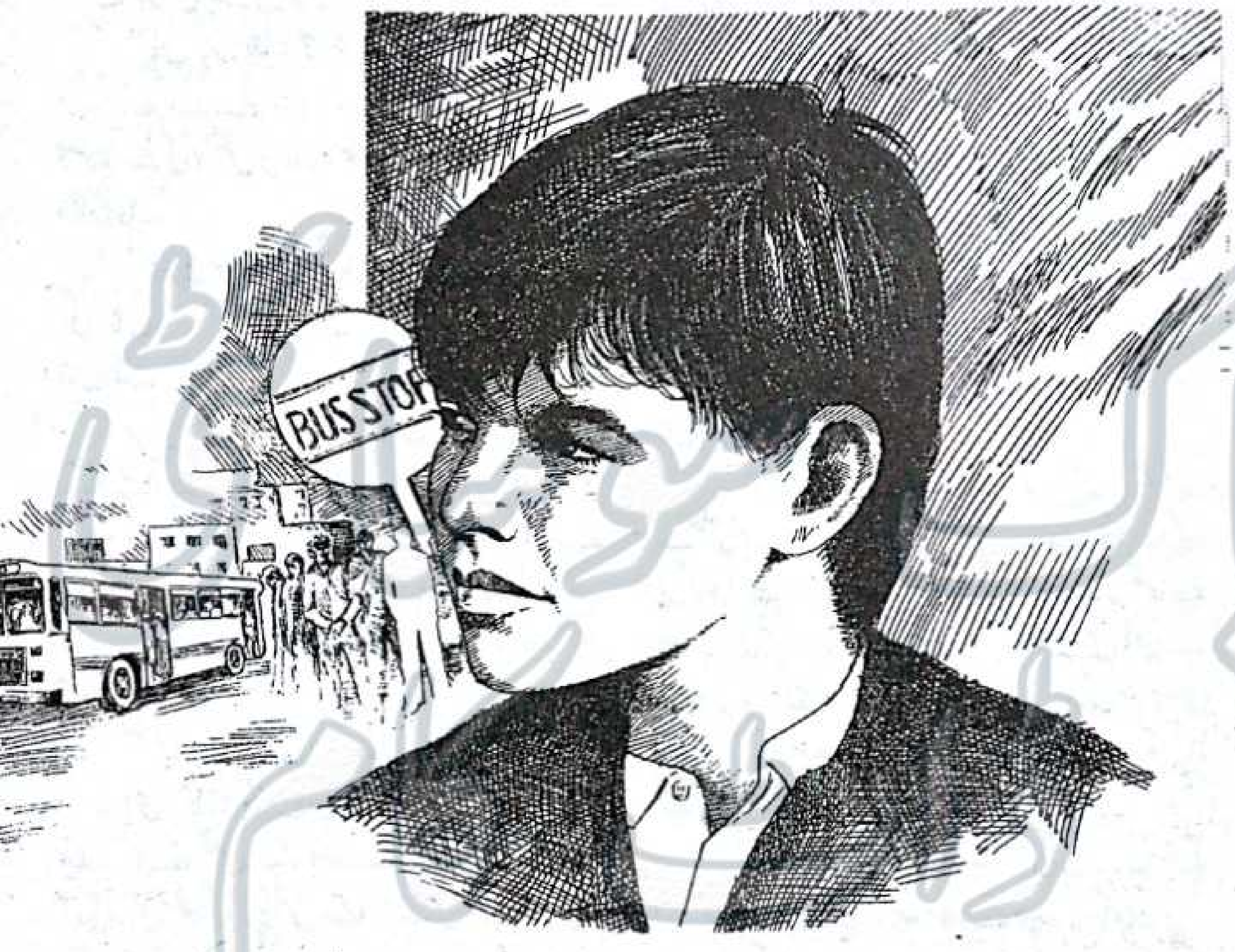
اماں کے چہرے کا رنگ یک دم پھیکا پڑ گیا۔ لمحہ بھر کو کمرے میں معنی خیز خاموشی پھیل گئی اور پھر اماں کی کمزور آواز ابھری اور عفت کو سن کر گئی۔

''ہے تو یہ میری بہو......پر بیٹی سے بڑھ کر ہے۔''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہم لوگ

سمیرا یونس ہارون



''اللہ! کے نام پر کچھ دے دو بابا......!'' آج ان دونوں کا پیپر تھا۔ وہ دونوں کالج یونیفارم میں کاندھوں پر کراس میں بیگ لیے اپنی مطلوبہ بس کے انتظار میں کھڑے تھے، جب گداگر کی آواز کان میں پڑی۔

حیدر کے ساتھ مصروفِ گفتگو سعد کی توجہ جب گداگر کی جانب مبذول ہوئی تو وہ چونک اٹھا۔

ہاتھ میں کشکول لیے کئی پیوند والے لمبے سے چغے میں ملبوس وہ اپنی ٹانگ کا لنگ ظاہر کرنے کے لیے بائیں جانب قدرے جھک کے کھڑا تھا۔ سعد کے سامنے کشکول پھیلاتے ہوئے وہ چہرے پر زمانے بھر کی مسکینیت سجائے یوں کھڑا تھا کہ گھاگ سے گھاگ شخص بھی اس کی مسکینیت کے آگے دھوکا کھا جائے۔

سعد کو بھی اس پر رحم آجاتا اگر جو دو روز قبل اس لنگڑے فقیر کو وہ کالج سے کچھ دور رہائشی علاقے کی پچھلی سنسان گلیوں میں ہٹے کٹے تندرست وتوانا شخص کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طرح چلتے پھرتے نہ دیکھ چکا ہوتا۔ سعد کے چونکنے پر گداگر بھی بری طرح چونکا تھا۔ پہلے سعد اور پھر حیدر پر نگاہ ڈال کر وہ بغیر شرمندہ ہوئے چپکے سے کسی اور گاہک کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

''پہچانا؟'' سعد نے معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے حیدر کی سمت دیکھا۔

''ہاں یار! یقیناً آسکر ایوارڈ کا حقدار ہے۔'' حیدر نے دور سے آتی بسوں میں اپنی مطلوبہ بس ڈھونڈنے کی کوشش کی اور ناکام ہونے کے بعد کوفت کا شکار ہوا۔

''میری مطلوبہ بس آج کی تاریخ میں آتو جائے گی ناں......؟'' حیدر نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا اور کسی قدر بیزاری سے کہا۔

روز بائیک اور کار پر سفر کرنے والوں سے بسوں کے ایسے نخرے ذرا کم ہی برداشت ہوتے ہیں۔ حیدر کی کار سروس کی غرض سے ورکشاپ پہ تھی اور سعد اپنے باپ پہ جتانے کے لیے کہ اس کی بائیک دو سال چل چکی ہے لہٰذا اب نئی بائیک آجانی چاہیے، احتجاجاً گھر چھوڑ آیا تھا۔

''کیا کہہ سکتے ہیں؟'' سعد نے کندھے اچکائے۔

اسی اثنا میں آدمیوں سے لبالب بھری بس ایک عینک والے شخص کے اشارے پر ان کے قریب آرکی۔ کئی منٹوں سے بس کے انتظار میں کھڑا شخص لپک جھپک آگے بڑھا۔ قبل اس کے کہ وہ بس تک پہنچتا، ایک فربہ اندام شخص اُن کے عقب سے نکل کر پھرتی سے آگے بڑھا اور بس کی راڈ پکڑ لی۔

عینک والا شخص ''پھرتی'' کی اس ریس میں شکست کھا کر پیچ وتاب کھا کے رہ گیا۔

فربہ اندام شخص جو راڈ پکڑنے میں کامیاب ہو گیا تھا اب نگاہیں جھکا کر پائدان پر محض ایک پاؤں دھرنے کی جگہ ڈھونڈ رہا تھا جو اسے ایک آدھ کے پاؤں کچلنے اور ان پیر کچلے لوگوں کے منہ سے مغلظات سننے کے بعد مل ہی گئی۔

اس کے پیچھے لائن میں کھڑا عینک والا شخص ایک پیر سے مطلوبہ فاصلہ طے کرنے کی مہم میں حصہ لینے کے لیے بالکل تیار کھڑا تھا۔

اس سارے عرصے میں ڈرائیور صاحب کئی بار ہارن دے کر اور گاڑی ہلکے سے آگے بڑھا کر اور جھٹکے سے روک کر اپنی شتابی کے کئی اظہار کر چکے تھے جبکہ کنڈیکٹر صاحب بس پہ ہاتھ مارتے ہوئے اور ''شاوا شاوا جلدی'' کے نعرے بلند کرتے ہوئے مہم کو مزید سنسنی خیز بنانے میں اہم کردار ادا کر رہے تھے۔

عینک والے شخص نے راڈ پکڑنے کے بعد پائدان پر ایک پاؤں کی جگہ ڈھونڈنے کی کوشش فضول جان کر بس کی باڈی کے ڈیزائن پر پیر جما دیا تھا۔

ڈرائیور کو بڑی جلدی تھی سو گاڑی فوراً حرکت میں آئی۔

''شاید کنڈیکٹر صاحب یہیں رہ جائیں۔'' لوگوں سے حلق تک بھری بس کو دیکھ کر سعد نے اندازہ لگایا۔ ایک پل کو تو اسے لگا جیسے کنڈیکٹر صاحب بھی تھوڑی کھجاتے ہوئے اسی فکر میں غلطاں ہیں۔ مگر اگلے ہی پل اس کے خیال کی نفی ہو گئی جب کنڈیکٹر بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی...... کے مصداق بس کی باڈی کے پیچھے حصے کی راڈ پکڑ کر ''شاوا، شاوا'' کے نعرے لگاتا ہوا لٹک گیا۔

''یہ ہے ہمارا پاکستان......'' اس سارے منظر کو انہماک سے دیکھنے کے بعد سعد نے حیدر سے کہا۔

''پاکستان نہیں جگر......!'' حیدر نے صحیح کی۔ ''پاکستان کے لوگ بولو۔''

''شہر، ملک، علاقے لوگوں سے ہی بنتے ہیں۔ میرے عزیز! کوئی ملک یا شہر بذاتِ خود کچھ نہیں...... یہ تمہارے میرے جیسے لوگ ہی ہیں جو اپنے رہائشی علاقے کو نیک نام یا بدنام بناتے ہیں۔''

''ہاں! سو تو ہے۔'' حیدر نے ایک بار پھر قدرے بے چینی سے وقت دیکھا...... وقت سے کافی پہلے نکلنے کے باوجود اسے خدشہ تھا کہ بس اسے مقررہ وقت پر کالج نہیں پہنچائے گی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"میرا پاکستان، میری نظر میں وہی ہے جو اس کے لوگ ہیں۔" سعد نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"اور اس کے لوگ کیا ہیں؟ اس کا مظاہرہ ہم پچھلے دس، گیارہ منٹ سے کررہے ہیں، اپنے لنگ کا بہانہ بنا کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہوا گداگر...... دوسروں کا حق مار کر محض اپنا فائدہ سوچنے والا موٹا شخص جس نے عینک والے شخص کی لاعلمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پیچھے سے "وار" کیا اور خود پہلے بس میں سوار ہوگیا۔ حالانکہ پہلا حق اسے عینک والے شخص کا بنتا تھا۔" سعد نے باقاعدہ تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"پیسے کمانے کی دُھن میں پاگل ہوتے یہ بس ڈرائیور اور کنڈیکٹر صاحبان جو بس میں گنجائش نہ ہونے کے باوجود سواریاں لیتے رہتے ہیں۔ یہی تو ہے ہمارا پاکستان۔" اس نے کسی قدر طنز سے کہا۔

حیدر نے مسکرا کر اس کا شانہ تھپکا اور سامنے سے آتی بس کی جانب اشارہ کیا۔

سعد کے روٹ کی بس آگئی تھی۔ اس نے بس رکوائی اور اللہ کا نام لے کر حلق تک بھری بس کے پائدان پہ اپنا پیر جمایا۔ دوسرا پیر جمانے سے پہلے ہی بس "شاوا، شاوا" کے نعروں کی گونج میں اپنی منزل کی جانب رواں ہوئی۔ سعد نے راڈ پر مضبوطی سے ہاتھ جمایا اور اپنے آگے کھڑے دو بندوں کے درمیان بننے والی ہلکی سی درز سے اس نے ایک آنکھ میچ کر اندر جھانکا تو نگاہ کسی کے شانے، کسی کی کمر اور کسی کی گردن سے ٹکرا کر واپس آگئی۔ وہ ایک ہاتھ سے راڈ تھامے پورے کا پورا باہر تھا۔

دفعتاً بس کے اندر ہلچل مچی، کچھ بے ہنگم سا شور ابھرا اور ایک ٹانگ اس بے کراں ہجوم سے نکل کر پائدان پر کھڑے سعد تک پہنچی۔ اس کے بعد ایک ہاتھ نمودار ہو کر راڈ تک آیا اور آخر میں چند لمحوں کی دھکم پیل کے بعد پورا بندہ گیٹ تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ اپنی کامیابی پہ اس شخص نے سکون بھری سانس لی اور دروازے پر ہاتھ مار کر گاڑی رکوائی۔

وہ شخص بظاہر بخیر و عافیت منزل تک پہنچ گیا تھا۔ اب اسے اترنے کے لیے راستہ دینے کے لیے لازمی تھا کہ پہلے پائدان پر کھڑا سعد نیچے اترے۔

بس سے اترنے کے بعد بھی ڈرائیور صاحب کی جلدی کے پیش نظر سعد نے بس کے راڈ کو کسی قیمتی متاع کی طرح تھامے رکھا۔ مبادا سائڈ مرر سے دیکھنے والے ڈرائیور صاحب کہیں اس کی منزل بھی اسی جگہ کو سمجھ بیٹھیں اور گاڑی بھگا لے جائیں۔ اور پھر دوسری بس کے انتظار کا مطلب تھا کہ مزید نو، دس منٹ کا زیاں اب کی بار سعد سوار ہوا تو اسے اندازہ ہوا کہ اس ایک شخص کے اتر جانے کے باوجود بس کی آبادی میں کوئی خاطر خواہ اثر نہیں پڑا تھا۔

دفعتاً کنڈیکٹر صاحب اسے بڑی زور کا دھکا دیتے ہوئے اندر سوار ہوئے۔ دھکا اتنا شدید تھا کہ اگر اسے ذرا کھلی جگہ میسر ہوتی تو وہ یقیناً چاروں شانے چت ہو جاتا۔ اب اس قدر پُرہجوم جگہ پر وہ گرتا تو کیا، البتہ اس "شاندار" دھکے کے سبب بس کے اندر جگہ بنانے میں کامیاب ضرور ہوگیا تھا۔

"کرایہ۔" کنڈیکٹر کی کراری آواز سے اپنے کان کے قریب سنائی دی۔

"صبر کر جا بھائی! گاڑی کسی سگنل پر رکے گی تب ادا کردوں گا۔" سعد نے کسی قدر بیزاری سے کہا۔

پھٹیچر بسوں کے یہ سرپھرے ڈرائیور حضرات فل رفتار سے گاڑی چلانے کے بعد جب ایک جھٹکے سے اچانک بریک لگاتے تھے تو تمام کے تمام مسافر باجماعت رکوع کے بل جھکتے چلے جاتے تھے۔ ایسے میں سعد راڈ چھوڑ کر جیب سے کرایہ نکالنے کا خطرہ نہیں مول لے سکتا تھا۔

"کرایہ......" کنڈیکٹر اب دوسرے شخص کی جانب متوجہ ہوگیا تھا۔

معاً اسے اپنی پینٹ کی جیب پر کسی کے ہاتھ کے لمس کا احساس ہوا۔ سعد نے پھرتی سے اپنی جیب پر موجود اس شخص کے ہاتھ پر مضبوطی سے اپنا ہاتھ جمایا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور گردن ترچھی کر کے مذکورہ ہاتھ کے مالک کو تلاشنا چاہا۔ بھانت، بھانت کے کئی قسم کے چہروں پر اسے یکساں بیزاری نظر آئی، جو اس کی طرف متوجہ بھی نہیں تھے۔ سوائے ایک شخص کے وہ مسکراتے ہوئے اس کی سمت دیکھ رہا تھا۔

''اس قدر رش والی جگہ میں جہاں جیب سے جیب ملی ہو، بندے سے اپنی جیب تک پہنچنے میں ایسی غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔'' ڈھٹائی کے تاثرات سے مزین اس کے چہرے پر سعد شرمندگی کے تاثر کو پانے میں ہلکان ہوا اور جھنجلا کے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

''برادرم! آپ کے الفاظ آپ کی دلی کیفیت کا ساتھ نہیں دے پا رہے۔ آپ کے چہرے کے تاثرات پر یہ فقرہ موزوں رہے گا کہ بھائی! مسلمان، مسلمان بھائی ہیں۔ اور بھائیوں میں تیرا، میرا کیسا؟ آپ کی جیب اور میری جیب ایک ہی بات ہے۔'' سعد نے طنزیہ کہا۔

مگر چونکہ ایسے لوگ اپنے سننے کی بھی پوری قوت، قوتِ بصارت پر صرف کرتے ہیں لہٰذا اس نے بھی سعد کے فقرے پر دھیان دینے کے بجائے اپنی عقاب جیسی نگاہوں کو کسی اور ''شکار'' کی تلاش میں لگا دیا۔ جس کی جیب پر وہ ہاتھ صاف کر سکے۔

وہ شاید، نیا نیا اس میدان میں اترا تھا۔ ورنہ پچھلے برس بس کے سفر کے دوران اس کی جیب سے موبائل اس مہارت سے نکالا گیا تھا کہ اسے تو کیا اسے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو سکی تھی۔ اپنے فن میں اس قدر طاق شخص اسے اگر ایک بار مل جاتا تو اس کے فن کو سراہنے کے لیے وہ ایک بار تو ضرور ایڑی بجا کر اسے سلیوٹ کرتا۔ سعد نے بیزاری سے سر جھٹک کر کھڑکی سے باہر نگاہ دوڑائی۔ منزل تک پہنچنے میں بہت کم فاصلہ رہ گیا تھا، سو گیٹ تک پہنچنے کی کوشش ابھی سے کرنی تھی۔

اس نے کنڈیکٹر کو کرایہ تھمایا اور گیٹ تک پہنچنے کے لیے لوگوں کے بیچ کوئی درز تلاش کرنے کی کوشش کی۔

''برائے مہربانی راستہ دیں۔'' اسے راستہ دینے کی کوشش میں بس میں تھوڑی ہلچل مچی۔

''او بھائی...... آرام سے!'' یہ اس شخص کی آواز تھی جس کی سائڈ سے سعد بہ مشکل اپنی ٹانگ نکالنے میں کامیاب ہوا تھا۔

''اوئے!'' ایک دلدوز چیخ ابھری۔ ''میرا پیر۔''

گیٹ تک پہنچتے تک سعد کو بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ سفر کی ابتدا سے جس سے وہ گیٹ پر کھڑا تھا۔ ایک مسافر کے اترنے سے قبل بے ہنگم شور کیوں اٹھا تھا۔

بس کو روکنے کے لیے اس نے بے قراری سے دروازے پر ہاتھ مارا۔ بس ایک جھٹکے سے رکی۔ وہ سنبھل کر اترا...... ہاتھوں سے اپنے بے تحاشا بے ترتیب بالوں کو سنوارا۔ شرٹ جو بس میں بیٹھنے سے پہلے تک پینٹ کے اندر تھی، اب آدھی سے زیادہ باہر نکلی ہوئی تھی۔ کراس میں لیا گیا بیگ اب گلے میں ڈھول کی طرح جھول رہا تھا۔

بس سے آزادی ملنے کے بعد اسے احساس ہوا کہ کسی محاذ سے غازی بن کر لوٹنے والے کی خوشی کا کیا عالم ہوتا ہوگا۔ دوبارہ انسانوں والے حلیے میں آتے ہوئے اسے چند منٹ لگے۔

کلائی موڑ کے اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ بس والے نے اسے مقررہ وقت سے بیس منٹ پہلے پہنچا دیا تھا۔ وہ گہری سانس لے کر بس والے کا مشکور ہوا، اسے پیپر کی کوئی فکر نہیں تھی۔ فقط وہ مقررہ وقت پر پہنچنے کے لیے متفکر تھا اس قدر پُر مشقت سفر کرنے کے بعد پیاس سے حلق میں کانٹے پڑ گئے تھے۔ سو اس نے کسی مشروب والے کی تلاش میں اردگرد نگاہیں دوڑائیں۔

گنے کے رس والے کی دکان اس سے چند قدم کے فاصلے پر ہی تھی۔ دکان کیا تھی؟ تین دیواری میں ایک دیوار کپڑے کے پردے کی تھی۔ اور چوتھی دیوار جس پر دروازہ ہونا چاہیے وہاں گنے والے نے ٹھیلا لگا کر باہر ہی سے پیاسی مخلوقِ خدا کو سیراب کرنے کا انتظام کر رکھا تھا۔ البتہ اگر کوئی اس تین دیواری کے اندر بیٹھ کر پینا چاہے تو اس پر بھی ممانعت نہیں تھی۔

سعد اندر جا کر پنکھے کے نیچے ایک بینچ پر بیٹھ گیا اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

اپنا دایاں بازو دبانے لگا جو بس میں مسلسل راڈ کو پکڑنے کے سبب اب درد کر رہا تھا۔

''جی صاحب! کیا خدمت کروں آپ کی؟''

اسی پل مشروب فروش نے پیچھے مڑ کر سعد کو مخاطب کیا۔

سعد نے اپنا دایاں ہاتھ دباتے ہوئے اس مختصر سی تین دیواری کو اور پھر اس کے ٹھیلے کو دیکھتے ہوئے اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ وہ قومی مشروب سے پیاس بجھانے کے علاوہ مزید کیا خدمت انجام دے سکتا ہے۔ چند منٹ کے جائزے میں ہی وہ جان گیا کہ مشروب فروش کوئی اور خدمت انجام نہیں دے سکتا۔

''جو سب کی کرتے ہو بھائی! وہی میری بھی کرو۔''

مشروب فروش نے ایک ٹھنڈا ٹھار گلاس اسے تھمایا اور دوبارہ باہر موجود گاہکوں کی سمت متوجہ ہو گیا۔

اپنی پیاس بجھا لینے اور کچھ دیر ستا لینے کے بعد وہ جس وقت باہر آیا اس وقت تک تمام گاہک جا چکے تھے اور مشروب فروش تنہا کھڑا دور سے آتے پانچ بندوں کے گروہ پر مشتمل کالج کے لڑکوں پہ نگاہیں جمائے کھڑا تھا۔

وہ کالج کے لڑکے اسی سمت آرہے تھے۔ مشروب فروش نے کن انکھیوں سے اپنے بائیں اور دائیں دیکھ کر اپنے تنہا ہونے کا یقین کیا اور جگ میں موجود گنے کے رس کو پاس موجود برتن میں انڈیلنے کے بعد اس میں آدھے جگ پانی کی ملاوٹ کر دی۔

سعد نے مشروب فروش کے عقب سے اس منظر کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے اس کے روبرو آیا۔ اس اچانک افتاد پر وہ کھسیا کر سعد کی جانب متوجہ ہوا۔

''میں نے کچھ نہیں دیکھا دوست! تم آرام سے اپنا کام کر لو۔'' سعد نے اس کی کھسیاہٹ سے حظ اٹھاتے ہوئے کسی قدر شرارت سے کہا۔

''یہ لڑکے میرے روز کے گاہک ہیں۔ میں نے یہ حرکت ان لڑکوں کے خیال سے ہی کی ہے۔ اگر میں تازہ رس نکالنے کے چکر میں پکڑوں گا تو دیر ہو جانے کے سبب یہ لڑکے وقت پر کالج نہیں پہنچ پائیں گے۔''

اپنی خفت مٹانے کے لیے وہ الٹی سیدھی وضاحتیں پیش کرنے لگا۔

''تم...... موقعۂ واردات پہ رنگے ہاتھوں پکڑے گئے ہو دوست! سو اب بلاوجہ صفائیاں نہ پیش کرو۔'' سعد کے مزے لیتے انداز پر مشروب فروش کی کھسیاہٹ آن کی آن میں غصے میں بدلی۔ اس نے ایک نظر قدم بقدم قریب آتے کالج بوائز پر ڈالی اور دھیمے مگر تیکھے لہجے میں بولا۔

''زیادہ ہیرو بننے کی ضرورت نہیں...... تم بھی کوئی اتنے اچھے نہیں...... اگر میری جگہ ہوتے تو تم بھی یہی کچھ کرتے......'' سعد نے مسکراتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی۔

''چلو آؤ...... جگہ بدل کے دیکھتے ہیں۔'' سعد کا حظ اٹھاتا لہجہ...... مشروب فروش کا غصہ بڑھا رہا تھا۔

''یہاں ہر شخص کے اندر ایک چور چھپا ہوا ہے۔ بس موقع ملنے کی دیر ہے۔ ایسی ڈنڈیاں تم بھی اپنے معمولات میں مارتے ہی رہتے ہو گے اور آئندہ بھی موقع ملا تو ضرور اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔'' مشروب فروش پُر یقین لہجے میں کہتے ہوئے پانچ لڑکوں کی طرف متوجہ ہو گیا جو اب قریب آچکے تھے۔

''دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔'' سعد نے گنگناتے ہوئے جیب سے رقم نکال کر ادائیگی کی اور کالج کی سمت چل دیا۔

کالج کے پچھلے حصے کی طرف بنے رہائشی بنگلے عموماً سناٹوں کی زد میں رہتے تھے۔

سعد نے ایک درخت کی آڑ لی۔ کاندھے سے بیگ اتار کر ''پھرے'' نکالے اور اسے اپنی جرابوں، کالر اور پینٹ کی بیلٹ میں نہایت مہارت سے چھپا دیا۔

اگر یہ کام وہ گھر سے کر آتا تو بسوں کے دھکے کھانے اور ٹانگوں میں پسینہ آنے کے سبب ''پھرے'' خراب ہونے کا اندیشہ تھا۔ نہایت ''اہم'' کام سے نمٹنے کے بعد وہ سیٹی پہ شوخ سی دھن بجاتا خراماں خراماں کالج کی سمت چل دیا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

منی ناول

دیارِ صبح کے اجالوں میں

نایاب جیلانی



"پڑھنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ کاش، تعلیم اتنی ضروری نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی بھی تو پروفیسر اتنے کنجوس نہ ہوتے۔ ناپ تول کر نمبر دینے والے...... اتنے بے رحم اور سنگ دل، فیل کرتے ہوئے خوفِ خدا سے ذرا دل نہیں کانپا...... پروفیسر خالق، عاشق اور میم انزلہ سارے سال کا نزلہ...... کسی ایک پرچے میں بھی پاسنگ مارکس نہیں...... دفع دور، ایسی پڑھائی۔" یہ نادر ارشادات اسمارا کے تھے۔ وہ چمچے بھر، بھر کر شہد کھا رہی تھی اور اسی حساب سے شہد اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

لیموں کے پیسٹ کا مساج بھی کر رہی تھی۔ اسے اپنے حسنِ جہاں سوز کی نزاکت اور بحالی کے لیے رزلٹ سے زیادہ تفکرات تھے۔ اگر اتنی عرق ریزی سے حسن نکھارنے کے بجائے دل لگا کر پڑھ لیتی تو بی ایس سی آنرز میں شاندار طریقے سے فیل نہ ہوتی۔

اس کے فیل ہونے کا صدمہ اسمارا سے زیادہ عاشر کو ہوا تھا۔ وہ صبح بھی آگ اگل کر گیا تھا۔

''میں کس منہ سے یونیورسٹی جاؤں گا؟ لوگ مجھے طعنے مار، مار کر ادھ موا کر دیں گے۔ عاشر کی منگیتر سارے سبجیکٹ میں فیل......'' اس کے صدمات کی انتہا بس یہیں تک تھی۔

''اسی منہ کے ساتھ چلے جانا...... ویسے بھی تمہاری بہن نے پوری یونیورسٹی میں ٹاپ کر کے میرے فیل ہونے کی ذلت کو ڈھانپ لیا ہے سو یوڈونٹ وری......'' اسمارا نے کھلکھلاتے ہوئے جواب دیا تھا۔ مجال تھی جو اسے ذرا بھی غم تھا...... اور ایک اسما تھی اگر کسی سمسٹر میں فور جی پی نہ آتا تو وہ رو، رو کر پورا گھر سر پر اٹھا لیتی۔ تین، تین دن کھانا نہ کھاتی...... صدمے کے مارے شکل فٹے منہ سی ہو جاتی تھی۔ مگر اسے کسی اور بات کی پروا کہاں تھی۔ اسے بس پڑھائی کو گھول گھول کر پینا تھا۔ حسن جاتا بھاڑ میں...... اور اسمارا اس کے بالکل الٹ تھی۔ اسے پڑھنے سے خاص شغف نہیں تھا۔ وہ تو بس بی ایس سی آنرز میں ایڈمیشن لے کر وقت گزار رہی تھی۔ اب فیل ہونے کے بعد اس مصروفیت سے بھی ہاتھ دھونا پڑ گئے تھے جبکہ اسما شہر سے دور ایک اور اچھی یونیورسٹی میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے جا رہی تھی۔

جہاں اسما کی من پسند یونیورسٹی میں ایڈمیشن مل جانے کی خوشی منائی جا رہی تھی۔ وہیں پہ اسمارا کی گھر میں خاصی گت بنائی گئی تھی۔

جب اسما پہلی چھٹیوں میں گھر آئی تو اسمارا ان دنوں کوئی لینگویج کورس کر رہی تھی۔ اسما نے اسے بہت ہی ڈانٹا......

''تم دوبارہ سے پیپرز کی تیاری کرتیں...... اِدھر اُدھر ٹانگیں کیوں اڑا رہی ہو۔''

''یار! مجھے نہیں پڑھنا...... میں تو ٹائم پاس کر رہی ہوں۔ ویسے بھی مجھ سے اپنی شکل نہیں بگاڑی جاتی...... سارا حسن تباہ ہو جاتا ہے۔ ذرا اپنی شکل دیکھو آئینے میں...... خوف سے دل کانپ رہا ہے میرا...... اتنے گہرے کالے بھیانک حلقے...... کالا رنگ...... تم کیا دھوپ میں بیٹھ کر نوٹس بناتی ہو ڈفر! اپنی حالت بگاڑ رکھی ہے۔'' اسمارا الٹا اس پر چڑھ دوڑی تھی۔ اور اسما بے پروائی سے سنتی رہی۔

''فیلڈ کا کام ہوتا ہے اور یہی تو دن ہیں پڑھائی کے...... حسن وصحت دوبارہ واپس لائی جا سکتی ہے۔'' وہ آئینے میں اپنے سانولے رنگ کو خاصا گہرا محسوس کر رہی تھی۔

''مجھے تو خوف ہے کسی دن تمہارے منگیتر نے تمہیں دیکھ لیا تو منگنی توڑ کر دوبارہ اس طرف نہیں آئے گا۔'' اسمارا کی آنکھوں میں واضح شرارت تھی۔

''میرا منگیتر ایسا نہیں......'' اسما نے بھی مصنوعی اتراہٹ کا مظاہرہ کیا تھا۔

''ہاں...... اس کے اعصاب تمہاری طرح خاصے مضبوط ہوں گے۔ وہ تمہیں دیکھ کر بھیانک چیخ نہیں مارے گا۔ ان نوٹس کو چھوڑو اور اِدھر آؤ...... میں تمہارا مساج کروں۔ شکل کچھ بہتر دکھائی دے۔'' اسمارا نے ہمیشہ کی طرح اسے آفر کی تھی جسے اسما نے ان سنا کر دیا۔

''وہ ہر طرح سے مضبوط ہوگا...... کیونکہ وہ اسما خلیل کا منگیتر ہوگا۔'' اس کے لہجے میں ایک استحکام اور یقین بول رہا تھا۔ اسمارا مساج کرتی لمحہ بھر کے لیے رک گئی تھی۔ جیسے اس کے الفاظ کی گہرائی میں اترنا چاہتی ہو۔ اسے اسما کے لہجے میں کچھ خاص محسوس ہوا تھا۔ کچھ عجیب سا...... کیا ایک فخر یا تکبر......؟

''رہنے دو منگیتروں کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی۔'' اسمارا نے سر جھٹک کر کہا۔ جیسے اس کے لہجے میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

اترے ''یقین'' کو جھٹکنا چاہا۔

''لیکن مجھے اس پر یقین ہے، میں گارنٹی دے سکتی ہوں۔'' اسما کے اگلے الفاظ اسے ہکا بکا کر گئے تھے۔ وہ منہ کھولے اسے دیکھتی رہ گئی۔

''بغیر جانے، پرکھے، ملے، دیکھے، سنے......؟ حد ہے یار! کیسی افسانوی بات کرتی ہو۔'' اسمارا کا انداز مذاق اڑانے والا تھا۔

''میرا دل گواہی دیتا ہے، میں بھلا کیوں غیر حقیقی بات کروں گی، تم جانتی ہو...... میں کس قدر پریکٹیکل ہوں۔'' اسما نے اسی مستحکم دوٹوک لہجے میں جتایا تو اسمارا کی ہنسی کا فوارہ پھوٹ پڑا۔

''رہنے دو، لوگ شوہروں کی گارنٹی نہیں دے سکتے، تم منگیتر صاحب کے لیے دعوے کر رہی ہو...... مجھے غصہ مت دلاؤ۔ اسے ''آزمانے'' پر اتر آؤں گی......'' وہ ٹھوک بجا کر میدان میں اتر آئی تھی۔

''وہ ایسا ویسا ہے ہی نہیں...... بہت ثابت قدم ہوگا...... کھرا اور سچا، خالص اور منفرد......'' اسما کے لہجے میں ایک جذب بھری کیفیت تھی...... اسمارا کا منہ پھر سے کھل گیا تھا۔

''بالکل میرے جیسا بے کھوٹ اور مضبوط، ثابت قدم......'' اس نے اپنی بات پھر دہرائی تھی۔ اب اسمارا پہ ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا۔

''اچھے اچھوں کے قدم اکھڑ جاتے ہیں...... تمہارے دعوے نرے فضول ہیں۔'' اسمارا نے اسے لمحوں میں جھٹلا دیا۔

☆☆☆

رات سیاہی سے سفیدی کی طرف مائل تھی۔ روشن دانوں سے نورِ سحر کی کرنوں کا سویرا دکھائی دے رہا تھا۔

بڑا سا کھلا کھلا صاف ستھرا کمرا روشنی سے پور، پور بھر گیا تھا۔ ہر ایک چیز روشنی میں واضح تھی۔ کمرے کا فرنیچر، جو نیا نکور اور چمکتا ہوا تھا...... انتہائی نفیس اور دیدہ زیب...... چنیوٹ سے عاشر نے آرڈر پر بنوایا تھا۔ اپنی اکلوتی بہن کے لیے خوب صورت فرنیچر...... پورا کمرا اس کے جہیز میں آئے فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔

خوب صورت ڈبل بیڈ، انتہائی چوڑا اور اونچا سنگار میز...... یوں لگتا پوری دیوار پر پھیلا ہوا ہے...... فرنیچر سے میچ کرتے لیدر کے صوفے...... ہم رنگ قالین اور دیواروں پر آرائشی تصویریں۔ وہ ایک، ایک چیز پر غور کرتی لمحہ بھر کے لیے ٹھہر سی گئی تھی۔ اس کی نگاہیں خوب صورت سینریوں سے ہوتی ہوئی سامنے دیوار پر لگی فل سائز تصویر پہ گویا جم گئی تھیں لمحہ بھر کے لیے اس کا دل بند سا ہو گیا تھا۔

اس کی آنکھوں میں ستائش کے ساتھ، ساتھ نمی اتر آئی تھی۔ وہ ایک ٹک تصویر کو دیکھتی رہی۔ وہ ایک خوبرو نٹ، کھٹ اور شرارتی سے نوجوان کی تصویر تھی...... جس کی خوب صورت گہری بولتی آنکھوں میں شرارت بھری تھی۔ اس نے نچلے لب کا کونا دانتوں میں دبا رکھا تھا۔ اس کے سیاہ بال ماتھے پر سایہ فگن تھے اور ستواں ناک انتہائی دل موہ لینے والی خوب صورتی سے اپنی طرف کو کھینچ رہی تھی۔

اسما کا دل بھر بھر آیا... اس نے بے ساختہ تصویر سے نگاہ چرالی تھی۔ اسے کوئی حق نہیں تھا کہ اس تصویر کو پورے استحقاق سے دیکھتی۔

اس نے گہری سانس کھینچ کر اعصاب ڈھیلے چھوڑ دیے تھے۔ وہ اب دیوار گیر الماریوں کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ایک، ایک الماری کا پٹ کھولنے کے بعد اسے مایوسی کا سامنا ہوا تھا۔ دو الماریوں میں ہادی کے کپڑے لٹک رہے تھے۔ ایک جوتوں والا ریک تھا۔ ایک الماری میں کتابیں تھیں۔ اور ایک میں سردی، گرمی کے بستر...... اسما کے کپڑے کہیں نہیں تھے۔

وہ مایوسی سے پورے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ معاً اسے بیڈ کے نیچے دو سوٹ کیس دکھائی دیے۔ اسما کے دل کو تسلی ہوئی تھی۔ اس نے سوٹ کیس بہ مشکل گھسیٹ کر باہر نکالا تھا پھر اندر موجود فینسی، دیدہ زیب، ایمرائڈڈ کپڑے دیکھ کر آنکھیں بھر آئی تھیں۔ اس کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ساری شاپنگ عاشر نے کی تھی اور بلاشبہ عاشر کی چوائس بہت کمال کی تھی۔ اس نے صرف ہلکے رنگوں والے سوٹ نہیں لیے تھے بلکہ کچھ گہرے اور شوخ رنگ بھی تھے حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اسما کو ہلکے رنگ پسند ہیں لیکن عاشر نے ہادی کی چوائس کو بھی مدِنظر رکھا تھا۔ ہادی کو گہرے رنگ پسند تھے۔ سارے گہرے رنگ اس پر اٹھتے بھی بہت تھے۔ اجلی رنگت پر ڈارک کلر اپنی الگ ہی چھب دکھاتے ہیں۔

اس کا دل پھر سے بجھ گیا۔ اس نے ہاتھ میں لیا رائل بلیو کلر کا سوٹ واپس سوٹ کیس میں رکھ کر نسبتاً ہلکے سبز رنگ کا کڑھائی والا سوٹ نکال لیا تھا۔ اس کی اپنی رنگت پہ یہی کلر اچھے لگتے تھے۔ وہ سوبر رنگوں کو پسند کرتی تھی اور ویسے بھی اسما زندگی میں دوبارہ کبھی ڈارک کلر نہیں پہنتی۔ جتنی بے عزتی اس نے رات کو گہرے سرخ رنگ کے شرارے کو پہن کر محسوس اور برداشت کی تھی...... یہ اس کا حوصلہ، ہمت اور ضبط تھا جو وہ ابھی تک بڑی ہمت کا مظاہرہ کرتی خود کو پھر سے سمیٹ کر نئے عزم اور ولولے کے ساتھ آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کھڑی ہوگئی تھی۔ اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اس وقت تک اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو چکا ہوتا۔

رات کا منظر ایک مرتبہ پھر نگاہوں کو جھلسانے ایک فلم کی طرح اپنے عکس چھوڑ رہا تھا۔

ایک لمبے، طویل، تھکا دینے والے سفر کا اختتام...... امنگوں، خوابوں یا خوشیوں بھرے کسی موڑ پر نہیں ہوا تھا۔ وہ تو ابھی تک اپنے ساتھ ہونے والے عجیب وغریب ڈرامے پہ انگشت بدنداں تھی۔ آخر یہ اسی کے ساتھ کیوں ہوا تھا؟ کل کی خوب صورت، مہکتی، گلابوں سی بوجھل شام اس کا نکاح ہوا تھا۔ نکاح یعنی شادی...... قریب دو سال پہلے اسما کو اس کے بابا اور ماموں کے قریبی اور عزیز از جان دوست عبداللہ زئی نے اپنے بیٹے ہادی زئی کے لیے مانگ لیا تھا۔

وہ بھی بڑے خوب صورت اور خوشگوار دن تھے...... ان دنوں وہ یونیورسٹی میں ایم فل کی کلاسز اٹینڈ کر رہی تھی۔ عاشر اس سے ایک سال بڑا تھا لیکن وہ یونیورسٹی میں اس سے جونیئر تھا۔

وہ صرف دو ہی بہن بھائی تھے۔ اس کے ماموں کی فیملی ان کے ساتھ شروع سے رہائش پزیر تھی...... ماموں، مامی اور ان کی اکلوتی بیٹی اسمارا۔

اسمارا، عاشر کی کلاس فیلو تھی...... اور وہ تینوں یونیورسٹی میں ایک تکون کی طرح مشہور تھے۔ ان کی دوستی اور محبت کی مثال نہیں ملتی تھی۔ اسمارا اور اسما کا پیار بہنوں سے بڑھ کر تھا۔ اسی طرح مامی نے بھی کبھی ان میں تفریق نہیں کی تھی...... ان کا گھرانا ایک پُرامن، محبت بھرا گھرانا مشہور تھا۔ پھر کچھ عرصے پہلے بابا کے دوست عبداللہ زئی اپنی بیگم کے ہمراہ کوئٹہ سے آئے تو شگن کے طور پر ہادی کے نام کی انگوٹھی بھی ساتھ لائے تھے۔

ان کی آمد بالکل اچانک ہوئی تھی...... اور انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بھی نہیں بتایا تھا۔ اسما ان دنوں اپنے تھیسس میں بزی تھی۔ اور وہ گھر میں بھی موجود نہیں تھی۔

بابا تو ایک دم بوکھلا گئے۔ فوراً عاشر کو بھگایا کہ اسما کو شارٹ نوٹس پہ محض ایک گھنٹے کے لیے ہاسٹل سے لے آئے۔ اور جب عاشر نے اسے اپنے آنے کا مدعا بتایا تب وہ ایک دم چیخ پڑی تھی۔

”یہ تو فاؤل ہے عاشر! میری منگنی اور مجھے ہی خبر نہیں...... میرا اتنا رف حلیہ ہو رہا ہے...... پوزیشن لینے کے چکروں میں پہلے ہی میں نے اپنی مت مار لی ہے۔ دیکھو، آنکھوں کے نیچے ڈارک سرکل، حد ہے یار! میں اپنی ساس کے سامنے یوں جاؤں گی، نہیں بالکل نہیں......“ اس نے اپنی اصل پریشانی کی وجہ بتائی تو عاشر ہنس ہنس کر دوہرا ہو گیا۔

”ڈونٹ وری میری جان! تمہیں ساس کا درشن کروانے سے پہلے پارلر کا وزٹ کروا دوں گا...... فیشل، پالش کروا کے بھوتنی بن کر ساسو جی سے ملاقات کر لینا۔“ عاشر نے اسے تسلی دی تھی اور وہ کچھ مطمئن

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

بھی ہو گئی تھی لیکن ہوا اس کے مکمل برعکس...... انہیں آتے آتے ہی بہت دیر ہو چکی تھی۔ اوپر سے بابا کی کالز آ رہی تھیں۔ عبداللہ انکل کو جلدی واپس بھی جانا تھا...... اور وہ چاہتے تھے کم از کم جس کام کے لیے آئے تھے وہ پورا کر کے جاتے۔ عاشر سے اپنا وعدہ نبھانا مشکل ہو گیا۔ یوں اسما اپنے ''ماسیوں'' والے حلیے میں جیسے ہی گھر پہنچی تو وہاں پر اچھی خاصی تقریب کی چہل پہل نظر آ رہی تھی۔

اسمارا کی ایک آدھ سہیلی بھی موجود تھی اور کالونی کی آنٹیاں وغیرہ بھی...... جبکہ اسمارا کی سج دھج دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ اس نے بڑی خوب صورت کامدار فراک پہن رکھی تھی' بال بھی کرل کروا رکھے تھے اوپر سے بندیا، جھمکے اور انتہائی مناسب میک اپ کے ساتھ یوں لگ رہا تھا جیسے اسما کی جگہ اسمارا یعنی امی کی منگنی تھی۔ کچھ آنٹیاں تو اسی غلط فہمی میں امی سے لپٹ کر اس کا منہ ماتھا چومتی پھر رہی تھیں اور اسے بار، بار وضاحت دینی پڑ رہی تھی کہ اس کی منگنی نہیں بلکہ اسما کی منگنی ہو رہی ہے۔ نام جو دونوں کے ایک سے تھے۔

اسما کے دل کو دھکا سا لگا تھا۔

یعنی وہ اپنی ہی منگنی کے فنکشن میں بالکل ماسی لگ رہی تھی۔ اور ستم یہ کہ اسے تیاری کے لیے وقت بھی نہیں دیا گیا تھا...... بابا اور عاشر نے جلدی مچا رکھی تھی کیونکہ انکل اور آنٹی کو واپس جانے کی بھی جلدی تھی۔ انہیں دیر بھی بہت ہو رہی تھی۔

جبکہ اسما ایسے حلیے میں منگنی کی انگوٹھی پہننے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا...... اسے انگوٹھی پہننے کے لیے آنٹی کے پہلو میں بیٹھنا ہی پڑا تھا۔ اور آنٹی نے اسے انگوٹھی پہنا کر ماتھا چومنے کے بعد والہانہ پیار کیا تھا جبکہ اسما ''رسم'' کے بعد ایسے اٹھ کر بھاگی تھی کہ پھر دوبارہ دکھائی ہی نہیں دی۔ عاشر نے اس کی بس اکلوتی تصویر بنائی تھی باقی امی (اسمارا) فوٹو سیشن کا شوق رات تک فرماتی رہی۔ اسے تصویریں بنوانے کا شوق بھی بہت تھا اور عاشر بھی دل کھول کر اس کی تصویریں بناتا تھا۔

پھر جب تقریب اختتام کو پہنچ گئی اور انکل آنٹی واپس چلے گئے تب پورے گھر کا پھیلاوا سمیٹتے ہوئے اسما باقاعدہ طور پر عاشر سے لڑائی کرتی رہی تھی۔

''بدعہد......! بخشوں گی نہیں تمہیں...... یہ میری منگنی تھی یا کسی کی رسم قل...... جس میں مجھے ''ماسی'' بن کر شرکت کرنا تھی۔ برتن مانجھنے والی اور چاول بانٹنے کے لیے...... حد ہے یار! میری اتنی بری اکلوتی تصویر...... جو تم نے انکل کے موبائل میں سیو کر کے بھیجی ہے۔ وہاں پہ سب مجھے کچھ اور نہیں ''میڈ'' ضرور سمجھ لیں گے۔'' اسما کا مارے صدمے کے برا حال تھا۔ وہ تقریب کے پھیلاوے کو ٹھکانے لگا رہی تھی جبکہ نازک اندام امی اپنا لباسِ فاخرہ اتار کر پوری تقریب کی وڈیو اور تصویریں دیکھ، دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر رہی تھی۔ اپنے حسن سے اس کا اپنا ہی دل نہیں بھرتا تھا۔ بجتی سنورتی اور تصویریں بنا، بنا کر اپنا من خوش کرتی تھی۔ اللہ نے حسن و نزاکت کی دولت سے امی کو بے بہا نواز رکھا تھا۔ اسی لیے تو عاشر کو امی کے علاوہ کچھ اور سوجھتا نہیں تھا۔

''میری ننھی سی جان......! غم کیوں کھاتی ہو...... میں نے ساری تصویریں انکل کے موبائل میں سیو کر دی تھیں...... انہیں ہماری محلہ فیلوز اور اس ماڈل امی کو دیکھنے سے فرصت ملے گی تو تم پر کوئی تبصرہ فرما سکیں گے...... بھلا اس قلوپطرہ کو ضرورت کیا تھی اتنی تصویروں کا ڈھیر بنوانے کی...... حد ہے یار! اس کی تیاری دیکھ کر مجھے اٹھارہ مرتبہ وہم ہوا کہ مجھ سے منگنی توڑ کر کہیں بابا اس کی منگنی تو نہیں کر رہے......'' عاشر کی اپنی کلبلاہٹ کا بھی کوئی حال نہیں تھا۔ برآمدے کے گول پلر نما ڈیزائن کی گولائی میں نیم دراز امی نے کھا جانے والی نظروں سے عاشر کو گھورا تھا۔ وہ ابھی تک اپنے نیو ٹچ اسکرین موبائل میں اپنی تصویروں کو سیو کرنے اور فرینڈز کو وہ فوٹوز سینڈ کرنے میں مصروف تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

’’جل ککڑے! تم تو ویسے ہی میرے حسن و ادا سے جیلس ہوتے ہو...... پوری تقریب میں ہر، ہر آنٹی نے میری اتنی تعریف کی کہ حد نہیں...... سوائے اسما کی ساس کے...... بس اس کی ساس کو اپنی بہو کے علاوہ کوئی اور پیارا نہیں لگا تھا...... بھی بار، بار اسما کو چوم رہی تھیں......‘‘ امی کے بتانے پر اسما کا دل پہلی مرتبہ خوشگواریت محسوس کرنے لگا تھا ورنہ وہ تو اس ہنگامی منگنی پر بجھ سی گئی تھی۔

’’میں کیوں جلوں گا......؟ تم تو میرا اعزاز ہو...... میرا میڈل ہو...... سونے کا گلے پڑا ڈھول ہو...... جسے بجا، بجا کر میں فخر محسوس کرتا ہوں۔‘‘ عاشر نے شرارتی انداز میں اسمارا کو چڑایا تھا۔ اس نے سلگتی نگاہ عاشر کی طرف اچھالی تھی پھر وہ پنجے تیز کر کے میدان میں اتر آئی۔

’’یہ تم نے ڈھول کسے کہا؟ کالے بینگن۔‘‘ اس نے عاشر کے سانولے رنگ پہ برابر کی چوٹ کی...... ان دونوں کی یہ تکرار ایک معمول کا حصہ تھی۔ وہ بچپن سے ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے جھگڑتے اور منٹوں میں صلح کرتے آرہے تھے۔

’’امی کی بچی! یہ بینگن تمہارے نصیب کا ہے......‘‘ عاشر نے اسے اور بھی چڑایا تھا۔

’’تاکہ میں بس اس کا بھرتا بنا سکوں......‘‘ وہ بھی اسمارا تھی۔ ڈنکے کی چوٹ پر دوبدو جواب دیتی تھی۔

’’اسی لیے تو میں یہ گنگناتا ہوں...... کاش میں تمہارے کھیت کا ایک بینگن ہوتا۔‘‘ عاشر نے باقاعدہ گنگنا کر دکھایا تھا۔

’’جس کی میں چٹنی بنا کر پڑوسیوں کو دے آتی۔‘‘ اسمارا نے تنک کر جواب دیا تھا۔ معاً اسما کو تنبیہ کرنا پڑی۔

’’اوں ہوں...... امی! سوچ سمجھ کر بولا کرو...... حدِادب...... عاشر تمہارا منگیتر ہے۔‘‘

’’منگیتر ہے ناں شوہر تو نہیں...... منگیتروں کی عزت کا شریعت میں کوئی حکم نہیں......‘‘ اسمارا کی اپنی الگ ہی ایک منطق ہوا کرتی تھی۔

’’مجھے غیرت مت دلاؤ امی......! ورنہ تمہیں منگیتر سے شوہر بن کر دکھادوں گا۔‘‘ عاشر نے اسے جی جان سے دھمکایا تھا...... لیکن وہ اسمارا ہی کیا جو دھمکیوں کے اثر میں آجاتی۔

’’منہ دھو رکھو، پہلے بابا اسما کو کوئٹہ رخصت کر کے بھیجیں گے...... پھر تمہاری باری آئے گی۔‘‘

’’میں بابا کو جذباتی بلیک میل کرلوں گا...... اور اسما کو ایک معذرت نامہ پیش کروں گا۔‘‘ عاشر نے اس کی بات کا منہ توڑ جواب دیا تھا۔

’’معذرت نامے میں کیا لکھو گے؟‘‘ اسمارا کو فوراً کھد بد ہوئی تھی۔

’’یہی کہ پیاری بہن! ایک چڑیل کو قابو کرنے میں میری مدد کرو...... تمہاری شادی کو تھوڑا ڈیلے کرنا پڑے گا...... اس کے لیے معذرت خواہ ہوں...... چڑیل کا قید میں آنا ضروری ہے کیونکہ یہ چڑیل کسی بھی وقت کسی اور کو چمٹ سکتی ہے۔‘‘ عاشر نے اسمارا کو اتنا چڑایا کہ وہ تن فن کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

’’تم بہت فضول بکواس کرتے ہو۔‘‘ جب کوئی بات نہ بن سکی تو اسمارا دھپ، دھپ کرتی اندر چلی گئی تھی تب اسما بھی پورا صحن صاف ستھرا کر کے فارغ ہونے کے بعد آگئی...... عاشر جھولے پر بیٹھا تھا۔ اور موٹی، موٹی جامنیں کھا رہا تھا۔ اس نے ہتھیلی پر رکھے جامن اسما کی طرف بھی بڑھا دیے تھے۔

اس نے ایک جامن اٹھایا ہی تھا کہ جب عاشر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ایک اور اٹھاؤ ناں......‘‘

’’وہ کیوں......؟‘‘ اسما نے ناسمجھی کے عالم میں پوچھا...... اسے جامن ویسے بھی اتنے پسند نہیں تھے۔ اسی لیے بس ایک ہی اٹھایا تھا۔ عاشر اسے شرارتی نظروں سے دیکھتا رہا تھا پھر مسکرا کر بولا۔

’’ایک تمہارا اور دوسرا ہادی کا۔‘‘

عاشر کی شرارت محسوس کر کے اسما بلش کر گئی تھی...... ہادی کے نام سے ایک نرم سا احساس دل میں

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

جاگا تھا۔ وہ اپنے خیال کی چوری سے شرما گئی تھی۔
''سوچو ناں اسما ذرا......'' عاشر نے میٹھی جامنیں کھاتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا...... وہ جو زم سے اسی احساس تلے دبی تھی لمحہ بھر کے لیے چونک گئی۔
''کیا سوچوں......؟'' اس نے حیرانی سے پوچھا تھا۔
''ہادی کو سوچو...... جسٹ ایمجن......؟ وہ کیا کررہا ہوگا......؟'' عاشر کو ایسی ہی بے تکی سوجھتی تھیں۔
اسما نے خفگی سے اسے دیکھا پھر سر جھٹک کر آہستگی سے بولی۔
''مجھے کیا پتا......'' اس کا سر بھی نفی میں ہل گیا تھا۔
''تمہیں کیوں نہیں پتا......؟ سوچو ذرا...... ہادی کیا کررہا ہوگا؟ چھوڑو، تم ڈفر کیا بتا سکتی ہو، میں بتاتا ہوں وہ اس وقت تصویریں دیکھ رہا ہوگا۔'' عاشر کا انداز پُراسرار قسم کا تھا۔ اسما کا دل اوپر نیچے ہوا۔ وہ عاشر کے اگلے الفاظ کی منتظر ہوئی جانے عاشر اب کیا کہے گا۔
''اور تمہاری تصویر جو تم انگوٹھی پہن کر اٹھ رہی تھیں...... اور بالکل سیدھی کھڑی کیمرے کی طرف دیکھتی ہونق لگ رہی تھیں بلکہ ہونق سے زیادہ مبارک لینے والی ''ماسی'' لگ رہی تھیں۔ اس تصویر کو دیکھ کر ہادی کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔ کب سے میں اسی صدمے تلے دبا ہوا ہوں......'' اس نے اتنی سنجیدگی سے پوری سچویشن کری ایٹ کی کہ اسما کا خود مارے صدمے کے برا حال ہوگیا۔
''اور میں غم سے بھی نڈھال ہوں...... اگر ہادی نے تمہاری تصویر دیکھ کر منگنی توڑنے کا اعلان کردیا تو میرا کیا بنے گا اسما! یعنی تمہاری شادی مزید ڈیلے ہوجائے گی۔ کسی اور ''بکرے'' کے پھنسنے اور ''قربان'' ہونے تک...... بڑی مشکل سے یہ ''فارمی مرغا'' پھنسا تھا......'' وہ مارے افسوس اور صدمے کے ہادی کو ''بکرے'' سے ''فارمی مرغا'' بنا چکا تھا۔ جبکہ اسما کی اپنی رنگت بھی فق ہوچکی تھی۔ ہادی کو دیکھے، سوچے، جانے بغیر کافی عرصے سے اسما نے اپنے دل کی اونچی مسند پر بٹھا رکھا تھا...... کیونکہ زبانی کلامی بات تو کب سے طے

تھی...... اور اب اس کا لاڈلا...... بھائی کیسے، کیسے الیکٹرک شاک مار کر اسے خوفزدہ کرنے کی کوشش کررہا تھا...... اور اگر واقعی ہادی نے ایسا کردیا تو......؟ اس سے آگے اسما کا دل بند ہونے لگا تھا...... اس کی سوچیں بلاک ہونے لگی تھیں۔
وہ عاشر کی شرارت سمجھتے ہوئے بھی اس پر چڑھ دوڑی تھی۔
''سارا قصور تمہارا ہے عاشر! تم کیسے بھائی ہو؟ جو بہن کا احساس بھی نہیں...... میں نے کہا بھی تھا...... مجھے اس ''جمعدار نیوں'' والے گیٹ اپ میں مت لے جاؤ...... وہ دن پہلے کا میں نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ جو پورے سفر میں چرمرا گیا تھا۔ اوپر سے آنٹی نے ہتھیلی پر سرسوں جماتے ہوئے مجھے کپڑے چینج کرنے کا بھی موقع نہیں دیا تھا۔ میں منہ پر پانی کے دو چھپاکے مار کر سفر کی گرد اور تھکاوٹ، بھی نہیں اتار سکی...... اب اگر میری منگنی ٹوٹی تو سارا قصور تمہارا ہوگا۔'' اسما نے بہانگِ دہل عاشر کو دھمکایا تو وہ چہرے پر زمانے بھر کی بیمی طاری کرتے ہوئے بولا۔
''اب میں کیا کرسکتا ہوں۔ جو ہونا تھا ہوچکا...... تمہاری ''قحط زدگان'' تصویر بھی پہنچادی...... کاش وہ اکلوتی تصویر بھی نہ بھیجتا...... لیکن انکل نے بار، بار کہا تھا۔ ساری تصویریں ان کے موبائل میں سیو کردوں...... حتیٰ کہ گلنار کی تصویریں بھی پہنچ گئیں اُدھر......'' عاشر نے اپنی پڑوسن کا نام بھی لیا تھا جو ہر تصویر میں گردن بگلے کی طرح اچکا کر اپنا تھوبڑا دکھانے کی کوشش کررہی تھی۔
''اس موٹی بھینس گلنار کا کام دیکھو...... ہر تصویر میں جلوہ افروز تھی...... شاید اس کوشش میں کہ تمہاری سسرال تصویریں جائیں اور وہاں پہ ہادی کا کوئی بھائی، کزن، پڑوسی، رشتے دار اس گول مٹول فٹ بال کو دل میں بسا کر دوسرے ہی دن رشتہ لینے پہنچ جائے......'' عاشر کو بات گھمانے میں ملکہ حاصل تھا...... لیکن اسما کا ذہن گلنار میں اٹک ہی نہیں سکا...... وہ تو ابھی تک اپنی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

اکلوتی تصویر کے غم میں ادھ موئی ہو رہی تھی...... بھلا کیا ضرورت تھی وہ اکلوتی تصویر بھی بھیجنے کی......؟

''فرض کرو وہاں سے کوئی بارود اٹھتا ہے...... کوئی بم بلاسٹ ہو جاتا ہے تو تم پھر کیا کرو گی؟'' عاشر بڑی معصوم صورت بنا کر پوچھ رہا تھا۔

''میں تمہارا کچومر بنا دوں گی...... تمہاری سردائی گھوٹ دوں گی۔ تمہارا آٹا پسوا دوں گی...... تمہیں کچا چبا جاؤں گی۔'' اس کے ''خطرناک'' ارادے ملاحظہ کر کے عاشر ڈر کے قدرے دور ہٹا تھا۔

''یعنی تم...... اسما خلیل...... میری اکلوتی ہمشیرہ...... ایک غیر، اجنبی، پرائے، آدمی کی خاطر اپنے بھائی یعنی کہ اکلوتے، اکلوتے بھائی کا ایسا حشر نشر کرو دو گی۔ میرا کچومر بنا کر بوتلیں بھرو گی۔ سردائی گھوٹ کر ٹھنڈے گلاس بیچو گی؟ آٹا پسوا کر تندور پر روٹیاں لگواؤ گی؟ مجھے کچا چبا جاؤ گی؟ اس فلانے فلانے، غیر، بالکل اجنبی ست پرائے ہادی کے لیے...... جسے نہ دیکھا، نہ جانا نہ سنا...... یعنی وہ ہادی تمہیں اتنا اور اتنا اور بے بہا اتنا...... پیارا ہے...... مجھ سے بھی زیادہ......؟ یہ میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ آخر اتنی بڑی بات سننے سے پہلے میں بریانی کی دیگ خالی کیوں نہیں کر گیا......؟ روسٹ پہ ہاتھ صاف کیوں نہ کر گیا......؟ مٹن کڑاہی کو کیوں نہ ڈکار گیا؟'' عاشر صدمے کی شدت سے گردن ڈھلکانے کی اداکاری کرتا اسما کو بے پناہ غصہ دلا رہا تھا۔ وہ جس قدر سنجیدہ تھی عاشر کو اسی قدر مسخریاں سوجھ رہی تھیں۔

''عاشر......'' وہ دہاڑ کر رہ گئی تھی۔ ''تم بہت گھٹیا ہو۔''

''یہ تو میں جانتا ہوں...... کچھ اور کہیں مادام......'' عاشر کورنش بجا لایا تھا...... اس نے عاشر کے کندھے پر دھپ لگائی تھی پھر وہ غصے میں تن فن کرتی اٹھنے لگی تب عاشر نے ''ارے ارے'' کرتے اس کا ہاتھ تھام کر زبردستی اسے اپنے ساتھ جھولے پہ بٹھا لیا تھا...... اسما کو بادلِ ناخواستہ بیٹھنا ہی پڑا۔

''غصہ کیوں کھاتی ہو...... اپنی منگنی بلکہ فضول ترین منگنی کی خوشی میں بریانی اڑاؤ...... اور اچھا، اچھا سوچتی رہو۔ قسم خدا کی اگر ہادی نے تمہاری تصویر کو دیکھ کر مارے صدمے کے منگنی توڑنے کا اعلان کیا...... اور تصویر دیکھنے کے بعد ہارٹ اٹیک یا فالج سے بچا رہا تو میں اس کے پیر پکڑ کر بھی منا لوں گا...... خدارا میری بہن سے منگنی کبھی مت توڑیں...... بے شک شادی کہیں اور کر لیں......'' عاشر بڑے رقت بھرے لہجے میں بولتا ہوا آخر میں پھر سے پٹری سے اتر گیا تھا۔ اس کی بکواس پہ اسما بری طرح سیخ پا ہو گئی تھی۔

''اسما ٹھیک علاج کرتی ہے تمہارا...... تم عزت کے قابل ہی نہیں۔''

عاشر بڑی سنجیدگی سے ابھی تک شرارت سے باز نہیں آیا تھا...... اسمانہ پھلا کر خفگی میں اندر چلی گئی تھی۔ عاشر بھی اسے منانے کے لیے پیچھے، پیچھے چلا گیا۔

وہ کچن میں آ گئی تھی۔ مامی کی مدد کروانے کے لیے...... وہ کھانا سمیٹ چکی تھیں۔ اسما کو خیال آیا۔

''کیا پڑوسیوں کے گھر میں کھانا بھجوایا تھا؟'' وہ مامی سے پوچھے بغیر نہیں رہ سکی۔

''انہیں بلایا جو تھا...... گلنار کے ابو، امی اور وہ خود...... تینوں لوگ کھانا کھا کر گئے ہیں...... پھر گھر بھجوانے کی کیا ضرورت تھی۔'' مامی نے مصروف انداز میں کہا تھا۔

''کھانا تو کافی بچا ہوا ہے...... لائیں میں دے آتی ہوں......'' اسما نے خود ہی ایک ڈش میں بریانی ڈالی، ایک میں مٹن قورمہ ڈالا اور ڈھک کر برابر والے گھر کی طرف آ گئی۔

جب وہ اندر آئی تو گلنار لاؤنج میں بیٹھی نظر آ گئی تھی۔ اسے دیکھ کر بے ساختہ چیخ ماری۔

''اتنے بڑے، بڑے لوگ کہاں سے رستہ بھول آئے۔'' اسما نے کھانا ٹیبل پر رکھا اور پھر گلنار کو مصنوعی غصے کے انداز میں گھورتے ہوئے بولی تھی۔

''جب سے میں ہاسٹل گئی ہوں تم نے بھی ''پھیرے'' لگا، لگا کر جوتیاں گھسا دی ہیں ناں......'' اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کا انداز بھی طنزیہ تھا۔ وہ گلنار کے اپنے گھر نہ آنے پر چوٹ کر رہی تھی...... گلنار تھوڑا خفیف ہو گئی تھی۔

"تمہاری غیر موجودگی میں۔ برابر والے گھر جانے کو دل نہیں کرتا...... وہاں کسی سے بھی میری کیمسٹری نہیں ملتی...... تم جانتی تو وہ...... آنٹی اور امی کو تو چھوڑو...... تمہارا میراثی بھائی اللہ کی قسم ناک تک ساڑ کے رکھ دیتا ہے۔" گلنار کا شکوہ بجا تھا...... عاشر تو ان دونوں کو گوڈے، گوڈے عاجز کر دیتا تھا۔ پھر گلنار کس کھیت کی مولی تھی۔ وہ اسے بھی نہیں بخشتا تھا۔

"عاشر کی تو عادت ہے...... وہ تو راہ چلتوں کو معاف نہیں کرتا...... آج واپسی پہ ایک فقیرنی ملی...... یہی پیشہ ور بھکارن...... اس نے دس روپے مانگنے کی غلطی کر لی تھی...... عاشر تو اس کی جان کو آ گیا۔ ایک دس روپے کے لیے اس نے اتنی لمبی تقریر کر کے رکھ دی۔ کہاں سے لاؤں دس روپے...... خود ابھی بے روزگار پھر رہا ہوں۔ اپنے ساتھ دیہاڑی پر رکھ لو...... منافع آدھا آدھا کر لیں گے۔ مجھے بھی اس سے بہتر نوکری نہیں ملے گی۔ تمہیں بھی مجھ سا خوب صورت پارٹنر نہیں ملے گا۔ میری صورت دیکھ کر آدھے شہر کی پوری نوجوان لڑکیاں اپنے پرس خالی، کان، ناک اور ہاتھ خالی کر دیں گی۔ آزما کے دیکھ لو...... نہ کیے تو جو چور کی سزا وہی تمہاری سزا...... میں تمہارا بھرا ہوا کشکول ضبط کر لوں گا...... جو تم نے لوگوں کو الو بنا، بنا کر پیسہ جمع کر رکھا ہے سب اڑا لوں گا...... تمہاری پراپرٹی پہ قبضہ کر لوں گا...... اور جو تم نے اور تمہارے قبیلے نے گلیاں، بازار اور چوک آپس میں بانٹے ہوئے ہیں ناں...... ان سب پہ اپنے بندے بٹھا دوں گا۔ پھر تمہیں پتا چلے گا۔" عاشر کی اتنی لمبی تقریر کے بعد اس بھکارن نے دونوں ہاتھ جوڑ کر دس روپے اس کی ہتھیلی میں زبردستی دبائے اور ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی...... "ارے بھائی! معاف کرو کس وقت تمہاری خوشحال شکل دیکھ کر ہاتھ پھیلانے کی غلطی کر بیٹھی ہوں...... یہ دس روپے مجھ سے لو اور میری جان چھوڑ دو......" اسما نے جل بھن کر عاشر کی نقل اتارتے ہوئے تفصیل بتائی تو گلنار کا ہنس، ہنس کر برا حال ہو گیا...... اس کی آنکھوں میں پانی بھر بھر آیا تھا۔

"تمہارا بھائی پورا بھانڈ ہے اسما......" گلنار نے بہ مشکل اپنی ہنسی کو روکا تھا۔ اسے ویسے بھی بات بے بات بڑی زوروں کی ہنسی آتی تھی۔ چاہے ہنسنے والی بات ہوتی یا نہ ہوتی...... جس طرح وہ عاشر کو بھانڈ کہہ رہی تھی اسی طرح عاشر بھی اسے جو مرضی کہتا تھا۔ اس نے کبھی برا نہیں منایا تھا۔ اور اب اس کی ہنسی کے دورے کو طویل ہوتے دیکھ کر اسما اپنی جگہ سے اٹھنے لگی تو گلنا کو بھی اچانک یاد آیا۔

"اسما کی بچی! یہ تمہاری منگنی تھی کیا......؟ نہ تم تیار ہوئیں...... نہ کپڑے چینج کیے...... تم سے اچھے تو ہم لگ رہے تھے۔ میرا کتنی مرتبہ دل چاہا تھا تمہاری ساس سے

سول ایجنٹ برائے یو۔اے۔ای
WELCOME BOOK SHOP
ویلکم بک شاپ
سسپنس، سرگزشت، پاکیزہ، جاسوسی
پی او بکس: 27869 کرامہ، دبئی
فون: 04-3961016 فیکس: 04-3961015
موبائل: 052-9695984
ای میل: welbooks@emirates.net.ae

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہوں انگوٹھی میری انگلی میں ڈال دیں۔ تم سے بہتر تو میں لگ رہی تھی۔ اور اس اپسرا کا تو ہم سے مقابلہ ہی نہیں۔ امی تو حور شمائل لگ رہی تھی...... اتنی دفعہ میرے دل کو دھڑکا لگا...... کہیں آنٹی کی آنکھوں میں موتیا نہ اتر جائے اور وہ تمہاری جگہ امی کو انگوٹھی پہنا دیں۔'' گلنار نے بھی ایک مرتبہ پھر اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا اور وہ بلبلا بھی نہیں سکی تھی۔

''اتنی ہنگامی منگنی میں چھمک چھلو تو بننے سے رہی پھر سادگی کا اپنا ہی ایک وقار ہوتا ہے۔'' اس نے گلنار سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی۔

''سادگی بھی وقت، وقت پہ جچتی ہے۔ گدھی! کیا تصویریں نہیں جانی تھیں اُدھر؟ کیا امپریشن پڑا ہوگا ان لوگوں پر......'' گلنار کے ڈپٹنے پر اسما نے خفگی سے کہا تھا۔

''میرا دل پہلے ہی بہت ''سڑ'' چکا ہے...... مزید اسے ساڑنے کی کوشش مت کرو......'' اس کی اتری شکل دیکھ گلنار کو ترس آ گیا تھا...... پھر اس نے مزید کوئی بات نہیں کی حالانکہ وہ اسے محتاط کرنا چاہتی تھی کہ امی کی تصویریں اُدھر مت بھجوانا...... جہاں امی کی روشنی ہو وہاں اندھیرے کہاں دکھائی دیتے ہیں۔

جب وہ گھر آئی تو اس کا دل بہت بوجھل تھا...... جانے کیوں کوئی احساس تھا جو چٹکیاں بھرتا اسے بے چین کر رہا تھا، یہ اضطراب پھر بھی کم نہیں ہو سکا تھا۔ بلکہ وقت کے ساتھ، ساتھ بڑھتا رہا تھا...... ہاسٹل جا کر بھی وہ اتنی ہی مضطرب اور بے چین تھی۔ دل میں عجیب وسوسے اور خدشے گھر، گھر کر آتے رہے دل کو کہیں چین نہیں تھا۔ پھر یہ اضطراب اور بے چینی کم نہ ہو سکی تھی یہاں تک کہ ڈیڑھ سال بعد اچانک اس کی شادی ہو گئی۔ بلکہ اچانک کہاں......؟ عاشر اور بابا نے اس کی غیر موجودگی میں ساری تیاریاں مکمل کر لی تھیں......اس کا جہیز بھی بھجوا دیا گیا تھا۔

جب وہ اپنی ڈگری پوری کر کے واپس آئی تو اسے مایوں بٹھا دیا گیا تھا۔ پھر تین دن بعد اس کا نکاح اور رخصتی بھی عمل میں آ گئی تھی۔ جس کے نتیجے میں آج اسما اپنے شہر، اپنے گھر اور اپنے بہت پیارے اپنوں سے دور اس اجنبی شہر، اجنبی گھر اور اجنبی لوگوں کے درمیان موجود تھی۔ خود کو ہمیشہ سے بڑھ کر اکیلا، تنہا اور غمگین سمجھتے ہوئے...... یوں لگتا تھا وہ اتنے بڑے ہجوم میں اکیلی رہ گئی تھی۔

رات بھر ایک اذیت ناک صورتِ حال سے گزرنے کے بعد اس وقت اسما کا دماغ پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ اسے بہت ساری چیزوں کو سوچنے کے لیے بہت سارا وقت چاہیے تھا۔ اسے اعصاب پُرسکون رکھ کر ہر ایک نکتے پر غور کرنا تھا۔ آخر اس کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ اور کیوں ہوا تھا؟ رات کا خوفناک منظر ایک مرتبہ پھر اس کی آنکھوں کے سامنے عکس چھوڑ رہا تھا۔

وہ ایک طویل سفر کے بعد جب کوئٹہ میں اپنی سسرال پہنچی...... تو یہاں پہ بہت سارے لوگ اس کا پُرجوش استقبال کرنے کے لیے موجود تھے۔ ہادی کی بڑی بھابی، دو بہنیں...... اور ایک نہایت ہی شفیق، خوش خلق اور محبت کرنے والی بزرگ خاتون...... جو اتنی بزرگ بھی نہیں تھیں البتہ چلنے پھرنے سے قاصر تھیں...... پتا چلا کہ انہیں گھٹنوں کی تکلیف ہے۔ یہ خاتون ہادی کی اماں تھیں۔

''تو جو منگنی کرنے کے لیے آئی تھیں وہ کون تھیں؟'' اسما کا دماغ الجھ کر رہ گیا تھا۔ پھر یہ الجھنیں تب بڑھتی چلی گئی تھیں جب رسم کے مطابق اسما کو اس کے کمرے میں پہنچا کر گھونگٹ الٹا گیا تھا۔ گھونگٹ الٹنے والی بھی ہادی کی بھابی تھیں۔ جیسے ہی زری نے گھونگٹ الٹا، بہت سارے لوگوں کے تاثرات عجیب ہو گئے تھے...... وہ ان سب کے تاثرات تو نہیں دیکھ سکی تھی لیکن بہت ساری دبی، دبی آوازیں اس کے کانوں میں ضرور پڑیں۔

''کیا بابا دلہن بدل کر لے آئے؟'' یہ جذباتی سی آواز ہادی کی بہن کشف کی تھی۔ اس آواز نے اسما کے حواس معطل کر دیے تھے۔

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

''بابا کو کیا ہوا؟ وہ دلہن کیوں بدل لائے......؟''
اس آواز کی بازگشت ابھی تک کمرے میں گونج رہی تھی بلکہ کمرے میں ہی کیوں؟ کمرے سے باہر تک یا شاید بہت آگے بارہ دری کے مردان خانے تک...... جسے بیٹھک کہا جاتا ہے۔
کچھ ہی دیر پہلے جو جمگھٹا اس کے ارد گرد تھا...... لمحوں میں چھٹ گیا۔ کمرے سے آوازیں نکل کر راہداری میں چلی گئی تھیں۔ اب گیلری سے مختلف بھنبھناہٹیں سنائی دے رہی تھیں۔ دبی، دبی آوازیں کچھ حواس باختہ سی کچھ انتہائی متعجب، کچھ پریشان، کچھ غصے میں جیسے ان کے ساتھ کچھ انہونی ہوگئی تھی۔
''یہ ''وہ'' تو نہیں......'' کشف سے چھوٹی فلک نے انتہائی غم زدہ آواز میں کہا تھا۔
''اچھا...... تم لوگ یہاں سے چلو......'' زری نے ان دونوں کو اماں کے کمرے میں بھیجا تھا...... وہ دونوں شدید جذباتی کیفیت میں اماں کے پاس آکر ابل پڑی تھیں۔
''یہ ہماری بھابی نہیں ہے اماں! وہ تو کوئی اور تھی...... یہ تو نہیں تھی...... ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے؟ کاش بابا ہمیں بھی بارات کے ساتھ لے جاتے......''
ان میں زیادہ دھچکا کشف کو لگا تھا۔ وہ کسی طور نئی دلہن کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔ اس کے تصور میں اس اسما کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ ان کے ذہن میں بنا بنایا اسما کا امیج تڑخ گیا تھا۔ وہ ان کے سپنوں میں بسی بھابی بھی نہیں تھی۔
اماں بھی اس صورتِ حال پہ متفکر تھیں...... لیکن انہیں اسما کو دیکھ کر ان سب کی طرح کوئی دھچکا نہیں لگا تھا بلکہ وہ ان سب کو سمجھانے کی کوشش کررہی تھیں...... بلکہ انہیں ان کی فضول تکرار پر اختلاج ہورہا تھا۔
''ایسا ممکن نہیں کہ تمہارے بابا کو دھوکا ہوا ہو...... اسما کے والد کو ایک عرصے سے جانتے ہیں وہ......'' اماں کے رسان سے سمجھانے پر کشف ابل پڑی تھی۔
''لیکن یہ اسما نہیں ہے...... میں مان ہی نہیں سکتی......'' کشف کا مارے غم و غصے کے برا حال تھا...... اس کا دماغ سائیں، سائیں کررہا تھا۔
''اسما تو میرے ساتھ اتنی فرینک تھی، ہماری گھنٹوں بات ہوتی تھی...... اس کا ایک، ایک ایم ایم ایس میرے پاس محفوظ ہے۔'' کشف رو دینے کو تھی۔
''اس کی بے شمار تصویریں ہیں میرے پاس...... میں کیسے مانوں کہ ہمارے ساتھ دھوکا نہیں ہوا۔'' اس کی آواز بلند تھی۔ لہجہ غم و غصے کی شدت سے پھٹ رہا تھا۔
''میری بچی! یہ اسما ہے، تمہاری بھابی میں خود اس سے مل نہیں سکی...... مگر مجھے خبر تھی کہ اسما یہی ہے۔'' اماں نے بیٹی کو اپنے پاس بٹھا کر اس کا صدمہ اور غصہ کم کرتے ہوئے کہا۔
''اگر یہ اسما ہے تو پھر وہ کون تھی؟'' کشف اور زری نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔ اماں نے انہیں سمجھ سمجھ کر سمجھایا۔
''تم لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے...... بہتر ہے، اپنے رویے ٹھیک کرو...... دلہن اس گھر میں نئی ہے...... وہ تم لوگوں کے اجنبی رویوں اور ان فضول تبصروں پر پریشان ہوگی۔ پتا نہیں تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے۔ میں تین مہینے علاج کے لیے پردیس کیا رہ آئی تم لوگوں کے دماغ خراب ہوگئے......'' اب اماں کو تھوڑا غصہ آگیا تھا۔ وہ تینوں ایک دوسرے کو ہونق انداز میں دیکھتی سر تھام کر رہ گئی تھیں۔ اماں نے شکر ادا کیا تھا کہ وہ خاموش ہوچکی ہیں...... یا شاید ہوش ٹھکانے آگئے تھے ان کے...... اماں کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ کچھ دیر بعد ان کے ہوش اڑانے کو ہادی بھی آندھی و طوفان کی طرح ان کے سر پر گرجنے اور برسنے کے لیے زہر خند سا چلا آئے گا۔

☆☆☆

رات لمحہ، لمحہ بیت رہی تھی۔ باہر چاندنی میں نہائی رات کا فسوں پھیل رہا تھا۔ آسمان ستاروں سے سجا اپنی نرالی چھب دکھا رہا تھا۔ فضا میں خنکی تھی...... پہاڑی علاقوں میں رات کو موسم انتہائی ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ ورنہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پنڈی میں ان دونوں گرمی کا راج تھا۔ باہر خنک ہوا کی وجہ سے کمرے کا ماحول بھی ٹھنڈا ہو رہا تھا۔

اور اسی طرح اسما کا وجود بھی دھیرے، دھیرے سرد ہوتا جا رہا تھا۔ ٹھنڈک ہڈیوں میں سرایت کرتی جا رہی تھی۔ اسے اپنے مہین زرتار لباس میں سردی محسوس ہونے لگی۔ گو کہ یہ سردی موسم کی بنا پر نہیں تھی۔ آنے والے حالات اور کچھ دیر پہلے کی صورت حال اس کے جسم میں پھریری بھر رہی تھی۔

کمرا اس وقت ویران ہو چکا تھا۔ باہر کی چہل پہل بھی ماند پڑ گئی تھی۔ انسانی قدموں کی آہٹیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ کشف اور فلک کی آوازیں آنا بند ہو چکی تھیں۔ شاید سب لوگ اپنی، اپنی جگہ اس غیر متوقع سچویشن اور صدمے کے اثرات سے سنبھل چکے تھے۔

کچھ دیر پہلے زری دوبارہ اندر آئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا۔ کیونکہ اسما نے کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ تب زری نے کچھ حیرانی سے پوچھا۔

''تم ہادی کے ساتھ کھانا، کھانا چاہتی ہو؟''

اس کے انداز میں کچھ جھجک بھی تھی۔ اسما کا سر فوراً نفی میں ہل گیا۔

''نہیں، مجھے بھوک نہیں......'' اسے زری کی بات پر کچھ شرم محسوس ہوئی تھی۔ جانے اس نے اسما کے انکار پر ایسی بات کیوں سوچی تھی۔

''اچھا...... پھر یہ دودھ پی لو...... اماں کو بہت فکر ہو رہی تھی۔ تم اتنا لمبا سفر کر کے آئی ہو...... کھانا بھی نہیں کھایا۔'' زری نے ملائمت سے کہا تھا۔ اسما نے سر ہلا دیا۔ کچھ دیر دونوں کے درمیان معنی خیز سی خاموشی تنی رہی تھی جسے اسما کی آواز نے توڑا تھا۔

''آپ لوگ بارات کے ساتھ نہیں آئے تھے؟'' وہ قدرے جھجک کر پوچھ رہی تھی۔

''ارے تمہیں نہیں پتا...... ہمارے ہاں رواج نہیں ہے...... البتہ ولیمہ خوب دھوم دھام سے کرتے ہیں۔ بارات میں گھر کی خواتین نہیں جاتیں۔'' زری کے بتانے پر اسما خاموش ہو گئی تھی۔ جیسے اس کی بات سمجھ چکی ہو۔

''ہادی لوگ بس پہنچتے ہی ہوں گے۔ دراصل صائم کی فلائٹ کے لیٹ ہونے کی وجہ سے پروگرام درہم برہم ہو گیا۔ صائم اور عزہ ترکی سے آ رہے ہیں بلکہ اب تو گھر کے قریب ہوں گے۔ ہادی انہیں... ائرپورٹ سے لینے گیا ہے۔ فدا کو تھوڑا بخار ہو گیا تھا۔'' زری کے تفصیل سے بتانے پر اسما نے سر ہلایا۔

صائم، فدا سے چھوٹا اور ہادی سے بڑا تھا۔ عزہ اس کی بیوی تھی۔ دونوں کی لو میرج تھی۔ زری نے اسے مزید بھی بتایا تھا۔

''صائم، عزہ اور ہادی میں بڑی دوستی ہے۔ تینوں کلاس فیلو بھی تھے۔ بلکہ ان کی دانت کاٹے کی دوستی ہے۔ جب بابا تمہیں شگن کی انگوٹھی پہنانے پنڈی گئے تھے تب اماں کو ہادی ان دونوں کے پاس ترکی لے کر گیا ہوا تھا۔ اماں کا وہاں سے علاج کروایا ہے۔ بابا کے ساتھ ہماری پھوپی ساس گئی تھیں تمہیں انگوٹھی پہنانے۔'' زری کے زیادہ بولنے کا ایک فائدہ یہ ہوا تھا کہ اسما انتہائی اور خوفناک سوچوں سے بچ گئی تھی۔ کچھ دیر پہلے والی کشف اور فلک کی باتیں گو کہ ابھی تک اس کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھیں تاہم لحہ بھر کے لیے اسما کا دھیان بٹ گیا تھا۔

کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد زری نے اپنے اندر اٹھتے تجسس کے ابال پر قابو نہ پاتے ہوئے بالآخر جھجکتے ہوئے پوچھ ہی لیا تھا۔

''ایک بات بتاؤ اسما!'' اس نے اسما کے قریب بیٹھتے ہوئے خاصی جھجک کے ساتھ پوچھا تھا۔

''جی......'' اس نے دھیمی آواز میں کہا اور سوالیہ نظروں سے زری کے کچھ بے چین چہرے کی طرف دیکھا رہی تھی۔ یہ بے چینی...... کیوں تھی؟ اسما کا دل بیٹھنے لگا...... پھر سے کشف اور فلک کی باتیں دل و دماغ کو جھنجوڑنے لگی تھیں۔

''تمہاری کوئی اور بہن بھی ہے؟'' زری کا انداز بہت محتاط تھا۔ وہ اس انداز میں پوچھ رہی تھی کہ اسما کو برا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہ لگے اور نہ ہی وہ اس کے غیر معمولی سوال پر چونکے...... اپنے تئیں کچھ دیر پہلے والی صورتِ حال کو اسما سے چھپایا ہوا سمجھتے ہوئے وہ بڑی احتیاط سے بات کر رہی تھی۔ اور اسما تو جان گئی تھی کہ وہ کس تناظر میں بات کر رہی ہے...... گوکہ حقیقت اب بھی اس کی پہنچ سے دور تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی ان لوگوں کو کیسی غلط فہمی لاحق ہوئی ہے۔ اور یہ لوگ اسے دیکھ کر اتنے شاکڈ کیوں رہ گئے تھے؟ کیا خبر ان کے ذہنوں میں اس کا بہت خوب صورت امیج بنا ہو یہ لوگ اپنی اسما بھابی کو بہت حسین سمجھتے ہوں جبکہ اسے دیکھ کر انہیں مایوسی ہوئی ہو۔

وہ کوئی حور شمائل نہیں تھی...... بلکہ ان سب گوروں میں وہ اور بھی کالی نمایاں ہو رہی تھی...... اس کا رنگ خاصا سانولا تھا...... نقوش واجبی تھے...... قد بھی درمیانہ سا تھا...... قابلِ قبول سا...... مجموعی تاثر اس کا کوئی بہت خوش شکل یا خوب صورت نہیں تھا...... وہ بہت عام سے بھی عام لگتی تھی۔ اگر اسے اپنے جیسی ہی لڑکیوں میں دیکھا جاتا تو اس میں ذاتی طور پر انفرادیت نظر آسکتی تھی...... اس میں وقار اور ٹھہراؤ تھا...... سراپا کچھ فربہی مائل تھا...... وہ بہت ڈائٹنگ کرتی تھی تب ہی ذرا بہت نظر آتی۔

جب اسے خوب صورت بلکہ اتنے زیادہ خوب صورت لوگوں میں دیکھا جاتا جیسے زری، کشف، فلک یا اسمارا تو وہ ان سب کے درمیان بہت عام، معمولی اور بہت کم تر دکھائی دیتی۔ اس کے انتہائی سانولے مہندی رچے کومل ہاتھوں میں اضطراب اتر آیا تھا۔ اس کا سارا اعتماد ہوا ہوتا بکھرتا نظر آنے لگا۔ زری کے سوال کے پیچھے کیا وجوہات تھیں؟ اگرچہ وہ بہت ذہین اور معاملہ فہم لڑکی تھی لیکن اچانک ایسی سچویشن کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ اس کے حواس کام کرنا چھوڑ رہے تھے...... اس کی سوچنے، سمجھنے کی صلاحیتیں مفلوج ہو رہی تھیں۔ اس نے اپنی کشادہ آنکھوں میں حیرت کو سمیٹ کر نفی میں سر ہلایا۔

"میری کوئی بہن نہیں...... بس ایک بھائی ہے عاشر......"

"تو پھر......؟" زری کا واضح طور پر رنگ بدلنے لگا تھا۔ وہ لمحہ بھر کے لیے بھونچکی رہ گئی تھی۔ اسما کو چپ رہنا غیر مناسب لگا تھا۔ زری کے بدلتے تاثرات اسے کسی واضح گڑبڑ کا احساس دلا رہے تھے۔ اس کا دل پھر سے خدشات میں لپٹ کر چکر کھانے لگا تھا۔

"بھابی کوئی مسئلہ ہے کیا؟" اسما کو بالآخر بڑے ضبط اور صبر کے ساتھ پوچھنا پڑا تھا۔ زری کو اس سے شاید ایسے سوال کی توقع ہی نہیں تھی۔ وہ لمحہ بھر کے لیے گڑبڑا گئی تھی۔

"نن...... نہیں تو......"

"آپ کچھ چھپا رہی ہیں؟" اسما نے بڑے ٹھہرے انداز میں کہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں وہم کے ساتھ، ساتھ کھوج اتر آئی تھی۔

"ہرگز نہیں......" زری کو اپنا ہی لہجہ کھوکھلا اور خالی، خالی سا لگا۔

"مجھے لگتا ہے یہاں پہ کچھ طوائف الملوکی جیسی سچویشن ہے......" اسما کا کھویا ہوا اعتماد دھیرے، دھیرے بحال ہونے لگا تھا۔ اور زری کا اپنا اعتماد ہاتھوں سے جاتا رہا۔

"میں اتنی مشکل اردو نہیں سمجھ سکتی......" زری نے جان بوجھ کر مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے ماحول کی کثافت کم کرنا چاہی تھی...... اسما نے طوائف الملوکی کی واضح وضاحت کر دی تھی۔

"یہ کھلبلی سی، یہ ہلچل اور آنے والا غدر......؟ میں اس سچویشن کی بات کر رہی ہوں۔" اسما کی چھٹی حس جو محسوس کر رہی تھی۔ وہ اسی تناظر میں زری کو حواس باختہ کرنے لگی۔

"کچھ بھی نہیں ہے۔ تم فکر مت کرو......" زری الجھی، الجھی سی بہ مشکل بولی تھی...... پھر وہ اسے دودھ پینے کا مشورہ دے کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جاتے جاتے اس کی نگاہ ہادی کے انلارج سائز فوٹو پر پڑی تو لمحہ بھر کے لیے زری کو دھچکا لگا تھا۔

"ہادی بالکل قبول نہیں کرے گا...... ہادی ایک

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طوفان کھڑا کردے گا۔ وہ اعلانیہ، ظاہراً آشکاراً ایک محاذ کھڑا کرے گا۔ وہ کشف اور فلک کی طرح کیسے خاموش رہ سکتا ہے؟ جبکہ وہ تو...... اُف میرے خدا......! کیا صائم اور عزہ اس بگڑتی صورت حال پر قابو پاسکیں گے؟'' زری کی بڑبڑاہٹوں نے اسما کو لمحہ بھر کے لیے منجمد کردیا تھا۔

☆☆☆

رات کا سحر پورے شہر کوئٹہ پر چھانے لگا۔ رات نشہ آور بدمست خوشبو کی طرح حواسوں پر چھاتی جارہی تھی۔ رات اگرچہ اندھیری تھی...... مگر جگنوؤں کی طرح چمکتی تھی...... رات ایک ساحرہ تھی جو مشک فام زلفیں بکھرائے ہر سو اپنا سحر بکھیر رہی تھی۔ رات آج جی بھر کے بول رہی تھی۔

رات جذبوں اور نئے احساسات کے پھول کاڑھتی تھی...... رات زمین دل پر محبتوں کی نئی فصل کاشت کرتی تھی۔ رات نئی چاہتوں کے بیج بوتی تھی...... رات نئے رشتوں کے پھول اگاتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں رات کے حسن سے بڑھ کر مستی تھی...... آنکھوں کا خمار سیاہ تارکول پہ چھلکتا تھا۔ اور اس کے ہونٹوں پر نشے سے مخمور ہلکی مسکراہٹ نے گھیرا تان رکھا تھا۔

گاڑی کی اسپیڈ انتہائی حد سے تجاوز کرتی عزہ اور صائم کو بے طرح ہراساں کررہی تھی...... فرنٹ سیٹ پر بیٹھا صائم اور پیچھے بیٹھی عزہ ہر ایک جھٹکے پر بری طرح چلا اٹھتے لیکن ہادی پہ ان کے چلانے کا کوئی اثر ہوتا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ کچی کلیوں کی طرح مہک رہی تھی۔ اور لبوں پر شوخ دھن بکھر رہی تھی۔

''آئی لو اٹ......''

''آئی لو اِٹ۔''

اس کی گنگناہٹوں سے گاڑی کی فضا میں ارتعاش پیدا ہوتا...... اور وہ پیچھے مڑ، مڑ کر عزہ کو جتلاتا۔

''مجھے اس سے محبت ہے...... مجھے اس سے محبت ہے۔'' عزہ اور صائم اس کے گردن موڑ کر پیچھے دیکھنے پر چلا کر احساس دلاتے تھے۔

''سامنے دیکھو...... اللہ کا واسطہ ہے سامنے دیکھو...... تمہیں اس سے محبت ہے اور ہمیں اپنی زندگی سے۔'' عزہ نے چوتھا دھموکا اس کے کندھے پر جڑا تھا۔ وہ اس دھموکے کو وصول کرکے اسپیڈ کچھ اور بڑھاتا تو صائم کے تیور بگڑ جاتے۔ جیسے ابھی وہ اس کی گردن دبوچنے کی خواہش کو دل میں دبا کر چلانے کے بجائے انتہائی عاجزی سے کہہ رہا تھا۔

''ہادی! ہمیں اپنے گھر جانے کی جلدی ہے...... اوپر جانے کی نہیں...... اللہ کا واسطہ ہے ہاتھ ہولا رکھو......''

''اور مجھے اپنی دلہن کے پاس جانے کی...... ذلیلوں کیا ضرورت تھی آج آنے کی...... رات اسلام آباد میں اسٹے کرلیتے...... مجھے چار گھنٹے ائرپورٹ پر خوار کیا...... پھر گھر تک کی لمبی ڈرائیونگ...... میں پنڈی سے کوئٹہ تک کا سفر کرکے آیا تھا۔ پھر تم دونوں کی ڈرائیوری سرانجام دینے بابا نے یہاں بھیج دیا تمہیں لینے کے لیے...... فدا بخار کا بہانہ بنا کر زری سے خدمتیں کروا رہا ہے اور میں یہاں تم دونوں کا ''خادم خاص'' جدی پشتی ڈرائیور بنا خوار ہورہا ہوں۔ اُدھر گھر میں میری معصوم دلہن میرے فراق نہیں بلکہ انتظار میں آہیں بھرتی مجھے جھولیاں بھر، بھر کر بددعائیں دے رہی ہوگی۔'' ہادی کی زبان نان اسٹاپ گاڑی کی طرح فراٹے بھر رہی تھی جبکہ عزہ اس کے جلبلانے پر تڑخ کر چیخی۔

''اللہ...... اتنا بڑا جھوٹ تمہاری دلہن؟ اور وہ بھی معصوم...... جیسے میں تو اسے جانتی ہی نہیں ہوں...... ہادی! جھوٹ وہ بولو جو ہم دونوں مظلوم میاں، بیوی ہضم کرسکیں۔''

''دیکھا...... ابھی سے میری دلہن بیچاری کے خلاف محاذ کھڑا کرلیا...... اسے چالاک اور مکار کہا۔'' ہادی نے بیک مرر سے عزہ کو چڑایا تو وہ ایک مرتبہ پھر چلائی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پھٹ لہجے میں جتایا۔ ہادی نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔
''حدِ ادب......'' اس کا انداز ناصحانہ تھا...... ''وہ تمہاری قابلِ احترام دیورانی ہے۔''
''پہلے تو میں قابلِ احترام دیورانی کی گردن دبوچوں گی پھر آگے کا سوچوں گی۔'' عزہ نے اپنے ارادے ظاہر کیے تھے۔
''کیوں، تم نے مجھے بیوہ کرنا ہے؟'' ہادی نے گھو کر عزہ کو دیکھا تو صائم اور عزہ ہنس، ہنس کر بے حال ہو گئے تھے۔
''دل تو میرا چاہ رہا ہے...... بیوہ تمہیں نہیں اسے کردوں...... بیچاری کس جلاد کے کھونٹے سے بندھ گئی۔'' عزہ نے بہ مشکل ہنسی روک کر کہا۔
''یعنی اب وہ ''بیچاری'' ہوگئی؟ عزہ! تمہاری ایک زبان نہیں...... مجھے غصہ مت دلاؤ......'' اس نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھاتے ہوئے عزہ کو دھمکایا تھا۔
''کیوں، تم کیا کرلو گے؟'' عزہ نے غضب ناک ہو کر پوچھا۔
''اپنے بھائی کو رنڈوا کردوں گا پھر اس کی دوسری شادی کروادوں گا۔ اور تم سے اچھی بھابی لاؤں گا۔'' اس کی گردان مکمل ہوتے ہی گاڑی بڑے سے کھلی سلاخوں والے گیٹ کے اندر داخل ہوتی پورچ میں آکر رکی تھی۔ گاڑی کے رکتے ہی عزہ نے اپنا پرس اٹھایا اور بھاگتی ہوئی اندر کی طرف دوڑی تھی۔
''میں تم سے پہلے اسما کا دیدار کرلوں...... ورنہ صبح سے پہلے پھر ملاقات نہیں ہوگی اگر تم خدانخواستہ مجھ سے پہلے اپنے کمرے میں چلے گئے تو......'' عزہ کی پھرتی کا پس منظر جان کر ہادی بری طرح کراہا تھا۔ تب صائم نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر دلاسا دیا۔
''یاد نہیں میری شادی کا وقت...... مجھے پوری رات تم کوئٹہ کی سڑکوں پر گھماتے رہتے تھے۔ بعدازاں مجھے گاڑی میں لاک کر کے گھر بھاگ آئے۔ یہ تو بھلا ہوا فدا کا جو مجھے قید خانے سے چھڑا کر گھر لے آیا تھا ورنہ میری تو ساری رات تمہیں گالیاں دیتے گزر

''میں نے کب کہا......؟'' وہ ہکا بکا رہ گئی تھی۔
''منہ پر نہ سہی...... دل میں تو کہا ہوگا۔'' ہادی، عزہ کو ستا رہا تھا۔
''بہت پٹو گے مجھ سے تم......'' عزہ نے اسے دھمکایا۔ ''اور یہ تم نے کیا کہا...... ہم آج نہ آتے...... یعنی کل تمہارا ولیمہ بھی اٹینڈ نہ کرتے...... جبکہ سب کچھ وائنڈ اپ کر کے ہم صرف تمہاری شادی کے لیے آئے ہیں۔ ایسے ہوتے ہیں بے مروت لوگ...... جیسی تمہاری دلہن بے مروت ہے ویسے ہی تم بدلحاظ...... مطلب کے پورے اور بے مروت ہو۔'' عزہ نے اگلے پچھلے حساب برابر کردیے تھے۔ ہادی کان دبا تا مسکراتا رہا۔
''تم اسما کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گئی ہو؟'' ہادی نے مسکینیت سے پوچھا۔
''کیونکہ اس نے میرے دیور پر اپنے حسنِ قاتل کا جادو چلایا اور پھر پچھلے کئی ماہ سے روپوش ہوگئی...... میں مجبور ہوں یہ سب کہنے پر یعنی کہ کوئی کارسپانڈنس نہیں...... حد ہوتی ہے میرے دیور اور شوہر کو دیوانہ بنا کر گدھے کے سر سے سینگوں کے مانند غائب ہوگئی۔'' عزہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی جبکہ ہادی نچلا لب دانتوں تلے دبا تا ہنس رہا تھا۔
''دیور کی دیوانگی تک بات درست ہے...... تم مجھ غریب کو کیوں بیچ میں گھسیٹ رہی ہو؟'' صائم نے معصوم صورت بنا کر پوچھا۔
''پچھلے چھ مہینے میں تم نے چھ ہزار مرتبہ اسما کو یاد کیا ہے......'' عزہ نے دانت پیس کر جتلایا تھا۔ وہ کان کھجاتا رہ گیا۔
''ظاہر ہے اس نے ہمارے ساتھ، ساتھ ہادی سے بھی تمام رابطے چھوڑ رکھے تھے۔ فکر تو بنتی تھی ناں......'' اس نے وضاحت کی تھی۔
''ڈیٹ فکس ہونے کے بعد اسے ''مشرقیت'' کا خیال آگیا ہوگا۔'' ہادی نے اپنا خیال ظاہر کیا۔
''لگتا تو نہیں تھا......'' عزہ نے اپنے ازلی منہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جانی تھی۔''

''اچھا...... تو تم اپنی بیوی کے تھرو مجھ سے بدلہ لے رہے ہو۔'' ہادی نے کھسیا کر بالوں میں ہاتھ پھیرا تو صائم اثبات میں سر ہلاتا اسے بھرپور انداز میں چڑانے لگا۔

☆☆☆

اس نے جیسے ہی ایک خوشگوار تاثر کے ساتھ ہینڈل گھمایا۔ دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا تھا۔ سامنے سے زری آتی دکھائی دی تھی جو عزہ کو دیکھ کر حواس باختہ ہوگئی تھی۔ عزہ نے بھرپور انداز میں زری کو سلام کیا اور بے دھڑک ہادی کے کمرے میں داخل ہوگئی تھی۔ زری دودھ کا خالی گلاس لیے جہاں کی تہاں کھڑی تھی۔

عزہ اپنے ازلی شوخ، بے دھڑک برجستہ انداز میں اسما کی طرف آتے ہوئے بولی۔

''بے وفا لڑکی! گن، گن کر بدلے لوں گی تم سے، دیورانی بننے سے پہلے ہی ہمیں ہاتھ دکھا گئیں۔ نہ فون نہ میسج...... نہ کوئی اتا پتا......'' وہ مسکراتے ہوئے اسما کے مقابل دھپ سے بیٹھی تھی پھر اسی رفتار سے عزہ کو کرنٹ لگا...... اس کے اگلے الفاظ منہ میں اٹکے رہ گئے تھے۔ وہ ششدر سی اسما کو دیکھتی رہی اور اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں رہا تھا۔ اس کے تاثرات اور الفاظ اسما کو چکرا کر رکھ گئے تھے۔ یہاں تو ہر کوئی غلط فہمی میں مرا جارہا تھا۔ آخر اس کے آس پاس ہو کیا رہا تھا؟

اس قدر شدید شاک کے بعد سنبھلنا اتنا آسان نہیں تھا...... بلکہ وہاں کھڑا رہنا ہی آسان نہیں تھا...... عزہ کا دماغ گول، گول گھومنے لگا...... اسے بڑے زور کے چکر آرہے تھے پھر اس سے وہاں ٹھہرنا محال ہوگیا...... اسما سے بہ مشکل معذرت کرتی وہ باہر نکلی تو زری بھی اس کے پیچھے بھاگی آئی تھی۔

عزہ وہیں گیلری میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئی...... اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام رکھا تھا۔ اس کے آس پاس دھماکے سے ہو رہے تھے۔ پھر بہت دیر خاموشی ان دونوں کے درمیان ناچتی رہی تھی۔ جسے عزہ کی آواز نے ہی توڑا تھا۔

''یہ اسما تو نہیں ہے......'' اس کا انداز بھی کم و بیش کشف اور فلک جیسا تھا۔'' یہ وہ اسما تو ہے نہیں جو ہادی کی منگیتر تھی۔ جسے ہم لوگ جانتے تھے۔ جس کی تصویریں ہمارے پاس ہیں...... جس کا ہمارے ساتھ ٹیلی فونک رابطہ تھا۔ جو بابا کے دوست کی بیٹی تھی۔'' عزہ غائب دماغی سے بولتی جارہی تھی۔

''میں بھی اسی شاک میں ہوں...... لیکن اماں بضد ہیں اور بابا مطمئن...... انہیں تو خبر بھی نہیں...... یہاں پر کوئی اتنی بڑی گڑبڑ ہوچکی ہے۔ ہادی تو اسما کے لیے کس قدر کمٹڈ ہوچکا تھا...... اسما کے علاوہ کسی اور کو قبول کرنا اس کے لیے کتنا دشوار ہوگا۔'' زری ہاتھ مسلتی عجیب کشمکش میں مبتلا تھی۔

''مجھے تو اندر بیٹھی اس لڑکی پر ترس آرہا ہے...... اس بیچاری کے بھی تو کوئی جذبات ہوں گے پھر وہ اپنی مرضی سے تو نہیں آئی...... بابا اسے اتنے مہمانوں اور گواہوں کی موجودگی میں عزت آبرو کے ساتھ اپنی بہو بنا کر لائے ہیں۔'' زری کے اگلے الفاظ نے عزہ کے اندر موجود احساسات کو جگا ڈالا۔ کسی حد تک وہ اس شاک سے سنبھل گئی تھی لیکن ابھی تک اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ جو کچھ ان کے ساتھ ہوا تھا وہ حقیقت میں بھی ہوسکتا تھا۔ یہ ایک فلمی سچویشن تھی انتہائی عجیب و غریب اور افسوس ناک بھی۔

آخر آنے والے حالات میں کیا ہونے والا تھا؟ یہ بدترین صورت حال کس انداز میں بہتری کی طرف مڑے گی۔ سب کچھ اپنی جگہ پر آبھی سکے گا یا نہیں......؟ وہ اندر موجود لڑکی کو اپنی بیوی کے روپ میں قبول کرسکے گا......؟

یہ کیسی صورتِ حال تھی جس سے سجی سجائی، ارمانوں بھری، حجلۂ عروسی میں بیٹھی دلہن ناواقف تھی...... کیا ہادی کے ساتھ کوئی دھوکا ہوا تھا یا محض مذاق؟ یہ سب کچھ جاننے کے لیے پڑھیے اگلا شمارہ......

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

''بیٹے کیوں اپنی جان پہ ظلم کرتی ہو؟ بھاری، بھاری بالٹیاں اٹھا کر پودوں میں ڈالتی ہو، صحت خراب ہوجائے گی۔ خدانخواستہ پھسل گئیں تو!'' اماں نے بعد نمازِ فجر ثنا کو بالٹیاں بھر بھر کر اٹھاتے ہوئے دیکھا تو آج پھر سے بولنے لگیں۔

''ارے اماں چھوڑیں بھی...... پتا ہے ناں درخت یہ پیڑ پودے لگانے کا مجھے کتنا شوق ہے۔ میری جان ہے ان میں...... اور یہ صدقہ جاریہ بھی تو ہوتے ہیں۔ جب یہ بڑے ہوں گے تو ہمیں بھی سایہ ملے گا' مسافر بھی ان کے نیچے بیٹھ کر ستالیا کریں گے چڑیاں گھونسلے بنایا کریں گی اور تو اور ہم کو ان درختوں سے ہی تو آکسیجن ملتی ہے۔''

اماں نے اپنی پگلی بیٹی کی باتیں بڑے تحمل سے سنیں اور ٹھنڈی سانس بھر کر تلاوتِ کلامِ پاک شروع کردی۔

ثنا کو بچپن سے ہی پودے لگانے کا شوق تھا جو عمر کے ساتھ، ساتھ جنون میں بدلتا گیا۔ ہر قسم ہر نسل کا پودا اس کے پاس تھا۔ ڈیفنس کے علاقے میں ویسے بھی پانی کی شدید

گھر تو آخر اپنا ہے

بیل بوٹے' پھل دار اور رنگ برنگے پھولوں کی مہک سے بھرے پودے' پیڑ اور درخت کس کو نہیں بھاتے مگر یہ بات بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ گھروں کو رونق اور خوشنمائی بخشنے والے پودے اور درخت بھی الگ قسم کے ہوتے ہیں۔ جس طرح جنگلی جانور گھروں میں پالے نہیں جاتے اسی طرح جنگلی اور خود رو آکاس بیلوں کے مانند پودے بھی گھروں میں جان بوجھ کر نہیں لگائے جاتے۔ اس نظریے کو واضح کرتی معروف لکھاری **ہما بیگ** کی پاکیزہ کے لیے خصوصی تحریر......



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

قلت ہوتی ہے اور اِدھر درختوں کے لیے پانی لازم و ملزوم...... اس کا حل اس نے یہ نکالا کہ جو پانی گھر میں استعمال ہوتا اس کو بالٹی میں جمع کرتی اور پودوں کی آبیاری کرتی مگر وزن اٹھانے سے ہڈیوں اور جوڑوں میں درد رہنے لگا تھا۔ وہ قطرہ، قطرہ جمع کر کے اپنے پودوں کو سیراب کرتی۔

دن مہینے اور سال میں بدلتے گئے اس کے لگائے ہوئے پودے تناور درختوں کی شکل میں اپنی بہار دکھانے لگے۔ ثنا تو گویا ان کو دیکھ کر جیتی تھی۔ کسی درخت پہ مینا کا گھونسلا تو کسی پر کوئے کا...... گھر کے باہر لگے تناور درخت بڑی بہار دکھاتے، آتے جاتے کے لیے ان کا سایہ نعمت سے کم نہیں تھا۔ ان کا گھر پوری اسٹریٹ میں ان درختوں کی وجہ سے سب سے منفرد دکھائی دیتا۔ پھر کچھ کیوں ہوا کہ ان کے گھر کے ایک باتھ روم کی گٹر لائن بند ہوئی پھر دوسرے باتھ روم کی...... لاکھ صفائیاں کروائیں مگر زیادہ فائدہ نہیں ہوا پھر پلمبر کو بلوایا اس نے جب باتھ ٹب اور نالی کھولی تو اس میں کچرا نہیں تھا بلکہ باریک، باریک جڑیں ہی جڑیں تھیں جو ایک گھونسلے کی صورت میں تھیں جنہوں نے ساری پائپ لائنیں بند کردی تھی جیسے تیسے اس نے جڑیں کاٹ کر لائن تو کھول دی مگر ساتھ، ساتھ یہ بھی بتا دیا تھا کہ باہر لگے ان سب درختوں کو کاٹ کر ان کی جڑوں میں تیزاب ڈالنا پڑے گا ورنہ یہ پھر پھیل کر اس سے بھی بڑا نقصان کر سکتی ہیں۔

''ایسا نہیں ہو سکتا...... اور کیا نقصان ہوگا......'' ثنا تو یہ سن کر غصے سے پاگل ہو گئی تھی۔

''بی بی جی آپ کے گھر کی بنیادیں کمزور ہو جائیں گی۔ پانی کے ٹینک میں بھی یہ داخل ہو جائیں گی، گھر کی دیواروں میں دراڑیں پڑ جائیں گی۔ بتانا میرا فرض تھا آگے آپ کی مرضی...... بے شک درخت لگانا اچھی بات ہے مگر گھروں کے باہر کون سے درخت لگانے چاہئیں یہ معلومات حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔''

یہ سب کہہ کر پلمبر تو چلا گیا اور سارے گھر والے ثنا کے پیچھے پڑ گئے کہ ان درختوں کو کٹوا دو اور جڑوں میں تیزاب ڈلوا دو۔ ثنا کا غم سے برا حال تھا۔ جن درختوں کو پودوں کو اس نے اتنی محنت سے پالا پوسا اپنا خون جگر پلایا ان کو ہی ختم کردے۔ اس کی ضدی طبیعت کی وجہ سے کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ زبردستی کرے۔ سو فی الحال اس معاملے کو یونہی رہنے دیا۔

دو مہینوں کے بعد پھر سے پائپ لائن بند ہونی شروع ہو گئی اور اب فرش اور ٹائلز میں بھی دراڑیں پڑنی شروع ہو گئیں۔

یہ سب دیکھ کر ثنا کی رات کی نیند اور دن کا سکون ختم ہو گیا۔ بس بیٹھے، بیٹھے آنکھوں میں آنسو آجاتے اور وہ ہاتھوں سے لگائے گئے اپنے جان و جگر درختوں کو دیکھتی رہتی۔ ایک دن وہیں لان کے جھولے پر بیٹھے، بیٹھے اس کی آنکھ لگ گئی یک بیک اسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا اس نے دیکھا کہ چاروں طرف سے لمبی، لمبی شاخوں نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو اپنے شکنجے میں کس لیا ہے۔ گھر کی دیواریں ٹوٹ رہی ہیں۔

''نہیں نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا، میرا گھر میری امی میرے پیارے رشتے دار میں ان کو نہیں مرنے دوں گی۔ چھوڑ دو ہمیں، چھوڑ دو......''

وہ سوتے میں ہاتھ پاؤں چلا رہی تھی۔

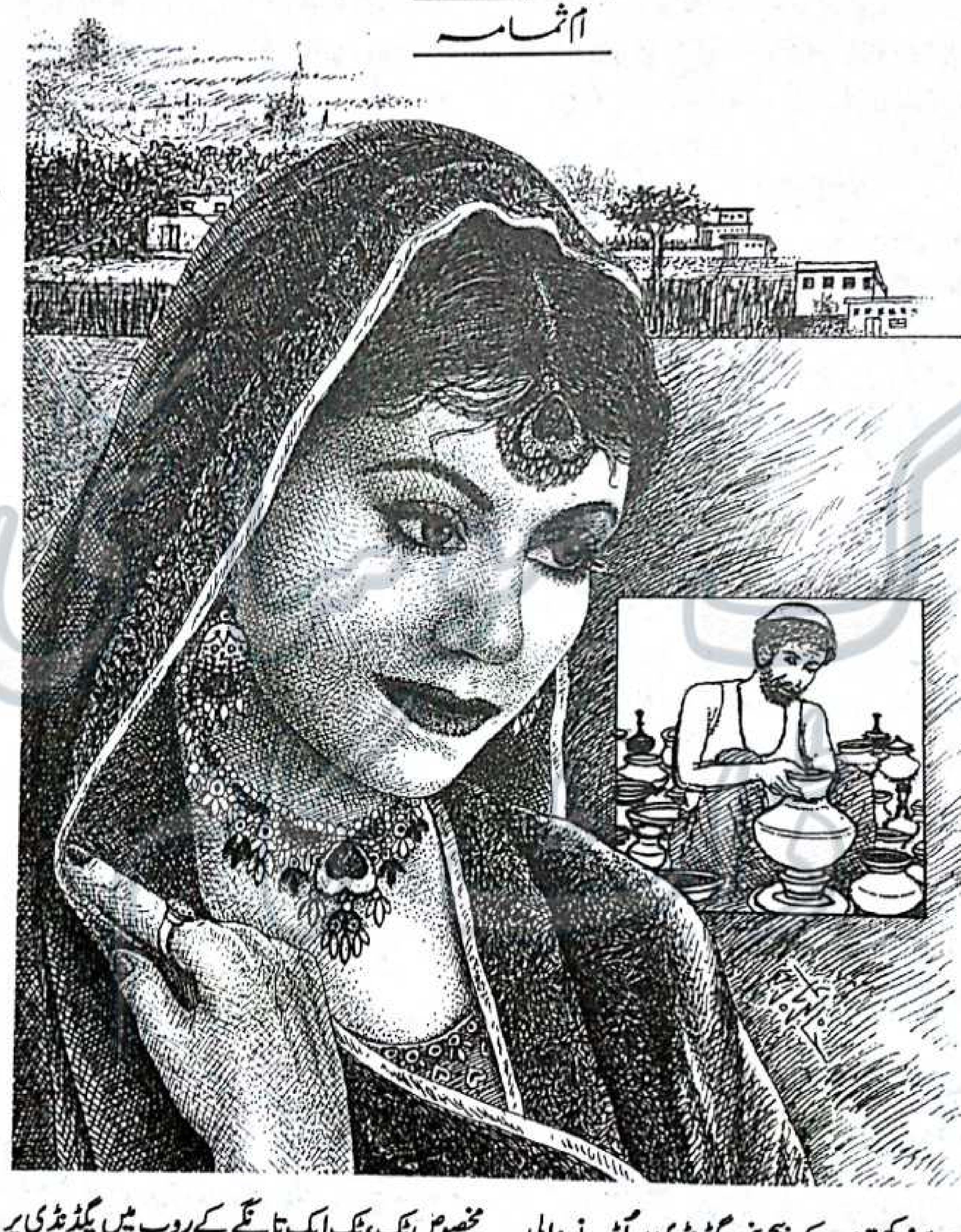
''میری بچی کس سے ڈر رہی ہو؟'' امی جو اس کی چیخیں سن کر باہر آئی تھیں گھبرا کر ثنا کو جھنجوڑا۔ پسینے میں ڈوبی ثنا کی آنکھ کھلی تو سب کچھ خیریت سے تھا مگر آنے والے طوفان نے اپنے آنے کی خبر سنا دی تھی۔

''امی کل ہی یہ سارے درخت کٹوا دیں جب بات گھر کی سلامتی کی آجائے تو فیصلے بروقت کرنے ہوتے ہیں اب بھی دیر نہیں ہوئی ہے، ہمیں ہر قربانی دے کر اپنا گھر بچانا ہے اور اب جب ہم درخت لگائیں گے تو یہ سب معلومات کرنے کے بعد...... حساب کتاب کر کے لگائیں گے کہ ان کی جڑیں کہاں تک پھیل سکتی ہیں اور یہ کہ یہ نقصان دہ تو نہیں...... اور چھوٹے، چھوٹے خوب صورت رنگ برنگے پودے تو ہم ہر صورت لگائیں گے جو دل و دماغ کو معطر کرتے ہیں۔'' ثنا کہہ رہی تھی اور سب اثبات میں سر ہلا رہے تھے۔

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

بانجھ کمہارن

ام ثمامہ



سرسبز کھیتوں کے بیچ بنی پگڈنڈی پر اُڑنے والی گرد نے کنارے سے لگے سفیدے کے لمبے، لمبے درختوں کے کان میں سرگوشی کی...... کہ کوئی آرہا ہے.....اور تھوڑی دیر میں گھوڑے کے پیروں کی مخصوص ٹک، ٹک ایک تانگے کے روپ میں پگڈنڈی پر نمودار ہوئی۔

آگے ایک بوڑھا کوچوان باگیں ہاتھ میں تھامے اطمینان سے بیٹھا تھا، سارے رستے اس کے دیکھے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھالے تھے اور یہ اس کا روز کا معمول تھا، پیچھے ایک لڑکی چادر کی بکل مارے بیٹھی تھی اور اس کے ہاتھوں میں کچھ کتابیں تھیں، ساتھ ایک بوڑھی عورت بیٹھی محتاط اور ہراساں نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔

تانگا لاری اڈے کی طرف رواں دواں تھا، تانگے کے پیچھے بیٹھی بوڑھی عورت کمہار علم دین کی بیوی تھی اور چادر کی بکل مارے کتابوں کو سینے سے لگائے سنبھالے بیٹھی لڑکی کمہار علم دین کی اکلوتی بیٹی ہیر تھی جو گاؤں سے دس جماعتیں پڑھنے کے بعد اب شہر میں بنے کالج پڑھنے جاتی تھی۔ روز جب مولوی بانگ دیتا علم دین ان دونوں ماں، بیٹی کو روانہ کر دیتا اور خود اپنے کام میں جت جاتا، سارے پنڈ کی مخالفت مول لے کر وہ اپنی (بیٹی) دھی کو پڑھا رہا تھا۔

علم دین پنڈ کا اکلوتا کمہار تھا، وہ پیدائشی نابینا تھا مگر اس جیسے مٹی کے برتن آس پاس کے گاؤں میں بھی کوئی نہیں بنا سکتا تھا، گاؤں والے اس کی بڑی قدر کرتے تھے۔

☆☆☆

''ابا تو دیکھے بغیر اتنے اچھے برتن کیسے بنا لیتا ہے؟''

''دھی رانی! جب رب سوہنا بندے سے کوئی ایک نعمت لیتا ہے تو بدلے میں اسے کئی اور نعمتیں دے دیتا ہے۔ میرے من کی آنکھیں مجھ سے یہ سب کروا لیتی ہیں۔''

''ابا مٹی کے برتن کو آگ پر پکاتے کیوں ہیں؟'' ہیر پیالوں اور مٹیوں کو اٹھا، اٹھا کر بھٹی میں رکھ رہی تھی۔ اور علم دین کے ہاتھ اور پیر تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔

''دھی رانی تاکہ مٹی کا کچا برتن تپ کر پکا ہو جائے۔''

''پر ابا ٹوٹ تو وہ فیر (پھر) بھی جاتے ہیں؟''

''اچھا اب تو میرا دماغ مت کھا جا کر پڑھائی کر۔'' علم دین کو پتا تھا کہ اس کے سوال کبھی ختم نہیں ہونے تھے۔

جب اس کا ابا مٹی میں پانی ملا کر اسے گوندھتا ایسے کجاوے (چاک) پر لگاتا اور گول، گول پہیا گھما کر چند منٹوں میں ایک پیالہ یا مٹکی تیار کر لیتا تو اسے یہ سارا عمل بہت اچھا لگتا، وہ بہت شوق سے یہ سارا عمل دیکھتی مگر جیسے ہی ہیر مٹی میں ہاتھ بھرنے لگتی جانے کیسے علم دین کو پتا لگ جاتا اور وہ کسی نہ کسی بہانے سے اسے وہاں سے اٹھا دیتا......

☆☆☆

''اماں میں نے کہہ دیا ہے کہ شادی کروں گا تو ہیر سے ورنہ ساری عمر کنوارا بیٹھا رہوں گا اور پھر دیکھتا ہوں تیرے اکلوتے پتر کی نسل کو تو آگے کیسے بڑھاتی ہے۔'' وہ کتنے دن سے ماں اور بہن کو سمجھانے کی کوششوں میں لگا ہوا تھا مگر وہ کسی صورت راضی نہیں ہوتی تھی۔

اور مان بھی کیسے جاتی، ملک اکرام علی پنڈ کے وڈے چوہدری کا اکلوتا بیٹا تھا، ہزاروں ایکڑ زمین کا اکلوتا وارث، جوان، خوب صورت، شہر کا پڑھا لکھا اور ہیر پنڈ کے کمہار کی بیٹی۔

''ناں پتر، یہ جوڑ کیسے بنے گا تو باپ، دادا کی عزت کو وٹا لگانے پر کیوں تلا ہوا ہے۔'' اماں نے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی۔

''بھابی جی اس چڑیل کی تو میں خبر لوں گی، کل بلاتی ہوں اسے حویلی، جانے میرے سوہنے ویر پر کیا جادو کیا ہے پچھل پیری نہ ہو تو......'' رجو نے حقارت سے کہا۔

''خبردار کسی نے اسے ایک اکھر بھی کہا، مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔''

''ہائے اماں ابھی سے اس کا یہ عالم ہے، اس دو ٹکے کی کمہارن کے پیچھے بہن کو دھمکیاں دے رہا ہے۔'' وہ سر پیٹنے لگی۔

''کیڑے پڑیں اس کے اگلے پچھلوں کے۔'' رجو تو باقاعدہ بین کرنے لگی تھی۔

''تو، تو چپ کر مجھے بات کر لینے دے اپنے پتر سے، وہ سمجھ جائے گا۔'' اماں نے سر پر ہاتھ رکھتے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوئے کہا۔

''پتر ساری برادری ہم پر تھو، تھو کرے گی، وہ کم ذات اور ہم ملک چوہدری پنڈ کے مالک۔''

''اماں ایسا کچھ نہیں ہے، سب سے بڑی ذات اللہ کی ہے، سب انسان برابر ہیں۔ ہیر خوب صورت ہے، پڑھی لکھی ہے اور مجھے دنیا کی کوئی پروا نہیں ہے۔'' ملک اکرام کا لہجہ اٹل تھا۔

''اس عمر میں چٹے چونڈے میں خاک ڈلوائے گا جانے کون سے تعویذ گھول کر پلائے ہیں جادو گرنی نے۔ ایسی کڑیاں ویاہ کے قابل نہیں ہوتیں جو یاریاں لگاتی پھرتی ہیں۔''

''اماں تو جو دل میں آئے بولے جاتی ہے اس کے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہے۔ میں نے ایسے شہر آتے جاتے دیکھا ہے بس جاتے دل کو کیا ہوا کہ بس اس کا ہو کر رہ گیا۔'' ملک اکرام خیالوں میں اس کچی پگڈنڈی پر جا کھڑا ہوا۔

''بے حیا ماں بہن کے سامنے کیسے بکواس کر رہا ہے۔ بلواتی ہوں شام کو مولوی صاحب کو سارا پیار کا بھوت اتار دیں گے۔'' اماں نے آنکھیں نکالیں تو وہ کھسیانا ہو کر باہر کی طرف نکل گیا مگر یہ تو وہ طے کر چکا تھا کہ شادی کرے گا تو صرف اور صرف علم دین کمہار کی بیٹی ہیر سے اور اسے پتا تھا کہ اماں اور رجو تھوڑے دن شور شرابا کریں گی مگر ہونا وہی تھا جو ملک اکرام علی چاہتا آخر مرد تھا اور کل مختار بھی......

☆☆☆

کل شام سے علم دین کمہار کے گھر میں حیرانی نے اپنے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ وڈی چوہدرائن کل ملک اکرام علی کا رشتہ ڈال گئی تھی، وہ دونوں میاں، بیوی تو کچھ بول ہی نہیں پائے تھے جانے خوشی کے مارے یا پریشانی کے......رات سے چارپائی پر مٹھائی کے ٹوکرے، فروٹ، کپڑے سب کچھ ایسا کا ایسا ہی دھرا تھا۔ مگر ملک اکرام کے جاتے ہی ہیر نے سب سے پہلے اعتراض کیا تھا۔

''ابا ہمارا اور ان کا کیا جوڑ؟''

''جوڑ تو رب سوہنا ملاتا ہے دھی رانی، ہماری کیا اوقات......''

''پر ابا آسمان کے چاند اور زمین کی دھول کا کیا مقابلہ......'' ہیر کا دماغ اس بے جوڑ رشتے پر راضی نہیں ہو پا رہا تھا۔

شہر آتے جاتے اس نے محسوس کیا تھا کہ ایک کالی بڑی سی گاڑی اکثر اس پگڈنڈی پر کھڑی ہوتی تھی اور دو آنکھیں اسے اپنے وجود پر محسوس ہوا کرتی تھیں۔

''پر ہیر کے ابا ذرا سوچ......وہ صحیح کہہ رہی ہے۔''

''یہ صرف اور صرف ملک جی ہی کی خواہش ہے۔'' علم دین نے کہا۔

''ملک جی بہت اچھے ہیں نذیراں، مالکوں کے مزاج سے بہت الگ، پڑھے لکھے سمجھدار، ہر کسی کی عزت کرنے والے اپنی ہیر ان کے ساتھ خوش رہے گی۔'' علم دین شاید رات سونے سے پہلے فیصلہ کر چکا تھا۔

''اور پھر گھر آئی عزت اور اتنے مان کو ٹھکرانا ناشکری ہوتی ہے اور میں یہ ناشکری نہیں کروں گا اور ہماری ہیر اتنی اچھی اور پیاری ہے کہ جلدی وڈی مالکن اور رجو بی بی کا دل جیت لے گی اور پھر جیسے ہی پوتا یا پوتی آئے وڈی چوہدرائن سب بھول جائے گی اور زندگی ہیر نے ملک جی کے ساتھ گزارنی ہے، رجو آج ہے کل بیاہی جائے گی تو غم نہ کر بس اللہ کا نام لے کر ہاں کر دیتے ہیں۔''

☆☆☆

شادی کے دن نزدیک آ رہے تھے اور ہیر کا دل الجھتا جا رہا تھا جانے ملک اکرام علی کس مزاج کا انسان ہو اس نے ملکوں کے بارے میں بڑی الٹی سیدھی باتیں سن رکھی تھیں اور پھر وہ جوان تھا خوب صورت اور امیر بھی...... جو سنتا منہ میں انگلی دبا لیتا کہ ملک اکرام اور ہیر کی شادی؟ کبھی اسے غصہ آتا کبھی اپنی قسمت پر رشک......اس کی سہیلی پینو اسے پل، پل کی خبر دیتی کہ کیسے ملک اکرام نے اس کے لیے ایک، ایک چیز شہر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

سے خود خریدی ہے، کیسے وہ حویلی کو دلہن کی طرح سجوا رہا ہے، کیسے وہ ہیر کے انتظار میں دن گن رہا ہے۔

پینو کی ماں حویلی میں کام کرتی تھی اور آج کل شادی کی تیاریوں کے چکر میں وہ پینو کو بھی ساتھ لے جاتی تھی۔

''ابا، عورت اور مرد میں سے کون مٹی ہوتا ہے اور کون کمہار......؟'' ہیر آج کل علم دین سے عجیب، عجیب سوال کرتی اور علم دین ہر ممکن طریقے سے اسے ہر بات سمجھاتا جاتا۔

''پتر مرد کمہار ہوتا ہے اور عورت مٹی......''

''ابا، عورت کمہار کیوں نہیں بن سکتی، اس کے لیکھ میں مٹی ہونا ہی کیوں لکھا ہے؟'' وہ باپ سے جرح کرتی۔

''ناں پتر ایسی گل نہ کر، ایسا نہ ہو تو چنگا...... تجھے پتا ہے من کا پیالہ محبت کی بھٹی میں چاہے کتنا ہی تپا لو مگر جب وہ مرد کی بے وفائی اور بے اعتباری کے ہاتھوں چھن کر کے ٹوٹتا ہے تو عورت کمہار بن جاتی ہے۔''

''اور اپنی من مرضی کرنے والی؟''

''پھر تو اس گھڑی تمام عمر کا حاکم مرد مٹی ہو جاتا ہے۔''

''یعنی ابا عورت کمہار بن کر بھی گھاٹے میں رہتی ہے اس کے لیے مرد کی بے وفائی، بے اعتباری کے بھانڈے آجاتے ہیں۔''

''چل اٹھ یہاں سے، کیسی پاگلوں والی گل کی تو نے اچھا، اچھا سوچا کر دھی رانی رب سب خیر کرے گا۔''

آنسو ٹپ ٹپ ہیر کی آنکھوں سے بہہ کر کچی مٹی میں گھلنے لگے اور علم دین کو ہمیشہ کی طرح پتا چل گیا تھا۔

☆☆☆

حویلی کو دلہن کی طرح رنگ برنگی بتیوں سے سجایا ہوا تھا ہر طرف شادیانے بج رہے تھے، پینو نے ہیر کو تیار کر دیا تھا۔ ایک تو وہ خود بہت خوب صورت تھی، دوسرا ملک اکرام شہر سے اتنا پیارا جوڑا، زیور اور میک اپ کا سامان خرید کر لایا تھا کہ آج تو جو بھی دیکھتا ملک اکرام کی قسمت پر رشک کرتا۔

کب مولوی نے آکر اس سے اقرار کروایا، نکاح نامے پر دستخط ہوئے، کب وہ ابا اور اماں کو روتا بلکتا چھوڑ ملک اکرام کے ساتھ وڈی گاڑی میں بیٹھ کر اس کی حویلی آئی اور کب خوابوں اور اس کی سوچوں سے بھی بڑھ کر خوب صورت کمرے میں اسے لا کر بٹھا دیا گیا اسے کچھ پتا نہیں چلا، ہیر کا دماغ بالکل سن ہو رہا تھا۔

اس سارے وقت میں ابھی تک وڈی چوہدرائن اور رجو اس کے پاس نہیں آئی تھیں......

وہ سہمی، سہمی نظروں سے کمرے کی آرائش کا جائزہ لے رہی تھی۔ سارے کمرے کو اصلی گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ پردے، قالین، فرنیچر ایک، ایک چیز وہ زندگی میں پہلی بار حقیقت میں دیکھ رہی تھی۔ سارے کمرے میں گلاب کے پھولوں اور رائل میرج کی ملی جلی خوشبو چکراتی پھر رہی تھی شاید ملک اکرام اسی کمرے میں تیار ہوا تھا...... ملک اکرام کی ہلکی سی شبیہہ آنکھوں میں تھی کیونکہ شہر آتے جاتے کبھی اس نے اِدھر اُدھر توجہ نہیں دی تھی ہاں ایک بار جب رجو کی منگنی اپنے ماموں زاد سے ہوئی تھی تو وہ پینو کے ساتھ حویلی گئی تھی وہاں ملک اکرام اِدھر اُدھر سب کام کرواتا پھر رہا تھا۔

''آؤ اماں آؤ......'' کمرے کا دروازہ کھلا اور ملک اکرام کی بھاری آواز نے ہیر کی سوچوں کی پُرسکون جھیل میں ارتعاش پیدا کیا۔

وہ سانس روک کر بیٹھ گئی گھونگٹ پڑا چہرہ گھٹنوں کے اندر دے لیا۔

''ہیر، اماں تم سے ملنے آئی ہیں، رات سے ان کی طبیعت کچھ خراب تھی اور رجو بھی اماں کے پاس ہی تھی، اس لیے تم سے مل نہیں سکی۔'' ملک اکرام کی آواز ایک بار پھر کمرے میں گونجی۔

''سلام وڈی بی بی......'' اس نے گھبرا کر سلام کیا۔

''اے لے کڑیے...... میرا پتر تے سارا دا سارا لے لیا...... حسن ہور کی لوڑ اے پر فیر بھی ہم نے اپنی شان اور ریت کے مطابق منہ دکھائی تو دینی ہے، یہ سیٹ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بڑے ارمانوں سے اکرام دی ووہٹی لئی (لیے) بنوایا سی اب تو رکھ لے.....'' پھر وہ بیٹے کی طرف مڑی۔

''اکرام میرے سر وچ پیڑ ھ... (درد) ہو رہا ہے مجھے کمرے تک چھوڑ آ.....'' وڈی ملکانی بیٹے کے ساتھ کمرے سے جا چکی تھی پاس رکھا سرخ مخمل کا ایک ڈبا ہیر کو اس بات کا احساس دلانے کے لیے کافی تھا کہ وہ من پسند بہو کا رتبہ شاید کبھی نہ حاصل کر سکے۔

کمرے کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز نے ایک بار پھر ہیر کے سارے احساسات کو الرٹ کر دیا۔

ملک اکرام نے پیروں سے کھسے اتارے۔ اسے اس کے پیر ہی نظر آئے تھے صاف شفاف۔

''ہیر تم آرام سے ریلیکس ہو کر بیٹھو، صبح سے ایسے بیٹھے بیٹھے اکڑ گئی ہو گی۔'' ملک اکرام نے اس کا گھونگٹ اٹھا کر نرم لہجے میں کہا۔

وہ شرم سے دُہری ہوئی جا رہی تھی پلکیں جیسے من من بھر کی ہو گئی تھیں۔ ملک اکرام کا یک ٹک محبت بھری نگاہوں سے دیکھے جانا اسے کنفیوز کر رہا تھا۔

''ہیر تم تو میرے تصور اور خیال سے بھی بڑھ کر کہیں زیادہ پیاری ہو۔'' ملک اکرام نے اس کا ہاتھ تھام کر جیب سے دو جڑاؤ کنگن نکالے اور دھیرے سے اس کی کلائی میں پہنا دیے۔

اسے اپنی دھڑکنیں بے قابو ہوتی محسوس ہوئیں اور دل جانے کس رفتار.....سے دھڑکنے لگا۔

''ہیر اماں اور رجو کے رویے کا برا مت ماننا دراصل میں ان کا اکلوتا پتر اور ویر ہوں ناں اس لیے یہ ساجھے داری برداشت نہیں کر پا رہی ہیں مگر دھیرے، دھیرے سب ٹھیک ہو جائے گا بلکہ ہم مل کر کر لیں گے۔ اور رہی میری بات تو میں بس اتنا کہوں گا کہ زندگی کے کسی مقام پر میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا، تمہارا یقین نہیں توڑوں گا.....تم بھی تو کچھ کہو ہیر، میں تمہاری آواز سننا چاہتا ہوں' یہ محسوس کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جسے چاہا اسے پا لیا۔''

''ملک جی وہ.....'' اس کے منہ سے بس اتنا ہی نکل سکا۔

''تم مجھے اکرام کہہ سکتی ہو، میں روایتی مردوں کی طرح نہیں ہوں ہمارے درمیان ہمیشہ دوستی کا رشتہ رہے گا۔''

ہیر کو اپنی قسمت پر رشک آنے لگا۔ علم دین کمہار کا فیصلہ غلط ثابت نہیں ہوا تھا۔ ملک اکرام اسے رستے میں دیکھنے اور اپنی دیوانگی کا حصہ سنا رہا تھا اور یہ سب سنتے' سنتے وہ کب ملک اکرام کے کندھے سے سر ٹکائے سو گئی اسے پتا ہی نہیں چلا۔ صبح دروازہ زور، زور سے دھڑ دھڑانے پر اس کی آنکھ کھلی۔

ملک جی بستر پر نہیں تھے باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ دروازہ ایک بار پھر پورے زور شور سے بجایا گیا.....ہیر کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے وہ رات جانے کس پہر ملک اکرام کی باتیں سنتے، سنتے سو گئی اور اب.....

دروازہ تیسری بار اس قدر زور سے بجایا گیا کہ اب نہ کھلتا تو توڑ دیا جاتا، وہ دھیرے قدموں سے اٹھی چوڑیاں' پائل ہر چیز کی جھنکار کمرے میں پھیل گئی۔

اس نے ایک طرف ہو کر مہندی لگے ہاتھوں سے کنڈی کھول دی۔

''مہارانی سوئی ہوئی تھی کہ مر گئی تھی، ہاتھ دکھ گئے دروازہ بجاتے، بجاتے۔'' رجو نے کھا جانے والی مشکوک نظروں سے پہلے ہیر اور پھر کمرے کے اندر دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ جی میں.....'' دلہن کا سجا سجایا روپ اسے شرمندہ کر رہا تھا۔

''اماں کہہ رہی ہیں کہ باہر آ جاؤ، برادری کی کچھ عورتیں تمہیں دیکھنے آئی ہوئی ہیں اور باتیں بنا رہی ہیں کہ سورج سر پر آن پہنچا ہے اور تمہاری نو ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلی.....پر اماں نے بھی صاف بتا دیا کہ اس کمہارن کو بڑے لوگوں کے طور طریقوں کا کیا پتا.....'' اس نے دانت نکالے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

''اچھا میں سب کو جا کر بتاتی ہوں کہ اس نے تو ابھی تک رات والے ہی کپڑے نہیں بدلے۔''

ملک اکرام کی محبت بھری سحر انگیز باتوں کا فسوں چھن سے ٹوٹا اور ہیر آنکھوں میں آنسو سموئے خالی راہداری کو دیکھنے لگی۔

''ارے تم کب اٹھیں ہیر......؟'' ملک اکرام باتھ روم سے نکل آیا تھا۔

اس نے جلدی سے ہتھیلی کی پشت سے آنکھوں کو رگڑا۔

''ارے بیگم صاحبہ رات تو آپ قصہ محبت سنتے، سنتے ہی سو گئیں محبت کا کوئی عملی نمونہ دکھانے کا موقع ہی نہیں دیا آپ نے۔'' وہ شرارت سے اس کے قریب ہوا۔

''خیر آپ فریش ہو جائیں پھر ہم باہر چلتے ہیں، مجھے بیٹھک میں جانا ہوگا سب مہمان ویسے تک تو گھر پر ہی ہیں۔''

ملک اکرام نے شیشے کے آگے کھڑے ہو کر بال بناتے ہوئے ہیر سے کہا اور رائل میرج کی بوتل اٹھالی سارا کمرا ایک مخصوص مہک سے بھر گیا۔ وہ باتھ روم کی طرف جانے لگی تو اکرام نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے بہت قریب کر لیا۔

پلکیں خود بخود بوجھل ہونے لگیں۔

گرم سانسوں کی تپش اور رائل میرج کی مہک ہیر کے حواسوں پر چھانے لگی۔

''ارے بیگم صاحبہ کیا بات ہے، آپ اتنی پریشان کیوں ہو رہی ہیں مجھے تو آپ کو یہ بتانا تھا کہ یو آر سو بیوٹی فل اینڈ آئی ریئلی لو یو......'' ملک اکرام نے بانہوں کے گھیرے کو ڈھیلا کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا تو ہیر کی سانس میں سانس آئی۔ اس نے شیشے میں واسکٹ صحیح کرتے ملک اکرام کے عکس کو پہلی بار غور سے دیکھا۔ لمبا چوڑا قد، گورا چٹا رنگ تھوڑے گھنگریالے بال، شربتی آنکھیں۔

''ارے بیگم صاحبہ میں یہاں بیٹھ جاتا ہوں آپ آرام سے مجھے دیکھ لیں۔'' وہ ایک بار پھر سامنے موجود تھا۔

''نہیں تو بس میں تو یونہی......'' وہ شرمائی مگر چوری پکڑی جا چکی تھی، وہ مسکراتے ہوئے باتھ روم کی طرف چل دی اور ملک اکرام کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆

گرمیوں کی گرم اور بوجھل سی دھوپ بھری دوپہر نے ساری حویلی کو جھلسایا ہوا تھا۔ ہیر موڑھے پر بیٹھی ملک اکرام کا انتظار کر رہی تھی کام والیاں اِدھر اُدھر اپنا کام کرتی پھر رہی تھیں...... جانے کیوں دل بار، بار بھر رہا تھا آنسو تھوڑی، تھوڑی دیر بعد گالوں سے پھسل آتے تھے، اسے ابا کی یاد آ رہی تھی وہ اس سے ڈھیروں باتیں کرنا چاہ رہی تھی مگر اماں جی کا حکم تھا کہ جب وہ گھر نہ ہوں تو وہ کہیں نہیں جائے گی۔

پچھلے سال ماں بھی فوت ہو گئی تھی ابا اکیلا رہ گیا تھا۔ اس لیے وہ ہر تیسرے چوتھے دن اس سے ملنے چلی جاتی تھی ملک جی نے اسے کبھی نہیں روکا تھا۔

''السلام علیکم بیگم صاحبہ...... کن خیالوں میں کھوئی ہوئی ہیں کہ ہمارے آنے کی خبر بھی نہیں ہوئی۔'' ملک اکرام کی بھاری آواز نے اسے سوچوں کے گرداب سے باہر لا کھڑا کیا۔

''وعلیکم اسلام...... آپ کب آئے؟ آپ فریش ہو جائیں میں کھانا لگواتی ہوں۔''

''ارے تم اماں کے ساتھ نہیں گئیں رجو کے سسرال والے کیا کہیں گے ایک ہی بھرجائی ہے وہ بھی نہیں آئی۔''

''جی بس میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔''

''چلو پھر تم آرام کرو، کھانا تو میں نے ڈیرے پر ہی کھا لیا تھا میں تو بس یونہی کچھ کاغذات لینے گھر آیا تھا مجھے تو لگا تم اور اماں صبح سویرے ہی چلی گئی ہو، ڈرائیور تو سویرے ہی گاڑی لے آیا تھا۔''

کل ہی دوسرے پنڈ سے نائن رجو کے امید سے ہونے کی خوشخبری اور مٹھائی لائی تھی اور گود بھرائی کا بلاوا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دے گئی تھی۔

ہیر کو سن کر بڑی خوشی ہوئی پچھلے سال تو رجو کا بیاہ کیا تھا ساتھ والے پنڈ کے ملکوں کے گھر اور خیر سے اب خوشی کی خبر بھی تھی......

''اماں جی میں اپنا وہ لال والا سوٹ پہن کر جاؤں گی جو ملک جی پچھلے ہفتے شہر سے لائے تھے۔'' ہیر نے چوڑیوں سے کھیلتے ہوئے خوشی سے کہا۔

''ناں تجھے کس نے کہا ہے کہ تو میرے ساتھ جائے گی...... میری دھی کی پہلی خوشی ہے اور میں تجھ بانجھ کا سایہ بھی اس پر پڑنے دوں، میرا متھا پھرا ہے۔'' وہ بے دردی سے بولی۔

''خالی اور سونا ویڑا دیکھ کر میرے کلیجے پر ہتھ پڑتا ہے پر جانے کون سے تعویذ گھلے ہیں میرے پتر پرا سے کچھ معلوم ہی نہیں ہوتا۔'' چوڑیوں سے کھیلتا ہاتھ ایک دم رکا اور وہ ہونٹ کاٹتی آنسو چھپاتی کمرے کی طرف چلی گی۔

ملک اکرام کی بے پناہ محبتوں کی وجہ سے وہ اکثر یہ بات بھول جاتی تھی کہ اس کی شادی کو چار سال ہونے والے تھے اور وہ ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ شادی کے دو سال بعد اس نے بہت اصرار کر کے شہر کی وڈی ڈاکٹرنی کو دکھایا بھی تھا اپنے اور ملک اکرام کے سارے ٹیسٹ کروائے اور پھر جس دن ملک جی رپورٹ لینے گئے اسے لگا کہ وقت رک سا گیا ہے گھڑی کی سوئیاں آگے بڑھنے کو راضی ہی نہیں تھیں گھڑی کو دیکھتے، دیکھتے آنکھیں دکھنے لگی تھیں۔

شام تک ملک جی کی واپسی ہوئی اور جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے ہیر لپک کر ان کی طرف بڑھی۔

''کیا رپورٹ آئی ملک جی......؟'' چہرے پر تھکن کے آثار تھے۔

''ارے نہ سلام نہ دعا، نہ روٹی، پانی یہ کیا بات ہوئی بیگم صاحبہ۔'' وہ پھیکی سی مسکراہٹ سے مسکرایا۔

''پلیز آپ بتا دیں ڈاکٹر نے کیا کہا، کہاں ہے رپورٹ؟''

دنیا کے کسی بھی گوشے میں اور ملک بھر میں،

گھر بیٹھے

رسالے حاصل کیجیے

جاسوسی ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ

ماہنامہ پاکیزہ، ماہنامہ سرگزشت

[illegible]

ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زرسالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)

پاکستان کے کسی بھی شہر یا گاؤں کے لیے 800 روپے

امریکا کینیڈا آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے 9,000 روپے

بقیہ ممالک کے لیے 8,000 روپے

آپ ایک وقت میں کئی سال کے لیے ایک سے زائد رسائل کے خریدار بن سکتے ہیں۔ رقم اسی حساب سے ارسال کریں۔ ہم فوراً آپ کے دیے ہوئے پتے پر رجسٹرڈ ڈاک سے رسائل بھیجنا شروع کر دیں گے۔

یہ آپ کی طرف سے اپنے پیاروں کے لیے بہترین تحفہ بھی ہو سکتا ہے

بیرون ملک سے قارئین صرف ویسٹرن یونین یا منی گرام کے ذریعے رقم ارسال کریں۔ کسی اور ذریعے سے رقم بھیجنے پر بھاری بینک فیس عائد ہوتی ہے۔ اس سے گریز فرمائیں۔

رابطہ: ثمر عباس (فون نمبر: 0301-2454188)

جاسوسی ڈائجسٹ پبلی کیشنز

63-C فیز II ایکسٹینشن ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی مین کورنگی روڈ، کراچی

فون: 021-35895313 فیکس: 021-35802551

''وہ تو میں نے وہی کلینک میں ہی پھاڑ کر پھینک دی۔''

''مگر کیوں؟'' تڑپ کر اس نے ملک اکرام کا ہاتھ تھاما۔

''مجھے اس رپورٹ کی کوئی پروا نہیں، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا، تم ہو ناں میرے پاس مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔'' سوال بدستور اپنی جگہ قائم تھا۔

''ہیر تم ماں نہیں بن سکتیں۔'' اسے لگا وہ سچ میں مٹی ہوگئی، وہ ڈھتی چلی گئی۔

''میں نے کہا ناں مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور یہ بات تم کسی اور کو نہیں بتاؤ گی اور آئندہ اس موضوع پر ہمارے درمیان کوئی بات نہیں ہوگی۔'' ملک اکرام نے اسے گلے سے لگا کر اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے دھیرے دھیرے کہا۔

وہ زاروقطار رو رہی تھی۔

''ابا عورت کی سب سے وڈی خوبی کیا ہے؟''

''پتر وہ رب سوہنے نے اسے تخلیق کار بنایا ہے...... وہ بڑی تکلیف اٹھا کر سب کو خوشی دیتی ہے......''

''پر ابا اگر کسی عورت میں یہ خوبی نہ ہو تو؟''

''پتر یہ بھی رب سوہنے کی مرضی ہے۔ اس کے کھیل نرالے ہیں وہ جسے جب چاہے جو دے...... ہم کون ہوتے ہیں گلہ کرنے والے۔''

''پر ابا مجھے دکھ ہوتا ہے ملک اکرام کے سونے آنگن کو دیکھ کر مجھ سے محبت کرنا اس کا اتنا بڑا قدم تو نہ تھا کہ یوں سزا پائی۔''

''ملک جی نے تجھے کچھ کہا؟''

''یہی تو دکھ ہے وہ مجھے کچھ نہیں کہتے ابا بلکہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی محبت بڑھتی جارہی ہے......''

''ابا ادے پیالے میں تو کچھ نہیں ڈلتا ناں...... وہ تو بیکار رہتا ہے۔''

علم دین اپنی بیٹی کی خالی گود کی وجہ سے دکھی ہو جاتا تھا وہ اب سوہنے سے بہت دعائیں کرتا تھا مگر جانے اس کی کیا رضا تھی......

☆☆☆

''ہائے اماں میں تے لٹ گئی برباد ہوگئی جانے کس ڈائن کی نظر کھا گئی......'' ملک جی آنے والے تھے ہیر شیشے کے آگے کھڑی اپنے شیشوں والے پراندے کو بل دے رہی تھی جب باہر سے رجو کے رونے پیٹنے کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ خدا خیر کرے...... کہہ کر کمرے سے باہر کی طرف لپکی۔

رجو اماں کے گلے لگ کر زاروقطار رو رہی تھی۔

''اماں جی سیف نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اور کہا ہے کہ چند دنوں میں پرچہ بھیج دیں گے......'' وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

''اماں سیف کی اماں کہتی ہے کہ مجھے اٹھرے کی بیماری ہے جس کا اثر دوسری بہوؤں، بیٹیوں پر پڑے گا اس لیے ہم تجھے یہاں نہیں رکھ سکتے۔'' رجو کی شادی کو دو سال ہوئے اور دوبارہ وہ امید سے بھی ہوئی مگر چند ماہ بعد ہی حمل ضائع ہو جاتا تھا۔

''ایسے کیسے نہیں رکھ سکتے، میں صبح ہی پنچایت بلواتی ہوں، تجھے تو میں نے زمین، سونا اور ٹرک بھر کے سامان دیا ہے۔ نام نسب والی ہے، ہم تو بانجھ کمہارن کو رکھ کر بیٹھے ہیں جو بس خالی مٹی کے برتن لائی تھی...... ہمارا پتر تو اکیلا وارث ہے اور اس کے تو اور بھی بہن بھائی ہیں...... اور یہاں تو پورے سات سال ہوگئے......''

ہیر جیسے ہی رجو کی طرف بڑھنے لگی اماں کے زہریلے جملوں اور رجو کی کھا جانے والی نظروں نے ہیر کے قدم دروازے کی دہلیز پر ہی جکڑ لیے۔

''ہاں اماں، مجھے تو اس بانجھ چڑیل کی بددعائیں ہی لے ڈوبی ہیں...... خود تو ماں بن نہیں سکتی اور دوسروں کی خوشی بھی برداشت نہیں ہوئی۔'' وہ پھر زور...... زور سے رونے لگی۔

''نہ دھی نہ تو ایسے مت رو میرے کلیجے کو ہتھ پڑتا ہے، آنے دے تیرے بھرا کو بات کرتی ہوں، ہم سے زور نہیں ہے ساتھ والے ملک...... اور پھر تو بانجھ تھوڑی ہے رب سوہنا دے ہی دے گا اولاد......''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اماں جانے اس جادوگرنی نے بھرا پر کیا تعویذ کروائے ہوئے ہیں سات سال بعد بھی بھرا اس کے آگے پیچھے پھرتا ہے...... میرے ویاہ کو تو ہوئے ہی دو سال اور دو بار امید سے بھی ہوئی مگر میری سنتا کون ہے۔''

ماں بیٹی کا سارا غصہ ہیر بچاری پر نشتر زنی کرتے اتر رہا تھا...... وہ پھر سے زاروقطار رونے لگی۔

تھکے اور دبے پاؤں سے وہ پانی کا گلاس لے کر رجو کی طرف بڑھی جو بڑی نخوت سے لے کر پی لیا گیا۔

''جا اندر دفعہ ہوجا، اپنا منحوس سایہ تو نے میری معصوم بچی پر بھی ڈال دیا اب اور کیا کرے گی۔''

رجو کے رویے کے باوجود بھی اس نے کبھی اس کے لیے بددعا نہیں کی تھی۔ بلکہ وہ امید سے ہوئی تو اسے بڑی خوشی ہوئی تھی کہ چلو جب، جب رجو آئے گی حویلی میں رونق ہوجایا کرے گی...... ہیر بوجھل دل کے ساتھ اندر کمرے میں آگئی...... چوٹی کے بل یونہی کھلے پڑے تھے وہ ہلکے ہاتھوں سے ان میں بل ڈالنے لگی۔ ملک جی آنے والے تھے اور ان کے آنے سے پہلے اس نے اپنے موڈ کو نارمل کرنا تھا اس نے اماں اور رجو کی کوئی بات کبھی ملک اکرام کو نہیں بتائی تھی اس لیے وہ سمجھتا تھا کہ اس کی طرح گھر میں بھی اس مسئلے پر ہیر کو کوئی کچھ نہیں کہتا تھا۔

☆☆☆

''ہیر میں نے تیری محبت میں بڑا انتظار کیا...... مگر اب اور انتظار نہیں کرسکتا...... میری ہزاروں ایکڑ زمین، باپ دادا کا نام سب ختم ہوجائے گا۔ اس لیے میں نے طے کیا ہے۔''

''پر ملک جی......'' ہیر نے تڑپ کر ملک اکرام کا بازو تھاما......

''ہیر تیرے کو پتا ہے میں زمین کاشت کرنے والا...... زمیندار ہوں، مٹی میں سے سونا نکالتا ہوں۔ میں ایک بانجھ عورت کے ساتھ اب اور نہیں رہ سکتا...... میں نے تیری محبت میں بڑا صبر کیا مگر اب نہیں... اماں ٹھیک کہتی ہے میرے بعد کیا ہوگا......''

''پر ملک جی مٹی اور عورت میں کوئی تو فرق ہوتا ہوگا۔'' آنسو ملک اکرام کے سفید کلف زدہ کرتے کو بھگو رہے تھے۔

''ہیر بانجھ عورت مٹی برابر ہی ہوجاتی ہے اس لیے میں ملک اکرام علی باہوش وحواس تجھے طلاق دیتا ہوں، تجھے طلاق دیتا ہوں...... تجھے طلاق دیتا ہوں۔''

''نہیں......'' وہ ہڑبڑا کر رنگیلے پلنگ سے اٹھی اس کی سانس دھونکنی کی طرح چل رہی تھی۔ کمرے میں ہلکا، ہلکا اندھیرا چھایا ہوا تھا سامنے دیوار پر ملک اکرام کی بڑی ساری تصویر لگی ہوئی تھی۔

ہیر کو یہ سمجھنے میں چند لمحے لگے کہ اس نے بہت برا خواب دیکھا ہے، وہ پلنگ سے نیچے اتری سورج غروب ہونے کو تھا وہ عصر کے وقت کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئی تھی تب ہی اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

ہیر کی نظر سنہری گھڑی کی سوئیوں کی طرف گئی ملک جی کے آنے کا وقت ہونے والا تھا وہ جلدی سے تیار ہونے چل دی۔

اداس دل کے اندر اِک ننھی سی خوشی نرم و نازک کونپل کی طرح لہرا رہی تھی کہ وہ پیا من سہاگن ہے۔

ملک جی اس محرومی کے بعد بھی اس سے بے تحاشا پیار کرتے تھے انہوں نے اکلوتے ہونے اور رجو اور اماں کے بے حد اصرار کے باوجود بھی کبھی دوسری شادی کا ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ ایک دو بار اپنی کمی کے ہاتھوں شرمندہ ہو کر اس نے انہیں دوسری شادی کا کہا تھا تو وہ کئی دن تک ہیر سے روٹھے رہے تھے...... سارا پنڈ اس پر رشک کرتا تھا کہ بانجھ کمھارن اور ملک جی کی بڑی گوڑھی محبت ہے...... ورنہ دوسرا ویاہ کرنا پنڈ میں ملکوں کے لیے کیا بڑی بات تھی...... ہیر نے پیار سے سامنے لگی ملک جی کی تصویر کی طرف دیکھا تو اچانک اس کی نظر اس سے نیچے بنے سیف پر پڑ گئی...... وہاں چابی لگی ہوئی تھی۔

دوپہر کو ملک جی کچھ کاغذات نکال کر زمینوں پر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چلے گئے تھے پانی کے وارے پر کوئی جھگڑا تھا اس لیے جلدی میں چابی لگی ہی چھوڑ گئے تھے...... ہیر کے پر تجسس قدم سیف کی طرف اٹھنے لگے۔

اس نے مہندی سے رچے ہاتھوں سے چابی گھمائی تو ہاتھوں میں پڑی چوڑیاں شور کرنے لگیں۔ وہ اسی طرح تیار رہتی تھی کہ ملک اکرام کی خواہش تھی کہ وہ اسے ہمیشہ سجے سنورے روپ میں دیکھنا چاہتے تھے۔

سیف کا چھوٹا سا دروازہ کھلا اندر ملک اکرام کی ریوالور، پیسے اور چند فائلیں پڑی نظر آئیں۔

فائل کے اوپر ایک سفید لفافہ رکھا تھا...... جانے کیوں اس نے وہ لفافہ اٹھا کر کھول لیا...... وہ کسی اسپتال کی رپورٹ تھی۔

اس نے پریشان ہو کر الٹ پلٹ کر دیکھا اس کی رپورٹ تو ملک صاحب نے وہیں پھاڑ دی تھی اور ان چار سالوں میں کبھی کوئی لمحہ ایسا نہیں تھا کہ جب وہ کبھی بیمار ہوئے ہوں...... پھر یہ کیا تھا۔

''یا اللہ خیر!'' اس نے ہولتے دل کے ساتھ لفافے کو کھول کر رپورٹ نکالی......

اور جیسے، جیسے وہ اسے پڑھتی گئی اس کا سر گھومتا چلا گیا اسے لگا ساری حویلی اس کے بستر پر آن گری ہو...... رپورٹ میں واضح طور پر لکھا ہوا تھا کہ ملک اکرام میں باپ بننے کی صلاحیت نہیں ہے اور وہ کبھی باپ نہیں بن سکتے......لفافہ اس کے ہاتھوں سے گرتا چلا گیا کمرے میں کوئی داخل ہوا۔

''ہیر!'' اس نے اسے آواز دی۔

مگر وہ کچھ سننے والی حالت میں تھی ہی نہیں...... کالی چادر کو سر پر ڈالے وہ دیوانہ وار باہر کی طرف دوڑی۔

''ہیر میری بات سنو......'' پیچھے سے ملک اکرام کی آواز آئی مگر ایسا لگتا تھا کہ اگر وہ پیچھے مڑی تو پتھر کی ہو جائے گی۔ اس کے قدم کمہار علم دین کے گھر کی طرف بڑھ رہے تھے۔

☆☆☆

کالا کرتا کالی چادر اوڑھے ایک عورت کجاوے

پر مٹی سے برتن بنانے میں مگن تھی وہ جلدی، جلدی مٹی گھولتی اس سے پیالے بناتی اور بھٹی میں رکھ دیتی۔

علم دین کمہار پچھلے سال فوت ہو گیا تھا اور اب اس کی جگہ بانجھ کمہارن سارے پنڈ کے برتن بناتی تھی وہ ایسے، ایسے شاہکار تیار کرتی کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے تھے......مٹی کو گول، گول گھماتے اس کے کانوں میں آوازوں کا اِک طوفان امڈ آیا تھا۔

''مرد کمہار ہوتا ہے اور عورت مٹی۔''

''ابا، عورت کمہار کیوں نہیں بن سکتی اس کے نصیب میں مٹی ہونا کیوں لکھا ہوتا ہے۔''

''میں نے رپورٹ وہیں پھاڑ دی میرے لیے تم ہی کافی ہو......''

''نہ پتر ایسی گل نہ کر......''

''من کا پیالہ محبت کی بھٹی میں جتنا چاہے پکا لو جب وہ مرد کی بے وفائی اور بے اعتباری کے ہاتھوں چھن کر ٹوٹتا ہے تو......عورت کمہارن بن جاتی ہے ......اپنی من مرضی کرنے والی......اور ساری عمر کا فاتح مرد مٹی ہو جاتا ہے۔''

ہیر اور ملک اکرام کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا......اِک جھوٹ نے ہر چیز کو خاک میں ملا دیا تھا ہیر سات سال تک لمحہ، لمحہ اس دکھ کو اپنی کوکھ میں پالتی رہی کہ وہ ماں بننے کے قابل نہیں ہے وہ بانجھ ہے......

اگر ملک اکرام اسے سچ بھی بتا دیتا تب بھی اس کی محبت میں رتی برابر کمی نہیں آتی، عورت کم ظرف نہیں ہوتی کہ صرف اِک اولاد کے لیے مرد کو چھوڑ دے اس کے لیے تو یہی خوشی بہت ہوتی ہے کہ وہ بانجھ نہیں ہے۔

ملک اکرام بغیر کسی مجبوری اور محرومی کے اس سے پیار کرتا، وہ پیا من سہاگن ہے مگر نہیں اِک جھوٹ نے ساری بساط پلٹ دی تھی اور اب ہیر کمہارن تھی بانجھ کمہارن اور ملک اکرام جیسا مرد مٹی ہو چکا تھا۔

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ناکردہ

ناہید فاطمہ حسنین



وہ گھر کے گیٹ سے نکل کر بائیں جانب مڑ گئی، جانا اسے دائیں جانب تھا...... وہاں سے چند فرلانگ طے کر کے ایک چوڑا روڈ آجاتا تھا وہیں اس کی کمپنی کی کوسٹر آتی تھی اور وہ ٹھیک پونے آٹھ بجے کوسٹر میں سفر کر رہی ہوتی تھی لیکن جب سے دائیں جانب والا حصہ تعمیراتی کام کے سلسلے میں کھدا پڑا تھا اسے گھر کے گیٹ سے نکل کر بائیں جانب مڑ کر ایک طویل راستہ طے کرنا پڑتا تھا۔ یہ علاقہ نسبتاً کافی سنسان تھا اور صبح کے وقت تو بہت کم ہی لوگوں کی آمدورفت ہوتی تھی۔ یہاں سے کچھ فاصلہ طے کر کے ایک قبرستان آجاتا تھا جس کے سامنے خودرو اور بے ہنگم جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں پھر کچھ دور جا کر ایک چھوٹا میدان آجاتا تھا جو قبرستان ہی کی طرح خاموش و ویران تھا۔ کچھ ہی آگے کچی آبادی شروع ہو جاتی تھی۔ یہ علاقہ اس کے رہائشی علاقے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

سے بالکل الگ اور کٹا ہوا تھا۔ آج کل وہ یہیں سے آفس کے لیے کوسٹر لیتی تھی۔

آج اسے اس راستے سے کوسٹر لیتے تیسرا دن تھا۔ پہلے دن تو وہ ٹھیک ٹھاک ڈری تھی کیونکہ اب سے قبل یہ راستہ کبھی اس کے استعمال میں نہیں رہا تھا ہمت کی تو دوسرا پھر تیسرا دن بھی اسی راستے سے گزرتے، اس کا ڈر نکل گیا۔

وہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں ملازم تھی جس نے اپنی لیڈیز ایمپلائمنٹ کے لیے کنوینس کی سہولت مہیا کر رکھی تھی۔ جب وہ جھاڑیاں عبور کر رہی تھی تبھی دو بلیاں خوف ناک آواز میں لڑتی ہوئی ایک دوسرے سے گتھم گتھا کچی زمین پر لوٹیں لگانے لگیں۔ وہ خوف زدہ ہوگئی وہ ہمیشہ سے بلیوں سے بہت ڈرتی تھی۔ تیزی سے لمبے، لمبے ڈگ بھرتی میدان تک آئی۔ اچانک ٹائر چرچرانے کی آواز پر وہ پلٹی سیاہ شیشوں والی سیاہ کار اس کے انتہائی قریب آکر رکی تھی۔ خوف کی خون جما دینے والی سرد لہر اس کے رگ و پے میں سرائیت کر گئی۔ آنکھیں اور منہ دونوں پھٹے رہ گئے۔

☆☆☆

نگہت نے ڈسٹنگ کے دوران جب دوسری مرتبہ انتہائی خوب صورت شوپیس توڑا تو جھاڑو دیتی ماسی بختو کے ہاتھ رک سے گئے۔ سر اٹھا کر اس نے انہیں دیکھا۔

''باجی خیر تو ہے؟ ابھی ایک گلدان ٹوٹا اور ابھی یہ دوسرا شوپیس......'' اس کے منہ سے نکل ہی گیا۔ اس نے جھاڑو ایک طرف رکھی ان کے ہاتھ سے جھاڑن بہت نرمی سے لے لی۔

''آپ بیٹھیں...... میں ڈسٹنگ بھی کر لیتی ہوں۔'' وہ اس کی معیت میں کرسی پر بیٹھ گئیں۔ ''لگتا ہے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔'' اس نے ان کا ماتھا چھوا۔

''پتا نہیں بختو، دو دن سے دل بہت بے قرار ہے، گھبرائے جاتا ہے۔''

''پانی لاؤں؟''

''نہیں۔''

''نیبو (لیموں) کا شربت بنا دوں؟''

''نہیں، تم یوں کرو ذرا ٹیلی ویژن چلا دو۔''

بختو نے ٹیلی ویژن کھول کر پہلے جھاڑن پھر جھاڑو سنبھالی۔ اسکرین پر کسی ایکسیڈنٹ کی خبر اور تصویریں بار، بار چلائی جارہی تھیں۔ ان کا دل گھبرانے لگا۔ انہوں نے ریموٹ سے چینل بدل دیا۔ کم و بیش ہر جگہ ہر چینل اپنی ریٹنگ بڑھانے کے چکر میں مرچ مسالا لگی خبریں ناظرین تک پہنچانے میں سبقت لے جانے کے چکر میں تھا۔ انہوں نے چینل بدلا اور گانے سننے لگیں۔

☆☆☆

وہ دو تھے، دونوں نے اپنے چہرے چھپائے ہوئے تھے۔ ایک باہر گیا تو دوسرا اسے ہوس کا نشانہ بنانے کو اس کی طرف بڑھا...... اور اس کی چیخیں دھڑا دھڑ آسمان پر دستک دینے لگیں۔

''کون ہو تم...... میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہو؟'' یہ سوال اس نے اس دوران اتنی بار پوچھا کہ اسے نہ صرف اس کی تعداد یاد نہیں رہی تھی بلکہ اب اسے یہ سوال بھی بے معنی لگنے لگا تھا۔

اس دھکم پیل میں اس کو کئی چوٹیں آچکی تھیں لیکن جب تک سانس تب تک آس...... عورت، جب ہر طرف سے مصیبت میں گھر جائے تو لاکھ کمزور سہی اپنے دفاع میں ہر وہ حربہ استعمال کر لیتی ہے جس کا عام حالات میں وہ تصور بھی نہیں کر سکتی۔

اس نے ہمت کر کے اسے ایسی بھرپور لات رسید کی کہ وہ ادھ موا ہو کر دور جا پڑا...... اور اسی لمحے وہ کمزور بھی پڑ گئی۔ اس پر لمحہ بھر کو خوف طاری ہو گیا وہ ہکا بکا سن کھڑی اسے دیکھ رہی تھی ساتھ ہی ساتھ خوف سے اس کی ٹانگیں بھی کانپ رہی تھیں۔

تبھی وہ لمحوں کے لمحوں میں کھڑا ہو گیا۔ مرد پھر مرد ہوتا ہے۔ وہ چشم زدن میں اٹھا اور اس پر پل پڑا۔ اتنے تھپڑ، گھونسے اور لاتیں رسید کیں کہ وہ ماہیِ بے آب کی طرح تڑپنے لگی اور اسی کمزور لمحے وہ کچھ ہو گیا جو نہیں

Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہونا چاہیے تھا۔ جب دوسرا شخص اندر آیا وہ اپنی سدھ بدھ کھو بیٹھی تھی اور جب تیسرا اندر آیا تو وہ چونک گیا۔

''کیا ہو گیا...... یہ تم کس کو اٹھا لائے ہو...... الو کے...... یہ تو ''وہ'' نہیں۔'' تیسرا زور، زور سے چیخ رہا تھا ساتھ ہی غصے میں دروازے پر لاتیں بھی جڑ رہا تھا۔

اس نے اپنی سوجی آنکھ کھول کر اس لمبے تڑنگے شخص کو دیکھنا چاہا جو بنا ماسک کے تھا مگر اس کے ماتھے کا گومڑ، بہت زیادہ سوجی آنکھ، ناک اور کان سے رستا خون اس شخص کو صحیح دکھا نہیں پا رہے تھے، اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا، وہ اندھیروں میں ڈوبتی چلی گئی۔

☆☆☆

پانچ بجے وہ آ جاتی تھی جب نہیں آئی تو انہیں بہت زیادہ تشویش لاحق ہوئی انہوں نے اس کے سیل پر فون کیا تو فون مسلسل بند جا رہا تھا۔ آج ان کا دن بہت پریشان گزرا تھا۔ وہ سہ پہر تین بجے بھی اسے فون ملا چکی تھیں لیکن اس کے بند فون پر انہوں نے سوچا وہ میٹنگ میں ہو گی۔ وہ میٹنگ کے دوران فون بند ہی رکھتی تھی مگر جب پانچ بجے بھی فون بند ملا تو ان کی تشویش اور بڑھ گئی۔

وہ کریں تو کیا کریں؟ اس محلے میں نئی، نئی آئی تھیں، آس پڑوس سے کوئی خاص تعلق نہ تھا۔ شوہر کو مرے عرصہ بیت چکا تھا۔ بیٹا کوئی تھا نہیں، نریمان ہی ان کی اکلوتی اولاد تھی۔ انہیں گھر میں مرد نہ ہونے کا شدید ملال ہوا مگر یہ ملال بھی کوئی پہلی بار تو ہوا نہ تھا۔ ہاں مگر آج یہ ملال دوچند تھا۔

وہ کیا کریں، کس سے مدد طلب کریں انجانی بے قراری کے سبب درجن بھر چکر خواہ مخواہ ہی مین گیٹ کے لگا چکی تھیں۔

مغرب ہونے کو آئی تو انہوں نے وضو بنا کر ایک چکر پھر باہر کا لگایا۔ باہر ہر سو اندھیرا پھیل چکا تھا۔ جب سے دائیں جانب والا حصہ کھدا پڑا تھا اس سمت وحشت ٹپکتی تھی۔ انہوں نے نمازِ مغرب کے بعد دو نفل حاجت پڑھے۔ بہت شدت سے روئیں قرآنی آیت تلاوت کرتی جاتی تھیں۔

''کون ہے جو بے قرار کی (دعا) سنے جب وہ اسے (اللہ کو) پکارے اور حاجت روائی کرے۔''

اس عرصہ روتے، روتے ان کی ہچکی بندھ گئی۔

آٹھ بج گئے تھے سردی کی رات گھپ اندھیرا...... انہوں نے خود کو گرم شال سے اچھی طرح لپیٹا ہمت کر کے گھر کی چابی اٹھائی پرس میں کچھ پیسے رکھے اور تھانے جا کر رپورٹ لکھوانے کی ٹھانی۔

''رب جگ ہنسائی سے بچانا۔'' کہتے ہوئے مین گیٹ کو لاک کیا چلتے، چلتے خیال آیا بائیں جانب جھاڑیوں سے قدرے آگے کچی آبادی میں بختو کا گھر ہے اسے ساتھ لے لیں۔ انہوں نے بائیں جانب سفر شروع کر دیا، اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ، پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی۔ ہر طرف ہو کا عالم تھا اسٹریٹ لائٹ کی زرد بیمار روشنی کہیں، کہیں جل اور کہیں بجھ رہی تھی۔

ہر شخص ایسے عالم میں خوف زدہ ہو سکتا ہے لیکن ممتا کو قدرت نے بڑا بے خوف بنایا ہے۔ وہ دعائیں پڑھتی آگے کو جا رہی تھیں۔ جھاڑیاں عبور کرتے ہی کچے میں ایک انسانی لوتھڑا مڑا تڑا نظر آیا، پہلے تو اپنی رو اور غرض میں انہوں نے خود غرض ہو کر گزر جانا چاہا لیکن اس وجود کے کراہنے نے ان کے قدم جکڑ لیے۔

موبائل ٹارچ کی روشنی انہوں نے اس کراہتے وجود پر ڈالی تو ان کو اپنا وجود ٹکڑوں میں تقسیم ہوتا محسوس ہوا۔ وہ چکرا کر گرنے کو تھیں پھر سنبھل گئیں۔ بیٹھیں تو بیٹھتی چلی گئیں۔

ان کی شہزادی کس حال میں پڑی تھی ان کی آنکھیں پھٹنے لگیں شدت سے انہوں نے اپنی چیخ کو روکا۔ بہت پیار سے اس کا ماتھا سہلایا جہاں خون بہہ، بہہ کر جم چکا تھا۔ آنکھوں سے ایک بوند نہ ٹپکی۔ وہ شاکڈ تھیں۔ اپنی آواز گھوٹ کر اس پر جھک کر ہولے سے بدبدائیں۔

''نریمان...... نریمان یہ تم ہو...... نریمان میری

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جان۔'' مگر وہ نیم مردہ وجود شاید سانسیں بھر رہا تھا۔
''ٹھہرو۔'' وہ جیسے ہوش و خرد کی دنیا میں لوٹ آئیں۔ ''تم یہیں ٹھہرو۔'' وہ ہذیانی انداز میں اس نیم مردہ وجود سے مخاطب تھیں.... اسے کہیں جانا ہی کب تھا؟ یہ بات انہیں اپنے کھوئے ہوئے ہوش و حواس میں یاد ہی نہ رہی تھی۔ وہ ہانپتی کانپتی دوڑتی ہوئی بختو کے گھر تک پہنچیں۔
''بختو......بختو تمہارا بیٹا کہاں ہے؟'' وہ گرنے کو تھیں۔
''جی، جی باجی......مگر اس وقت آپ یہاں؟''
''اسے بلاؤ۔'' وہ تقریباً چلائیں۔

☆☆☆

نہ جانے کہاں سے بختو کا بیٹا لیڈی ڈاکٹر کو لے آیا تھا۔
''ضرورت تو اسٹیچز کی ہے لیکن اس وقت انسٹرومنٹ موجود نہیں، کل دیکھتے ہیں۔'' ڈاکٹر نسرین نے سر اٹھایا۔ ''چوٹیں بہت شدید ہیں۔'' انہوں نے اپنی بات آگے بڑھائی۔ ''میں نے انجکشن تو لگا دیا ہے، یہ سوتی رہیں گی مگر جب جاگیں یہ ٹیبلٹس دے دیں۔'' ڈاکٹر نسرین نے پرچہ پکڑایا۔ وہ خالی، خالی آنکھوں سے بیٹی کو تکے جا رہی تھیں۔
''یہ ان کی حالت کیسے ہوئی؟'' ڈاکٹرنی کے کئی بار پوچھنے پر بختو آگے بڑھی۔
''ڈاکٹر صاحبہ ابھی باجی کو کیا پتا جب چھوٹی بی بی ہوش میں آئیں گی تب......''
''اچھا اچھا......ٹھیک ہے چلو میں چلتی ہوں۔'' ڈاکٹر نسرین نے قدم آگے کو بڑھائے، بختو کا بیٹا ان کے ساتھ ہو لیا۔

☆☆☆

بختو زمین پر بیٹھی جبکہ وہ صوفے پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھیں۔ وہ ممتا کی ماری جبکہ بختو انسانیت کے ناتے...... سامنے بیڈ پر نریمان لیٹی تھی پورا چہرہ نیل پڑنے کے سبب گہرا جامنی بلکہ کالا ہو رہا تھا۔ دائیں آنکھ تو لگتا تھا پھوٹ ہی گئی ہے۔ ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی ہڈی اپنی پہلی پور سے ٹیڑھی نظر آ رہی تھی۔ چہرہ تو پورا نیلوں سے بھرا پڑا ہی تھا، جسم میں کتنے نیل تھے یا روح پر کتنے زخم آئے تھے اس کا کوئی شمار نہ تھا۔ وہ ہائی پاور کے انجکشن کے سبب ابھی تک غنودگی میں تھی اس کے باوجود وقفے، وقفے سے کراہ رہی تھی۔
گاڑی کے رکنے اور بیل بجنے کی آواز پر بختو نے گیٹ کھولا۔ رات والی ڈاکٹرنی انسانیت کے ناتے اسے دیکھنے آئی تھیں۔ وہ انہیں دیکھ کر پہلی بار پھوٹ، پھوٹ کر رو پڑیں۔ ڈاکٹر نسرین نے حوصلہ دیا۔
''کیسی طبیعت ہے؟''
''پوری رات کراہتے اور چیخیں مارتے گزر گئی، بہت شور کیا اس نے۔'' ڈاکٹر نسرین کے ساتھ وہ بھی بیٹھ گئیں۔
''ہوں۔'' انہوں نے تشویش سے سر ہلایا۔ ''ابھی تک پتا نہیں چلا کہ کیا ہوا تھا؟''
''نہیں۔'' امی نے ندامت سے یوں سر جھکایا جیسے ان سے یا نریمان سے دانستہ کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہو۔
''آپ انہیں اسپتال لے کر چلیں۔''
''نہیں۔'' امی کی ہچکی بندھ گئی۔
''میں ان کے کچھ ٹیسٹ بھی کروں گی۔'' انہوں نے سمجھانے کے انداز میں رسانیت سے کہا۔ امی نے بختو کو چائے کا اشارہ کیا جو ڈاکٹر نسرین نے دیکھ لیا۔
''نہیں، نہیں میرے لیے کوئی تکلف نہ کریں۔'' وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ''اسپتال جانے سے قبل میں نے سوچا میں نریمان کو دیکھ لوں۔''
''بہت شکریہ۔'' امی نے ممنونیت سے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر دبایا۔
''شکریہ کیسا؟'' ڈاکٹر نسرین نے نگہت کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ ''میں واپسی پر چکر لگاؤں گی اور ہاں......'' وہ جاتے، جاتے رکیں۔ ''نریمان کی موبائل سم آپ نے بند کروا دی؟''
امی نے نفی میں گردن ہلائی۔

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

''اوہ، یہ بہت ضروری ہے ورنہ مس یوز (غلط استعمال) ہو سکتی ہے۔ حالات کیسے بھی ہوں حواس بحال ہی رکھنے چاہیے۔ یہی دانش مندی ہے۔'' وہ نرم ملیح مسکراہٹ بکھیرتی انہیں حوصلہ دے گئیں۔

☆☆☆

ڈاکٹر نسرین دوپہر ہی میں اپنے نرسنگ اسٹاف اور ایمبولینس کے ساتھ آ گئیں۔

''ان کو اسٹیچنگ کی اشد ضرورت ہے۔'' انہوں نے زور دے کر کہا۔ ''ورنہ یہ......'' انہوں نے دکھ سے زریمان کو دیکھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

''میں دنیا کو کیا منہ دکھاؤں گی۔'' شدتِ غم سے نگہت رو پڑیں۔

''ہمارے انگوٹھے اتنے قوی نہیں کہ بند شگاف پر رکھیں اور منہ زور دریا اپنا راستہ بدل لے۔ جو ہو گیا اسے مت سوچیں......اب کیا کرنا ہے بس صرف یہ سوچیں۔'' ڈاکٹر نسرین تصویر کا روشن رخ دیکھنے والی خاتون تھیں۔

''آپ رپورٹ درج کروائیں گی؟''

''نن......نہیں نہیں۔'' امی نے ہاتھ گردن اور زبان سب ایک ساتھ ہلائے۔

''اوکے......اوکے......پھر میں اپنی کلینک لے جاتی ہوں۔ آیئے میرے ساتھ۔''

☆☆☆

ٹریٹمنٹ کے بعد زریمان کو ایمبولینس سے اسٹریچر پر منتقل کر کے گھر کے کمرے میں لے جایا جا رہا تھا۔

''میں نے آپ کی فیس تو......'' نگہت نے پرس کھولا۔ ڈاکٹر نسرین نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''رب مجھے اولاد دیتا تو شاید اس عمر کی ہوتی۔ زریمان میری بھی بیٹی ہے۔'' نسرین نے نگہت کا کھلا پرس بند کر دیا۔ نگہت نے ان کے چہرے پر پھوٹتا ممتا کا نور دیکھا۔ ہر لڑکی پیدائشی ماں ہوتی ہے۔ وہ ماں بنے یا نہ بنے رب اس میں کوٹ، کوٹ کر ممتا بھر دیتا ہے۔ ہر بہن کے دل میں بھائیوں کے لیے ممتا کا جذبہ ہوتا ہے، شادی کے بعد وہ شوہر کے لیے بیوی ہونے کے ساتھ ممتا کا جذبہ بھی رکھتی ہے اور ہر عورت اپنے بچوں کی تو خیر ہوتی ہی ماں ہے۔

☆☆☆

تقریباً دس دن بعد وہ بیڈ پر سہارے سے بیٹھنے کے قابل ہوئی۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنے حواس کھو بیٹھی ہو۔

''زریمان۔'' نگہت نے بہت محبت سے پکار کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو جیسے اس کے ساتھ، ساتھ نگہت کو بھی کرنٹ لگا ہو۔

''سی۔'' کی آواز زریمان کے منہ سے نکلی اس کے سر پر جگہ، جگہ گومڑے تھے۔ نگہت کا ہاتھ لگا تو وہ بھی لرز گئیں۔

''میری بچی کچھ تو بول...... تیرے ساتھ کیا ہوا تھا؟'' انہوں نے فرطِ جذبات میں آ کر اسے لپٹا لیا۔ وہ خلاؤں میں گھور رہی تھی، ان کے لپٹاتے ہی اس نے انہیں دھکا مار کر زوردار چیخ ماری۔

''نہیں...... مجھے چھوڑ دو...... مجھے چھوڑ دو۔'' اس نے سرعت سے بیڈ شیٹ بیڈ سے کھینچ کر اوڑھ لی اور خود کو اس میں چھپا کر چیخنے لگی۔

نگہت منہ کھولے اسے دیکھتی رہ گئیں۔ زریمان کا چہرہ تو چادر میں چھپا ہوا تھا مگر اس کی چیخیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ وہ اسے جتنا چپ کروانے کی کوشش کرتیں اس کی تیز چیخیں اتنی ہی اونچی ہوتی جاتیں وہ گھبرا کر کمرے سے نکل آئیں اور دروازے کو باہر سے بند کر دیا۔ وہ جانتی تھیں اسے چپ کروانا ناممکنات میں سے ہے۔ کافی دیر بلند ہوتی چیخیں بالآخر دم توڑ گئیں۔

آخر کو انہوں نے طے کر لیا کہ اب وہ اس موضوع پر زریمان سے کبھی بات نہیں کریں گی۔

☆☆☆

''زریمان قدوائی نے ریزائن کر دیا ہے، کل تک آپ کو اس کا استعفیٰ مل جائے گا۔'' نگہت، زریمان کے آفس فون کر کے بات کر رہی تھیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

''جی...... وہ کچھ ناگزیر وجوہ کی بنا پر۔''
آنسوؤں کا پھندا ان کے حلق میں اٹکا۔ ''جی بہت ذاتی نوعیت کی بنا پر۔'' ان سے فون پر صحیح طریقے سے بات کی ہی نہیں جا رہی تھیں۔

☆☆☆

ڈاکٹر نسرین شروع میں تو تقریباً روز ہی آ جاتی تھیں پھر رفتہ، رفتہ یہ وقفہ طویل ہوتا گیا لیکن بذریعہ فون وہ مسلسل ان سے رابطے میں تھیں۔ اپنے بارے میں انہوں نے یہی بتایا تھا کہ ان کے دو بڑے بھائی باہر سیٹل ہیں جبکہ ایک چھوٹی بہن کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔ وہ خود بیوہ ہیں اور ان کے نزدیک ہی ان کی رہائش ہے۔ بختو کا بیٹا ان کا ڈرائیور تھا جو حادثے والے دن انہیں لایا تھا۔

☆☆☆

سیل فون کی بیپ مسلسل بج رہی تھی، وہ کچن سے تیزی سے نکلیں۔ ان کی ایک عزیزہ کی کال تھی، وہ اب دانستہ کسی کا بھی فون نہیں اٹھاتی تھیں۔ وہ جب تک پہنچیں فون بج، بج کر بند ہو گیا۔ وہ واپس جانے کو مڑیں تو سیل فون پھر چیخنے لگا۔ موبائل اسکرین پر نام دیکھ کر وہ بڑبڑائیں۔

''لگتا ہے رشو آپا نے طے کر لیا ہے کہ جب تک میں کال پک نہ کر لوں وہ فون کرتی رہیں گی۔'' بڑبڑاتے ہوئے بالآخر انہوں نے فون پک کر لیا۔

''آداب رشو آپا...... کہیے کیسی ہیں؟''

''ارے بھئی میں کب سے تمہارے گیٹ کے باہر کھڑی ڈور بیل بجا رہی ہوں لگتا ہے لائٹ نہیں ہے۔''

''جی، جی لائٹ نہیں ہے۔'' کہنے کو تو ان کے منہ سے نکل گیا پھر وہ حواس باختہ ہو گئیں انہوں نے اس حادثے کے بعد سے سب سے ملنا چھوڑ ہی دیا تھا۔

''ارے تو ہم نے فون کر کے بتا تو دیا کہ ہم باہر کھڑے ہیں، دروازہ تو کھولو۔'' ان کی آواز میں کسی قدر جھنجلاہٹ نمایاں تھی۔ نگہت نے لمحہ بھر میں خود کو کمپوز کیا۔

''ارے رشو آپا ہم گھر میں نہیں ہیں...... دروازہ کیسے کھولوں؟''

''ہیں۔'' ان کی آواز میں غصہ نمایاں تھا۔ ''جب تم گھر پر نہیں ہو تو تمہیں کیا پتا کہ لائٹ نہیں ہے۔'' ان کی کڑک دار آواز پھر سنائی دی۔ وہ اس اثنا میں خود کو جواب دینے کے لیے تیار کر چکی تھیں تھوک نگل کر بولیں۔

''ارے رشو آپا...... یہ ٹائم لائٹ جانے کا ہے تو میں نے اس خیال سے بتایا۔''

''اوہو۔ فون بند کرو، اتنی دیر سے تم باتیں بنا رہی ہو یہاں تو میرا سارا بیلنس پھنک گیا۔'' انہوں نے بنا خدا حافظ کہے فون کاٹ دیا۔ وہ دیر تک سر پکڑے بیٹھی رہیں لیکن آئندہ کے لیے انہیں عمدہ بہانہ میسر آ گیا تھا کہ وہ گھر میں نہیں ہیں۔

☆☆☆

ڈاکٹر نسرین کے علاج سے وہ زندگی کی طرف لوٹ تو رہی تھی مگر بہت دھیرے، دھیرے اب وہ کمرے سے باہر بھی آ جاتی تھی جہاں کہیں کوئی گاڑی ہارن بجاتی گھر کے باہر سے گزرتی وہ ہذیانی انداز میں چیخیں مارنے لگتی پھر یہ کیفیت دنوں اس پر طاری رہتی۔

دن پر لگا کر اڑ رہے تھے وہ کسی حد تک نارمل تو ہو رہی تھی لیکن مکمل طور پر نہیں۔ وہ ڈاکٹر نسرین کے آنے پر بھی کمرے میں بھاگ جاتی اور بیڈ کی بڑی سی چادر اتار کر خود کو اس میں چھپا لیتی، ڈاکٹر نسرین بھی اپنے نام کی ایک ہی تھیں کمرے میں چلی آتیں۔ بہت محبت سے اس سے مخاطب رہتیں بے تکان بولے جاتیں۔ وہ کافی دیر انہیں سننے کے بعد حسبِ عادت منہ چادر میں چھپا لیتی۔

☆☆☆

ایک روز وہ بخار میں پھنک رہی تھی۔ اسے ڈاکٹر کے ہاں لے جانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ بھلا ہو ڈاکٹر نسرین کا جو اسپتال سے واپسی پر ان کی طرف آ گئیں اور جب اسے چیک کرتے اس کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کمرے میں آئیں اس کی نبض دیکھتے ہوئے بری طرح چونکیں۔ اسٹیتھو اسکوپ لگایا دوبار، سہ بار پھر نبض دیکھی پھر نگہت کو دیکھا۔ نگہت ان کے اس عمل پر انہیں حیرت سے تک رہی تھیں مگر جوں ہی نسرین نے تشویش بھری نگاہ ان پر ڈالی وہ منٹ کے ہزارویں لمحے میں جیسے سب سمجھ گئیں۔ ان کی آنکھیں بھی پھٹ گئی تھیں۔

''ڈاکٹر نسرین کچھ ایسا ویسا مت کہہ دینا۔'' ان کی دھڑکنیں بہت زور شور سے ان کے دل پر خطرے کا بگل بجارہی تھیں انہوں نے بہت بے چارگی سے کہا۔ ڈاکٹر نسرین نے سر جھکالیا اور وہ بیٹھتی چلی گئیں۔

''ڈاکٹر نسرین ضائع کردیں...... پلیز خدا کے لیے میں ہاتھ جوڑتی ہوں۔'' وہ رو پڑیں۔ ''اب کچھ سہا نہیں جائے گا مجھ سے۔''

''اللہ بہتر کرے گا، کل دن میں میں کنفرم کرلوں۔'' ان کے چہرے پر بھی کافی ملال تھا۔ نگہت دوپٹے سے چہرہ ڈھانپ کر بری طرح سسک رہی تھیں۔

☆☆☆

پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ وہ تین ماہ سے کچھ اوپر پریگننٹ تھی۔ اِدھر نریمان بالکل گم صم تھی جبکہ نگہت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خود کو مار ڈالیں۔ انہوں نے آنے والے بچے سے جان چھڑانے کی تدبیر چاہی تو ڈاکٹر نسرین نے نفی میں سر ہلادیا۔

''اب نہیں...... اب بہت خطرہ ہوگا۔''

''تو...... تو کیا اس وجود کو مزید چھ ماہ پالنا ہوگا؟'' وہ تیز ہوا میں شاخ پر اٹکے کمزور پتے کی طرح لرز رہی تھیں۔ ڈاکٹر بھی سوچوں میں گم تھیں۔

''اب کیا ہوگا...... پورا خاندان ہے کس کو کیا منہ دکھاؤں گی؟'' وہ رونے لگیں۔ ''اب تک کس مشکل سے سب آنے جانے والوں کو روکا ہوا ہے...... خود کہیں نہیں نکلتی ضرورت کا سب سامان بختو اور اس کا بیٹا لاتے ہیں۔ اُف خدا بھلا یہ بات کیسے چھپے گی۔'' وہ روتے، روتے اٹھ کر بہت تیزی سے ڈاکٹر تک آئیں انہوں نے کندھوں سے پکڑ کر ہلا ڈالا۔

''ڈاکٹر نسرین خدارا آپ اسے لے جائیں، اپنے ملنے والوں سے بہانہ کردینا کہ یہ آپ کی دوست کی بیٹی ہے۔ آپ کی دوست مرگئی ہے میں...... میں واقعی زہر کھالیتی ہوں۔''

''ارے...... ارے......'' ڈاکٹر نسرین نے انہیں سہارا دیا۔ ''حوصلہ۔''

''کاہے کا حوصلہ۔'' وہ زور، زور سے رونے لگیں۔

''جس مالک نے اب تک ستر پوشی کی ہے وہ اب کیسے آپ کو چھوڑ دے گا۔ یاد رکھیں جتنی آزمائشیں بندے پر آتی ہیں اتنا ہی اس کا درجہ بلند ہوجاتا ہے۔'' ڈاکٹر نسرین کی کوئی نصیحت ان پر اثر نہیں کررہی تھی۔

''ہاں، آپ کی ایک بات ضرور مان لیتی ہوں۔ ڈیلیوری کے قریب میں نریمان کو اپنے پاس رکھ لوں گی دوسری بات آپ نے میری ماننی ہے کہ آپ نے حوصلہ نہیں ہارنا۔''

☆☆☆

''وہ تین تھے کسی غلط فہمی کی بنا پر مجھے اٹھالے گئے تھے۔ دو نے مجھے بری طرح ایذا پہنچائی جبکہ تیسرے نے میرے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ اپنی غلطی کے ازالے کے لیے مجھے زندہ بھی رہنے دیا اور وہیں لا پھینکا جہاں سے اٹھایا تھا۔ پانچ منٹ میں سنا کر ختم ہوجانے والی کہانی جب اس جگہ اسٹیج ہوئی تھی تو اس کا دورانیہ بڑھتے، بڑھتے میری پوری زندگی پر محیط ہوگیا تھا۔ ان کی غلط فہمی نے میری پوری زندگی پر کالک مل دی تھی۔'' وہ خلاؤں میں بے معنی نگاہیں ڈالے دھیرے، دھیرے سب بتاتی جارہی تھی اور نگہت دم سادھے اسے سن رہی تھیں ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری تھی۔

اس کے چپ ہوتے ہی نگہت اس کے پاس آگئیں اسے چوما، لپٹایا پھر اس کے سر کو اپنے سینے سے لگا کر بولیں۔

''میری جان، میری شہزادی تم رولو۔ شاید دل کا بوجھ کچھ کم ہوجائے۔''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"نہیں امی ...... میں اپنی آنکھوں کے سارے آنسو اس رات بہا آئی، اب تو ان آنکھوں میں کچھ بچا ہی نہیں۔ نہیں آتا رونا مجھے...... نہیں رویا جاتا مجھ سے یا شاید...... یا شاید آگے زندگی میں مجھے بہت رونا پڑے تو آنسو بچا رکھے ہیں آنکھوں نے۔"

"نہیں، نہیں میری جان، اب تم کبھی نہیں روؤ گی۔ اب تم ساری زندگی صرف خوش رہو گی۔ مسکراتی رہو گی۔" ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ بہہ کر اس کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔ تریمان نے بری طرح چونک کر انہیں سر اٹھا کر دیکھا۔

"ساری زندگی ...... خوش......؟" ہذیانی انداز میں اس نے خود کو نگہت سے چھڑایا اور بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

☆☆☆

"ایک کے بعد ایک مسائل منہ کھولے کھڑے ہیں، رشتے داروں سے چھپنے کے لیے مین گیٹ کو باہر سے تالا لگا دیا ہے۔ باہر نکلنا چھوڑ دیا، بختو اور اس کے بیٹے کا احسان وہ ہر چھوٹی بڑی ضرورت کے لیے ہر دم حاضر ہو جاتے ہیں اگر دکانوں کا کرایہ نہ آتا ہوتا تو شاید ہم تو بھوکوں مر جاتے۔" وہ بے تکان بول رہی تھیں اور ڈاکٹر نسرین انہیں خاموشی سے سن رہی تھیں۔

"اب نئی افتاد یہ بچہ......" انہوں نے ماتھا پیٹا۔ "اللہ کرے یہ مردہ پیدا ہو۔" ان کے دل سے صدا نکلی۔

"کسی خوش فہمی کو جگہ نہ دیں ورنہ بعد میں اور رنجیدہ ہوں گی الٹرا ساؤنڈ رپورٹ بتاتی ہے کہ بچہ زندہ ہے۔" ڈاکٹر نسرین نے گہری سانس بھری۔

"میں سوچ رہی ہوں کہ لوگ کس طرح ناجائز بچوں کو قتل کر کے چھٹکارا پا لیتے ہیں؟ کوڑے کے ڈھیر اپنے اندر کتنی ہی کہانیاں رکھتے ہیں۔" نگہت کو جھرجھری آ گئی۔

"میں نے اس کا حل نکال لیا ہے۔" ڈاکٹر نسرین کے کہنے پر انہوں نے سر اٹھایا۔ "یہ بچہ کسی یتیم خانے کو دے دیں گے۔ وہاں جھولے رکھے ہوتے

To Download Visit Paksociety.com

ماہنامہ جاسوسی ڈائجسٹ
بدلتے ماہ و سال کی انمٹ یادیں
جنوری کے شمارے کی انمول یادگاریں

اولین سوغات
سسپنس اور سنسنی سے بھرپور ایک انوکھا اور ناقابل فراموش ناول ...... امجد رئیس کا زبردست انتخاب
انگارے
شریف آدمی کو بدمعاش بننے پر مجبور کر دینے والے قانون شکن عناصر کی یکجائی
جنم لینے والا ہولناک سلسلہ طاہر جاوید مغل کے قلم سے
آوارہ گرد
چلچلاتی دھوپ میں بے آسرا و تنہا مسافر کی آبلہ پائی...
عبدالرب بھٹی کی طبع آزمائی
سرورق کی کہانیاں
پہلا رنگ — دوستی و دشمنی کا شاخسانہ ...... جذبات و تغیرات کا فسانہ
دوسرا رنگ — ہر سو پھیلی نفرت و لالچ کی کہانی ...... چونکا دینے والے مصنف کی کہی ان کہی
آپ کے تبصرے... مشورے... محبتیں... شکایتیں... اور نئی نئی دلچسپ باتیں... کتھائیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں۔ آپ فکر نہ کریں میں سنبھال لوں گی۔"
انہوں نے بہت ممنونیت سے ڈاکٹر نسرین کو دیکھا کتنی عظیم لگیں وہ انہیں جن سے خون کا کوئی رشتہ نہ تھا اور وہ قدم، قدم پر ان کے ساتھ تھیں۔

☆☆☆

نریمان کسی حد تک نارمل ہو رہی تھی لیکن اس نئی افتاد سے وہ بھی سوچوں میں گم رہنے لگی تھی۔ وہ اب ماں سے آنکھیں نہیں ملا پاتی تھی زیادہ تر ان کے سامنے سوتی بن جاتی تھی۔

☆☆☆

بے شک ایک وقت آتا ہے کہ زندگی اپنی پرانی ڈگر پر لوٹ آتی ہے لیکن یہاں پے در پے بدلتے حالات نت نیا رخ اختیار کر رہے تھے۔ لگتا تھا پرانا رستہ کہیں بھول بھلیوں کی نذر ہو گیا ہے۔ جس پر زندگی کو دوبارہ چلنا تھا۔ ڈاکٹر نسرین ایک خدا ترس عورت تھیں، وہ نریمان کے ساتھ نگہت کو بھی ساتھ لے آئی تھیں ہر گزرتا پل نگہت کے ساتھ، ساتھ نریمان کے لیے بھی قیامت ثابت ہو رہا تھا۔

☆☆☆

لیبر روم کے باہر کھڑی نگہت کے لب مسلسل ورد کر رہے تھے ہر آن ان کی دعا تھی کہ رب کوئی معجزہ کر دے اور جنم دیا جانے والا بچہ مردہ جنم لے۔ نسرین کو باہر نکلتا دیکھ کر وہ دوڑ کر ان کے پاس آئیں۔ ایک موہوم سی امید ان کی آنکھوں میں ٹمٹما رہی تھی۔
"بیٹا ہوا ہے لیکن بے حد کمزور انکیوبیٹر میں رکھ دیا ہے۔"
"نہیں پلیز مار دیں اسے...... مرنے دیں...... نہ بچائیں۔" نگہت دھیرے سے بڑبڑائیں۔ لہجے میں بلا کی بے بسی تھی۔
"یہ آپ کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہوگا۔"
"نگہت میرا کام زندگیاں بچانا ہے...... ختم کرنا نہیں اور پھر یہ ایک قتل ہوگا کہ ہم جیتے جاگتے وجود کو سلا دیں۔ میں قیامت میں قاتل کی حیثیت سے اٹھنا نہیں چاہتی۔"

☆☆☆

وہ Orphan house ڈاکٹر نسرین کے جاننے والوں کا تھا۔ نگہت اور نریمان نے اپنے چہرے اور وجود کو عبایا سے اچھی طرح ڈھانپا ہوا تھا۔ نریمان کے ہاتھ میں ننھا وجود تھا جب وہ رویا تو نریمان کو اپنے دل کی دھڑکن رکتی محسوس ہوئی اور ڈاکٹر نسرین کی آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوئی وہ کہہ رہی تھیں۔
"یہ میری عزیزہ ہیں، داماد ایک کار ایکسیڈنٹ میں مر چکا ہے اب یہ اس بچی کی شادی کرنا چاہتی ہیں لہٰذا اس کا بچہ......" انہوں نے لمحہ بھر کو رک کر تھوک نگلا۔ "یہ بچہ ہم آپ کے ادارے میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔"
"جی، جی بالکل۔" کاظم فرید نے کچھ پیپرز ان کے آگے بڑھائے۔ "اسے پڑھ لیں اور یہاں دستخط کر دیں۔"
دستخط کرتے سمے اس کے ہاتھ لرز رہے تھے اور بچہ ان کے حوالے کرتے سمے اسے لگا وہ گویا چکر کھا رہی ہے۔ واپسی پر تینوں بالکل خاموش تھیں۔ کار میں موت جیسا سناٹا تھا۔ کار ڈرائیو کرتے ہوئے البتہ نسرین بار، بار کھنکھار کر برابر میں بیٹھی نگہت پر ایک نگاہِ ترحم ڈال لیا کرتیں۔

☆☆☆

وہ گھر تو آ گئی تھی لیکن اسے کبھی، کبھی لگتا وہ اپنی کوئی چیز کہیں رکھ کر بھول آئی ہو بعض اوقات زندگی میں وہ لمحات بہت کٹھن گزرا کرتے ہیں جب ہم دل کا وہ بوجھ اتار نہ سکتے ہوں جو بوجھ ہمارے دل پر خزانے پر بیٹھے ناگ کا کردار ادا کر رہا ہو اور ہم اسے کسی طور اتار نہ پا رہے ہوں۔

☆☆☆

نگہت قدوائی نے یہ علاقہ چھوڑ کر دور دراز علاقے میں ایک فلیٹ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کے دور رہائش اختیار کرنے کے سبب ڈاکٹر نسرین کا آنا جانا بہت حد تک ختم ہو گیا تھا۔

☆☆☆

ان کے اپارٹمنٹ میں اوپر کی منزل پر رہنے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

والے فرہاد ہاشمی کو اس لمحہ وہ بری طرح بھا گئی جب وہ دودھ والے سے دودھ لے کر بل ادا کر رہی تھی۔

اگلے چند دن بعد فرہاد ہاشمی ان کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے اسے پروپوز کر رہے تھے۔

''آنٹی میں اپنے بارے میں آپ کو بتاؤں۔'' وہ بہت مدھم لہجے میں بولے۔

''میری اپنی شریکِ حیات کے ساتھ نبھ نہ سکی، ایک بیٹی ہوئی جسے وہ اپنے ہمراہ لے کر میکے چلی گئی اور طلاق کا مطالبہ کر دیا۔'' وہ ذرا سا رکے۔ ''میں اپنی بچی کا خرچہ اس کی ماں کو بھجواتا ہوں، بچی چار سال کی ہوگئی ہے بھی کبھار اس کی ماں مجھ سے ملنے اسے بھیج دیتی ہے لیکن بیٹی مجھ سے مانوس نہیں۔'' وہ اپنے بارے سب سچ بتا کر چپ ہو بیٹھے۔

جب نگہت کی باری آئی تو انہیں لگا ان کے حلق پر تالا لگا ہوا ہے۔ زبان تالو کے ساتھ گلو سے چپک گئی ہے۔ وہ خود میں اتنی اخلاقی جرأت نہ پاتی تھیں کہ انہیں سب کچھ سچ، سچ بتا دیں۔ انہوں نے ڈاکٹر نسرین کی گڑھی بھولی بسری کہانی کا اعادہ کیا۔

''میری بیٹی کی شادی ہو چکی ہے۔'' لمحہ بھر کو فرہاد ہاشمی چونکے اور پھر سنبھل گئے۔ زریمان انہیں کسی طور شادی شدہ نہیں دکھتی تھی۔'' کار ایکسیڈنٹ میں میرا داماد اور نومولود نواسا دم توڑ گئے تھے۔'' ان کی آواز لڑکھڑا گئی۔ فرہاد ہاشمی کا منہ کھلا ہوا تھا۔ وہ ان کے لڑکھڑانے کو صدمہ اور رنج سمجھے۔

''بس، بس آنٹی...... آگے کچھ نہ بتائیں۔ میں سمجھ گیا مزید مجھے کسی تفصیل کی ضرورت نہیں۔''

''وہ غلطی جو ہم سے سرزد بھی نہیں ہوئی اس کو چھپاتے، چھپاتے ہماری زندگی کی پوری کتاب جھوٹ سے سیاہ ہو گئی ہے۔'' جھکے سر سے لمحہ بھر کو نگہت نے سوچا وہ سر اٹھا کر فرہاد ہاشمی سے آنکھیں چار کرنے کی پوزیشن میں نہ تھیں۔

☆☆☆

رشتے کے ذکر پر زریمان نے شور کر کے گھر سر پر اٹھا لیا۔ انہیں ایک بار پھر ڈاکٹر نسرین کا سہارا لینا پڑا۔

اس کی ایک ہی ضد تھی اسے شادی نہیں کرنی اور ایسی شادی تو کبھی نہیں جس کی بنیاد جھوٹ پر ہو۔

''زریمان تمہاری امی نے سوچا اگر وہ یہ جھوٹ نہ بولتیں تو شاید تمہاری شادی نہ ہوتی۔''

''اچھا تھا آنٹی۔'' زریمان تھوڑا لاڈو ہو گئی۔

''زریمان تم نے یہ بھی سوچا......'' نگہت کو بالآخر بولنا پڑا۔ ''اگر میں سچ بتا دیتی ہوں تو تم اس کے ساتھ پوری زندگی شرمندہ رہ کر گزار دو گی۔''

''لیکن اب کچھ ہو نہیں سکتا زریمان۔'' ڈاکٹر نسرین نے پیار سے کہا۔

''ہو سکتا ہے آنٹی، آپ انہیں اب بھی سچ بتا سکتی ہیں۔''

''مجھ میں اتنی اخلاقی جرأت نہیں۔'' وہ دلدوز لہجے میں بولیں۔ ''بیٹی تمہاری ماں نے بہت دکھ بہت درد سہہ لیے ایک خوشی انہیں دے دو۔'' ڈاکٹر نسرین کے کہنے پر اس نے ماں کو دیکھا جو اپنے آنسو پونچھ رہی تھیں وہ وہیں موم ہو گئی۔

ہنر

کہاں سیکھا ہے تم نے دل کو لبھانے کا ہنر
ہمیں آتا ہی نہیں تم کو منانے کا ہنر
جسے آدابِ محبت کا زعم رہتا ہو
جانتا ہے وہی ہر اشک چھپانے کا ہنر
وفا نا آشنا دھندلا رہا ہے شوقِ جنوں
جان لے خاک نشیں، گرد اڑانے کا ہنر
کس کو آواز دوں کہ کرب کی فصیلوں میں
ہم نے پایا ہے وفاؤں کو نبھانے کا ہنر......
شکست و ریخت نے بے کل سا کر دیا ہے نزہی
نہیں آتا ہے مجھے درد بتانے کا ہنر

مرسلہ: نازیہ نزہی، نوشہرہ کینٹ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

☆☆☆

شادی ہوئی اور اوپر والے فلور میں شفٹ ہوگئی اس کی راہِ حیات کے کنکر کانٹے ایک دم سے کہیں غائب ہو گئے لیکن اس کی حیات پھر بھی پھولوں کی سیج نہ بن سکی۔ ایک بے نام کسک دل میں کانٹا بنی چبھتی ہی رہی کہ وہ ایک بہت معصوم اور سادہ انسان کو دھوکا دے رہی ہے۔ گو فرہاد ہاشمی تعلیم یافتہ اور سلجھے ہوئے انسان تھے اسے ہر ممکن خوش رکھنا چاہتے تھے مگر وہ بھی کیا کرے جو زندگی کے کسی بھی لمحے سے خوشی کشید کرنے کو از خود تیار نہ تھی۔

جب پورا سال گزر گیا فرہاد ہاشمی نے اس میں کوئی تبدیلی نہ دیکھی، وہ کچھ اور ہی سوچنے لگے۔ دھیرے، دھیرے انہوں نے سگریٹ سے دوستی پکی کرلی اور وہ چین اسموکر بن گئے۔ وہ اس شادی کو دو رخ سے دیکھ رہے تھے ایک تو یہ کہ شاید ان کے نصیب میں خوشگوار ازدواجی سکھ نہیں یا پھر نریمان اب تک اپنے پہلے شوہر کو بھول نہیں پائی ہے۔

☆☆☆

ایک روز کھانے کی ٹیبل پر سب کچھ رکھنے کے باوجود وہ روٹی کا ہاٹ پاٹ رکھنا بھول گئی اور کھانا کھانے بیٹھ گئی۔

''یہ سارے کھانے روٹی سے کھائے جاتے ہیں۔'' انہوں نے دھیمے لہجے میں سخت بات کی تب وہ سمجھی کہ اب تک انہوں نے کھانا کیوں شروع نہیں کیا۔ معذرت کرتے ہوئے وہ روٹی لے آئی۔ یہ کوئی پہلی بار نہ تھا وہ اکثر ہی اپنی سوچوں میں گم غیر حاضر دماغی کا ثبوت دیتی رہتی تھی۔

''نریمان۔'' انہوں نے کھانے کے بجائے اپنے ہاتھ سمیٹے، سمیٹے اسے پکارا۔

''جج...... جی۔'' وہ گڑبڑائی۔

''تم میرے ساتھ خوش نہیں ہو؟'' بہت دیر وہ سر جھکائے گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو تکتی رہی۔

''میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔'' وہ اب بھی چپ رہی وہ بہت کچھ سمجھ گئے۔

''اگر ایسا ہے تو تم کو اپنی والدہ کو سب سچ، سچ بتا دینا چاہیے تھا۔ شادی سے پہلے انکار کر دینا تمہارا حق تھا، آج کل تو کنواری لڑکیاں نہیں شرماتیں تم تو پھر شادی شدہ تھیں۔''

اسے جیسے ننگے تار کا جھٹکا لگا۔

''تم چاہو تو اب بھی اپنی ماں کے جا سکتی ہو میں زبردستی کا قائل نہیں۔ میں جانتا ہوں زبردستی کے رشتے بہت ناپائیدار ہوتے ہیں۔ میں سمجھوں گا میرے نصیب میں ازدواجی سکھ ہے ہی نہیں۔''

''نن...... نہیں نہیں...... یہ...... یہ بات نہیں۔'' اس کی چپ ٹوٹی۔

''ریئلی؟'' اس معصوم انسان کے چہرے پر لمحہ بھر میں زندگی دوڑ گئی۔

نریمان نے اثبات میں سر ہلا کر جبراً جبڑوں کو پھیلا کر مسکرانا چاہا۔

''پھر کیا بات ہے؟'' انہوں نے محبت سے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

''تم...... میں بعد میں آپ کو بتا دوں گی۔''

''نہیں ابھی۔''

''نہیں، ضد مت کیجیے۔'' اس نے دھیرے سے اپنے ہاتھ چھڑا لیے۔

''او مائی گاڈ...... میں کتنا احمق اور نالائق انسان ہوں اپنی شریکِ حیات کی الجھن ہی نہ سمجھ سکا۔ اوہ خدا...... تم مجھے معاف کر دو نریمان۔'' انہوں نے انتہائی محبت سے اس کے شانے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا لمحہ بھر کو گھڑوں پانی اس پر آ رہا۔

''ٹھیک ہے، میں تم سے ضد نہیں کروں گا مگر تم جلد وجہ بتا دینا تاکہ میں اس کا ازالہ کر سکوں۔'' وہ مسکرا دیے۔

☆☆☆

وہ دونوں شاپنگ کر کے لوٹے تھے۔ نریمان کو تو خیر کچھ یاد نہ تھا لیکن فرہاد ہاشمی جانتے تھے کہ ان کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شادی کی سالگرہ انتہائی قریب آرہی ہے اور انہوں نے اسے بہت اچھے سے سیلی بریٹ کرنا ہے کیونکہ پہلی سالگرہ تو وہ نریمان کے عجیب وغریب موڈ کی وجہ سے منا نہ سکے تھے۔

''اب جلدی سے اپنا وعدہ پورا کردو۔'' وہ اس سے انتہائی محبت کرتے تھے، وہ شاپنگ کیے سامان کو ترتیب سے رکھ رہی تھی اتنی دیر میں وہ اس کے لیے چائے بنا لائے۔

''کون سا وعدہ؟'' وہ چونکی۔

''یا خدا...... ایک تو تم کو کچھ یاد نہیں رہتا۔'' انہوں نے اپنا ماتھا پیٹ ڈالا۔

''یاد کرو تم نے کیا بتانے کا وعدہ کیا تھا؟''

اسے جیسے یاد آگیا وہ چائے لے کر خود کو کمپوز کرنے لگی۔

''بولو۔'' وہ بہت پیار سے اس کی لٹ سنوارنے لگے۔ اس نے بہ مشکل تھوک نگلا، اسے لگا اس کی زبان ہزاروں کوس کا سفر طے کر کے تھک گئی ہو اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

''آ...... پ......'' اس نے لڑکھڑا کر کہا۔ ''آپ سچ سننے کا کتنا حوصلہ رکھتے ہیں؟''

''سچ؟'' انہوں نے سوالیہ انداز میں دہرایا اور وہ کانپ سی گئی اس کی متغیر رنگت انہوں نے بھانپ لی تو موڈ کو خوشگوار کرتے ہوئے بولے۔

''ام...... م اگر یہ سچ وہ بولے جو مجھے اپنی جان برابر عزیز ہے تو بہت حوصلہ ہے۔'' وہ اسے شوخ نظروں سے تک رہے تھے اور وہ عالمِ بیزاری سے چائے سے اٹھتی سنہری بھاپ کو۔

''اگر آپ سچ ہضم نہ کر سکے تو؟''

''تو پھر جو ہوا اسے تقدیر کا لکھا سمجھ لینا چاہیے۔'' وہ بہت پریکٹیکل آدمی تھے نہایت سنجیدگی سے اسے تکتے ہوئے بولے اور وہ پھر ادھیڑبن میں پڑ کر ڈھیر ہونے لگی۔

''مم...... میں نہیں چاہتی کہ آپ سے جدا ہو جاؤں۔'' اس کی آنکھ نم ہو گئی۔

''کیا......؟'' وہ خوشی سے بری طرح چونکے۔

''اس کا مطلب ہے کہ اس بات کے دو پہلو ہیں، ایک یہ کہ وہ سچ بہت کڑوا ہے۔''

نریمان نے اثبات میں سر ہلا کر جھکا لیا۔

''اور دوسرا پہلو یہ کہ تم مجھ سے بہت محبت کرتی ہو۔''

''بے شک۔'' اس نے لمحہ بھر کو سر اٹھایا تھا۔

''اوہ۔'' وہ جھوم اٹھے۔ ''تم نے میرے سر سے ایک بوجھ اتار دیا۔''

''کیسا بوجھ؟''

''میں سمجھتا تھا تمہاری خاموشی کا سبب تمہاری پہلے شوہر کے ساتھ محبت بھری وابستگی ہے۔'' وہ کچھ نہ بول سکی۔

''کون سا شوہر؟'' وہ دل کی دھڑکنوں کا بے ترتیب ردھم سن رہی تھی۔ چائے اس نے بنا پیے رکھ دی۔ وہ پوری طرح ان کی طرف گھوم گئی اور پھر اس کی زندگی پر چھائے وہ تین سیاہ سائے اس کی آنکھوں کے سامنے بے ہنگم رقص پیش کرنے لگے اور وہ بہتی آنکھوں کے ساتھ سب کچھ سچ سچ بتاتی چلی گئی۔

''جو جرم میں نے کیا ہی نہیں، انتقام کی آگ نے اس کی کالک سے میرا منہ سیاہ کر دیا۔'' ہچکیوں سے روتے ہوئے اس نے فرہاد ہاشمی کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھا، وہ لٹھے کی طرح سفید اور ششدر بیٹھے تھے۔ وہ جو سب کچھ کہہ کر خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی ان کے چہرے کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

غیر محسوس طریقے سے فرہاد ہاشمی نے اس کے ہاتھ کے نیچے رکھے اپنے ہاتھ کو کھینچ لیا اور اٹھے اور اٹھ کر گھر سے نکلتے چلے گئے۔

اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ سچ بول کر وہ تو ہلکی پھلکی ہو گئی تھی مگر اب کیا اس کی زندگی میں کوئی نیا موڑ آنے والا تھا۔ اسے ڈاکٹر نسرین اور اپنی امی کی گفتگو یاد آرہی تھی۔ چائے پڑے، پڑے ٹھنڈی ہو گئی تھی اس کا سر اور آنکھیں انتہائی بھاری ہو گئے تھے۔ لگتا تھا شانے جھک گئے ہیں۔ دل نے بوجھ شانوں پر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

جو ڈال دیا تھا شانوں کو تو جھکنا ہی تھا۔
''زندگی گزارنے والے ان گنت لوگوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں عمر بھر زندگی کچھ بھی نہیں دیتی، وہ خالی ہاتھ لے کر آتے ہیں اور اسی طرح تہی دست واپس دنیا سے لوٹ جاتے ہیں۔ اسے لگا وہ بھی ان میں سے ایک ہے۔''

شام سے کب رات ہوئی اسے پتا ہی نہ چلا اور رات بھی اب گہری ہو چلی تھی۔ بیٹھے، بیٹھے پیٹھ بھی شل ہوگئی تھی وہ کب تک آنکھوں میں انتظار کی جوت جگائے وہ جان گئی تھی اس کا سچ اتنا کڑوا تھا کہ جسے وہ ہضم نہ کر سکے تھے۔ فرہاد ہاشمی کو پلٹنا تھا نہ وہ پلٹے۔ بالآخر وہ نڈھال ہوگئی۔ پیروں کو گھسیٹتی بیڈروم تک آگئی۔ ازدواجی زندگی میں پہلی بار اسے بیڈروم سائیں، سائیں کرتا محسوس ہوا، وہ بیڈ کراؤن سے ٹک گئی۔ مین گیٹ کھلنے کی آواز نے اس کے دل کی دھڑکنوں کو اور تیز کر دیا۔ مین گیٹ کی چابی ہمیشہ فرہاد ہاشمی ہی کے پاس ہوتی تھی۔ وہ انتظار کی بے رحم سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔ رات کی گہری تاریکی میں فرہاد ہاشمی کے قدموں کی شناسا چاپ لاؤنج تک آکر رک گئی اس کی نگاہیں انتظار بن کر بیڈروم کے دروازے پر ٹک گئیں۔ اسے بیڈروم میں آنا تھا نہ وہ آیا۔ بہت ساری سوچوں نے گڈمڈ ہو کر اس کے دماغ کا ملغوبہ بنا دیا تھا...... اب کیا ہوگا؟ اسے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ بیٹھے، بیٹھے جب کمر شل ہوگئی تو وہ تکیے پر سر ٹیک کر لیٹ گئی چھت کو گھورتے، گھورتے کب اس کی آنکھ لگی اسے پتا ہی نہ چلا۔

☆☆☆

صبح کسی کی گرم، گرم سانسوں نے اس کے چہرے کو دہکایا تو اس کی آنکھ کھل گئی وہ سہم گئی، فرہاد ہاشمی اس پر جھکے ہوئے تھے۔

اس نے بیڈ کراؤن تک اٹھتے ہوئے انہیں بغور دیکھا، وہ ان کے چہرے کو پڑھنا چاہ رہی تھی۔ رات والی سختی نہ جانے کہاں اڑن چھو ہوئی تھی۔ چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ جب مرد مسکرا رہا ہو تو عورت اس سے ناز اٹھوا لیتی ہے۔

''جلدی سے اٹھ جاؤ...... تمہارے لیے حلوا پوری لایا ہوں۔''

''مجھے نہیں کھانا۔'' دل سے منوں بوجھ تو اتر ہی گیا۔ اس نے نخرہ دکھایا۔

''کیوں نہیں کھانا۔'' فرہاد ہاشمی نے زبردستی اسے اٹھایا۔

''میں نے کہا تھا ناں آپ سچ نہیں ہضم کر سکیں گے۔'' وہ آبدیدہ ہوگئی۔

''سچ کڑوا ضرور ہوتا ہے لیکن بالآخر حلق سے اتر ہی جاتا ہے۔ نقصان تو جھوٹ پہنچاتا ہے جو زندگی میں نہ ختم ہونے والی دراڑ ڈال دیتا ہے۔''

''جھ...... جھوٹ...... وہ کیا؟'' وہ ہکلائی۔

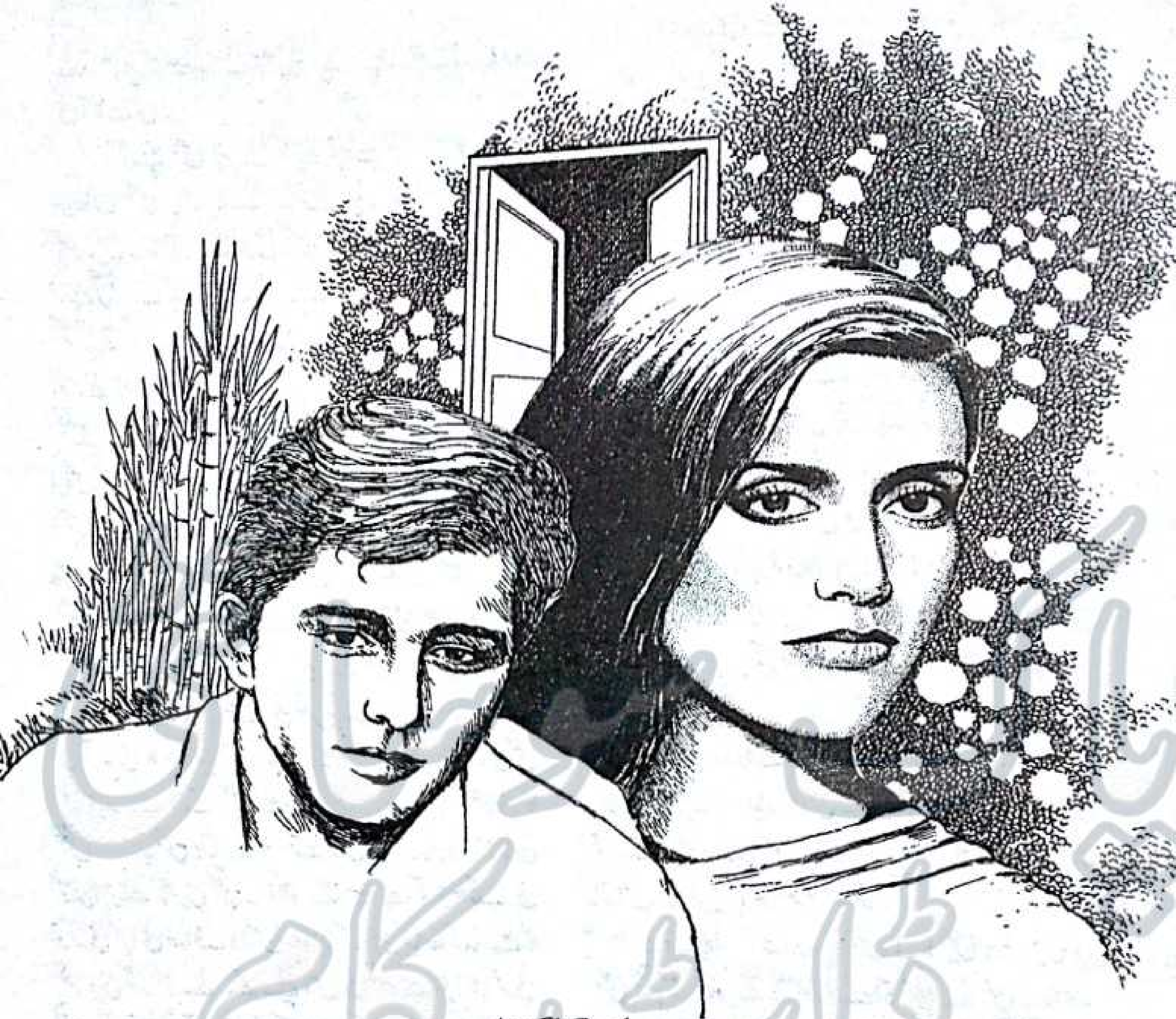
''کم از کم تمہاری ماں شادی اور بچے کے مرنے کا ڈھونگ نہ رچاتیں۔''

''یہ...... یہ سب انہوں نے میری خاطر کیا۔ مجھے شرمندگی سے بچانے کی خاطر...... وہ سمجھتی تھیں کہ حقیقت جاننے کے بعد آپ مجھ سے شادی نہیں کریں گے اور اگر آپ نے شادی کر لی تو میں...... میں ساری زندگی شرمندگی کا احساس لیے گزار دوں گی مگر جب میں نے احتجاج کیا تب وہ خود میں اتنی اخلاقی جرأت نہیں پاتی تھیں کہ آپ کے سامنے آکر کہتیں کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ جھوٹ ہے۔''

''جبکہ میں سچ سن کر بھی تمہیں قبول کر لیتا۔'' انہوں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملا کر چوم لیا۔ دودھ والے کا بل ادا کرتی لڑکی میرے دل و دماغ پر قبضہ جما چکی تھی اور جو دل و دماغ پر چھا جائے مرد اسے ہر حال میں حاصل کر لیتا ہے۔ اس کی ہر خطا، ہر قصور نظر انداز کر دیتا ہے۔''

وہ ڈری سہمی انہیں اس قدر بھائی کہ ان کا دل چاہا اسے دل میں سما لیں وہ بہت محبت سے اسے دیکھ رہے تھے اس نے شرما کر نظریں جھکا لیں۔

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



منجدھار

سیما بنت عاصم

صفیہ نے ابھی اپنے فلیٹ میں قدم بھی نہ دھرے تھے کہ جانے کہاں سے اس کی جھلک پا کر امی کی پھٹکاریں نازل ہونی شروع ہو گئیں۔

”آ گئی منحوس، ڈائن، یہ تیرے آنے کا وقت ہے؟ میں پوچھتی ہوں گھر میں تیرا تلوا کیوں نہیں ٹکتا...... میری جان کو یہ چار جونکیں چپکا کے سارے زمانے میں نوکری کے بہانے اڑی، اڑی پھرتی ہے۔ ارے میری بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم ہے کہ تجھے بھی بھگتوں، تیری چار اولادیں بھی سنبھالوں......؟ موئی نامراد منحوس شکل کی...... گلے میں اٹک گئی تھی، بیاہ کر سانس بھی نہ لی تھی کہ کھوٹے مقدر لے کر پھر میری چھاتی پر مونگ دلنے آن بیٹھی۔“

چوتھی منزل کا زینہ چڑھتے صفیہ کے قدموں میں بار، بار زنجیر پڑی تھی۔ امی کے یہ رونے نئے نہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھے۔ کم از کم صفیہ کے کان تو پک چکے تھے۔ آئے روز کی آفت تھی۔

''بچے بھی تیرے ایسے آفت کے پرکالے کہ شیطان بھی پناہ مانگے۔ خون پی کر بھی جان نہ چھوڑیں۔ عاطی نے بڑی دلہن کے جہیز کا جگ توڑ دیا۔ اسے صبح سے بک، بک لگی ہے۔ کاشی تیسری منزل سے گرتے، گرتے بچا۔ اور یہ زینت...... روتی ہے تو چپ ہونے کا نام نہیں لیتی...... ہاتھ دکھ گئے، کمر اینٹھ گئی، ٹہلیں کراتے، کراتے...... اری اس سے تو بن بیاہی اچھی تھی کوئی کالی شکل کو سونگھتا نہ تھا تو ایک ہی تو دکھ تھا۔ کیا خبر تھی کہ بیاہ کر یہ دن دیکھنے پڑیں گے۔ اچھی بھلی پھوپو نے مانگ رکھی تھی پر زبان سے پھر گئی ٹھیکرے کی مانگ تھی کم بخت زبان سے پھر گئی۔ آج حمید کی بیوی کیسے عیش کر رہی ہے مگر تیرے نصیب ہی کھوٹے ہیں۔'' امی کی چند منٹوں کی تقریر میں صفیہ کی اب تک کی زندگی کا خلاصہ تھا۔ یہ تو کہنے والی بات ہی نہیں تھی کہ حمید سے اسے کبھی لگاؤ رہا تھا نہ اس کی خوشحالی کا قلق...... یہ بھی جتانے کا وقت نہیں تھا کہ پھپو کی زبان نہیں نیت پھری تھی۔ اکلوتے سپوت کو ڈھنگ کی نوکری کیا ملی صاف دامن بچالیا کہ جہیز کیا خاک ملے گا مگر امی کو ر گڑنے کے لیے اس کی قسمت ہی ملا کرتی تھی۔ یہ تو خیر ٹھیک ہی تھا کہ اس کے پیر میں چکر تھا اور کندھوں پر دُہری ذمے داریوں کا بوجھ بچوں کے اسکولز، جاب، گھر داری کے سو بکھیڑے...... آمدنی اکنی، خرچا روپیہ...... اس پر یہ جھک، جھک چخ، چخ آج کل وہ ایک بنگلے میں کھانا پکانے کا کام کرتی تھی۔ دن بھر بچے امی کے پاس رہتے جنہیں خود سو آزار تھے۔ ان کی اپنی حیثیت معزول حکمران کی سی تھی مگر ان کا جھکاؤ بیٹے، بہوؤں کی طرف رہتا تو یہ ان کی ڈپلومیسی تھی۔ انہیں اپنا بڑھاپا محفوظ رکھنا تھا۔ صفیہ بہوؤں کے لیے امی کا بدلا ہوا رویہ دیکھتی تو افسوس دُگنا ہو جاتا۔ اب اس کا کیا بھی کیا جاسکتا تھا کہ اس نے نصیب ہی ٹھنڈے پائے تھے۔

اب تک گھر والوں کے لیے حلق میں اٹکی ہڈی بنی رہی تھی۔ پہلے کم صورتی کے سبب رشتے کا مسئلہ اور اب بیوگی کے بعد چار بچوں سمیت میکے پر بوجھ۔ کسی نے ٹھیک ہی تو کہا ہے کہ خوشی دو بڑے دکھوں کے درمیان آنے والے وقفے کا نام ہے۔

وہ بیاہ کر کسی دور دراز کے گاؤں گئی تھی۔ امجد کا رشتہ اس کے گھر والوں کو بے سبب نہیں بھایا تھا...... لوگ کہتے اس کے گھر کو ہیرا داماد ملا ہے۔ باادب، لاکھوں میں ایک، نیک فطرت، شریف النفس جو دیکھتا اِش اِش کرتا...... پھر اس ہیرے کو کسی کی نظر کھا گئی۔ چار دن کے بخار میں چٹ پٹ ہو گیا...... اور اس کی موت کے دن ہی کچھ کی گھسر پھسر چلی۔ امجد کو اپنوں نے ڈسا تھا۔ امجد پر کسی نے کالا جادو کرایا تھا۔ گاؤں میں اس کا بڑا سا گھر تھا۔ جس پر سب بہن بھائیوں کی نظریں تھیں۔ اس کی آمدنی بڑھیا تھا، زمینیں بھی تھیں۔ مکان بھی اعلیٰ...... جتنے منہ اتنی باتیں...... یہی وہ وقت تھا جب کچھ بھلے لوگوں نے تاسف سے ہاتھ ملے...... چار پھول جیسے بچے یتیم ہو گئے۔ صفیہ خود سے زیادہ اپنے بچوں کے مقدر پر رو رہی تھی۔ تب کسی نے اس کے سر پر ہاتھ دھر کر کہا تھا۔

''نہ دھیے...... نہ رو...... جن کی مائیں ہوتی ہیں وہ کبھی یتیم نہیں ہوتے۔'' اور اسے لگا کسی نے اس کے اندر نئی روح پھونک دی ہو۔ وہ نئے سرے سے جی اٹھی تھی۔

مگر بیٹیاں بد بخت ہوں تو میکا پرایا ہو جاتا ہے۔ قسمت کا کھوٹا پن زندگی کو ناسور بنا دیتا ہے۔ یہ ادراک اسے بیوگی کے بعد میکے آنے کے بعد ہوا۔ جہاں اب اِک، اِک پل بھاری گزرتا تھا۔

ابا نے بھلے وقتوں میں دو کمروں کے دو فلیٹس آمنے سامنے لیے تھے۔ خطا یہ رہی کہ زندگی ہی میں چاروں بیٹوں کے نام کر گئے۔ سامنے والے فلیٹ میں دو بڑے اور اس میں دو چھوٹے رہتے۔ صفیہ اور امی کی تو گنجائش ہی نہیں تھی۔ شاید یوں کہ دلوں میں گنجائش ختم ہو گئی تھی۔ کڑے موسموں میں بھی امی بالکونی میں کھٹولا ڈال کر سوتی تھیں۔ خود وہ بچوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سمیت ہال میں...... یہ چار دیواری اس کی مجبوری تھی۔ یہ لاکھ برے سہی..... اپنے تو تھے۔مگر اس معاملے میں امی کی ناانصافی الامان الحفیظ......

مانو تنے کو چھوڑ کر پتوں کو پکڑ لیا تھا۔اور وہی پتے جب ہوا دیتے تب......

بہوئیں شوہروں کی منہ چڑھی تھیں۔اپنی من پسند زندگی گزارتیں، امی کو گرہستی کے بھی سو اسباب بھگتانے پڑتے تب بھی وہ بری تھیں۔بہویں، بیٹوں کے کان بھر کر رکھتیں۔بیویوں کا جادو سر چڑھ کر بولتا تو بیٹے منہ کو آتے۔امی کو اپنی پناہ گاہ غیر محفوظ پڑ جاتی۔ انہیں اپنا بڑھاپا رُلنے کا خوف ستاتا۔صفیہ کی حمایت کرتیں تو کہیں کی نہ رہتیں۔بہوؤں کو بیوہ نند آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی۔اور بچے...... وہ تو کسی کے ہاتھ ہی نہیں آتے تھے۔انہیں بوجھ سمجھا گیا۔دھتکاریں، پھٹکاریں...... بچے کیوں نہ بگڑتے۔اب وہ منہ کو آنے لگے تھے.... ممانیاں پچھالے لیتیں تو نڈر ہوگئے تھے اب انہیں منہ چڑاتے، چلّاتے، بھاگ جاتے۔گھر کا ہر برا کام ان ہی کے سر تھوپا جاتا۔دن بھر کی جھک جھک، چخ چخ اٹھا پٹخ چیخم پکار سو وہ رج کے بگڑ رہے تھے۔بڑا والا عادی تو سنا تھا لڑکوں میں بیٹھ کر سگریٹ بھی پینے لگا تھا۔وہ یہاں نہ آتی تو کہاں جاتی۔گھر سے نہ نکلتی تو پیٹ کا ایندھن کیسے بھرتی؟

مگر کون سمجھتا......اب تو وہ اِک ننگی تلوار کی طرح سب کے سروں پر لٹکتی تھی۔یہ ساری بھاگ دوڑ زندگی سے جڑے آزار بھگتانے کی خاطر تھی۔جو ایسے ہی وقتوں میں رائگاں جاتی نظر آتی۔دوسرا کتنا ہی اپنا ہو اپنا آپ نہیں بن سکتا۔

اسی چخ چخ سے اس نے بارہا چاہا اپنا ٹھکانا کہیں اور کرلے مگر یہ اتنا آسان نہیں تھا۔وہ خود جوان جہان تھی، چار بچوں کو لے کر کہاں رُلتی پھرتی۔تنہا عورت پر سارے زمانے کی نظر ہوتی ہے۔گاؤں میں اس کا اپنا مکان تھا۔جو اجڑ گیا تھا۔اس اجڑے گھر کو بسانے کے لیے اس کا گاؤدی جیٹھ اس پر جال ڈالتا اس کی نظریں بدلنے لگی تھیں۔تب اس نے اتنے مرلوں کے مکان پر تھوک دیا تھا۔

وہ ایک منٹ بھی خود کے لیے سوچتی تو دنیا اس کے لیے تنگ نہیں تھی۔وہ جوان تھی مزے سے پیر پھیلا کے سوتی۔شاید کوئی اس کے صدقے اس کے بچوں کو بھی منظور کرلیتا مگر بچوں کا کہیں گزارہ نہیں تھا۔ یہ وہ جانتی تھی خود اپنی خواہشات تو کسی کونے میں جا سوئی تھیں۔اور یہیں آکر ہر بات ختم ہوجاتی تھی کہ اس نے اپنی زندگی بچوں کے لیے وقف کردی تھی۔

کبھی کبھی زندگی حلق میں اٹکی ہڈی بھی تو بن جاتی ہے۔

☆☆☆

صفیہ کا انتشار بڑھتا تو اگلا قدم ماہین کے گھر پڑتا۔جہاں ہر بار پرانی کہانی چلتی۔آج بھی وہ اٹوائی کھٹوائی لیے پڑی تھیں۔ان کی امی کی پھٹکاریں جاری تھیں۔مگر وہاں اِک بے نیازی تھی۔رخ موڑے چادر سے کان لپیٹ رکھے تھے۔

"ارے تم ہی سمجھاؤ اسے۔جیسے آنا فانا باپ گزر گئے۔اگر میری بھی آگئی تو کس کی ماں کو ماں کہے گی۔ ڈگریاں، اعلیٰ عہدہ سب کا سب دھرا رہ جاتا ہے۔ عورت کتنی بھی پڑھ لکھ جائے......رہتی تو عورت ہی ہے ناں..... کون پوچھے گا جو بے آسرا ہوگئی تو...... اِک بھائی خود کے قابل نہیں، اسے کیا بیاہے گا؟"

صفیہ تو کیا خود ماہین بھی ان تلخ حقائق سے بے بہرہ نہ تھی۔مگر یہ دنوں پرپھیلی کہانی تھی۔ماہین محبت کی ڈسی ہوئی تھی، اورنگ زیب نے شادی کرتے سے بہت سارے وعدے اس کے پلو سے باندھے تھے مگر وہ شادی شدہ بال بچے دار تھا۔امی کو ردو کد تھی۔

مگر ماہین کی عمر نکل رہی تھی۔وہ مجبور ہوگئیں کہ بیٹی کا جھکاؤ تھا۔بیٹی تعلیم یافتہ اور پھر کماؤ ہو تو ماننے ہی بن پڑتی ہے۔انہوں نے بلامقابلہ ہار مان لی۔ اورنگ زیب نے شادی پوشیدہ رکھی تھی۔رضیہ ان کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خاندانی بیوی تھی۔ اورنگ زیب کی بہن وٹے میں بیاہی گئی تھی۔ ان کی شادی کا بھانڈا پھوٹا تو چڑھائی کردی۔ جوان اولاد منہ کو آگئی، اورنگ زیب کو ہتھیار ڈالنے پڑے اور ماہین بے نام ہوگئی مگر پھر تقدیر اور دنیا کے ہر مرد سے اس کا بھروسا اٹھ گیا تھا۔ ہوا تو کچھ بھی نہیں تھا بس کچھ خواب ٹوٹے تھے جن کی کرچیاں اب بھی ماہین کی آنکھوں میں چبھتی تھیں۔ وہ دنیا کو شفاف نظروں سے دیکھ ہی نہیں پا رہی تھی۔ وہ سمجھانے بیٹھ بھی جاتی تو ماہین کہتی یہ سب دل کے معاملے ہیں جب دل خالی ہوجائے تو انسان صفر ہوجاتا ہے۔

مگر یہ دماغ کی نہیں دل کی خرابی تھی...... صفیہ کو ماہین رستے میں ملتی تھیں۔ وہ مین روڈ تک جانے کے لیے چنگ چی کے انتظار میں کھڑی ہوتی۔ جب وہ سرخ کار اعتماد سے ڈرائیو کرتی گزرتی پھر وہ اسے دیکھ کرر کنے لگیں۔ صاف شفاف نکھری ستھری تک سک سے تیار...... صفیہ انہیں دیکھ، دیکھ کر رشک کرتی تھی۔

صفیہ کا مطلوبہ گھر اس وقت اس کے رستے میں پڑتا تھا۔ وہ اکثر اسے اتار دیتی پھر ان چند گھڑیوں کی رفاقت میں ان دونوں نے ایک دوسرے پر اپنے آزار کھولے تھے۔ ان ہی لمحات میں اس نے بارہا صفیہ کو مشوروں سے نوازا تھا۔

”صفیہ! تم شادی کرلو، ابھی تم کم عمر ہو، بچے چھوٹے ہیں۔“ اور اس کا جواب ایک ہی رہتا۔

”مجھے تو شوہر مل جائے گا...... مگر بچوں کو باپ نہیں مل سکتا۔“ مانو وہ لاجواب ہوجاتی۔ اس کی شخصیت میں ٹھہراؤ تھا۔ صفیہ کو وہ کسی بڑے گھرانے کی فرد لگتی تھی۔ ایسے وقتوں میں قلق ستاتا۔ کاش چار حروف پڑھے ہوتے۔ قلم چلانے کا ہنر آتا تو جسم کڑی مشقت سے ٹوٹتا نہ...... اتنی تنگی کا منہ دیکھنا پڑتا...... یہ اور بات کہ اس نفسا نفسی کا عالم تب بھی وہی رہتا۔ اپنے عذاب دوسروں کے سر ڈال دینے سے عذاب دُگنے پڑ جاتے ہیں۔

مگر یہ نصیب کی بات تھی جس کے لیے کچھ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ماہین کہتی زندگی کے سکھ پر سب کا حق ہے مگر ہر کوئی قسمت کا لکھا بھگتتا ہے۔ اسے اور اک تھا روڈ پر چلنے اور کاروں میں گھومنے والوں کے مابین قسمت کا ہی تو فرق ہے۔

بعد ازاں معلوم ہوا یہ ساری بڈھے باس کی عنایات ہیں۔ باس کی نظروں میں کھوٹ ہے۔ وہ انہیں اپنے اشاروں پر نچانا چاہتا ہے۔ ماہین کسی اور جاب کی تلاش میں ہیں۔ وہ گھر کو سپورٹ کرتی ہیں، ان کی شاندار زندگی بس اِک دکھاوا ہے۔

وہ آج ان کے بے حد اصرار پر ڈھونڈتی ڈھانڈتی ان کے گھر تک پہنچی تھی۔ وہ کچن میں کھڑی تھیں۔ سر جھاڑ منہ پھاڑ...... اسے یقین کرنا دشوار ہوگیا یہ ماہین ہیں۔ جن کے لباس پر شکن تک نہیں ہوتی تھی۔ اور وہ جو اس کا گمان تھا کہ ماہین کی شخصیت میں ٹھہراؤ ہے۔ خاک میں مل گیا۔ وہ آج بکھری ہوئی تھیں، ان پر آج بھی امی کی پھنکاریں برس رہی تھیں۔ وہ نادم ہوگئیں۔

”یہی تو المیہ ہے ہمارے معاشرے کا...... لڑکیوں کو ان کی ٹریجڈیز جتا جتا کر کامپلیکس کا شکار کردیتے ہیں۔ وہ دنیا کے لیے خود کو نا قابلِ قبول سمجھنے لگتی ہیں۔“ اسے کہنا پڑا۔

”احمق ہو...... نصیب سے بھی کوئی جیت سکا ہے بھلا۔“

”ارے نصیب تو نے پڑھ رکھے ہیں کیا؟“ اِدھر انہوں نے کہا...... اُدھر امی کا لقمہ......

”ارے ہمارے باپ بھائی مر نہیں ہوتے کیا۔ صفیہ......! تم ہی اسے سمجھاؤ۔ ایسا سب سوچیں تو کسی کا گھر نہ بسے۔“

صفیہ جانتی تھی ماہین کی اپنی ماں سے کم ہی بنتی ہے۔

”گھر مقدر سے بستے ہیں اماں...... جو کھوٹے مقدر لے کر پیدا ہوتے ہیں وہ سدا دربدر رہتے ہیں۔ انہیں کہیں خوشی نہیں ملتی۔“ وہ بھڑک کر اٹھی تھیں۔

ماہین کا جملہ صفیہ کے دل کو تھاہ کر کے لگا...... سچ تو ہے کہ کسی کو گھر سے نکلتے ہی مل جاتی ہے منزل اور کوئی عمر بھر کا مسافر...... اماں وہاں سے سرکیں تو اس نے کہا۔

”دکھوں کے بعد کہیں نہ کہیں کسی خوشی کا در بھی

Reading Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ضرور کھلتا ہے۔''

''مان لو کہ کچھ لوگ دنیا میں صرف دکھ اٹھانے کے لیے آئے ہیں۔'' انہوں نے مایوسی سے سر ہلایا تھا۔

''تو پھر مجھے کیوں شادی کا مشورہ دیا جاتا ہے؟''

''زندگی کسی کے لیے رکتی ہے نہ ختم ہوتی ہے۔ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے؟''

''کوئی اس جیسا ملے بھی تو......'' اس کے اندر کسی یاد نے چٹکی لی۔ ''یہ ناممکن ہے، آپ میرے بیٹے عادی کو نہیں جانتیں۔ وہ سیانا ہو رہا ہے۔ ایسے کسی ذکر پر بھی کونوں میں چھپ چھپ کر روتا ہے۔ اور زینت!'' اس نے مایوسی سے سر ہلایا۔'' اس دور میں فرشتے کہاں ملتے ہیں؟''

''اللہ کی آزمائش کو خود کے لیے خوش بختی سمجھو، یاد رکھو کہ تم قدم قدم پر نیکی کما رہی ہو...... اللہ آزمائش کے لیے اپنے خاص بندوں کو چنتا ہے۔ تمہارا صبر سب سے بڑھ کر ضبطِ نفس...... جو جہاد سے بھی افضل ہے۔''

''جب رب پر اتنا بھروسا ہے تو پھر تقدیر کا شکوہ بھی نہ کیا کریں۔''

''تمہاری بات اور ہے...... شاید مجھے پروردگار نے کچھ اور کاموں کے لیے وقف کیا ہے۔''

ماہین ان لوگوں میں سے تھیں۔ جن کی زندگی میں ان کا اپنا کچھ نہیں ہوتا جوان کڑیل بھائی تھا مگر بے فکری میں زندگی گزاری۔ نہ ماں کی پروا پالی نہ جوان بہن کی فکر کی۔ اب تک جو کیا سو کیا...... باپ کے گزرنے پر بھی گھر کو گھر سمجھا نہ ماں کو ماں...... اپنی مستی میں مست رہے۔ نکما، نشے باز، شادی کیسے ہوتی اور کہاں سے ہوتی۔ اماں اس کی شادی کے نام پر بھی کانوں کو ہاتھ لگاتیں۔ اور زمانہ ایسے لوگوں پر نظر رکھتا ہے۔ اسے بھی اپنے جیسی عورت ہاتھ لگی۔ مقدر پھوڑ لیے، بری بھلی جو گلے پڑی پھنس گیا نتیجتاً آج گھر کا تھا نہ گھاٹ کا۔ دو بار لات کھائی اور لوٹ کے بدھو گھر کو آئے۔

ماہین کی اس سے پل بھر نہ بنتی...... اس کے نوالے کھٹکتے مگر وہ یہاں نہ پڑتا تو کہاں جاتا...... ماں کا جھکاؤ

غزل

خیالوں میں ترے رہنا بڑا مہنگا پڑا ہے
تری الفت کا یہ گہنا بڑا مہنگا پڑا ہے
مری آہوں میں بدلیں ساری خوشیاں
یوں آنسو کی طرح بہنا بڑا مہنگا پڑا ہے
ترے وعدوں نے مجھ کو تو دیوانہ کر دیا ہے
لباسِ عشق جو پہنا بڑا مہنگا پڑا ہے
بہاروں کی رہی ہوں منتظر، کس کو بتاؤں
غموں کی دھوپ کو سہنا بڑا مہنگا پڑا ہے
مری فریاد اب خانم سنے گا میرا مولا
کسی سے حالِ دل کہنا بڑا مہنگا پڑا ہے

شاعرہ: فریدہ خانم، لاہور

بیٹے کی طرف رہتا...... ایسے بیٹے بھلی ماؤں کو بڑھاپے کا سہارا لگتے ہیں۔ ماہین کا کیا ہے بیاہی گئی تو......

ایسے میں وہ بھول جاتیں کہ ماہین کی شادی کے بعد کچھ دن بھی ان کے لیے پہاڑ بن گئے تھے۔ اس نے سارے گھر کو سمیٹ رکھا تھا۔ بھائی اپنے قابل نہیں تھا۔ ماں کو خاک سنبھالتا۔ بات بات پر منہ کو آتا۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا گیا ہے کہ کچھ دکھ قسمت میں درج ہوتے ہیں۔ کچھ انسان خود اپنے ہاتھوں سے خریدتا ہے۔ اس گھر میں ماہین نہ ہوتی تو گھر کا شیرازہ بکھر جاتا۔ مگر مانتا کون تھا۔

اس کی نوکری اب رسک پر لگی تھی۔ بڈھا اس پر جال پھینکتا وہ دامن بچاتی اب وہ خار کھائے بیٹھا تھا۔ وگرنہ اس سے بات کا ہی نہیں ہاتھ کا بھی سہارا تھا۔ بنا کہے اس کی ہر ضرورت کو جانچ جاتی بچوں سے اس کے چاؤ چونچلے چلتے...... بہانے بہانے سے نوازتی رہی تھی۔

صفیہ بچوں سے ان کا بچپن چھیننا نہیں چاہتی تھی۔ دستِ نگر ہو کر جینے کا احساس انسان کو پورے قد

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے کھڑا نہیں ہونے دیتا مگر ماہین کے نوازنے کا انداز بڑا استحقاق، اپنائیت لیے ہوئے ہوتا۔
''خبردار تم خاموش رہو یہ خالہ بھانجوں کا معاملہ ہے۔''
یہیں آکر اس کا رنج دگنا پڑ جاتا تھا۔ دنیا اس کے بچوں کو یتیم سمجھ کر سر پر ہاتھ تو دھر دیتی تھی۔ گھر والے تو فطرہ زکوٰۃ بھی دوسروں کے لیے نکالتے، امی کی پنشن آتی تھی چار بھائی ہزار روپیہ بھی مہینہ نکالتے تو وہ کاہے کو در بدر پھرتی۔ مگر کون سمجھتا تھا شاید اسی غیریت کا انعام تھا۔ اِک بھائی بے اولاد، دوسرے پر طلاق کا ٹھپا تھا۔ ناانصافی کیسی بھی ہو انسان کے سامنے آکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ انسان نہ سمجھے وہ اور بات ہے مگر وہ ماں کے نہ رہے تو صفیہ تو پھر صفیہ تھی۔
ماہین نے کچن کا رخ کرنا چاہا تو صفیہ نے اس کے ارادے بھانپ کر ہاتھ تھام لیے۔
''میرے لیے کچھ نہ کریں عاطی کو کل رات سے بخار ہے۔ اس کو روتا چھوڑ کر آئی ہوں۔''
''کیوں روتا چھوڑ کر آئی ہو؟'' ان کا لہجہ شاکی ہوگیا۔ ''تم سے ہزار بار کہا ہے کہ بچوں کے دل کو نہ مارا کرو...... اور زینت کو بھی نہیں لائی ناں تم......'' وہ اس سے پیار بھرے شکوے کر رہی تھیں اور ساتھ، ساتھ اس کے کھانے کے لیے اہتمام اور واپسی پر بچوں کے لیے بھی بہت کچھ باندھ کر دیا۔
صفیہ نہیں چاہتی تھی اپنے چار بچوں سے ان کا بچپن چھینے سو اپنا آپ... پٹختی پھرتی۔ اسے بارہا یہی جملہ کانوں میں گونجتا۔
''جن کی مائیں ہوتی ہیں وہ کبھی یتیم نہیں ہوتے۔''
وہ دل ہی دل میں اسی جملے کو دُہراتی رہتی مگر بچے پھر بچے ہوتے ہیں۔ کبھی انہیں بہلانا مشکل پڑ جاتا ہے۔
عید کے لیے ابھی سے فرمائشیں گنوادی تھیں۔ عادی کی پکنک کی فرمائش تھی۔ اب پکنک کوئی سستی پڑتی ہے۔ ہزار کا پتا صاف ہو جاتا ہے۔ گھر والے اکثر آؤٹنگ پر جاتے مگر وہ ان لوگوں کے ساتھ جاتے تو واپسی پر بھاجوں کے منہ پھولے نظر آتے۔

شکایتوں کے دفتر کھلے ملتے۔ بچوں کو آؤٹنگ پر لے کر گئے تو عاطی نے دکان سے چپس کا پیکٹ اڑا لیا۔ بے عزت وہ ہوئے کاشی کو جھولے کا ٹکٹ دلایا تو چپکے سے بیچ کر دام کھرے کر لیے۔ عاطی، کاشی کی ایک پل نہ بنتی۔ ہر معاملے میں چھین جھپٹ چلتی...... بریانی کی پلیٹ دونوں کو الگ درکار تھی۔ گفٹ شاپ لے کر گئے تو عاطی نے دکان سر پر اٹھا لی۔ اسے مہنگی چیز درکار تھی۔ بس ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ ایسے میں اسے لگتا کہ اب تک کی مسافت لاحاصل رہی ہے۔
اس نے لاکھ بہلاوے دے کر بچوں کو ان کے ساتھ جانے سے روک دیا تھا۔ شاید انہیں یہی درکار تھا۔ اب بھاوجیں بن ٹھن کے اور ان کے بچے بنے اتراتے ہوئے جاتے، اس کے بچے منہ تاکتے۔ مگر یہ بھی تھا کہ ایک نہ دو چار بچوں کو اس مہنگائی میں خود سے ہم پلہ رکھنا دشوار تھا۔ بچے اس سے کہتے اور وہ کس سے کہتی؟
اس کے آزار ایسے نادیدہ نہ تھے۔ مگر سب کے دلوں پر جیسے مہر لگ گئی تھی۔
شاید وہ اتنی بری نہ ہوتی اگر ماں کی طرح ڈپلو میٹ ہوتی۔ اور یہی نکتہ سارے فساد کی جڑ تھا۔ امی بہوؤں کے صدقے واری جاتیں اور صفیہ کی بیری تھیں تو یہ اس کی قسمت تھی۔ جس پر کس کا بس چلتا ہے۔ اتنا تو وہ بھی جانتی تھی۔ امی دل کی بری نہیں تھیں۔ بس بیک وقت کئی کشتیوں کی سوار تھیں۔ جو رب کی ذات سے توکل کھو دیتے ہیں۔ وہ یونہی دوسروں میں سہارے تلاشتے ہیں۔

☆☆☆

کلفٹن کے گز وں پھیلے بنگلوں کے درمیان وہ اترن کی چادر لہراتی جا رہی تھی۔ جب کوئی ایک بار پھر دامن گیر ہوا۔
''اے لڑکی! کہاں گم تھیں۔ میں راستہ تکتا رہا۔''
پینتیس سال کی عمر میں کوئی اسے لڑکی سمجھتا تو یہ اس کی خوش بختی ہی کہلائی جا سکتی تھی۔ اب اس میں اس کا کیا قصور کہ وہ چار بچوں کی ماں ہو کر بھی تو لڑکی سی لگتی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"تم سے کتنی بار کہا ہے کہ میرے پیچھے نہ آیا کرو۔"

"میں نے بھی کتنی بار بتایا ہے کہ تم مجھے اچھی لگتی ہو۔"

"اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اچھی ہوں بھی۔"

یہ محض تغافل تھا ورنہ جانتی تھی کہ وہ کتنی دلکش تھی...... اس کی شکل اتنی کالی بھی نہیں تھی جتنی امی رگڑتی تھیں۔

اور یہ بات اسے دنیا نے ہی بتائی تھی کہ وہ قابلِ قبول ہے۔

"ہائے کوئی میرے دل سے پوچھے۔" اس نے سینے پر ہاتھ دھرا اور صفیہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

"کان کھول کر سن لو...... یہ میں آخری بار کہہ رہی ہوں۔ اب اگر میرے پیچھے آئے تو اچھا نہ ہوگا۔" یہ صرف دھمکی تھی ورنہ اس نے بھلا کیا بگاڑ لینا تھا۔ زیادہ سے زیادہ نوکری چھوڑ دیتی جس میں اپنا ہی نقصان تھا۔ وہ مڑ گیا اس کے تیور ہی اتنے خطرناک تھے۔ ایسے جانے کتنے اس نے موڑے تھے۔ اس سے بڑھ کر کون جانتا تھا کہ دنیا، دوسروں کی مجبوریوں کو کیش کرتی ہے مگر رستوں کی کٹھنائیوں کا دکھ صرف وہی جانتے ہیں جو خود یہ کٹھنائیاں اٹھاتے ہیں۔

یہ ماہین کا ہی مشورہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے کئی گھروں میں نوکری کرنے سے بہتر ہے کسی اعلیٰ اور پوش علاقے میں نوکری کرو۔ چار گھر کے برابر اجرت اور اترن، استعمال کی چیزیں بس یہ، وہ پھر اس مد میں ماہین کی کوششیں ہی رنگ لائی تھیں۔ بڑے لوگوں سے ان کے مراسم تھے۔ مگر بڑے لوگوں کے مزاج الامان الحفیظ۔

وہ جس بنگلے پر کام کرتی وہاں کئی نوکر تھے۔ پیسے کی بھی بہتات تھی۔ اسراف بلا کا تھا۔ الوداع پر روزہ کھلوایا۔ خیرات بانٹی۔

"اس خیرات پر پہلا حق ہمارا ہے۔" گھر کی ماسی چھمو نے کہا۔

"تمہیں ہر ماہ بھی... خیرات ملتی تو ہے جو تمہاری اوقات سے بڑھ کر ہے...." تب رعونت سے جواب ملا......

وہ اجرت کو خیرات کہہ رہے تھے۔ کون نہ تلملاتا، چھمو نے بھی منہ چلایا۔ اور لیجیے جناب ہوگئی چھٹی......

شاید ایسے ہی وقتوں کے لیے کسی دانشور نے کہا ہے کہ زبان میں ہڈی نہیں ہوتی لیکن یہ آپ کی کھوپڑی تڑوا سکتی ہے۔ یہاں کھوپڑی تو بچ گئی مگر روٹیوں کے لالے پڑ گئے۔ چھمو بھی چھوٹے، چھوٹے بچوں کی ماں تھی۔ یہ وہ جانتی تھی مگر نا انصافی سی نا انصافی تھی۔ بات وہی تھی اپنے مقدر کی سیاہی خود ہی بھگتنی پڑتی ہے۔ صفیہ ہر ماہ امی کو پندرہ سو دیتی تھی۔ اس بار امی نے لوٹا دیے۔ مانو صاف اشارہ تھا کہ اپنا چولھا چوکی الگ کرو۔ ایسے وقتوں میں اس کی نظروں کے سامنے وہ لمحات گھومتے جن میں وہ امی کے سامنے آ گئی تھی۔ ہرے برے وقت میں سب سے پہلے کھڑی ہوتی ورنہ یہ بہویں انہیں بیچ کھاتیں اور یہی نکتہ فساد کی جڑ تھا۔ جس کے سبب وہ بدزبان، امی غاصب تھیں۔ مگر وقت برا تھا جس میں سایہ بھی ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔ یہ تو پھر امی تھیں۔ جن پر ایک نہ دو، تین بہوؤں کا دباؤ تھا۔ ان کے خیال میں پندرہ سو کے عوض دن بھر کی چاکری مہنگی تھی۔ اب اِک نیا دردِ سر اس کی جان کو پڑ گیا۔ بچے بھوک سے بلبلاتے تو فون پر فون کھڑکاتے۔ وہ قسم پشتم بھاگتی کبھی کچھ لیتی آتی۔ کبھی بچا کھچا ملتا...... مگر اس میں چار بج جاتے۔ وہ گھر سے باہر لقمہ اٹھاتی تو نوالے اٹکتے، بچا کھچا جو ملتا ساتھ باندھ کر لاتی۔ بچے بھوکے ہوتے ٹوٹ پڑتے ندیدوں کے طرح...... دنیا کسی حال میں خوش نہیں رہتی، وہ تینوں چٹخارے لیتی تھیں۔

بچوں سے ان کی بدتمیزیوں کے سبب خار کھانے لگی تھیں، یہ تو ٹھیک ہی تھا بچے بگڑ رہے تھے۔ اسکول سے بھی شکایتیں آتیں، صفیہ زیادہ بھاؤ کھاتی تو عادی، کاشی، عاطی کے ہاتھ جلا دیتی۔ زینت کو دھنک کر رکھ دیتی۔ بعد میں خود بھی پھوٹ، پھوٹ کر روتی۔ ایک اس کے بیوہ ہو جانے سے جیسے سارا زمانہ پرایا ہو گیا تھا۔ نہ پیروں تلے زمین اپنی تھی نہ سر پر آسمان...... سچ تو یہ تھا کہ وہ تھکنے لگی تھی۔ کبھی کبھی دل چاہتا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کہیں دور چلی جائے...... مگر یہ اتنا آسان کب رہا تھا کہ پیروں کی زنجیریں چھنک اٹھیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپنی زندگی تو جیسے امجد کے ساتھ قبر میں جا سوئی تھی۔ جو کہتا تھا تو میری زندگی ہے، سچ مر جاؤں گا تیرے بغیر......

اس وقت وہ خود کو واقعی مقدر کی دھنی سمجھتی تھی۔

☆☆☆

عاطی کا بخار زور پکڑتا چلا گیا۔ اس نے دن رات ایک کر دیے۔ گرما کی طویل راتوں میں تنہا اسپتال کے کاریڈور میں ایک ٹانگ پر کھڑی رہی۔ ڈاکٹروں کی پرچیاں لے کر یہاں وہاں ناچتی پھری۔ تب کہیں جا کے عاطی نے آنکھیں پٹپٹائیں۔

اسپتال سے رخصت نصیب ہوئی مگر نوکری سے جواب مل گیا۔ اگرچہ وہ بار، بار فون گھما کے عاطی کی حالت کی اطلاع دیتی رہی تھی۔ مگر بڑے لوگوں کی بڑی باتیں ان کے کام پڑے رہ گئے تھے۔ کسی کو تو کرنے تھے ناں......نوکروں کی کمی نہیں ہے۔

ماہین نے سنا تو سر پیٹ لیا۔ پتا تھا اس کے گھر کا چولھا بجھ جائے گا۔ اگرچہ ان کے اپنے گھر کا چولھا بجھنے کو تھا۔ ان کا بڈھا باس انہیں اپنی محبت کا جھانسا دیتا رہا تھا۔ بار، بار کی ناکامی پر بالآخر خلاصی کا پرچا ان کے ہاتھ آ گیا۔ یہ محبت کی نہیں شرافت کی اصلیت تھی مگر ماہین کا صبر و شکر اور توکل کیا کہنے......

''رب مجھے بہت نوازے گا مگر باس نے زیادتی کا گناہ اپنے نامۂ اعمال میں لکھوا لیا ہے۔'' اور اس وقت صفیہ کے لیے اپنی روٹیوں کے لالے تھے کیا کہتی......انہوں نے کچھ سوچا پھر چپکے سے کھٹا کھٹ کاغذ پر ایک ایڈریس گھسیٹ دیا۔

اتنا تو وہ بھی جانتی تھی قدرے ایک پوش ایریا میں ماہین کی اک بیاہی بہن رہتی تھی جس کے نام پر بھی ماہین کی امی کہتیں۔ میں مر بھی جاؤں تو سمیرا کو نہ بلانا۔

''سمیرا کی بیک بون میں پرابلم ہے، اسے ایک میڈ چاہیے فی الحال کام چلاؤ پھر آگے دیکھتے ہیں۔'' وہ وہاں اگلے دن ہی چلی گئی۔

اسے سمیرا بڑی اچھی سی لگی۔ مگر بعد ازاں معلوم ہوا اس کا حسن ظاہری ہے۔ وہ ان عورتوں میں سے تھی جنہیں دنیا جہنمی کہتی ہے۔ مگر وہ دنیا کو دوسروں کے لیے جہنم بنا کے رکھتی تھی۔ سمیرا نے اپنے گھر کو بازار بنا رکھا تھا۔ ہر آئے گئے کے لیے دروازہ کھلا رہتا۔ ہر وقت اس کے کانوں سے موبائل لگا رہتا۔ سگریٹ پیتی، موبائل پر اونچے اونچے قہقہے لگاتی۔ کبھی ایک ہی کال پر ہڑ بڑا کر دوڑتی۔ کبھی اس کے گھر تالا جھولتا گھر میں دھول اڑتی رہتی۔ بچے رُلتے پھرتے۔ وہ خود گھر سے غائب رہتی۔ مگر سمیرا کے لیے ماہین کے گھر کے دروازے بند تھے۔ اس کی امی کہتیں ہمارے لیے سمیرا مرگئی۔

انہیں ماہین کے مستقبل کا خوف ستاتا......اِک بدکردار عورت کی بہن کو دنیا کیسے قبول کرے گی۔ بھائی نکما سہی بے غیرت نہ تھا تن کر کھڑا ہو جاتا......سمیرا کے کالے کرتوتوں کے سبب منہ چھپائے پھرتا...... چار لوگوں میں بیٹھنے سے ڈرتا...... دنیا کھلم کھلا تھوکتی ہے۔ انسان کس کس سے لڑے۔ جبکہ سکہ بھی خود اپنا ہی کھوٹا ہو۔ بھائی سمیرا کی شکل تک دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔

بچے لوٹ پھیر کر نانی کے گھر کا راستہ دیکھتے۔ جہاں ماہین جیسی سمیٹنے والی ہستی جو تھی۔ ماں جیسی ماسی وہ ان کی خاطر سب سے لڑ بھی لیتی۔ کئی بار صفیہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

سمیرا بچوں کو لے کر دروازے سے لوٹ گئی۔

اور یہ بھی کہ ماہین کی امی چھپ، چھپ کر روئیں وہ سمیرا سے ربط رکھتیں تو اس کی شہرت داغ دار تھی۔ پھر بیٹے سے جاتیں۔ کبھی جو کوئی بھولے بھٹکے انہیں سمجھانے بیٹھ جاتا۔ وہ بتھے سے اکھڑ جاتیں۔

''وہ ہمارے لیے مر گئی۔ آج کہا آئندہ نہ کہنا۔'' مانو دکھتا رستا ناسور کاٹ کر پھینک دیا تھا۔

حیرت تو اسے سمیرا کے شوہر عدیل پر ہوتی۔ ایسا مرد جو بیوی کے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا تھا۔ دو ٹکے کی اوقات تھی۔ اس کی شکل پر نظر پڑتے ہی سمیرا کو خار چڑھتی۔ منٹوں میں عزت اتار کر رکھ دیتی۔ کیا مجال جو وہ لب کھول لے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں تو ہوں ہی بری...... وہ رہا دروازہ اٹھا اپنا بوریا بستر......اور راستہ ناپ۔''

جانتی جو تھی، اس کا پچھلا کھوکھلا ہے۔عدیل کو بھی اپنا وہ وقت یاد تھا۔ جب اس نے سچ مچ غیرت میں آکر گھر چھوڑ دیا اور پھر رُلتا پھرا تھا۔اپنے گھر پر بھی دو بھائی قابض تھے۔بہنیں بیاہی گئیں۔ سمیرا اپنے کالے کرتوتوں کے سبب وہاں سے نکلی تھی۔

اب مکان کے دروازے پر نظر تھی۔مگر حصہ دیتی تھی ان کی جوتی۔عدیل کی کمزوری سے سمیرا کو شہ ملی تھی۔وہ اپنی من مانی کرنے کی عادی ہوگئی تھی۔

میاں کی تنخواہ محدود مگر گھر میں پیسے کی ریل پیل تھی۔عدیل نے گھر کی ڈپلی کیٹ چابی بنوا رکھی تھی۔ تاکہ گھر لوٹے تو تالا کھول کر اندر بیٹھ جائے۔ بھوک ستاتی تو بچوں کو لے کر یہاں وہاں کھانا کھانے نکل جاتا۔سمیرا کا انتظار فضول تھا۔ایسے میں سمیرا کا موبائل بند ہوتا۔سمیرا لوٹتی تو ہوٹل کا کھانا لٹکاتی آتی۔گھر میں ہوتی تو عدیل کی پیٹھ مڑتے ہی گھر میں آمد و رفت شروع ہوجاتی۔ اگرچہ موجودگی میں بھی اس نے کیا بگاڑ لینا تھا۔مانو اِک خاموش سمجھوتا......

صفیہ کو حیرت ہوتی۔عدیل اِک مکمل انسان تھا بلکہ نادر و نایاب عزت، شرافت سبھی کچھ تو تھا۔مگر وہ سمیرا کے دل کو چڑھا ہی نہیں۔ جو فطرتاً سرکش تھی۔ نئے جہانوں کی تلاش میں رہتی۔ یہی نکتہ ساری خرابی کی جڑ تھا۔اور ایسے ہی معاملات کے لیے ماہین نے بھلے وقتوں میں کہا تھا کہ یہ سارے دل کے فیصلے ہوتے ہیں۔ جب دل خالی ہوجائے تو انسان صفر ہوجاتا ہے۔

وہی معاملہ تھا مگر دلوں میں جھانک کر دیکھتا کون ہے؟ بس اس نے مارے باندھے وہاں کچھ دن نمٹائے تھے ہوا تو کچھ نہیں تھا۔بس چھوٹی سی بات بڑھ کر گمبھیر صورت اختیار کرگئی تھی۔

رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ رحمتوں بھرے عشرے میں اس کے روزگار کی سبیل بن گئی تھی۔ مگر ٹائمنگز افطار کے بعد ڈنر تک پر چلتیں اسے افطار کے ساتھ ڈنر تک کا انتظام کرکے لوٹنا ہوتا......نئی، نئی نوکری تھی وہ ہر پل محتاط رہتی، خاموش پالیسی......

دوسرا عشرہ چل رہا تھا، امی کا فون اس کے پاس افطار سے کچھ دیر قبل آیا تھا۔ عاطی نے عادی کو سیڑھیوں سے دھکا دے دیا تھا۔

صفیہ کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔روزہ اسٹاپ پر افطار ہوا مگر اس کے حلق سے ایک کھجور بھی ڈھنگ سے نہ اتر سکی۔وہ ہانپتی کانپتی گھر سے قریبی کلینک پر پہنچی تھی۔عادی کو چار ٹانکے آئے تھے۔بعدازاں معلوم ہوا کہ عادی، عاطی نے مل کر کسی کا موبائل اڑایا تھا۔چھین جھپٹ میں عاطی نے غصے سے عادی کو دھکا دے دیا۔ مگر اس بار چاروں بھائی تن کر کھڑے ہوگئے۔ خود انہوں نے جو کیا سو کیا مگر ان کا گھر بدنام و ذلت صفیہ کے بچوں سے ہوتی تھی۔صفیہ نے اسی رات اپنا سامان باندھ لیا تھا۔اللہ کی زمین بہت بڑی ہے۔

اور یہ شاید پہلی بار تھا کہ امی اس کے لیے کھڑی ہوئی تھیں۔ وہ صفیہ کے ساتھ جائیں گی۔وہ جوان جہان بچوں کے ساتھ اکیلی رُلتی پھرے گی۔ مگر وہ اور تن گئے۔

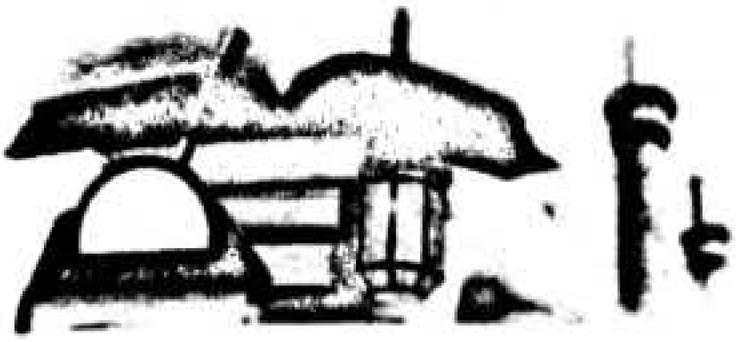
ان کی بیویوں کو امی سے سو سکھ تھے بھلے دو ٹکے کی اوقات کر رکھی تھی مگر بیٹی کے ساتھ رہ پڑنے میں دنیا انہیں تھوکتی۔ بڑے نے صاف کہہ دیا اگر وہ صفیہ کے ساتھ گئیں تو صفیہ کے ساتھ ساتھ ان کے لیے بھی اس گھر کے دروازے بند......

اسی بات پر امی کی گٹھریوں کا منہ کھل گیا تھا۔ قسمت نے انہیں کئی کشتیوں کا سوار بنا رکھا تھا۔وہ ایک پر قدم رکھتیں تو دوسری ڈول جاتی یہیں آکر اماں مار کھا جاتیں۔

کبھی کسی نے کہا تھا کہ جن کی مائیں ہوتی ہیں وہ کبھی یتیم نہیں ہوتے۔

مگر جن کی بیٹیاں بدبخت ہوتی ہیں وہ مائیں......؟ شاید یونہی ڈولتی کشتیوں کی سوار ہوتی ہیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



اختر شجاعت

محبت تعظیم اور نسبت سرور کونین ﷺ

سب تعریف اس اللہ کے لیے جو بلند و برتر ہے۔ اے میرے معبود! عزت تیرا ہی جامہ ہے اور عظمت تیری ہی ردا ہے۔

تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ کی بعثت سے ہم پر وہ احسان فرمایا جو نہ گزشتہ امتوں پر کیا اور نہ پہلے لوگوں پر۔

اے اللہ! تو رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر...... جو تیری وحی کے امانت دار تمام مخلوقات میں تیرے برگزیدہ، تیرے بندوں میں پسندیدہ، رحمت کے پیشوا...... خیر وسعادت کے پیرو اور برکت کا سرچشمہ ہیں۔ تیری راہ میں اپنے جسم کو ہر طرح کے آزار کا نشانہ بنایا، تیری دعوت دینے کے سلسلے میں اپنے عزیزوں سے دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ دور دراز کی طرف ہجرت کی تاکہ تیرے دین کو مضبوط کریں۔ زحمتیں برداشت کیں، تکلیفیں اٹھائیں۔ یہاں تک کہ تیرا دین غالب اور تیرا کلمہ بلند ہو کر رہا۔

اے اللہ! انہوں نے تیری خاطر جو کوششیں کیں ان کے عوض انہیں جنت میں ایسا بلند درجہ عطا کر کہ کوئی مرتبے میں ان کے برابر نہ ہو سکے اور نہ منزلت میں ان کا ہم پایہ قرار پا سکے اور ان کے اہلِ بیت اطہار اور مومنین کی جماعت کے بارے میں جس قابل قبول شفاعت کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اس وعدے سے بڑھ کر انہیں عطا فرما...... اے وعدے کے نافذ کرنے والے، قول کے پورا کرنے اور برائیوں کو کئی گنا زائد اچھائیوں سے بدل دینے والے بے شک تو فضلِ عظیم کا مالک ہے۔

(سرور کونین ﷺ کے لیے حضرت امام زین العابدینؒ کی دعا تحمید وستائش کے بعد)

سرور کونین ﷺ کی ذات بابرکات عالی صفات تمام اخلاق وخصائل صفات جمال میں اعلیٰ ہیں۔ ان تمام کمالات ومحاسن کا احاطہ کرنا اور بیان کرنا انسانی قدرت وطاقت سے باہر ہے۔ آپ ﷺ علم وحکمت کے سب سے زیادہ جاننے والے سب سے زیادہ محترم، منصف، حلیم و بردبار سب سے زیادہ پاک دامن، لوگوں کو نفع پہنچانے والے لوگوں کی ایذا رسانی پر صبر و تحمل کرنے والے، سب سے زیادہ حسین، بہادر اور فیاض تھے۔ اعلیٰ ترین اخلاق کا نمونہ تھے۔ سب سے زیادہ کریم، سخی اور توکل اتنا زیادہ تھا کہ کبھی دوسرے دن کے لیے کسی چیز کا ذخیرہ نہیں کیا۔

آپ ﷺ حق تعالیٰ کا ذکر ہر لحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے۔ ہمیشہ یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ ﷺ کی ہر بات یادِ حق، حمد وثنا، توحید وتمجید، تسبیح و تقدیس اور تکبیر وتہلیل میں ہوتی تھی۔ اٹھنا، بیٹھنا کھڑا ہونا، لیٹنا، کھانا، پینا، سونگھنا، آنا، جانا سفر واقامت... پیدل وسواری غرضیکہ کسی بھی حالت میں ذکرِ حق جدا نہ تھا۔

سب سے اہم بات جو قابلِ ذکر ہے کہ مدینہ منورہ کی وہ زمین جو حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک سے متصل ہے تمام علما کے نزدیک سب جگہوں سے افضل ہے کہ یہ حصہ زمین کا جو حضور پاک ﷺ کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے۔ بیت اللہ سے بھی افضل ہے بلکہ عرش معلی سے بھی افضل ہے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ مکان سے بے نیاز ہے اور زمین

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے اس حصے میں حضور اقدس کا جسم مبارک موجود ہے۔

آپ ﷺ کی مدحت بیان نہیں ہوسکتی حقیقت میں تو وہ عظیم الشان رب جس نے آپ ﷺ کی تخلیق فرمائی ہے۔ اس عظیم رب نے اپنے پاس پہنچنے کا راستہ ہی اتباعِ رسول ﷺ اختیار کرنے کو کہا ہے۔ اس عظیم رب کو وہی پہچان سکتا ہے جو اس کے محبوب کی شان کو جانتا ہو۔ عیسائی، یہودی، مشرکین سالہا سال عبادت کریں مگر نہ تو وہ عارف ہو سکتے ہیں اور نہ عابد کیونکہ وہ نبی پاک ﷺ کو پہچانے بغیر عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے مثل خالق ہے اور حضور اقدس ﷺ بے مثل مخلوق...... افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ آج موجودہ دور کے مسلمان جہاں اور باتیں بھول چکے ہیں وہاں وہ آقائے دو جہاں ﷺ کی شان اور ان کی عظمت سے بھی غافل ہو گئے ہیں۔ دنیا کے تمام ہادیوں میں یہ خصوصیت صرف ہمارے آقا نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات پوری امت کے لیے دائمی نمونہ اور سرچشمۂ ہدایت ہے۔

مختلف مذاہب کے بانیوں کی سیرتوں کا مطالعہ کریں تو ان میں دلچسپ تصویریاں، حکایتیں اور باتیں ملیں گی مگر جو چیز ان میں نہیں ملے گی وہ عمل، کام اور اپنے احکام کو خود کر کے دکھانا ہے۔

جبکہ آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ درحقیقت قرآن کی عملی تفسیر ہے جو حکم آپ کو اپنے رب کی طرف سے ملا سب سے پہلے آپ ﷺ نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔

لوگوں کو عبادت کی ہدایت فرمائی تو خود کا یہ حال تھا کہ مہینوں غارِ حرا میں اور شب و روز اپنے گھر میں عبادت میں مشغول رہے۔ جبکہ خشوع وخضوع کا یہ عالم کہ پوری رات عبادت میں گزر جاتی' آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے۔

غریبوں پر خرچ کا حکم دیا تو آپ کی محبت وشفقت کی یہ حالت تھی کہ ایک دفعہ بحرین سے خراج آیا تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد کے صحن میں ڈال دیا جائے۔ فجر کی نماز کے بعد آپ نے تقسیم کرنا شروع کیا اور جب سارا ختم ہوگیا تو دامن جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اگر آپ ﷺ نے زہد و قناعت کی تعلیم دی تو آپ کا طرزِ عمل یہ کہ عرب کے گوشے، گوشے سے جزیہ، خراج، عشر، زکوٰۃ، صدقات کی بھاری، بھاری رقوم آ رہی تھیں مگر آپ ﷺ سلطانِ عرب کے گھر میں وہی فاقہ وہی فقر تھا خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلانا آپ ہی کی عادت تھی۔ مہینوں آپ کے گھر میں چولھا نہ جلتا صرف کھجور اور پانی پر گزارہ ہوتا۔ دشمنوں کے ساتھ ایثار و ہمدردی کا یہ عالم کہ مکہ میں شدید قحط کے موقع پر آپ ﷺ نے غلہ مدینہ منورہ سے مکہ روانہ فرمایا...... فتح مکہ کے موقع پر اپنے جانی دشمنوں کو یہ کہہ کر معاف کر دیا کہ جاؤ آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں آپ خود شریک رہے۔ دوسرے اگر بھوکے ہوتے تو آپ کے شکم مبارک پر بھی پتھر بندھے ہوتے۔

صرف آپ کی زندگی ایسی ہے کہ جس کا ہر حصہ دنیا کے سامنے ہے۔

☆☆☆

نسبت، محبت اور تعظیم یہ تین الفاظ اپنے اندر جو مفہوم لیے ہوتے ہیں اگر ہم ان کی روح کو سمجھ لیں تو بہت کچھ روشن ہو جائے گا۔ تو آئیں ہم ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

نسبت: نسبت ایک عظیم حقیقت ہے عالی نسبتوں سے بے قیمت چیزیں قیمتی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ ملکوں اور مذہبوں کی نسبت سے قومیں پہچانی جاتی ہیں۔ اور قوموں کی نسبت سے افراد پہچانے جاتے ہیں۔ ہر رشتے کی نسبت سے اس کی تعظیم وتکریم کی جاتی ہے۔ نسبت ایک مضبوط بنیاد ہے۔ اور اسلامی معاشرے کا قیام اور بقا بھی نسبتوں کی پاسداری پر ہے۔

دنیا کے عجائب خانوں میں شوکیسوں میں سجی کتابیں، سکے، ہتھیار، فنونِ لطیفہ کے نمونے، ٹوٹے پھوٹے ٹھیکرے، پھٹے پرانے کپڑے، ان چیزوں کو کس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے اتنا باوقار بنا دیا؟ نسبت اور صرف نسبت نے۔

اللہ نے ہم کو بار، بار نسبتوں کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ رمضان المبارک کی ایک اہمیت یہ بتائی گئی ہے کہ اس میں قرآن پاک نازل ہوا۔ (سورۂ بقرہ آیت 185) تو اس کو نزولِ قرآن سے نسبت ہے۔ آبِ زم زم کو حضرت اسماعیلؑ کے نقشِ پا سے نسبت ہے۔ اسی نسبت نے اس کو اتنا محترم بنا دیا ہے کہ طواف کرنے والا اس سے اپنی پیاس بجھا رہا ہے۔ صدیاں بیت گئیں زم زم کی تلاش میں سب کو اسی نسبت کی تلاش ہے ورنہ پانی تو ہر جگہ مل جاتا ہے مگر پانی، پانی برابر نہیں۔ نسبتوں سے پست بلند ہو جاتے ہیں۔

ازواجِ مطہرات بھی بظاہر عورتیں ہی تھیں۔ لیکن حضور انور ﷺ کی نسبت نے ان کو کیا سے کیا بنا دیا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ ”اے نبی کی بیویو! تم تمام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔“ (سورۂ احزاب آیت 32)

مٹی کی کیا حقیقت ہے مگر جب یہی مٹی حضرت جبرائیلؑ کے گھوڑے کے سموں سے مس ہوتی ہے تو تریاق اور اکسیر بن جاتی ہے۔ جس بے جان میں ڈالیں اس کو زندہ کر دے۔ (سورۂ طہٰ آیت 96)

حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے استعمال کی چیزیں ایک لکڑی کے صندوق میں رکھی گئی ہیں جس کو فرشتوں نے اٹھایا اور جس کی شان یہ بتائی گئی کہ میدان جنگ میں بنی اسرائیل اس کو آگے، آگے رکھتے اور اس کی برکت سے فتح و نصرت پاتے۔ (سورۂ بقرہ آیت 248)

حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی یہ شان کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ناقتہ اللہ (اللہ کی اونٹنی) فرمایا۔ (سورۂ اعراف آیت 73) اور اس کو ایذا دینے والی قوم ثمود کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ قوم کو ہدایت کی گئی تھی کہ اور اسے بری طرح ہاتھ نہ لگانا کہ تم کو دردناک عذاب پہنچے گا۔ (سورۂ ہود آیت 64) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جن افراد کو یا اشیا کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص نسبت سے نوازے اس کو بری نیت سے ہاتھ لگانا بھی عذابِ الٰہی کو دعوت دینا ہے چہ جائیکہ ان کی شان میں گستاخیاں کرنا اور ان کی جناب میں بے ادبی سے پیش آنا جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت صالحؑ کی اونٹنی کا یہ احترام ہے تو رسول اللہ ﷺ بیت اللہ اور کتاب اللہ کا کتنا زیادہ احترام ہوگا! اللہ نے کس، کس کو اپنا بنایا غور کرتے جائیں اور ادب کرتے جائیں۔

اب صرف اس ایک بات پر غور فرمائیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول اپنا محبوب بنایا۔ اس نسبت نے ان کو اتنا بلند کر دیا کہ ان کے حضور اونچی آواز سے بولنے والے کے نیک اعمال برباد ہو رہے ہیں۔ (سورۂ حجرات آیت 23)

جس ذات کو جس کتاب کو جس گھر کو جس دن کو جس نشان کو اللہ سے نسبت ہے ہمیں سب کی تعظیم و تکریم کرنی ہے۔ ہمیں سب کا ادب کرنا ہے، اللہ رب العزت کا یہی حکم ہے۔ اللہ کے رسول کی یہی سنت ہے صحابہ کا یہی عمل ہے۔ ان چیزوں سے توجہ ہٹانا اللہ سے توجہ ہٹانا ہے۔

یہاں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ اگر کتے بھی اللہ کے محبوبوں کے محافظ و دربان بن جائیں تو محترم ہو جاتے ہیں۔

قرآن کریم میں اصحابِ کہف اور ان کے کتے کا واقعہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ اصحابِ کہف کو اللہ نے اپنی عجیب نشانی قرار دیا۔ (سورۂ کہف، 9) اور ان کے کتے کا اس پیارے انداز سے ذکر فرمایا۔ ”اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔“ (سورۂ کہف 18) جو اللہ کا ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی نشانی بن جاتا ہے۔ اور جو اُن کے دامن سے وابستہ ہوتا ہے وہ بھی اللہ کا مذکور بن جاتا ہے۔ اس کتے نے محبوبوں کے دامن سے وابستہ ہو کر وہ سبق سکھایا جو ہمیں نہیں آتا...... افسوس ہم تو اس کتے جیسے بھی نہ ہو سکے۔

☆☆☆

صحابہ کرام قرآن حکیم کے رمز شناس (اشارہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پہچاننے والے) تھے اور محمد ﷺ کے ادا شناس ہم ان صحابہ کرامؓ کو دیکھیں اور نسبت، ادب اور محبت کا سبق ان سے سیکھیں۔

حضرت عمر فاروقؓ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں...... ''میں رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھتا تو ہرگز نہ چومتا۔'' اسی لیے حجر اسود کا یہ ادب ہے کہ اگر اس سے ہاتھ مس نہ ہو سکے تو اپنی ہتھیلیوں کو حجر اسود کے سامنے کر کے اپنے ہاتھ چوم لیے جائیں۔ یہ نسبت کا کمالِ ادب ہے۔

حضرت عروہ بن مسعودؓ جب انہوں نے پہلی بار سرکار دو عالم ﷺ کی زیادت کی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضور انور ﷺ کے وضو کے پانی کو لپکنے کے لیے ایک خلقت ٹوٹی پڑ رہی ہے...... کوئی چہرے پر مل رہا ہے کوئی ہاتھ پر مل رہا ہے عجب ذوق شوق کا عالم ہے۔

ایک روز حضرت بلال حبشیؓ حضور انور ﷺ کے وضو کا پانی ایک لگن میں لیے باہر آئے تو صحابہ کرام ٹوٹ پڑے جس کو یہ پانی مل گیا اس نے اپنے چہرے پر مل لیا۔ نہ ملا تو دوسرے صحابی کے ہاتھوں کی نمی ہی کو مس کر کے چہرے پر مل لیا۔ اس پانی کو سرکار دو عالم ﷺ کے چہرۂ انور سے نسبت ہو گئی تو یہ اتنا مقدس ہو گیا ہو... کہ صحابہ کرامؓ اپنے، اپنے چہروں پر مل رہے ہیں۔ سبحان اللہ! حضور اکرم ﷺ نے منیٰ میں سر مبارک کے حلق کروایا۔ نصف موئے مبارک حضرت ابو طلحہ انصاریؓ کو عطا فرمائے اور نصف ازواج مطہرات اور تمام صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیے۔ ہر ایک کو ایک، ایک یا دو، دو ملے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ موئے مبارک برکت کے لیے اپنی ٹوپی میں رکھ لیے۔ اور ان کی برکت سے ہر مہم میں فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے۔

ان موئے مبارک کی یہ عزت اور احترام اس لیے تھا کہ وہ حضور اکرم ﷺ سے نسبت رکھتے تھے۔

حضرت عبیدہؓ فرماتے ہیں کہ میرے پاس سرکار دو عالم ﷺ کا ایک موئے مبارک، ہونا دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے وصیت فرمائی کہ حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک، تراشہ ناخن ان کے گلے، منہ اور سجدے کی جگہوں پر رکھے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت انسؓ کے پاس ایک لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں وہ حضور اکرم ﷺ کو پانی پلایا کرتے تھے اس میں لوہے کا ایک کنڈا تھا۔ جب حضرت انسؓ نے اس کنڈے کو بدلنا چاہا تو حضرت طلحہؓ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا کیونکہ اس کنڈے کو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک لگایا تھا۔

ایک صحابی نے سرکار دو عالم ﷺ کی چادر شریف اس لیے مانگی کہ وہ اس میں کفنائے جائیں۔

حضرت بلال حبشیؓ جب ملک شام سے مدینہ منورہ شریف حاضر ہوئے تو سرکار دو عالم ﷺ کی قبر مبارک سے لپٹ گئے زار و قطار رونے لگے اور چہرہ مبارک خاک آلود ہو گیا...... مگر یہ خاک حضور اکرم ﷺ کی نسبت سے انتہائی محترم ہو گئی۔

حضرت ابن عمرؓ کی عادت تھی کہ وہ منبر شریف پر سرکار دو عالم ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ کو اپنے ہاتھوں سے مس کر کے چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔ حضرت امام مالکؒ مدینہ شریف میں سواری پر نہ چلتے اور فرماتے...... مجھے شرم آتی ہے کہ جس زمین پر سرکار دو عالم ﷺ چلے ہوں اس کو اپنے جانور کے سموں سے روندوں...... اللہ اکبر...... صحابہ کرام اور تابعین کے دلوں میں اس قدر محبت اور نسبت کا احترام تھا۔ افسوس ہم کہاں سے کہاں چلے گئے۔

نسبتیں ایک قسم کے لنگر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سے ہمارے ایمان و یقین کے جہازوں کو باندھا ہے تو اپنے دل میں وسوسوں کو جگہ نہ دو۔ نسبتوں کے دامن تھام لو...... سمجھ لو کہ کس قدر محبت، تعظیم اور نسبت کا احترام بتایا گیا ہے...... جس نے اس چیز سے دامن چھڑایا بھٹک گیا کیونکہ اگر اللہ کے محبوبوں سے نسبت ہے تو ہر اس چیز اور ہر اس عمل سے محبت ہو گی جس سے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

محبوب کو نسبت ہوگی۔

جب انصار نے مال و دولت جمع کر کے حضور اکرم ﷺ کے ذاتی مصارف کے لیے پیش کرنا چاہا تو آپ نے یہ مال و دولت واپس کرتے ہوئے فرمایا......

''میں اس (تبلیغ رسالت اور ارشاد و ہدایت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔'' (سورۂ شوریٰ آیت نمبر 23)

☆☆☆

کسی بھی شخصیت سے جب تک محبت نہ ہو اس کی عظمت کا نقش دل میں نہ بیٹھے اس کے حضور ادب، کا جذبہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جب محبت کی بات کی تو اپنی اور اپنے حبیب کریم ﷺ کی محبت کا ایک ہی معیار رکھا...... دو معیار نہ رکھے...... تاکہ آپ کی قدر و منزلت کا بخوبی احساس ہو جائے۔

ایمان لانے کے بعد تعظیم و توقیر کا ذکر فرمایا...... ''اے مسلمانو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ...... اور اس کی مدد کرو...... اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح شام......'' (سورۂ فتح آیت 9)

اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا کہ جو لوگ ایمان لانے والے ہیں، تعظیم کرنے والے ہیں، اطاعت و پیروی کرنے والے ہیں بامراد ہیں۔

''سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو اُن کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔'' (سورۂ اعراف آیت 157)

نبی اکرم ﷺ کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اس رسول ﷺ کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی......'' (سورۂ نساء آیت 80) تو یہ بات کہہ کر آپ کی عظمت کو بڑھایا...... مقصود و مطلوب آپ کی محبت و اطاعت ہے۔ جس نے آپ سے محبت کی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ اور جس نے آپ کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ کا محبوب بن گیا۔ قرآن کریم کا دامن حضور اکرم ﷺ کے فضائل اور کمالات کے موتیوں سے بھرا ہوا ہے۔ بس دیکھنے کے لیے نظر چاہیے۔

☆☆☆

صحابہ کرام اول تا آخر محبوبِ خدا ﷺ سے والہانہ محبت کرتے تھے اور اسی محبت کا کرشمہ تھا کہ انہیں اپنی جان کی پروا نہیں تھی نہ مال و اولاد کی...... وہ دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کو عزیز جانتے تھے۔ انہوں نے جس والہانہ عشق و محبت کا مظاہرہ کیا انسانی تاریخ آج تک اس کی نظیر پیش نہیں کر سکی اور نہ ہی قیامت تک اس بے مثال محبت کے مظاہرے نظر آئیں گے۔ حضور اکرم ﷺ اپنے فرض وصال میں جب تین دن تک حجرۂ مبارک سے باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزانہ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کرتی تھیں آپؐ کی ایک جھلک دیکھنے کو ترس گئیں...... بالآخر وہ مبارک لمحہ حالت نماز میں انہیں نصیب ہو گیا۔

''تمام صحابہ کرامؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتدا میں حسبِ معمول باجماعت نماز ادا کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے قدرے افاقہ محسوس کیا تو آپ نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر کھڑے، کھڑے ہمیں دیکھنا شروع فرمایا۔ گویا آپ ﷺ کا چہرۂ انور قرآن کا ورق ہو پھر مسکرائے۔'' تو حضرت انسؓ اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''حضور نبی کریم ﷺ کے دیدار کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم لوگ نماز چھوڑ بیٹھتے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی ایڑیوں پر پیچھے پلٹے تاکہ صف میں شامل ہو جائیں اور انہوں نے یہ سمجھا کہ حضور ﷺ نماز کے لیے باہر تشریف لانے والے ہیں۔

تو ان پُرکیف لمحات کی منظر کشی روایت میں یوں کی گئی ہے کہ ''جب (پردہ ہٹا) آپ کا چہرۂ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔''

''ہم دورانِ نماز آپ ﷺ کے باہر تشریف لانے کی خوشی میں حیرت زدہ ہو گئے (یعنی نماز کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

طرف توجہ نہ رہی)''
''پس قریب تھا یعنی ہم نے ارادہ کرلیا کہ (دیدارِ رسول اللہ کی خاطر) نماز چھوڑ دیں۔''
''تمام صحابہ کرامؓ کی توجہ آپ ﷺ کے حجرۂ مبارک کی طرف مرکوز تھی۔ جب انہوں نے پردے کا سرکنا محسوس کیا تو تمام نے اپنے چہرے حجرۂ انور کی طرف کرلیے۔''
''آنحضرت ﷺ کے دیدار سے ہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے...... کہ آپ ﷺ نے پردہ نیچے ڈال دیا۔''
قریب تھا کہ لوگوں میں اضطراب پیدا ہوجاتا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اپنی، اپنی جگہ کھڑے رہو۔''
صحابہ کرام نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کرلیا تھا۔ مگر آپ ﷺ نے انہیں نماز کو پورا کرنے کا حکم دیا۔

☆☆☆

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب پہلی بار لوگوں کے درمیان (مکہ معظمہ میں) کھڑے ہوکر خطبہ دینا شروع کیا تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوگوں کو بلایا...... اس وقت رسول اللہ ﷺ بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ تب کفار نے آپؓ پر حملہ کردیا اور حضرت ابوبکرؓ کو اس قدر تشدد کیا کہ آپ خون میں لت پت ہوگئے...... اور جب محسوس کیا کہ آپؓ شاید اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگئے تو چھوڑ کر چلے گئے۔ تب خاندان کے لوگوں کو پتا چلا تو وہ انہیں اٹھا کر لائے...... آپ کے گھر والے آپ کے... ہوش میں آنے کے انتظار میں تھے مگر جب آپ کو ہوش آیا اور آنکھ کھولی تو آپ کی زبان پر سب سے پہلا یہ جملہ تھا کہ ''رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟''
تمام خاندان والے اس بات پر ناراض ہوگئے کہ ہم تو اس کی فکر میں ہیں کہ مگر اسے کسی اور کی فکر ہے اور آپ کی والدہ آپ کو کھانے پینے کے لیے اصرار کرتیں تو آپ کا ہر مرتبہ ایک ہی جواب ہوتا کہ اس وقت تک کچھ کھاؤں پیوں گا نہیں جب تک رسول اللہ کی خبر نہیں مل جاتی کہ وہ کس حال میں ہیں؟ تب آپ کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے دوست کی خبر نہیں کہ وہ کیسے ہیں؟
تب حضرت ابوبکرؓ نے والدہ سے کہا کہ حضرت ام جمیلؓ بنت خطاب سے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں پوچھ کر آؤ۔ آپ کی والدہ ام جمیلؓ کے پاس گئیں اور تمام ماجرا ان سے بیان کیا۔
تب حضرت ام جمیلؓ آپ کی والدہ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس تشریف لائیں آپ کی حالت دیکھی تو کہنے لگیں۔ ''مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ ضرور ان سے تمہارا بدلہ لے گا۔''
آپؓ نے فرمایا...... ''ان باتوں کو چھوڑو مجھے صرف یہ بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟''
تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ محفوظ اور خیریت سے ہیں۔'' تب آپؓ نے کہا'' کہ اس وقت آپ ﷺ کہاں ہیں؟''
انہوں نے عرض کیا کہ'' آپ ﷺ دارارقم میں ہی تشریف فرما ہیں۔'' آپؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ ''میں اس وقت کچھ نہیں کھاؤں گا جب تک میں آپ ﷺ کو ان آنکھوں سے بخیریت نہ دیکھ لوں۔'' تب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سہارا دے کر دارارقم لایا گیا۔
جب حضور انور ﷺ نے اپنے اس عاشقِ زار کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھ کر تھام لیا اور آپ نے جھک کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بوسے لینا شروع کردیے۔ تمام مسلمان سب آپ کی طرف لپکے اپنے عزیز دوست کو زخمی حالت میں دیکھ کر حضور انور ﷺ پر عجیب رقت طاری ہوگئی۔
حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا...... ''میری والدہ حاضرِ خدمت ہیں ان کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دولتِ ایمان سے نوازے......'' آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ ایمان لے آئیں۔
ایک بار حضور انور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں...... خوشبو...... نیک خاتون اور نماز جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔''

تب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ سنتے ہی عرض کیا۔ ''یارسول اللہ مجھے بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں۔

آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کو تکتے رہنا...... اللہ کا عطا کردہ مال آپ ﷺ کے قدموں میں نچھاور کرنا اور میری بیٹی کا آپ ﷺ کے نکاح میں آنا۔''

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی تینوں خواہش پوری فرمادیں۔

آپؓ کی صاحبزادی حضرت عائشہؓ کو حضورِ اقدس ﷺ نے اپنے نکاح میں قبول فرمالیا...... سفر میں بھی آپ کو نبی اکرم کی رفاقت نصیب ہوئی یہاں تک کہ غارِ ثور میں بھی آپ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ تھے۔ اور مزارِ مبارک میں بھی آپ کو دائمی رفاقت نصیب ہوئی۔ اسی طرح مالی فراوانی بھی آپ کو نصیب ہوئی کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے جس قدر نفع ابوبکرؓ ...... کے مال نے دیا ہے اتنا کسی اور کے مال نے نہیں دیا۔''

حضرت بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے والد سارا دن آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہتے جب عشا کی نماز سے فارغ ہوکر گھر آتے تو جدائی کے یہ چند لمحات کاٹنا بھی ان کے لیے دشوار ہوجاتا۔ وہ ساری رات بے چین اور بے تاب رہتے اور یہ کیفیت اس وقت تک رہتی جب تک وہ حضور اقدس ﷺ کے چہرۂ اقدس کو دیکھ نہ لیتے۔ علامہ اقبالؒ حضور اقدس ﷺ کی محبوبیت اور آپ کے ہجر کے سوز و گداز کو یوں بیان فرمایا ہے۔

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی دل و جگر کی تقویت کا باعث بنتی ہے اور شدت اختیار کر کے خدا سے بھی زیادہ محبت بن جاتی ہے تو بھی آپ ﷺ کے عشق کا ذرہ حق تعالیٰ سے طلب کر اور وہ تڑپ کر مانگ جو حضرت صدیق اکبرؓ اور مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ میں تھی۔

☆☆☆

ایک بار حضرت عمر فاروقؓ عوام کی خدمت کے لیے رات کو نکلے تو آپ نے ایک گھر میں دیکھا کہ چراغ جل رہا ہے اور ایک بوڑھی خاتون اون کاتتے ہوئے ہجر و فراق میں ڈوبے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہیں۔

ترجمہ: ''محمد ﷺ پر اللہ کے تمام ماننے والوں کی طرف سے سلام ہو اور تمام متقین کی طرف سے بھی......

آپ راتوں کو اللہ کی یاد میں کثیر قیام کرنے والے اور سحری کے وقت آنسو بہانے والے تھے۔ ہائے افسوس......! اسباب موت متعدد ہیں...... کاش مجھے یقین ہو کہ روزِ قیامت مجھے آقا ﷺ کا قرب نصیب ہوسکے گا۔'' یہ اشعار سن کر حضرت عمر فاروقؓ بے اختیار حضور کی یاد میں زار و قطار رو پڑے۔ پھر انہوں نے دروازے پر دستک دی۔ خاتون نے پوچھا...... ''کون؟''

آپؓ نے کہا۔ ''عمر بن خطاب''

خاتون نے کہا...... ''رات کے ان اوقات میں عمر کو یہاں کیا کام؟''

آپؓ نے فرمایا...... ''اللہ تجھ پر رحم کرے تو دروازہ کھول تجھے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔'' اس عورت نے دروازہ کھولا آپؓ اندر داخل ہوئے اور فرمایا۔ ''تم جو اشعار ابھی پڑھ رہی تھیں انہیں دوبارہ پڑھ۔'' اس عورت نے جب دوبارہ وہ اشعار پڑھے تو آپؓ کہنے لگے۔ ''اس مسعود و مبارک اجتماع میں مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کرلے اور یہ کہہ کر کہ ہم دونوں کو آخرت میں حضور ﷺ کا ساتھ نصیب ہو اور اسے معاف کرنے والے عمرؓ کو معاف کردے۔'' اس کے بعد چند دن تک حضرت عمر فاروقؓ کی طبیعت خراب رہی اور صحابہ کرامؓ آپ کی عیادت کو آتے رہے۔

صحابہ کرام کے نزدیک یہی ایمان تھا اور یہی دین کہ وہ کسی بھی شے سے حضور نبی اکرم ﷺ کی نسبت کے بغیر اپنا تعلق قائم نہیں کرتے تھے۔

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ معظمہ بھیجا کہ کفار و مشرکین سے مذاکرات کریں۔ کفار نے پابندی لگادی تھی کہ اس سال حضور ﷺ اور صحابہ کرام کو مکے میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ حضرت عثمان غنیؓ سفیرِ رسول بن کر مذاکرات کے لیے حرم کعبہ پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ اس سال آپ لوگ حج نہیں کر سکتے تاہم کفار مکہ نے رواداری برتتے ہوئے حضرت عثمان غنیؓ سے کہا کہ چونکہ آپؓ آگئے ہیں اس لیے حاضری کے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو طواف کی اجازت دیتے ہیں...... لیکن آپؓ نے کفار کی اس پیشکش کو بڑی شانِ بے نیازی سے ٹھکرا دیا...... آپؓ نے فرمایا۔

”میں اس وقت تک طوافِ کعبہ نہیں کروں گا جب تک حضور ﷺ طواف نہ کرلیں۔“

حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے اس عمل سے اسلام کے ان دشمنوں کو جتلا دیا کہ ہم کعبہ کو حضور ﷺ کے کہنے پر مانتے ہیں اور اس کا طواف بھی اسی لیے کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اس کا طواف کرتے ہیں۔ آپؓ نے کعبہ سے اپنی جذباتی وابستگی اور عقیدت کو اہمیت نہیں دی کہ وہ جس کے دیدار کے لیے کئی سال سے ترس رہے تھے اور ہجرت کے چھ سال بعد انہیں یہ موقع میسر آیا تھا اگر وہ طواف کر بھی لیتے تو حضور ﷺ نے انہیں اس سے منع نہیں کیا تھا لیکن ان کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت نسبتِ رسول ﷺ کی تھی جس کے بغیر وہ کسی بھی عمل کو اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں تھے اور یہی نسبت و محبت ان کے ایمان کی بنیاد تھی۔

ایک بار حضرت عثمانؓ مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر گوشت کا لقمہ تناول کرنے لگے لوگوں نے پوچھا۔ ”حضرت! یہ دروازہ گزرگاہِ عام ہے یہاں بیٹھ کر کھانا چہ معنی دارد دیکھنے والے کیا سمجھیں گے؟“ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا۔

”مجھے اور تو کچھ خبر نہیں بس اتنا پتا ہے کہ ایک بار

نئے سال کی آمد

خدا کرے یہ پچھلے سال سے بہتر ہو۔

ہم سب کو خوشیاں دے اور بلاؤں سے دور رکھے۔

خدا کرے ہمارے حالات بدلیں، ہمیں مشکلات سے نجات ملے۔ بجلی کی گیس کی لوڈشیڈنگ سے نجات ملے۔ بھوک، افلاس، مہنگائی اور بیماری سے رہائی ملے۔

خدا کرے ہماری حکومتوں اور حکمرانوں کے فاصلے ہم سے عوام سے کم ہوں۔

خدا کرے حکمرانوں کو عام آدمی کے دکھ درد کا احساس ہو۔

خدا کرے دہشت گردی، لاقانونیت اور ظلم و زیادتی ہمارا پیچھا چھوڑ دیں۔

خدا کرے پاکستان کا نظام بدل جائے اور جبر و استحصال سے عام آدمی کو چھٹکارا مل جائے۔

خدا کرے ہمارے حکمران، ہمارے سیاستدان عوام کے لیے جھوٹ اور مکروفریب کے جال بُننا چھوڑ دیں۔

خدا کرے وہ پاکستان سے لوٹ مار کر کے دنیا بھر میں بنانے والے اپنے، اپنے کاروبار، بینک بیلنس اور جائیدادیں فروخت کر کے عوام کی امانت واپس پاکستان لے آئیں اور ہم صرف ایک عمل سے غیر ملکی قرضوں سے نجات حاصل کر کے آئی، ایم، ایف، ورلڈ بینک کی غلامی سے نجات حاصل کرلیں۔

خدا کرے ہماری عدالتوں سے انصاف سستا ملے اور جلد ملے غریب اور محروم کی دسترس میں ہو۔

خدا کرے ہمارے تھانوں سے مظلوموں کو دھکے نہ ملیں اور ہماری عدالتوں کی دیواریں تک محروموں سے پیسے نہ مانگیں۔

خدا کرے ہمارے منتخب اداروں میں واقعی قانون سازی کا عمل جاری ہو اور عوام کے مسائل پر بحث ہو اور عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے ایک دوسرے کے کپڑے نہ پھاڑے جائیں۔

قائد اعظم نے کہا تھا جس پاکستان میں غریب کو روٹی، مظلوم کو انصاف اور محروم کو چھت نصیب نہ ہو وہ پاکستان نہیں چاہتے۔

خدا کرے ہمارا پاکستان قائد اعظم کے خوابوں کی تعبیر بن جائے، آمین۔

از: کرن ناز، کھاریاں

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میرے آقا محمد ﷺ نے یہاں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا تھا میں تو اس سنت پر عمل کر رہا ہوں۔''

☆☆☆

حضرت علی شیر خدا کی تربیت براہِ راست آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمائی۔

ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا گیا کہ ''آپ صحابہ کرام کو پیغمبر اسلام ﷺ سے کس قدر محبت تھی؟''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا...... ''اللہ کی قسم! حضور اکرم ﷺ ہمیں اپنے اموال، اولاد، آباو اجداد اور امہات سے بھی زیادہ محبوب تھے اور کسی پیاسے کو ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اپنے آقا و مولا ﷺ اس سے بھی بڑھ کر محبوب تھے۔''

صحابہ کرام کا معمول تھا کہ وہ زیارتِ مصطفی ﷺ کے مواقع تلاش کیا کرتے تھے۔

غزوۂ خیبر کے دوران قلعہ صہبا کے مقام پر حضور اکرم ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں سرِ انور رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نمازِ عصر ادا نہیں کی تھی۔

اس دوران سورج اپنی منزل کی طرف رواں دواں غروب ہوتا جا رہا تھا۔ جب حضرت علیؓ کی نظر ڈوبتے سورج پر پڑی تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا آپ پر عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی۔ کبھی نگاہ سورج پر ڈالتے اور کبھی سرکار دو عالمؐ کے چہرۂ مبارک پر...... مگر ادب و تعظیم اس قدر تھی کہ آپ کرم اللہ وجہہ نے سرکار کو ان کی نیند سے جگایا نہیں۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیکھا کہ سورج ڈوب چلا ہے تو آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے حضور ﷺ بیدار ہوئے تو دیکھ کہ آپؓ پریشانی کے عالم میں محو گریہ ہیں پوچھا۔

''کیا بات ہوئی؟'' عرض کیا۔ ''آقا! میری نمازِ عصر رہ گئی ہے۔''

تب نبی اکرم ﷺ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اپنے دستِ اقدس دعا کے لیے بلند کر دیے اور عرض کیا۔

''اے اللہ! علیؓ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف تھا کہ اس کی نماز قضا ہو گئی پس اس سورج کو پلٹا دے۔ تاکہ اس کی نماز ادا ہو۔'' اس دعا کے ساتھ ہی ڈوبا ہوا سورج واپس پلٹ آیا یہاں تک کہ سورج عصر کے وقت پر آ گیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نمازِ عصر ادا کی۔

اس فرمان سے اطاعت کا مفہوم واضح ہو گیا کہ آپ ﷺ کی خدمت جیسی بھی ہو رب کی اطاعت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ چونکہ آپ ﷺ کی خدمت میں مصروف تھے اس لیے ان کی قضا بھی اطاعتِ الٰہی قرار پائی۔

☆☆☆

حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو جب ان کے بیٹے نے حضور اکرم ﷺ کے وصال کی خبر دی آپؓ اس وقت اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ آپؓ یہ خبر سن کر انتہائی غمزدہ ہو گئے اور بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا کی...... ''اے میرے اللہ......! میری آنکھوں کی بینائی اب ختم کر دے تاکہ میں اپنے محبوب محمد ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہیں سکوں......'' اللہ تعالیٰ نے اسی وقت آپؓ کی دعا قبول فرمالی۔

حضور اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی کی بینائی فراقِ رسول میں جاتی رہی تو لوگ ان کی عیادت کے لیے گئے اور ان کی بینائی ختم ہونے پر افسوس کا اظہار کیا تو وہ بولے۔ ''میں ان آنکھوں کو فقط اس لیے پسند کرتا تھا کہ ان کے ذریعے مجھے نبی کریم ﷺ کا دیدار نصیب ہوتا تھا۔ اب چونکہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے اس لیے اگر مجھے چشم غزال (ہرن کی آنکھیں) بھی مل جائیں تو کوئی خوشی نہیں ہو گی۔''

☆☆☆

حضرت اویس قرنیؓ ایک اور بڑے عاشق رسولؐ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہ جب ان کا نام آتا ہے تو دل اور پلکیں ان کے احترام میں جھک جاتی ہیں۔

جنگِ اُحد میں جب نبی اکرم ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور جب یہ خبر اس سچے عاشق رسول تک پہنچی تو انہوں نے ایک، ایک کر کے اپنے سارے دانت شہید کر ڈالے کہ معلوم نہیں میرے آقا ﷺ کا کون سا دانت شہید ہوا ہوگا...... حضرت اویس قرنیؓ کو بظاہر نبی آخر الزماں ﷺ کی زیارت کی سعادت نصیب نہیں ہوئی لیکن آپ کی نگاہیں تصور میں ہر لحہ حضورِ اقدس ﷺ کے چہرۂ انور کے طواف میں مصروف رہتیں۔

حضرت اویس قرنیؓ قرن کے رہنے والے تھے وہ اپنی ضعیف والدہ کو تنہا چھوڑ کر اتنا طویل سفر اختیار نہیں کر سکتے تھے۔ اور پھر یہ خیال بھی تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر سرکار دو عالم ﷺ کے جلوؤں کی تاب لا بھی سکوں گا یا نہیں۔

آقائے دو جہاں ﷺ کو بھی حضرت اویس قرنیؓ سے بے حد محبت تھی...... آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ قرن میں اویس نام کا ایک شخص ہے جو روزِ محشر بنو ربیعہ اور بنو مغر کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری امت کے لوگوں کی شفاعت کرے گا۔"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "تابعین میں سب سے افضل شخص ایک آدمی ہے جس کا نام اویس ہوگا اور اس کی والدہ حیات ہے۔ میں نے اس کو باطنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا...... "آپ ﷺ کا ایسا دوست حاضرِ خدمت کیوں نہیں ہوا؟"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "دو وجوہات ہیں غلبۂ حال اور تعظیم شریعت...... اس کی والدہ ضعیف اور نابینا ہیں اور وہ شتربانی کر کے ان کی خدمت کرتا ہے۔"

صحابہ کرام نے عرض کیا...... "کیا ہم ان کی زیارت کر سکتے ہیں؟" تب آپ ﷺ نے فرمایا انہیں البتہ جناب عمر فاروقؓ ان کو دیکھیں گے ان کے ہاتھ پر درہم کے برابر ایک سفید نشان ہے لیکن وہ داغ برص کا نہیں ہے۔ جب تم دونوں اس سے ملو تو میرا سلام کہنا...... اور میری امت کے حق میں دعا کے لیے التماس کرنا۔"

حضرت اویس قرنیؓ عشق و محبت کا وہ پیکر تھے جنہیں سرکار دو عالم ﷺ کی قربت اور حضوری دور رہ کر بھی میسر تھی۔ سبحان اللہ

☆☆☆

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک خاتون آپ ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لیے آئی اور مجھ سے کہنے لگی۔ "مجھے حجرۂ انور کھول دیں۔ میں سرورِ دو عالم ﷺ کے مزارِ اقدس کی زیارت کرنا چاہتی ہوں...... میں نے اسے کھول دیا...... وہ عورت (ہجر رسول ﷺ) کے صدمے سے بہت روئی اور مالکِ حقیقی سے جاملی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد کسی ایک جمعرات کی صبح ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اونٹ پر سوار ایک سفید ریش بوڑھا آیا۔ اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پر باندھا اور یہ کہتے ہوئے اندر داخل ہوا...... "تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو...... کیا تم میں اللہ کے رسول محمد ﷺ موجود ہیں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ "اے حضور ﷺ کے بارے میں پوچھنے والے تجھے آپ ﷺ سے کیا کام ہے؟"

اس نے کہا۔ "میں یہودی علما میں سے ہوں اور 80 سال سے توریت کا مطالعہ کر رہا ہوں اس میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے اور میں اس ذکر سے متاثر ہو کر آیا ہوں...... اور میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت اسلام کے لیے حاضر ہوا ہوں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا...... "آپ ﷺ کا تو وصال ہو چکا ہے۔" اس پر اس عالم نے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

افسوس کا اظہار شروع کر دیا...... اور کہا...... ''کیا تم میں ان کی اولاد ہے؟'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت بلالؓ سے کہا اسے سیدہ فاطمہؓ کے پاس لے جاؤ۔ وہاں جا کر اس نے اپنا تعارف کروایا۔ اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ ''میں آپ ﷺ کے کپڑوں میں سے کسی کپڑے کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔'' حضرت بی بی فاطمہؓ نے حضرت امام حسینؓ سے فرمایا۔ ''وہ کپڑا لاؤ جو آپ ﷺ نے بوقتِ وصال پہنا ہوا تھا۔ جب وہ کپڑا لایا گیا تو اس عالم نے اسے اپنے چہرے پر ڈال لیا وہ اس کی خوشبو سونگھتا اور بار، بار کہتا کہ اس صاحبِ ثوب پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔''

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ ''حضور کے اوصاف جمیلہ کا تذکرہ اس طرح کرو کہ گویا انہیں دیکھ رہا ہوں۔''

یہ بات سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔ اور شدتِ جذبات سے رو پڑے اور کہنے لگے۔ ''اے سائل......! خدا کی قسم آپ ﷺ کی زیارت کا جس قدر تجھے اشتیاق ہے مجھے اس سے کہیں بڑھ کر اپنے حبیب ﷺ کی ملاقات کا شوق ہے۔'' پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے حلیہ اور سراپا مبارک کا ذکر بڑی تفصیل سے فرمایا۔ اور وہ یہودی عالم مسلمان ہو گیا۔

☆☆☆

جانوروں کا آپ ﷺ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی اونٹنی نے مرتے دم تک کچھ کھایا اور نہ پیا...... آپ ﷺ جس دراز گوش (گدھا) پر سواری فرماتے تھے وہ آپ ﷺ کے فراق میں اتنا غمگین ہوا کہ اس نے ایک کنویں میں چھلانگ لگا دی اور وہ مر گیا۔

نبی اکرم ﷺ کی ذات ان کی صفات پر صفحات کے صفحات لکھ دیے جائیں تو پھر ان کی مدحت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

عربی قصائد میں ہے کہ قصیدہ بردہ شریف بہت مشہور قصیدہ ہے اس قصیدے میں حضورِ اقدس ﷺ کی مختلف انداز میں تعریف کی گی ہے۔ اس قصیدے کے مصنف حضرت امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیریؒ ہیں...... جو اپنے زمانے کے عاشق رسول تھے۔ ان کا یہ قصیدہ بھی عشق رسول ﷺ کا زندہ جاوید ثبوت ہے۔

صحابہ کرام اول تا آخر محبوب خدا ﷺ سے والہانہ محبت کرتے تھے اور محبت کا کرشمہ تھا کہ انہیں اپنی جان کی پروا تھی نہ مال و اولاد کی...... وہ دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کو عزیز جانتے تھے۔ انہوں نے جس والہانہ عشق و محبت کا مظاہرہ کیا انسانی تاریخ آج تک اس کی نظیر پیش نہیں کر سکی۔ اور نہ ہی قیامت تک اس بے مثال محبت کے مظاہر دیکھنے ممکن ہوں گے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ نسبت اور تعلق کو مضبوط کریں اور ادب و تعظیم کے جذبے کے ساتھ اپنے دل میں والہانہ عشق و محبت پیدا کریں...... کہ یہی ایمان کی حلاوت ہے......

اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں میں بھی نبی اکرم ﷺ سے اور ان کی آل سے والہانہ محبت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

حرفِ آخر:

سب سے پہلے تو شکر صد شکر اپنے رب کائنات کا کہ اس رب نے توفیق عطا فرمائی کہ اپنے محبوب ترین رسول ﷺ کی شان بیان کرنے کے لیے بے حد قابلِ احترام ہستیوں کی ضخیم کتب سے کچھ مضامین منتخب کر کے سیرت مبارکہ پر لکھ سکوں۔ اگر اس میں کہیں کوئی غلطی، کمی، کوتاہی ہو گئی ہو تو اللہ رب العزت مجھے معاف فرمائے، آمین۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو ہم سب کی جانب سے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمارے لیے صدقہ جاریہ بنا دے...... آمین۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اڑنے کا ہنر جانتی ہوں

شائستہ زرّیں

میں بندھے پر بھی اڑنے کا ہنر جانتی ہوں
میری پرواز نظر آتی ہے سیاروں میں

قارئینِ کرام! یہ محض معروف شاعرہ عنبرین حسیب عنبر کا دعویٰ ہی نہیں بلکہ ہماری پاکستانی خواتین کی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے جو آزادی اور پابندی کے بین، بین زندگی کے ہر محاذ پر نہایت لگن اور حوصلے سے سفر کر رہی ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ یہ اڑان ان کے ذاتی مفاد کے لیے نہیں بلکہ ان تمام پاکستانیوں کے لیے ہے جنہیں اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے راہبر و رہنما کی ضرورت ہے اور یہ جرأت مند خواتین خود کانٹوں پر سفر کر کے ان کی راہ کے تمام کانٹے چن لیتی ہیں اور ایک نہیں کئی ایک قابلِ قدر کام کر کے خود کو منوا لیتی ہیں۔ اس ضمن میں سننے والے محض چند ستائشی فقرے ان کا حوصلہ بڑھاتے اور شوق اور جذبے کو جلا بخشتے ہیں۔ ان بہت سے کاموں میں سے کوئی نہ کوئی ایسا کام ضرور ہوتا ہے جسے کر کے خواتین روحانی اور قلبی طور پر طمانیت محسوس کرتی ہیں اور یہی طمانیت انہیں ہمہ وقت متحرک رکھتی اور مائل بہ پرواز کرتی ہے۔ ان ہی امور کے پیشِ نظر ہم نے چند معروف خواتین سے معلوم کیا کہ

سوال 1: آپ کا کوئی ایسا قابلِ قدر کام جسے بہت سراہا گیا ہو اور خود آپ کو اسے کر کے طمانیت محسوس ہوئی ہو؟

سوال: ۲ آئندہ مزید کیا کرنے کی خواہش ہے؟

سروے کی تمام شرکا خواتین کے مطابق انہوں نے قابلِ قدر کام تو کچھ بھی نہیں کیا بس اپنی سی کوشش کی ہے اور یہ اپنی سی کوشش تمام خواتین نے اپنے، اپنے میدانِ عمل میں جس اپنائیت اور اخلاصِ نیت سے انسانیت کے ناتے کی ہے بلاشبہ ان کے قابلِ قدر کام کی طرح لائقِ تحسین ہے۔

شہناز رمزی

(CEO اسٹار لنکس PRO ایونٹ مینجمنٹ)

1: میں نے ہم نیٹ ورک کے ساتھ گیارہ سال تک انتہائی محنت، لگن اور ایمانداری سے کام کیا۔ لوگ مجھے ہم نیٹ ورک کے حوالے سے اچھے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ میری تمام تر ایمانداری کا پھل مجھے یہ ملا کہ جب میں نے اپنا ذاتی ادارہ ''اسٹار لنکس'' قائم کیا تو مجھے نہ اپنے تعارف کی ضرورت پیش آئی نہ تشہیر کی اور نہ ہی لوگوں سے یہ کہنے کی کہ وہ میرے پاس آئیں۔ جیسے ہی لوگوں کو پتا چلا کہ میں نے ہم نیٹ ورک کو خیر باد کہہ کر اپنا ادارہ قائم کر لیا ہے تو انہوں نے مجھ سے رابطے شروع کر دیے۔ میں نے ابھی اپنے ادارے کا باقاعدہ افتتاح بھی نہیں کیا تھا کہ کلائنٹس میرے پاس آنے شروع ہو گئے، یوں ہم نے فوری طور پر کام کا آغاز کر دیا۔ اس امر کو میں اپنی پیشہ ورانہ کامیابی قرار دیتی ہوں اور مجھے بے حد اطمینان ہے کہ میری کل کی محنت آج کی کامیابی کی شکل اختیار کر چکی ہے۔

۲: میں نے اپنی زندگی میں ہمیشہ اہداف مقرر کر کے کام کیے ہیں۔ اپنے ادارے کے قیام میں بھی میں نے کامیابی کو اپنا ہدف بنا لیا ہے، میں چاہتی ہوں کہ تیزی سے ترقی کرتے ہوئے اسٹار لنکس کو علیحدہ شناخت کا حامل بناؤں۔ میری یہ بھی خواہش ہے کہ بہت سے اداروں میں میرا ادارہ پُروقار انداز میں کام کرتے ہوئے اپنی منفرد جگہ بنائے۔ میں چاہتی ہوں کہ اپنے ادارے سے جس صارف کا بھی کام کروں اسے کچھ اس انداز سے سرانجام دوں کہ صارف کا برانڈ تو ترقی کرے ہی اس کے ساتھ، ساتھ پاکستان کا معیار اور وقار بھی بلند ہو سکے۔ میں اپنے ہر کام میں سوشل ورک کا عنصر نمایاں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



شہناز رمزی

رکھنا چاہتی ہوں۔ میں ایک طویل عرصے سے ہیرٹیج فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے سماجی خدمت میں سرگرم عمل ہوں اس کے ساتھ، ساتھ دیگر سماجی کاموں میں بھی مصروف ہوں۔ میری ایک کتاب ''فوڈ پرنٹ'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے اس وقت میں پاکستانی کوزین کے حوالے سے اپنی دوسری کتاب پر کام کر رہی ہوں اور انشاء اللہ جلد ہی وہ بھی منظرِ عام پر ہوگی۔

توقیر فاطمہ بھٹو

(سماجی کارکن، سیاستداں)

ا: میری کسی کاوش کے نتیجے میں جب کسی کو انصاف مل جاتا ہے اور اس کے ساتھ، ساتھ کسی کو سکون اور سہولت ملتی ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں موقع میری زندگی میں کئی بار آئے۔ لیکن وہ کام جنہیں کر کے دلی تسکین ملی۔ ۲۰۰۹ء میں نواحی علاقے کی خاتون ماریہ شاہ پر تیزاب ڈالا گیا۔ اسے نہ طبی سہولت ملی اور نہ ہی انصاف ملا اور وہ زندگی کی جنگ ہار گئی۔ تب پہلا کام میں نے یہ کیا کہ سندھ کے ہر ڈویژن میں ایک برن سینٹر بنایا اور ہم نے مجرموں کو پکڑنے کا عزم کیا اور ہماری جدو جہد کے نتیجے میں ماریہ شاہ کے قاتل کو گرفتار کیا گیا۔ دوسرا یہ کہ جامعہ کراچی کی پروفیسرز اور لیکچررز خواتین جو اپنے چھوٹے معصوم بچوں کی دیکھ بھال کے لیے کوئی ڈے کیئر سینٹر بنانا چاہتی تھیں اور اس ضمن میں ۳۰ سال سے کوششیں ہو رہی تھیں میں نے اپنی ذاتی کوششوں سے ۲۰۱۱ء میں جامعہ کراچی میں ایک چھوٹا سا ڈے کیئر سینٹر کھول دیا جسے دیکھ کر وہ رو پڑیں کہ ہم اپنے بچوں کو یہ سہولت نہ دے سکے اب ہم سکون سے اپنی تدریسی ذمے داریاں نباہ سکیں گے۔ یقیناً ان کی خوشی



توقیر فاطمہ بھٹو

سے مجھے بھی بہت خوشی ملی۔

۲: آئندہ میری خواہش ہے کہ ایک ایسا ادارہ قائم کروں جہاں ہم خواتین کو سماجی و قانونی آگہی دے سکیں جو ان کے لیے لازمی ہے۔ اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے لیکن روایتی طریقے سے جس کے مثبت نتائج سامنے نہیں آئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ خواتین اپنی تعلیم وصحت کے ساتھ، ساتھ اپنے قانونی و سماجی حقوق پر بھی توجہ دے کر اپنی زندگی پُرسکون بنا کر معاشرے میں باعزت مقام حاصل کریں۔

ڈاکٹر فاطمہ حسن

(آنریری سیکریٹری انجمن ترقی اردو پاکستان)

ا: زاہدہ خاتون شیروانیہ (زرخ ش) پر پی ایچ ڈی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے مقالے کے لیے تحقیق کی اور اس کی کتابی شکل میں اشاعت.....۱۸۹۴ء میں جنم لینے والی، اردو رسائل میں چھپنے والی اس پہلی اہم شاعرہ پر میرے کام کو بہت سراہا گیا اور مجھے خوشی ہے کہ میں نے ایک ایسی شاعرہ کو ادب کی تاریخ کا حصہ بنایا۔ جو ادبی، سماجی، سیاسی طور پر انتہائی باشعور تھیں اور اپنے معاصرین کی طرح لکھ بھی رہی تھیں۔

۲: بہت سے کام ہیں جو کر رہی ہوں خصوصاً اب میری توجہ کا مرکز انجمن ترقی اردو پاکستان (کراچی شاخ) اس کی لائبریری میں سات ہزار سے زائد کتابیں اور رسائل ہیں اور ان میں اکثر نادر و نایاب ہیں۔ ڈھائی ہزار مخطوطے نیشنل میوزیم میں رکھے ہوئے



ڈاکٹر فاطمہ حسن

ہیں۔ ان کتابوں کو کمپیوٹر پر منتقل کرنا اور لائبریری کی نئی عمارت اردو باغ کی تعمیر کو مکمل کرنا، قومی زبان اردو کی ترویج و ترقی کے لیے انجمن کو فعال رکھنا۔

شہناز احد

(صحافی ایگزیکٹو آفیسر، کڈنی سینٹر)

۱: صحافت کے آغاز میں ہی میں نے اپنے آرٹیکلز اور فیچرز کے ذریعے بہت سے چہروں کو بے نقاب کیا اس وقت جب زیادہ تر صحافی خواتین ڈیسک ورک کرتی تھیں میں نے فیلڈ میں جا کے کئی مرڈر اسٹوریز کور کیں جس کے نتیجے میں مجھے بہت دھمکیاں ملیں لیکن میں ایمانداری اور دیانت داری سے اپنی صحافتی ذمے داریاں نباہتی رہی۔۔ اس کے بعد جب میں نے ویلفیئر اور تعلقات عامہ میں کام کرنا شروع کیا تو میں نے ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ بنایا جو کہ پاکستان میں پہلی مرتبہ بنا تھا۔ اس سے پہلے بس اپنی نوکری پکی کرنے کے لیے ایک سوشل ورکر سرکاری اسپتال میں ہوتی تھی۔ میں نے باقاعدہ مریضوں میں معلوماتی لٹریچر متعارف کروایا۔ جس سے مریضوں کو متعلقہ مرض کے بارے میں آگہی ہو جاتی اور اللہ کے کرم سے یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اس وقت بھی میری اس کاوش کو بہت سراہا گیا تھا آج بھی مریض اس سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ آج میں مطمئن ہوں کہ طبی معلوماتی لٹریچر کی وجہ سے عوام پر آگہی کے دروازے کھل گئے۔

۲: ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے
گاؤں اور چھوٹے شہروں میں خواتین کو صحت و صفائی کے حوالے سے بنیادی معلومات فراہم کر سکوں۔ ہمیشہ کی طرح کوئی بھی فعال اور مثبت کام



شہناز احد

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرتے، کرتے ابدی نیند سو جاؤں۔

نزہت شیریں

(سماجی کارکن، وومن رائٹس ایکٹوسیٹ)

لیاری میں خواتین کو مختلف ہنر سکھائے اور مفت تربیت دی تھی اور جب انہوں نے تربیت حاصل کر کے اپنے، اپنے ہنر کے مطابق چیزیں تیار کیں تو ہم نے میلے کا اہتمام کیا۔ میلے میں آنے والوں نے ہماری تربیت یافتہ خواتین کی تیار کردہ اشیا خریدیں جس سے انہوں نے معاشی سطح پر فائدہ اٹھایا۔ اسی طرح سلطان آباد اور عزت کالونی کے نہایت غریب ۲۰۰ بچوں اور بچیوں کو ان کی پسند کے مطابق مفت مختلف کورسز کروائے۔ جن میں ۶۰ فیصد بچیاں اور ۴۰ فیصد بچے شامل تھے۔ لڑکوں کے لیے پہلی مرتبہ رنگون والا لے جا کر کوکنگ کلاسز کروائیں۔ اگر انہیں کسی ادارے میں تربیت کے لیے بھیجا گیا تو ان کے لیے مفت ٹرانسپورٹ کا اہتمام کیا۔ سیکھنے کے بعد بچوں نے اسے ذریعۂ معاش بھی بنایا اور ہمارا مقصد بھی یہی تھا کہ بچوں اور بچیوں کے لیے ان کے ہنر کے مطابق روزگار کا بندوبست ہو سکے۔ یہی وہ کام ہے جسے کر کے دلی سکون بھی محسوس کیا۔



نزہت شیریں

۲: ایک ایسے ادارے کا قیام جہاں شفاف طریقے کے ساتھ میرٹ کی بنیاد پر کام ہو۔ اس ادارے میں لائبریری بھی ہو۔ لوگوں کو ان کے ہنر کے مطابق تربیت دیں یوں سمجھ لیجیے ابھی اپنے جس کام کا تذکرہ کیا تھا اسی کی توسیع کی آئندہ خواہش ہے۔

غزالہ فصیح

(صحافی)

۱: صحافت بذات خود میرے نزدیک ایک قابلِ فخر کام ہے۔ صحافت کو اس کی سوچ کے مطابق لیا جائے تو معاشرے کی بنیادی برائیوں کی نشاندہی اور خوبیوں کو اجاگر کیا جاتا ہے لیکن کچھ واقعات ایسے ہیں جن پر جب بھی میں نے قلم اٹھایا تو اس کا نتیجہ حوصلہ افزا نکلا۔ اور مجھے اس پر خوشی محسوس ہوتی ہے۔ سرِفہرست قائد اعظم کے رشتے کے نواسے اسلم جناح اور ان کی بہن خورشید بیگم کے خاندان



غزالہ فصیح

کے بارے میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس رہنے کے لیے ٹھکانا نہ تھا اور خورشید بیگم کا اکلوتا جوان سال بیٹا غلط فہمی کی بِنا پر پولیس کی حراست میں ہلاک ہو گیا تھا۔ جب مجھے ان کے مسائل کا علم ہوا تو ان کی شناخت کے متعلق چھان بین کی۔ محترمہ شیریں جناح کے ساتھ ان کی تصویریں تھیں دیگر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ضروری ریکارڈ دیکھنے کے بعد ان کے حق کے لیے میں نے بھرپور مہم چلائی، خبروں کے ذریعے، کالم کے ذریعے، فیچر بھی لکھے۔ ان دنوں ہمارا وقت چینل نہیں آیا تھا اور ٹی وی چینلز پر میری رپورٹس دیکھ کر مجھ سے رابطہ کر کے انہوں نے رپورٹ چلائی۔ حکومت سندھ اور حکومت پاکستان دونوں کی طرف سے ان کے لیے وظیفہ مقرر ہوا۔ اگرچہ ان کی قائد اعظم سے دور کی رشتے داری تھی لیکن بابائے قوم کی نسبت سے ان کے لیے کچھ کرنا میں اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتی ہوں۔

۲: مزید خواہش یہی ہے کہ اپنے قلم کے ذریعے کسی کی زندگی اور معاشرے میں مثبت تبدیلی لاؤں۔

حور مظہر

(سیکریٹری، ثانوی تعلیمی بورڈ کراچی)

۱: ایگزامینیشن سسٹم میں بہت ساری تبدیلیاں لائی اور اس کو برائیوں سے پاک کیا۔ کمپیوٹر سسٹم کو اپ گریڈ کیا۔ اب ایمانداری و دیانت داری سے کام ہوتا ہے۔ لوگوں کی جانب سے تعریفیں ملیں اور میں خود بھی



حور مظہر

بہت طمانیت محسوس کرتی ہوں کہ سات سال کی محنتِ شاقہ کے بعد میں نیک نیتی سے کیے جانے والے اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی۔

۲: اپنی ملازمت سے متعلقہ تمام شعبوں میں مزید بہتری کے لیے کوشاں ہوں۔ اس کے نتیجے میں ان شاء اللہ تمام برانچز میں بہتری نظر آئے گی۔

شگفتہ فرحت

(چیئرپرسن تنظیم محبانِ بھوپال فورم)

۱: بھوپال انٹرنیشنل فورم اور محبانِ بھوپال فورم میرے تشکیل کردہ ادارے ہیں جنہیں ہم نے مستقل مزاجی کے ساتھ شب و روز محنت کر کے پروان چڑھایا۔ ان کے زیرِ



شگفتہ فرحت

اہتمام تقاریب تو منعقد ہوتی ہی رہتی ہیں لیکن بھوپال کی محبت نے "تذکرۂ شخصیات بھوپال" لکھنے کی تحریک دل میں پیدا کی اور بالآخر نہایت محنت، لگن اور جذبے کے ساتھ بھوپال کی معروف شخصیات پر ۹۲۰ صفحات پر مبنی کتاب منظرِ عام پر آئی تو نہ صرف بھوپال کے حلقوں بلکہ غیر بھوپالیوں میں بھی بہت پزیرائی ہوئی۔ سابق سیکریٹری خارجہ حکومت پاکستان "شہریار خان" نے مجلہ بھوپال میں لکھا کہ "بھوپال سے وابستہ مزاح نگار مصطفیٰ تاج نے اپنے مضمون میں شگفتہ فرحت کو "نقیب بھوپال" قرار دیا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں" یہ اور ان جیسی کئی معتبر علمی و ادبی شخصیات نے میری بہت حوصلہ افزائی کی۔ میڈیا نے بھی بہت اظہارِ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پسندیدگی دیا۔ مجھے بہت فخر محسوس ہوا کہ واقعی میں نے اپنے آباؤ اجداد کی سرزمین سے جو محبت کی اسے تحریری صورت میں پیش کر دیا ہے۔ یہ میری پہلی کوشش ہے، دل اور ضمیر مطمئن ہے۔

۲: اب میں تیاری کر رہی ہوں کتاب ”تذکرۂ شعرائے بھوپال“ کی اس میں بھوپال کے مرحوم اور حیات شعراء کے کلام اور ان کے بارے میں تذکرہ ہوگا۔ این جی اوز کسی بھی معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں اور میرا ارادہ ایک کتاب پاکستان کی ترقی میں این جی اوز کا کردار لکھنے کا ہے۔ جس میں فعال این جی اوز چلانے والوں سے ان کی این جی اوز اور اس ضمن میں کی جانے والی ان کی کاوشوں کے حوالے سے تفصیلی گفتگو شامل ہے۔

ڈاکٹر سائرہ بانو
(آئی ٹی سماجی کارکن)

۱: یوں تو میں نے کراچی سے خیبر اور گوادر سے کشمیر تک کمپیوٹر سینٹر بنائے ہیں اور انہیں پزیرائی بھی ملی لیکن جس ادارے کے بننے سے میرے دل کو سکون ملا وہ اسپیشل لوگوں کا ادارہ ہے۔ جس میں پاکستان ایسوسی ایشن



ڈاکٹر سائرہ بانو

آف ڈیف اور کل پاکستان ایسوسی ایشن آف بلائنڈ میں معاشرے کے ۷۔۵ فیصد اسپیشل افراد کو آئی ٹی کی تعلیم دے کر اپنے پیروں پر کھڑا کرنا تا کہ وہ معاشرے پر بوجھ نہ بنیں۔ میرے آفس میں ایک ڈیف لڑکا اکاؤنٹ آفیسر ہے۔ اس کے علاوہ اور کئی اداروں میں بلائنڈ، ڈیف اور جسمانی معذور افراد برسرِ روزگار ہیں۔ الحمدللہ یہ احساس روح کو تسکین بخشتا ہے۔

۲: اپنے کام میں توسیع کی خواہش ہے کہ پاکستان کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے ہر عمر کے افراد انفارمیشن ٹیکنالوجی کے اسلحے سے لیس ہو جائیں تو وہ نہ صرف ملک کا ناقابلِ تسخیر دفاع کر سکتے ہیں بلکہ دنیا بھر میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

قارئینِ کرام!

چینی کہاوت ہے ”اگر آپ کے ذہن میں چند ماہ کے لیے موسم کے اعتبار سے کوئی منصوبہ ہے تو موسمی پودے لگائیں، اگر کچھ عرصے کا منصوبہ ہے تو چھوٹے درخت لگائیں اگر برسوں پر محیط منصوبہ ہے تو پھر گھنے تناور درخت لگائیں اور اگر صدیوں پر محیط منصوبہ ہے تو عورتوں کو اپنے ساتھ شامل کر کے جمہوریت کے درخت کو پروان چڑھائیں۔“

بلاشبہ خواتین کی اہمیت کو اگر تسلیم کیا جائے انہیں ناقص العقل قرار دینے کے بجائے ان کی ذہنی صلاحیتوں پر بھروسا اور ان کی کاوشوں کا اعتراف کیا جائے تو وہ ہر میدان میں کامیابی حاصل کر سکتی ہیں جبھی تو صنفِ نازک ہونے کے باوجود ستاروں پر کمند ڈالنے کا حوصلہ رکھتی ہیں اور سیاروں کو تسخیر کرنے کا عزم بھی...... عورت اگرچہ صنفِ نازک ضرور ہے لیکن وہ ہمت اور قوت کی علامت بھی ہے اور اللہ کی جانب سے ملنے والا دردمند دل بھی رکھتی ہے۔ سروے میں شریک تمام خواتین نے اوروں کی بقا اور بہتری ہی کو عزیز رکھا خواہ وہ گئے کل کی کارکردگی ہو یا آنے والے کل کی، ان کا مقصد اور خواہش کام کے حوالے سے ایک ہی ہے کہ

ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

باتیں بہار وخزاں کی

زندگی رات دن کی گردش ہے
کچھ خزاں کی ہے کچھ بہار کی بات

عزیز بہنو! ہم ہمیشہ ہی سے کچھ نہ کچھ نیا اور دلچسپ کرتے چلے آئے ہیں سو آج بھی ایک مختصر مگر جامع سوالنامہ حاضرِ خدمت ہے تاکہ آپ کی اپنی شخصیت کے بھی کچھ نہاں پہلو سب کے سامنے آئیں اور آپ کے ذاتی افکار، خیالات اور تجربات سے ہم سب بھی آگاہ ہوں اور لطف بھی اٹھائیں۔ امید ہے آپ کو یہ اچھوتا سلسلہ بہت پسند آئے گا۔

سوالات حاضرِ خدمت ہیں۔

1۔ روز وشب کے اس گزرتے گورکھ دھندے میں خواتین اپنی شخصیت کو کیسے پُراثر بنا سکتی ہیں، آپ کا مشورہ اپنے تجربے کے حوالے سے......

2۔ آپ کی زندگی کا کوئی دلچسپ قصہ، واقعہ یا لمحہ جس نے آپ کے فکر وخیال کا رخ موڑ دیا۔

3۔ پاکیزہ کے مختلف سلسلے کیوں پسند ہیں؟ اور آپ کون سا ایسا سلسلہ شروع کرنا چاہیں گی جو سب کو پسند بھی آئے؟

4۔ پاکیزہ مصنفات سے آپ کیا کہنا چاہتی ہیں......کوئی دل کی بات؟

5۔ اپنے تعارف کو دو جملوں یا دو اشعار میں بیان کیجیے۔

آپ کے قیمتی خیالات کا انتظار رہے گا۔ آپ چاہیں تو اپنی تصویر بھی ارسال کر سکتی ہیں۔

نجمہ ناز اصغر......کراچی

1۔ صاف ستھرا خوب صورت لباس، سادہ گفتگو، لوگوں کے بارے میں اچھی سوچ اللہ کی مخلوق کے ساتھ حُسنِ سلوک۔

2۔ جس وقت امی اسپتال میں تھیں قریبی رشتوں نے بلائنڈ آپشکس لگا کر برف کی چادر اوڑھ لی تھی تب میں نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا۔ اور یہ ثابت ہوا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو تو پھر کسی کی ضرورت نہیں رہتی۔

3۔ پاکیزہ کو پڑھ کر لگتا ہے ننھیال، ددھیال، سسرال اور اچھے دوستوں کے درمیان ہیں...... ہر ماہ نئی شاعرات کے کلام کا انتخاب کریں یعنی اول اور دوم قرار دیں۔

4۔ آپ کی تحریریں پڑھ کر دل چاہتا ہے کہ کاش ہم بھی ایسا ہی کچھ لکھیں۔

5۔ ٹوٹے ہزار بار مگر پروردگار نے
بکھر کے ہمیں کبھی بکھرنے نہیں دیا

تسنیم منیر علوی......دبئی

1۔ اگر ہمارا اپنا آپ اندر سے خوب صورت ہو تو شخصیت پُراثر نظر آتی ہے۔ طنزیہ گفتگو، آتش جوالہ طرزِ اظہار اور بلند آہنگ لہجے روح کو مجروح کر کے ہماری شخصیت مسمار کر دیتے ہیں......وہ کیا ہے کہ......

سیرت نہ ہو تو عارض و رخسار سب غلط
خوشبو اڑی تو ”پھول“ فقط رنگ رہ گیا

ہمارے محلے میں رہنے والی ایک شخصیت جن کی آتش فشاں سی آگ برساتی گفتگو ہمارے آنگن تک آتی تو ہر ملاقات پر وہ اسی حوالے سے ذہن میں جگہ پاتیں...... یعنی ہمارے نزدیک ان کی شخصیت مسمار ہو چکی ہے...... لہجہ دھیما، نرم وگداز ہو تو چہرے کو کسی غازہ، سرخی جیسے لوازمات سے بے نیاز کر دیتا ہے اور باطنی خوب صورتی نمایاں رہتی ہے۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ کردار وگفتار سے ہماری شخصیت پُراثر ہو سکتی ہے۔

2 ......یوں گزرتے بھاگتے لمحات میں بے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شمار ایسے واقعات جنم لیتے ہیں کہ ہم چاہے تھوڑی ہی دیر کو سہی ٹھٹک کر رک جاتے ہیں اور سہم کر رہ گئے، کئی دن اس کے حصار میں رہتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے ہماری زندگی کا دھارا اسی طرف مڑ گیا ہے...... مگر کچھ عرصے بعد زندگی کی ہماہمی میں کوئی دوسرا واقعہ ہمیں جکڑ لیتا ہے جیسے ابھی کچھ حالیہ واقعات میں پشاور اسکول کا واقعہ کئی دن درندوں کے لیے بد دعائیں کرتے اور معصوموں کے لیے روتے گزر گئے۔ اس سے پہلے زلزلے کے اندوہ ناک واقعات نے ہلا کر رکھ دیا تھا اور اب پھر ایک نیا زلزلہ اور اس سے ہونے والے جانی اور مالی نقصانات...... اسی طرح ذاتی زندگی کے حادثات، پیاروں کی دائمی جدائی ان کو بھی سالوں سوچتے اور لگتا ہے فکر و خیال بدل گئے دنیا سے دل اچاٹ ہو گیا۔ مگر ایسا بھی ہے کہ کوئی واقعہ یکسر زندگی کا رخ بدل دیتا ہے۔ ایک بچپن کا واقعہ شیئر کرتی ہوں۔ ہمارے گھر ایک لڑکی کام کرنے آتی تھی۔ (میرون) شاید ہم سے تھوڑی بڑی تھی۔ باپ مزدوری کرتا صبح ہمارے گھر چھوڑ کر شام گئے واپسی پر لے جاتا۔ محنتی لڑکی تھی امی اکثر جب وہ روٹی پکاتی تو اس کے ساتھ ہمیں بٹھا دیتیں کہ ہم بھی کچھ سیکھ لیں۔ ہم یہ دیکھتے کہ جب وہ روٹی توے پر ڈالتی اور خود ہی گھما پھرا کر اتارتی، وہ فٹ بال کی طرح پھولی جاتی مگر ہمارے ساتھ ایسا نہیں ہوتا تھا سو اس دن پھر ایسا ہی ہوا بس پھر کیا تھا (ہم چھٹی کلاس میں تھے) ہم نے غصے میں آکر چمٹا اس کے بازو پر مار دیا...... وہ بولی تو کچھ نہیں...... اور ہم بھی ادھورا کام چھوڑ کر اٹھ آئے...... اب اتفاق یہ ہوا دوسرے دن وہ کام پر نہیں آئی...... یہ بات انہونی ہوتی وہ آندھی آئے برسات پابندی سے آتی تھی۔ وہ دن تو گزر گیا مگر جب دوسرے دن بھی وہ نہ آئی تو امی نے تشویش کا اظہار کیا...... ہم نے کہا ”ہوسکتا ہے اس کے ہاتھ جل گیا ہو......“ امی نے حیرانی ظاہر کی...... ”کیا مطلب تمہارا؟“ فکر مندی سے ہماری طرف دیکھا۔ ”کیا واقعی اس کا ہاتھ جل گیا تھا تو تم نے بتایا کیوں نہیں؟“ ”نہیں نہیں ہم کہہ رہے ہیں شاید جل گیا ہو کیونکہ ہم نے اس کے ہاتھ پر چمٹا مار دیا تھا...... ظاہر ہے وہ گرم بھی ہوگا“ اب تو امی کو بہت غصہ آگیا کیا کہہ رہی ہو شامتی (امی کا پسندیدہ لفظ) اب بتا رہی ہو اور ہاں یہ چمٹا کیا ہوتا ہے؟ ”دست پناہ“ لیجیے اس وقت غصے میں بھی اصلاح اور پھر شام کو بھائی کے ساتھ اس کے گھر بھیجا کہ معافی مانگ کر آؤ اور کچھ رقم بھی بھائی کے ہاتھ پر رکھی کہ شاید اسے دوا وغیرہ کی ضرورت ہو...... اُف اس وقت کتنا مشکل لگا یہ کام...... گلی میں گھستے ہی میرون کی ماں نظر آئی جو ہاتھ میں میلاد کی کتابیں پکڑے کہیں سے میلاد پڑھ کر آرہی تھی (اس کی محلے میں بڑی عزت تھی، وہ تھوڑی اردو پڑھی ہوئی تھی لوگ اس سے میلاد پڑھواتے، دعائیں کرواتے اور ہاتھ چومتے اور شاید کچھ نذرانے بھی دیتے) میرون اندر اپنی جھونپڑی میں جھلنگے سے پلنگ پر بیٹھی ہماری دی ہوئی رنگوں کی کتاب پر رنگ بھر رہی تھی۔ چہرہ ستا اور پیلا پڑا ہوا تھا...... ہم تو سہم ہی گئے۔ ہم کو دیکھ کر ایک دم پلنگ سے اچک کر کھڑی ہوگئی۔ ”ارے بے بی تم کیسے؟ امی تو ٹھیک ہیں؟ سب خیر ہے؟“ پیچھے اس کی اماں بھی آگئی خوشی سے نہال۔ ”میرون دیکھ تیرے مہمان تجھے دیکھنے آئے ہیں کہ تجھے دو دن سے تپ چڑھا ہے۔“ میں نے حیرت سے دونوں ماں بیٹی کو دیکھا۔ پھر بولی۔ ”آج تپ کم ہے، کل آئے گی کام پر۔“ اور خوشی سے پھولے نہ سماتے ہوئے چادر بچھا کر ہم کو شرمندہ کرنے کا سامان یعنی خاطر مدارات شروع...... ”میٹھی گولیاں اماں بے بی کو بہت اچھی لگتی ہیں زری بھائی سے منگوا دے۔“ اور وہ خود چولھے پر چائے کا پانی رکھنے لگی جب اس نے کیتلی رکھی تو اچانک میری نگاہ اس کے بازو پر پڑی جہاں ایک بڑا سا سرخ نشان میرا منہ چڑا رہا تھا۔ میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ”میرون تم مجھے معاف کردو...... اس دن میں نے غصے میں“...... ”نہیں نہیں بے بی مجھے کچھ نہیں ہوا میں تو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ٹھیک ہوں، بخار کی وجہ سے گھر میں تھی کل آ جاؤں گی......" میری آنکھوں میں شرمندگی سے چنگاریاں سی بھر گئیں۔ میں جو اس کے بخار کے متعلق سن کر دل میں خوش تھی اور جان میں جان آ گئی تھی...... مگر وہ سرخ ملتا جلتا بجھتا دھبا میری زندگی کا رخ بدل گیا۔ وہ تو بسکٹ، چائے اور جانے کیا، کیا چیزیں نکالنے لگی مگر میں پھر رک نہ سکی اور ہم شرمندہ سے گھر واپس آئے۔ مگر بچپن کی امی کی یہ تربیت کہ ملازم بھی انسان ہوتا ہے اس کو کمتر نہ سمجھو...... امی مرحومہ تو فصل کے پھل وغیرہ کے چھلکے بھی پھینکتے ہوئے ڈرتی تھیں اس لیے ان کا حصہ پہلے نکال کر الگ رکھتیں پھر ہم سب کو ملتا۔ ان کی ترغیب مجھے آج بھی بہت سکون دیتی ہے، اسی کا نتیجہ ہے ہمارے پاس رہنے والے ملازم کبھی ہم نے نہیں نکالے جب ہم یہاں (دبئی) آ رہے تھے تو ہماری دیرینہ ملازمہ کا رو، رو کر ایسا برا حال تھا کہ جانے کوئی اس کا قریبی عزیز جاں سے گزر گیا ہے...... سب ہمیشہ ہمارے جانثار اور وفادار رہے۔ (کوثر پیاری تم اس وقت بھی بہت یاد آ رہی ہو شکریہ تم نے ہماری بہت خدمت کی شکریہ) بچپن کے وہ لمحات میرے فکر و خیال اور حیات پر انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔ الحمد للہ ہمارے مرحوم شوہر اور اب ہمارے بچے، بہو سب اسی فارمولے پر عمل پیرا ہیں...... اور انشاء اللہ دین و دنیا میں فلاح پائیں گے کیا خبر ان غریبوں کی دعائیں ہی ہمارے کام آ رہی ہیں۔

مشتعل لاکھ ہوا ہو، یہ بھڑکتے ہی نہیں
کچھ دیے ہیں، جنہیں جلنے کا ہنر آتا ہے

3۔ پاکیزہ کے کچھ سلسلے تو پاکیزہ کی جان ہیں۔ "پاکیزہ کے مہمان" بہت زبردست ہے مگر مہمانوں کے چناؤ میں بہتری کی ضرورت ہے اور سوالات کے انتخاب میں بھی بہتری کی گنجائش ہے۔ شوبز کے حوالے سے جو مہمان ہوتے ان کے لیے بہت بڑا میدان خود ہی سجا ہوا ہے۔ یہ مہمان ہمارے وہ لکھاری، ادیب، شاعر ہو سکتے ہیں جو خود پاکیزہ میں لکھتے ہیں۔ (جی ہاں، مصنفات کے لیے وہ آئے بزم کا سلسلہ الگ ہے۔ آپ کی فرمائش سر آنکھوں پر) جلترنگ بہت محبوب ہے واقعی اس میں طنز و مزاح کے آبشار پھوٹتے ہیں اور معاشرے میں پھیلے بہت سے ناسوروں کی نشان دہی ہوتی ہے اور ہاں انجم پیاری محفل میں جواب طلب باتوں کا جواب بھی اگر...... اگر ذرا تفصیل سے دے دیا کریں۔ یعنی صرف سر کی جنبش ہی کافی نہیں۔ مثلاً جی، بہتر۔ آپ کی تجاویز پہنچائی جا رہی ہیں۔ جی ضرور، شکریہ...... کیوں بہنوں کیا خیال ہے؟ بقول فدائیانِ فیس بک ایک لائیک تو بنتا ہے ہاہاہا اور ہاں ایک سلسلہ یہ بھی رکھا جا سکتا ہے کہ لکھاری کے افسانے کے ساتھ چند سطریں "تعارف" کی دی جائیں۔ عظمیٰ بٹی کا لکھا آنکھوں دیکھا احوال بہت ہی دلچسپ پیرائے میں ہوتا ہے۔ ایک حال چال "پاکیزہ آفس میں ایک دن" بھی ہو تاکہ کارکناں اور مجلسِ ادارت کے اراکین کی بھی شمولیت ہو جائے۔ "شاید کہ دل میں اتر جائے میری بات۔"

4 اچھی بات تو یہ ہے کہ ہماری مصنفات سب سے پہلے ساس، بہو اور نند بھاوج کے چکر سے باہر آئیں۔ دنیا بہت وسیع ہے اور اتنے ہی اس کے مسائل۔ اس مسئلے کے لیے ہمارا میڈیا بہت زور شور سے اپنی مہم چلا کر ریٹینگ بڑھا رہا ہے۔ عورت کی تذلیل تھپڑ طمانچے، گالم گلوچ اور منحوس جیسے القابات اس کے مقدر نہیں...... نئی زندگی شروع کرنے والے یا کچے ذہن کی بچیاں تو سہم کر شادی جیسے مقدس رشتے کو خوفناک چیز سمجھنے پر مجبور ہوں گی۔ لکھاری بہنیں مطالعے کی طرف راغب ہوں نہ کہ ٹی وی کی طرف پھر تحریر میں بھی ٹی وی کا عکس نظر آنے لگتا ہے۔ کتابوں کی گرد جھاڑیں شوکیس میں سجانے کو ڈیکوریشن پیس کافی ہیں۔ عورت صنف نازک ضرور ہے مگر کمزور ہرگز نہیں۔

5۔ میں اِک پھول ہوں وہ مجھ کو رکھ کے بھول گیا
تمام عمر اسی کی کتاب میں گزری

اپنے شریکِ سفر کی دائمی جدائی کے بعد سے شاید

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہم اتنے قنوطی ہو گئے جو زندگی کے کینوس پر انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔

میز چپ، گھڑی بند، کتابیں خاموش
اپنے کمرے کی اداسی پہ ترس آتا ہے
(مصطفیٰ زیدی)

میں شوقیہ اور ادب کی تسکین کی خاطر لکھتی ہوں وہ جیسا بھی ہے آپ کے سامنے ہے۔ بہترین افسانے پر دو ایوارڈز کی بھی حقدار قرار پائی ہوں۔ باقی تو صرف آپ سب کی محبتیں ہیں۔

بقول افتخار عارف......

چھوٹی موٹی ایک لہر ہی تھی میرے اندر
ایک لہر سے کیا طوفان اٹھا سکتا تھا میں

عائشہ اعوان......رحیم یار خان

1۔ ہر عورت خواہ چھوٹی عمر کی ہو یا بڑی......دینی مسائل سے واقفیت حاصل کر کے اپنے آپ کو پُر اثر بنا سکتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کی پیروی کرے......صدقہ خیرات اپنی حیثیت کے مطابق کرے...... اچھے اخلاق رکھے...... بچوں کی اچھی پرورش اور اپنے خاوند کا خیال رکھے...... اپنے ہمسائیوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے اور تمام عبادات کا جاننا مثلاً نماز کے فرائض واجب غسل کے فرائض وضو کے فرائض...... اور حقوق العباد کا خیال رکھنا......اس سے دائمی خوشی بھی نصیب ہوتی ہے اور وہ ایک پُر اثر شخصیت بھی بن جاتی ہے۔

2۔ میری عمر جب آٹھ، نو برس کی تھی تو ایک چھوٹا سا واقعہ ہوا جو مجھے آج بھی یاد ہے اور پھر میں نے اس سے ایک سبق سیکھا جس پر آج تک قائم ہوں۔

واقعہ کچھ یوں ہوا کہ میں اپنے امی ابو اور دو بھائیوں کے ہمراہ راول پنڈی میں ایوب پارک سے نکل رہی تھی کہ میرے امی، ابو کوئی چیز خریدنے وہاں ایک چھوٹی شاپ پر ٹھہر گئے اور میں آگے نکل گئی۔ میں بہت آگے چلی گئی تھی اور میرے امی، ابو مجھے تلاش کرتے رہے۔ وہ بہت زیادہ پریشان ہو گئے تھے۔ پارک بہت بڑا تھا جب میں کافی آگے چلتی گئی تو میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا مگر امی ابو نظر نہیں آئے، میں رونے لگی اور واپس اسی راستے پر چل پڑی۔ اور اسی جگہ پہنچ گئی جہاں میری امی اور دونوں بھائی جو میری عمر سے ایک دو سال ہی بڑے ہیں پریشان بیٹھے تھے۔ میری امی دوڑ کر آئیں اور مجھے پکڑ لیا۔ پھر میرے ابو بھی آ گئے اور مجھے ڈانٹ ڈپٹ بھی کی۔ اس دن سے میں نے والدین کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

3۔ پاکیزہ کے آخری صفحات مجھے بہت پسند ہیں یعنی شمع ہدایت سے لے کر آخر تک کیونکہ ان میں دلچسپی کا سارا مواد موجود ہوتا ہے جس طرح شوابے کلینک ہے اس طرح اگر یونانی طب اور دیگر ادویات یا علاج کا سلسلہ شروع ہو جائے یا اگر گنجائش ہو تو ایلوپیتھی کے مشورے بھی شروع کر دیے جائیں تو بہتر طور پر لوگ اپنی بیماریوں کا علاج کر سکیں گے کیونکہ گاؤں وغیرہ یا اکثر چھوٹے علاقوں میں ہومیو یا شوابے کمپنی کی دوا دستیاب نہیں ہوتی۔4۔ پاکیزہ مصنفات سے بھی عرض کروں گی کہ ماں ایک عظیم ہستی ہے اور ساس بھی ماں کی جگہ ہوتی ہے۔ تحریروں میں ان دونوں ہستیوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ محبوب یا خاوند کو ترجیح دی جاتی ہے اور یا پھر ماں، باپ کو جلدی مار دیا جاتا ہے۔ تحریروں میں ان ہستیوں کی عظمت کو اجاگر کریں کیونکہ قارئین میں اکثر تعداد تو جوان لڑکیوں کی ہے اگر ساس کے خلاف والی بات ان کے دل میں بیٹھ گئی تو وہی جھگڑا جاری رہے گا۔

5۔ تعارف میرا کچھ یوں ہے......

عمر کی جوان ہوں، عائشہ میرا نام
ابو میرے طبیب ہیں شہر رحیم یار خان

فریدہ افتخار، اسلام آباد

1۔ اپنی شخصیت کو پُر اثر بنانے کے لیے ضروری نہیں کہ ہمارا لباس ڈیزائنر کا ہو، ہینڈ بیگ ڈیزائنر کا ہو۔ سادگی و پُرکاری، عمر اور اپنی شخصیت کے مطابق لباس ہو۔ شکل صورت اللہ بناتا ہے مگر چار چاند اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وقت لگتے ہیں جب لباس کے ساتھ ہماری گفتگو کا انداز......رکھ رکھاؤ پسندیدہ ہو۔ ہنستا مسکراتا تروتازہ چہرہ اور دوسروں سے نرم گفتگو ہو بعض خواتین صرف شکایت نامہ، دُکھڑے، قسمت کا رونا رونا...... بہو کی شکایت، ساس کی غیبت، نندوں کی برائی یہ ساری عادات چھوڑ کر صرف اور صرف اچھا سوچیں، اچھا بولیں۔ کہتے ہیں چہرہ دل کا آئینہ ہے۔



چہرے پر ہر وقت حزن و ملال کے تاثرات غصے کی کیفیت شوہر، بچوں کو بھی بیزار کردیتی ہے۔ اپنے دل کے آئینے کو حسد، بغض، جلن سے صاف پاک رکھنے سے شخصیت نکھرتی ہے۔

2۔ زندگی میں بے شمار واقعات، لمحات آچکے ہیں۔ ایک بے حد اہم واقعہ میرا سچا خواب ہے۔ جس کی تعبیر کے میرے گھر والے آج تک قائل ہیں۔ ہماری سحر خیزی کی عادت والدہ مرحومہ کی مرہونِ منت ہے، ہم اپنی والدہ کو صبح کی چائے ناشتا جائے نماز پر دیا کرتے۔ اس کے بعد اپنے اسکول جانے کی تیاری ہوتی ہے۔ بڑی بہن نئی، نئی شادی ہوئی تھی وہ امی کے گھر رہنے آئی ہوئی تھیں شادی والا گھر ابھی دور و نزدیک رشتے داروں سے بھرا ہوا تھا جن کے ساتھ چند ملازمائیں بھی آئی ہوئی تھیں۔ نئی دلہن کا زیور اچانک غائب ہوگیا جو انہوں نے رات اتار کر الماری میں رکھا تھا ہمارے ہاں کبھی تالے نہیں لگتے تھے۔ اب کس کو پکڑا جائے...... سب چپکے، چپکے پریشان۔ رات میں نے عشا کی نماز پڑھی دو رکعت حاجت کی اس نیت کے ساتھ کہ یا اللہ زیور کا پتا چل جائے ساتھ ہاتھ پر وظیفے والی کتاب سے چور معلوم کرنے کا عمل بھی اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر سیاہی سے لکھ کر قبلہ رو ہوکر سوگئی۔ رات میں جو دیکھا اس کے مطابق صبح سویرے چار بجے آنکھ کھلی اور دوڑ کر اس خاتون کے بیگ سے زیور نکال لیے جن کا اشارہ خواب میں آیا تھا۔ ابھی سارا گھر سو رہا تھا۔ زیور لاکر امی کے سامنے رکھ دیے۔ میری بھولی ماں کہنے لگیں چلو پتا چل گیا کہ کس نے چرائے جاکر واپس رکھ دو سب کے سامنے اس کو پکڑ لیں گے۔ میں نے انکار کردیا اور لے جاکر اپنی ذاتی الماری میں رکھ کر اسے تالا لگادیا...... سارا دن وہ خاتون پریشان الجھی، الجھی پھرتی رہیں...... بعد میں جلدی، جلدی واپس جانے کی رٹ لگا کر رخصت ہوگئیں۔ یہ خاتون رشتے دار خاتون کے ساتھ چلی آئی تھیں۔ اماں نے اس کا بھرم رکھ لیا اور زیور بھی مل گئے۔ بعد میں یہ واقعہ سن کر ہمارے بہن، بھائی ہمیں چھیڑتے کہ بس اب فال وال نکالنے کا بندوبست کرلیا جائے ایک عدد سبز جھنڈا چند موم بتیاں وغیرہ، وغیرہ اس روز سے میرا اپنے اللہ پر توکل، ایمان مزید مضبوط ہوا اللہ کو یاد کرنے سے ہی مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔

3۔ پاکیزہ ڈائری، جلترنگ، بہنوں کی محفل، دین کی باتیں، روحانی مشورے بے حد پسند ہیں۔ خوش ذائقہ پسند نہیں نہ ہی اشعار کی دنیا اچھا شعر کم ہی پڑھنے کو ملتا ہے۔ ہر چینل پہ شیف کھانے بنا رہے ہیں اس بھرمار سے پہلے آخر گھروں میں سلیقہ مند خواتین بے حد مزیدار کھانے بناتی تھیں اور بناتی ہیں۔ جنک فوڈ نے آج کل کی نسل کو دسترخوان سے دور کردیا ہے۔

4۔ پاکیزہ مصنفات ایک سے بڑھ کر ایک...... مگر کہانیوں کی بے جا طوالت کرداروں کی بھرمار سے کبھی، کبھی بیزاری ہوجاتی ہے۔

5۔ ہنسیں مسکرائیں......دوسروں کے کام آئیں...... اپنا دل اور دسترخوان بڑا رکھیں...... اللہ بہت نوازے گا۔

بیت بخشی نہ مجھ سے کر بلبل
دھوم ہے میری خوش بیانی کی

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نزہت اصغر



پاکیزہ کی دیرینہ ساتھی

سیما یاسمین مجتبیٰ سے ایک خوشگوار نشست

عزیز ساتھیو......! آپ کے لیے سجائی گئی آج کی اس بزم میں پاکیزہ کی ایک اور دیرینہ، مخلص اور قابلِ قدر ساتھی اپنی پُرلطف اور معلومات افزا گفتگو کے ساتھ حاضر ہیں۔

سیما یاسمین مجتبیٰ کا نام کسی بھی تعارف کا محتاج نہیں...... پاکیزہ کے دیرینہ قاری ان کی تحریروں کے مزاج سے بخوبی آشنا ہیں۔ سیما کا قلم کبھی خالص رومانوی کہانی تخلیق کرتا ہے تو کبھی نہایت حساس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

معاشرتی موضوعات اور انسانی رشتوں اور ان سے وابستہ جذبات واحساسات کے رموز قلم بند کرتا نظر آتا ہے۔ جب، جو، جیسا انہوں نے محسوس کیا سطح قرطاس پر اتار دیا۔ سیما یاسمین اس کے ساتھ ساتھ ایک معروف فوڈ میگزین کی ایڈیٹر شپ کے فرائض بھی انجام دے رہی ہیں۔ سیما سے جتنی بھی ملاقاتیں ہوئیں انہیں ہم نے نہایت صاف گو اور تصنع و بناوٹ سے دور پایا۔ عام گفتگو میں اگرچہ وہ کافی سادہ ہیں مگر کوئی سنجیدہ موضوع چھڑ جائے تو ان کی مدلل گفتگو بھی کافی متاثر کن ہوتی ہے۔

عزیز قارئین! مزید احوال پرسی سیما یاسمین مجتبیٰ کا انٹرویو پڑھتے، پڑھتے ہوتی چلی جائے گی تو آیئے سوالات کا آغاز کرتے ہیں۔

پاکیزہ ✧......جی سیما کیسی ہیں آپ؟ اب آپ کو ہماری بزم میں آنا ہی پڑا۔

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖......ڈیئر نزہت! آپ کی بزم یعنی پاکیزہ بزم میں آنا ہی پڑا کہ

آپ بلائیں اور ہم نہ آئیں
ایسے تو حالات نہیں

بہت اچھا، پُر لطف......

پاکیزہ ✧......اچھا یہ بزم ایسی کوئی فارمل نہیں ہے۔ آپ بے تکلفی سے جواب دیں۔

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖......ویسے آپ کا انٹرویو اچھا خاصا احتساب ہوتا ہے اور مجھے پسند بھی بہت ہے۔ فارمل تو مجھے ہونا ہی نہیں آتا اور کھرا سچ کہنے کی عادت ہے، یہ اور بات کہ رقیب برداشت نہ کرسکیں۔

پاکیزہ ✧......آپ کافی سینئر رائٹر ہیں مگر آپ نے اب لکھنا کم کردیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... مجھے تو ایسا نہیں لگتا نزہت...... ابھی میں طفلِ مکتب ہی خود کو سمجھتی ہوں۔ ہاں اس دشت (ادب) کی سیاحی میں صدیاں بیت گئیں۔ آج آپ نے یاد دلایا تو یاد آیا...... ایک زمانہ تھا جب شوکت رانا الطاف صاحبہ، شکیلہ رفیق، بلقیس ظفر اور اسی طرح کی بہت پیاری پیاری رائٹرز کو اسکول کی چھٹیوں میں جام نو اور دیگر ادبی رسائل میں پڑھا کرتے تھے۔ پُرسکون وحسین ماحول میں لکھی وہ رومانی کہانیاں ابتدائی ٹین ایج دور میں پریوں کی داستانیں لگتی تھیں۔ کورس کی کتابوں کے بعد انہیں پڑھنے میں بڑا مزہ آتا تھا۔ مطالعہ مزید وسیع ہوا اور خود اعتمادی میں اضافہ ہوا تو پھر دنیا بھر کا ادب (لٹریچر) پڑھتے ہوئے محسوس ہوا کہ لکھ کر بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ آہستہ آہستہ ناول اور افسانے کی ٹیکنیک سے واقف ہوئی اور کبھی افسانے کو کھینچ کر ناولٹ اور ناولٹ کو صفحوں میں لپیٹ کر ناول نہیں بنایا۔ اسی لیے سائنسی ریسرچ کے دوران جب وقت کم ہوا تو میں صرف افسانے ہی لکھتی اور ان سے ہی دلوں میں گھر تعمیر کیے...... میں نے تھوک کے بھاؤ یعنی بہت زیادہ کبھی نہیں لکھا جبکہ میری ہم عصر رائٹرز لکھ رہی ہیں۔ جب جو لکھا دل سے لکھا ورنہ نہیں لکھا...... ویسے بھی میں inspirational رائٹر ہوں، اپنی طرف سے کچھ نہیں ٹھونکتی...... کوئی بات، واقعہ لکھنے کی تحریک دے تو لکھتی ہوں۔ پھر وقت کے ساتھ ترجیحات بدل جاتی ہیں بس اسی لیے میں بھی سائنس اور آرٹس کے اتنے سارے شعبوں میں تقسیم ہوگئی کہ افسانے کہیں پیچھے رہ گئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ افسانوں نے میرا پیچھا چھوڑ دیا۔ زندگی کے ہر قدم پر افسانوں سے میرا سامنا ہوتا ہے کیونکہ زندگی میں جتنے لوگ ہیں اتنے ہی بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ افسانے ہر ایک سے وابستہ ہیں۔

پاکیزہ ✧......اپنی کہانیاں کیا کتابی شکل میں بھی چھپوائیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖......نہیں کہانیاں کتابی شکل میں چھپوائی تو نہیں مگر چھپ گئیں۔ یہ 1980ء کے زمانے کی بات ہے، تب ٹی وی یا نیٹ فیس بک سے سیلیبریٹی نہیں ہوتی تھی بلکہ اچھا کام ہی دھوم مچاتا تھا پھر میرے انٹرویوز کی لائن لگ گئی۔ میری کتاب بحر بیکراں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی رونمائی پر نامور مصنف غلام عباس (اوور کوٹ) جن کا مشہور افسانہ ہے جو کورس میں بھی شامل رہا اُن کے الفاظ میں آپ کو بتاتی ہوں۔ ''سیما یاسمین مجتبیٰ آپ نے جو اپنی پہلی کتاب کا پیش لفظ لکھا ہے، اس میں مجھے اپنی جھلک نظر آتی ہے، آپ خود اعتماد ہیں، افسانوں کا ایک الگ نیا انداز ہے جو مجھے پسند آیا اور آپ اپنے بڑوں کا ادب کرنا بھی جانتی ہیں۔ انشاء اللہ آپ کو یہ سب خصوصیات اردو ادب کا روشن ستارہ بنائیں گی۔'' ان کے یہ الفاظ میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں۔ سچ نزہت بہت خوب صورت زمانہ تھا وہ' ادب میں ادیب اور ادباء ہی اہمیت رکھتے تھے۔ شمع دہلی نے بھی میرے افسانے اور انٹرویوز شائع کیے تھے پھر لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا تو چلتا چلا گیا۔ اللہ کے فضل سے پاکستان، کینیڈا کے اردو انگلش کے تمام جریدوں' رسائل' اخبارات نے میرے دو فیملی انٹرویوز کتابوں پر شاندار ریویوز دیے۔ آج کے دور میں جب ادب میں غیر ادبی انداز دیکھتی ہوں تو بڑا عجیب لگتا ہے، کمرشلزم اور پی آر سے آگے بڑھنا مجھے نہیں پسند۔

پاکیزہ ✧...... تھوڑا اگر ماضی کا سفر کریں تو یہ بتائیں آپ نے پہلی کہانی کب لکھی اور کیا محرک تھا؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖ پہلی کہانی...... میری کہانیاں مضامین تھے۔ میں جب چھوٹی کلاسز میں تھی تو میرے مضامین... بیسٹ سلیکٹ ہو کر سینٹ جوزف کانونٹ کے نوٹس بورڈ پر لگتے تھے۔ یہ آنر ہوتا جو بیسٹ تحریر کو دیا جاتا۔ جب 9th, 10th کے امتحانوں کے بعد لمبی چھٹیاں ہوتیں تو سب سے پہلے میں چھٹیوں کا ہوم ورک مکمل کرتی پھر ان کہانیوں اور ارد گرد کے واقعات کے بارے میں سوچتی اور جیسے میرے ذہن میں تحریک اٹھتی کچھ کہنے...... کچھ لکھنے کی۔ یوں کہہ لیں کہ اپنے معاشرے کی خامیوں پر قلم اٹھانے کا دل چاہتا اور تب میں نے افسانے اور مضامین لکھے مگر اپنی رائٹنگ ٹیبل کی فائل میں رکھ دیتی۔ میرے والدین کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے میری تحریریں پڑھ کر اصلاح کی اور پھر میرے علم میں لائے بغیر انہیں مختلف جرائد میں بھیجا اور جب وہ چھپیں تو مجھ پر یہ انکشاف ہوا۔ یوں میرا ادبی سفر شروع ہوا۔ اس کے ساتھ میرا تعلیمی سفر بھی جاری رہا جو میڈیکل سائنس کا تھا اور اس میں بھی میں A گریڈ فرسٹ ڈویژن لے کر آگے بڑھ رہی تھی۔ یار! بہت پیارے دن تھے وہ بھی...... کتابوں کی خوشبو، پڑھنے کا شوق، لکھنے کا جنون اور والدین کا پیار......! یہ اللہ کا کرم میں اپنے اوپر کبھی نہیں بھول سکتی اور اپنے اللہ کی بے حد شکر گزار ہوتی ہوں۔

پاکیزہ ✧...... اب تک کی تحریروں سے کس حد تک مطمئن ہیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... جب میں نے لکھنا شروع کیا تھا تب بھی ایسا محسوس کرتی تھی کہ ابھی مزہ نہیں آیا لکھ کر جبکہ بعض تحریریں خود کو بھی اچھی لگتیں مگر مجموعی طور پر مزید خوب صورت لکھنے کا دل چاہتا اور مزے کی بات یہ ہے کہ آج بھی لکھنے کے بعد تشنگی محسوس ہوتی ہے۔

پاکیزہ ✧...... کہانی لکھنے کے لیے کیا کوئی خاص موڈ یا ماحول ضروری ہے؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... کہانی کے لیے موڈ اور ماحول سے زیادہ ایک اندر سے کیفیت جاگتی ہے کہ کچھ لکھنا ہے یا دل و دماغ مل کر جب کسی تھیم پر اپنا کام مکمل کر لیتے ہیں تب قلم رواں دواں ہو جاتا ہے۔ ماحول اور موڈ کا اگر دیکھیں تو میں نے افسانے لکھنے اور کالج، یونیورسٹی کے سائنسی اکیڈمکس اور ریسرچ کو ایک ساتھ جاری رکھا۔ یونیورسٹی کے زمانے میں تو خوب لکھا۔ اکیڈمک فیلڈ کے ساتھ' ساتھ افسانوں کی دنیا میں آگے بڑھنے کا سفر جاری تھا اور اس سب لکھنے پڑھنے میں گھر کر میں بہت خوش اور مطمئن رہتی۔

پاکیزہ ✧...... آپ نے کیا موضوعات یا کیا مسائل مدِّ نظر رکھے؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ اپنے ارد گرد بکھری کہانیاں ہی میرا موضوع

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



بنیں۔ امی کی ڈانٹ پر میں نے کچھ اپنی پسند کی گوشت کی ڈشز تھوڑی بہت سیکھ لی تھیں مگر پوری طرح کاغذ قلم کے حصار میں ہی رہتی تھی۔ خاندان میں فنکشنز وغیرہ ہوتے تھے مگر امی کے ساتھ کہیں بھی میں کم ہی جاتی تھی کیونکہ یونیورسٹی میں ریسرچ اسٹارٹ کرنے کے بعد تو بالکل وقت ہی نہیں تھا میرے پاس کسی کے لیے...... اس دور کے میرے افسانے بھی بہت خوب صورت ہیں (بقول قدردان) میرے ساتھ ادبی شامیں ہوتیں جو فیملی کے ساتھ میں اٹینڈ کرتی۔ اس زمانے میں، میں زندگی کے ہر چیلنجنگ ٹاپک پر لکھ چکی تھی یا لکھ رہی تھی۔ میں شادی، گھریلو مسائل، مختلف معاشرتی برائیاں لڑکیوں کے ساتھ لڑکوں میں بھی فہم وآگہی وغیرہ کے موضوعات شامل تھے۔ جن دنوں میرے والد کی پوسٹنگ سعودی عرب کے شہر ریاض میں تھی وہاں ہم سب کا پہلا شوق ہمیشہ عمرہ اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری کا رہتا...... اسی سفر میں مجھ کو محسوس ہوا کہ اب تک جو کچھ میں نے کیا ہے یہ دنیاوی اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ کی طرف کا راستہ، رسول اللہ ﷺ کی محبت اور دین کے بتائے راستوں کی پیروی تو الگ بات ہے۔ اس زمانے میں میرے دل میں پہلے سے زیادہ اپنے پیارے مذہب اسلام کی محبت گہری ہوئی۔ پاپا نے بھی اس سلسلے میں بڑے پائے کے اسکالرز کی کتابیں لا کر دیں۔ بس اب کس بات کی ضرورت تھی ایک نئی راہ سامنے روشن ہوئی اور وہ ایسی پُرکشش کہ اس پر چلنے کی کوشش خود بخود کرنے لگے۔ اس لیے اب لکھنے میں مزید نکھار آرہا تھا۔ میں نے کبھی صرف روایتی طوائفوں والا رومان، وڈیروں وغیرہ ٹائپ کہانیاں نہیں لکھیں۔

پاکیزہ ✧...... آج کی کہانیوں میں پہلے جیسا افسانوی رومان نظر نہیں آتا، اس کی کیا وجہ ہے؟ شاید اب مسائل وفکرات مختلف ہیں، آپ کا کیا خیال ہے؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... جہاں تک پہلے اور آج کے رومان کا سوال ہے تو یہی کہہ سکتی ہوں کہ پہلے ہر شے خالص تھی اور اب ہر چیز میں ملاوٹ ہے تو رومان بھی آلودہ ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ مسائل کا انبار لگا ہوا ہے تو رومانس کی کون فکر کرتا ہے اور جو کرتے ہیں وہ اگر کم عقل ہوں تو زندگی برباد کرتے ہیں اور عمر بھر روتے ہیں۔

پاکیزہ ✧...... کیا رائٹرز کی کہانیاں ان کی اپنی زندگی کی بھی عکاسی کرتی ہیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... اچھا سوال ہے! میرے نزدیک سچا انسان جیسے اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح سچا (honest) رائٹر بھی اپنی تحریروں سے پہچانا جاتا ہے۔ ہر کہانی تو رائٹرز کی زندگی کی عکاسی نہیں کر سکتی کیونکہ دنیا کی کہانیاں ایک رائٹر لکھتا ہے مگر جو سچا ہوتا ہے اس کے لکھنے کا اسٹائل، الفاظ سوچ اس کی پہچان کروادیتے ہیں۔ جیسے اکثر میرے ریڈرز

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے مجھ سے کہا جو مجھے جانتے بھی ہوں، آپ جو کہتی ہیں وہی لکھتی ہیں۔ آپ کی تحریر پڑھتے وقت لگتا ہے جیسے آپ بول رہی ہوں۔ ویسے یہ بڑی پرابلم کی بات ہے۔ اکثر آپ نے کسی اجنبی کیریکٹر یا واقعے پر لکھا ہوتا ہے مگر رشتے دار اور ارد گرد کے لوگ پیچھے پڑ جاتے ہیں (خصوصاً خواتین) کہ یہ ہم پر ہی لکھا۔ جیسے ایک مرتبہ ایک اجنبی خاتون شکریہ ادا کرنے آئیں کہ میرے ایک افسانے نے انہیں پردیس میں جینے کا حوصلہ دیا اور وہ افسانے کی ہیروئن کی طرح روپ دھار کر ان کے رو برو کھڑی ہوئی تو اپنے شوہر کو بہت پسند آئی۔ ورنہ وہ اسے میکے چھوڑنے امریکا سے آرہے تھے۔ اور اب وہ لوگ خوشگوار زندگی گزار رہے ہیں۔

اس طرح آپ سمجھ لیں کہ میری نیچر گھر بنانا ہے گھر توڑنا نہیں۔ (اچھی بات ہے)

پاکیزہ ✧...... آپ کی سینئر یا ہم عصر کون کون سی مصنفات ہیں، کوئی پسندیدہ اگر ہے تو بتائیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... میری سینئر مصنفات تو بہت ہیں جیسے خالدہ اسد (مرحومہ) رضیہ جمیل، شکیلہ رفیق، مہناز عرفان، اقبال بانو اور ساجدہ حبیب' غزالہ نگار اور کئی نام یاد نہیں آرہے۔ ہم عصر میں نگہت عبداللہ، اختر شجاعت، رخ چوہدری وغیرہ...... نئی میں صائمہ چوہدری، عالیہ بخاری اور چند ایک بہت اچھا لکھ رہی ہیں۔ بہتے پانی پہ مکان کی رائٹر ناہید سلطانہ اختر، چاندنی کی انجم انصار، اختر شجاعت (اسلامی مضامین) وغیرہ بھی بہت پسند ہیں۔ اور کہانی کبھی کسی کی اچھی ہوتی ہے تو کبھی کسی کی، اس طرح بری تو کوئی نہیں البتہ اب میرے پاس ناول وغیرہ پڑھنے کا وقت نہیں ہوتا کیونکہ فوڈ میگزین بنانا اور ہیلتھ اینڈ ڈائٹ پر لیکچرز دینا پھر گھر داری سب ہی کرنا پڑتا ہے۔

پاکیزہ ✧...... بچپن میں آپ کس قسم کی بچی تھیں اور جوانی تک وہی نیچر برقرار رہی؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... امی بتاتی ہیں کہ آیا کے ہونے کے باوجود ہر وقت امی سے چمٹی رہتی تھی۔ پارک جاتی تو سب بچوں کو اپنے گھر لے آتی۔ ہاں اگر کسی بات کی ضد چڑھ جاتی تو دو سال کی عمر میں بھی سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔ ویسے انہی باتوں کے لیے اس وقت بھی مشہور تھی۔ جو من میں آئی کیا...... اب سینئر رائٹر ہو کر بھی وہی نیچر برقرار ہے۔ بہت خیال کرتی ہوں اپنے پرایوں کا مگر بدتمیزی کرنے والے سے سختی سے نمٹتی ہوں یا کوئی جان بوجھ کر تنگ کرے اور مجھے غصہ آجائے تو پھر کراچی کی بارش کی طرح برستا ہے۔ اگلے کی طبیعت صاف کر کے مطلع صاف ہو جاتا ہے۔

اپنی طرف سے کسی کے ساتھ برائی نہیں کرتی، جھوٹ نہیں بولتی کہ اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں اور لگائی بجھائی، بدگمانی سے دور رہتی ہوں کہ اسلام نے انہیں گناہ قرار دیا ہے۔ کسی کی عبادت، شرافت سے متاثر ہوتی ہوں اور نہ کسی کو بغیر دیکھے گناہ گار سمجھتی ہوں کیونکہ دلوں کا بھید تو اللہ جانتا ہے اور آج کل منافقت اور ریا کاری، جھوٹ، کرپشن بہت بڑھ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ (الٰہی آمین)

پاکیزہ ✧...... آپ کی گھریلو زندگی کیا اس لکھنے کے عمل سے متاثر ہوئی؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... میری گھریلو زندگی لکھنے پڑھنے سے کبھی متاثر نہیں ہوئی۔ ہر کام کا میں نے وقت مقرر کیا ہوا ہے۔

پاکیزہ ✧...... ازدواجی زندگی کیسی گزرتی رہی' آپ کے تجربات کیا کہتے ہیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... ہر انسان کے الگ' الگ تجربات ہوتے ہیں ضرورت اس... بات کی ہے اچھی باتیں یاد رکھی جائیں...... میری زندگی میں بھی اتار چڑھاؤ آئے تفصیل پھر سہی...... آپ اپنی رائٹرز کو صفائی کا پورا موقع دیتی ہیں مگر پلیز...... مجھے تو معاف ہی رکھیے گا کیونکہ کہانی بہت طویل ہے اور اب میرے پاس فالتو باتوں کا وقت نہیں...... میری مخالف خواتین کو اپنا منہ کھولنے کے لیے اپنی موت کا انتظار کر لینا چاہیے اور حضرات کو بھی کیونکہ ان سب کو اللہ تعالیٰ کو حساب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

دینا ہوگا۔ میں اب کچھ کہنے سننے کو تیار نہیں...... اللہ نے زندگی کے لیے جو نیک مقام مجھے عطا کیے ہیں ان میں مجھے سرخرو کرے۔ (آمین)

پاکیزہ ✧...... اپنی فیملی کا مختصر تعارف کروائیے؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... میری سویٹ فیملی کا تعارف یہ ہے کہ پاپا نیوی میں کمانڈر تھے اور بیک گراؤنڈ سے جاگیردار گھرانا ہے جو سالوں پہلے انگلینڈ کے پوش ایریا ویمبلے میں سیٹل ہیں۔ دادا، دادی جان کا انتقال ہو چکا ہے۔ نانا جان بزنس مین تھے اور پلین چارٹر کر کے پورے خاندان کے ساتھ پاکستان آئے تھے۔ ان کے والدین کا تعلق مقبوضہ کشمیر سے تھا مگر دیرہ دون اور کلکتہ میں ان کا بزنس تھا۔ کراچی میں گھر وغیرہ تھا۔ امی بے پناہ خوب صورت اور دین دار نرم لہجے والی لیڈی مشہور رہیں۔ ان کو سسرال، میکے اور تمام رشتے داروں، دوست احباب میں بہت پسند کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کا معاملہ پاپا (مرحوم) کا بھی تھا۔ انگلینڈ، الٰہ آباد وغیرہ سے اس زمانے میں بزنس ایڈ منسٹریشن میں تعلیم حاصل کی پھر انگلینڈ سے بار ایٹ لا بھی کیا مگر پاکستان کی محبت میں پاکستان نیوی جوائن کی۔ وہ اتنے پیارے اور دیانت دار، رحم دل انسان تھے کہ دشمن بھی ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ امی پاپا کی ہم تین بیٹیاں ہیں، میں سب سے بڑی پھر روبینہ ناز مجتبیٰ وہ باہر سیٹل ہیں اپنی فیملی کے ساتھ۔ اور ہماری سب سے چھوٹی اور کیوٹ، سویٹ سی سسٹر غزالہ شیریں مجتبیٰ ہیں۔ غزالہ مجتبیٰ ماشاء اللہ سے بہت ٹیلنٹڈ ہے۔ اس کی انگلش کی شاعری کی کتابیں لائبریری آف کانگریس، واشنگٹن میں رکھی ہیں۔ جن میں ان کی دنیا میں انعام یافتہ شاعری ہے جو اسلامک کلچر اور فلاسفی پر بیسڈ ہے۔ غزالہ بہترین اور ورلڈ نمبر 1 گرافک ڈیزائنر اور نیٹ فوٹو گرافی کی ایکسپرٹ سمجھی جاتی ہیں۔ میری کتابوں کے ساتھ، ساتھ غزالہ کی کتابوں کی اوپننگ بھی پریس کلب کراچی میں ہوئی تھی

اور بہت بڑی بڑی، ادبی شخصیات نے اس کی پوئٹری پر بہترین تبصرے کیے تھے۔

پاکیزہ ✧...... کون سا رشتہ زیادہ قابلِ بھروسا ہوتا ہے؟ آپ کو کیا تجربہ ہوا؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... ہمارے والدین کی دوستی اور محبتوں کی وجہ سے ہمیں باہر دوست بنانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ ہم تینوں کے نزدیک سب سے سچا بے لوث اور پیارا رشتہ والدین کا ہوتا ہے۔ اس نعمت کا کوئی نعم البدل نہیں۔ ہر رشتے میں give and take ہوتا ہے...... مگر والدین، اولاد کو صرف دیتے ہیں، اس سے لیتے کچھ نہیں...... ویسے آپ کے اس سوال پر مجھے یاد آیا کہ ایسا بھی ہو رہا ہے کہ ماں شادی کے بعد لڑکیوں سے منہ پھیر لیتی ہیں مگر شوہر ان کا خیال رکھتے ہیں اور سسرال والے بھی... تو ان لڑکیوں کے لیے تو شوہر اور سسرال کا رشتہ زیادہ قابلِ بھروسا ہے...... اس لحاظ سے میرے خیال میں جس کو جہاں سے اعتماد و پیار زیادہ ملے وہی رشتہ اس کے لیے زیادہ قابلِ بھروسا ہوگا۔ اپنا تجربہ تو میں بتا چکی ہوں۔

پاکیزہ ✧...... اپنے چھوٹوں کو عموماً کیا نصیحت کرتی ہیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... اپنے چھوٹوں کو مذہبِ اسلام پر چلنے کی نصیحت زیادہ کرتی ہوں۔

پاکیزہ ✧...... اپنے سے چھوٹوں کے ساتھ کس حد تک دوستانہ رویہ رکھنا چاہیے۔ آپ نے کیسا رکھا؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... اپنے چھوٹوں سے ایسا دوستانہ رویہ رکھنا چاہیے کہ وہ آپ سے اپنی ہر بات کہہ دیں، ساتھ ہی آپ کا احترام بھی کریں اور آپ کا کہنا مانیں۔ محبت تو بابا ہی ہوتی ہے، ہاں بدتمیزی یا جواب در جواب نہیں کرنا چاہیے۔

پاکیزہ ✧...... ویسے ہر ایک کی زندگی کے تجربات مختلف ہوتے ہیں آپ کا کیا خیال ہے؟ ابھی کون سا موضوع رہ گیا جس پر آپ لکھنا چاہیں گی؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... لکھنے کے لیے تو زندگی کا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

موضوع ہی اتنا versatile ہے کہ افسانے بنتے رہیں گے لکھاری لکھتے رہیں گے۔ آپ نے درست فرمایا کہ ہر ایک کی زندگی کے تجربات مختلف ہوتے ہیں، اور آپ کے سوال کے دوسرے حصے کو ہی میں جواب کے طور پر استعمال کروں گی کہ اسی لیے اپنے نظریے اور سوچ کو ہی حتمی اور درست سمجھتے ہوئے لوگ دوسروں کو پرکھتے اور تجزیہ کرتے ہیں جبکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ دوسرے کی زندگی، حالات وغیرہ کو مفصل جان کر یا ان سے مل کر اپنی رائے کا اظہار کریں اب اگر ایسا ہونے لگے تو سب فرشتے نہ بن جائیں۔ (جی بالکل)

پاکیزہ ✧...... ہمارے ہاں کھوج اور تجسس کچھ زیادہ ہے اسی لیے یہ سوال پوچھا کہ لوگ اپنے کام سے کام کیوں نہیں رکھتے؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... کھوج اور تجسس اگر میڈیکل، فوڈ ریسرچ فیلڈز میں ہو تو بہت اچھی بات ہے کیونکہ لوگوں کو فائدہ پہنچانے والی دوائیں، غذائیں (فوڈ سپلیمنٹس) بنائے جاتے ہیں۔ مگر کسی دوسرے فرد کی زندگی کے لیے یہ جذبات منفی کہلائیں گے اور ان کے نتائج سوچنے والے کے لیے بھی برے ثابت ہوتے ہیں، اس لیے زندگی نیک نیتی سے گزاری جائے تو اچھا ہے۔

پاکیزہ ✧...... نفسیاتی مسائل کیا ہر کسی کے ساتھ ہوتے ہیں؟ ان پر قابو کیسے پایا جاسکتا ہے؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... نفسیاتی مسائل ہر کسی کے ساتھ ہوتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق انسانی دماغ نروس سسٹم سے ہوتا ہے اور جذبات سے یہ دونوں متاثر ہوتے ہیں۔ اچھے جذبات سے ہم پُرسکون رہتے ہیں اور مسائل کے انبار اگر ناقابلِ برداشت ہو جائیں تو دل و دماغ، نروس سسٹم متاثر ہو کر مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں جیسے ڈپریشن، ہائپر ٹینشن، بے ہوشی کے دورے وغیرہ...... آج کے دور میں یہ مسائل گھر گھر ہیں، بالخصوص ہمارے ملک جیسے ترقی پذیر ممالک میں جہاں کرپشن کا عروج ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے لوگ بھی تو...... عام طور سے ایک بڑا نفسیاتی مسئلہ یہ ہے کہ اپنے کام سے کام رکھنے کے بجائے دوسرے کے کام و معاملات اور زندگی میں دخل اندازی کرنے میں خود کو نہایت نیک و اعلیٰ کردار کا سمجھتے ہیں جبکہ کھوج، بدگمانی، الزام تراشی وغیرہ کی تو اسلام میں سختی سے ممانعت ہے۔ ان باتوں پر قابو کیسے پایا جاسکتا ہے تو اس کے لیے اعلیٰ ظرفی اور والدین کی بھی تربیت کی ضرورت ہے تاکہ اولاد بھی عمدہ کردار اور مثبت سوچ کی ہو۔ ہم لوگ اگر اسلامی زندگی کے اصولوں پر چلنے لگیں تو یقیناً خود بھی ترقی کریں گے اور ملک بھی آگے بڑھے گا۔

پاکیزہ ✧...... جی ہاں ہم فوراً زیادہ سوچنے اور کھرا، کھرا بولنے والے کو کہہ دیتے ہیں کہ ان کے ساتھ نفسیاتی مسئلہ ہے آپ بتائیں ایسا ہی ہے ناں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... یہ سب کہنے والے خود جو نفسیاتی مریض ہوتے ہیں اسی لیے ایسی منفی سوچ رکھتے ہیں۔ زیادہ بولنا کسی کی عادت بھی ہو سکتی ہے اور زیادہ اچھا سوچنا تو ادیب، دانشوروں، مفکر حضرات کا نیچر ہوتا ہے...... تو کیا یہ سب نفسیاتی مریض ہیں؟ (ہاہاہا) سچ بہت مزے کی بات کہی ہے آپ نے نزہت مجھے ہنسی آرہی ہے۔ (چلیں آپ ہنس لیں، اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا بستا رکھے)

پاکیزہ ✧...... اچھا چلیں چھوڑیں ان باتوں کو کچھ اپنی پسند ناپسند کے بارے میں بھی بتادیں؟ پسندیدہ رنگ، خوشبو، کھانا، زیور، لباس، پسندیدہ تفریحی مقام، کوئی جملہ جو بہت اچھا لگا ہو، کوئی گانا جو اکثر گنگناتی ہوں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... میرے پسندیدہ رنگ سب ہی ہیں جو میرے موڈ کے ساتھ میچ کر جائیں۔ خوشبو میں yes saint laurent, channel اور ہلکی ہلکی مہکتی پرفیومز پسند ہیں۔ ویسے عطریات (خالص) گلاب، مشک، رات کی رانی کے بہت پسند ہیں۔ اکثر الماری میں کپڑوں پر چھڑک کر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



الماری بند کر دیتی ہوں تو دھلنے کے بعد بھی کپڑے مہکتے رہتے ہیں۔ اس سے ذہنی سکون ملتا ہے اور اعصابی تھکن دور ہوتی ہے۔ یہ ایک طرح کا قدرتی علاج ہے۔ حلال گوشت، سبزی، دال سے پکی ڈشز جو چٹ پٹی ہوں جیسے حیدرآبادی کھٹے بھگارے بینگن، ماش کی سفید دال خوب ادرک، ہری مرچ کے ساتھ پکی ہوئی اور چکن بروسٹ، مٹن، بیف روسٹ بوٹی، تکا وغیرہ وغیرہ......لباس میں ساڑی، شلوار قمیص، آڑا پاجامہ ایک زمانے میں بہت پسند تھا اور ڈھیر ساری چوڑیوں (چنٹوں کو کہتے ہیں) والا پہنتی بھی تھی اور تقریبات میں غرارہ شرارہ، میکسی وغیرہ......عام روٹین میں شلوار قمیص آرام دہ رہتا ہے یا پھر جو کھلے پاجامے لانگ شرٹس کے ساتھ چلتے ہیں، دوپٹا ہر حال میں قاعدے سے اوڑھنا پسند ہے۔ سر کھلا رہتا ہے کیونکہ دل، آنکھوں اور نیت کا حجاب کرتی ہوں۔ ویسے سڑک پر ہوں جیسے مارکیٹ وغیرہ میں تو اسکارف اور چادر اوڑھتی ہوں۔ نیت درست کر کے حجاب کیا جائے تو بہتر ہے۔ خواتین کے علاوہ میں مردوں کے لیے بھی یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ اپنی نظروں کی حفاظت کریں اور انہیں نیچے رکھیں، یہ ہمارا اسلامی حکم ہے۔ پاکیزہ کے ریفرنس سے آپ یہ باتیں آگے بڑھائیں گی تو خواتین اور لڑکیوں میں آگہی پیدا ہوگی۔ پسندیدہ تفریحی مقام، اپنے ملک پاکستان کے حوالے سے ناردرن ایریا اور بھوربن، کشمیر پوائنٹ وغیرہ پسند ہیں۔ آزاد کشمیر اور وادیِ سوات بھی بے مثال ہیں۔ پسندیدہ جملے تو بہت سارے ہیں جو مجھے کسی نہ کسی وجہ سے پسند ہیں مگر ایک جو شاید زیادہ پسند ہے ابھی یاد آگیا...... "تم ہنستی اچھی لگتی ہو۔" میرے پاپا کے علاوہ انجم انصار مائی فیورٹ پرسنیلٹی آف ادب اور اکثر دوستوں سے سنتی رہی ہوں اپنے لیے اس لیے پسند ہے۔ ویسے گانا تو نہیں البتہ ایک حمد کا یہ شعر اکثر زبان پر آجاتا ہے۔

"میرے رب کہاں نہیں ہے تو...... تیری شان جل جلالہ......" اور نعت ہے "میٹھا، میٹھا ہے میرے محمد ﷺ کا نام...... ان پر لاکھوں کروڑوں درود وسلام۔"

پاکیزہ ✧......آج کل کیا مصروفیات ہیں، گھر داری کو کتنا وقت دیتی ہیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖......آج کل کی مصروفیات میں سرِفہرست کوکنگ میگزین کو بنانا ہے۔ اس کے مضامین خاص نوعیت کے ہوتے ہیں تو ان کو کوالیفائڈ افراد ہی لکھ سکتے ہیں اسی لیے مجھے خود بھی لکھنا ہوتے ہیں، ایڈیٹرشپ کی ذمے داریاں بھی نبھانا ہوتی ہیں۔ میگزین کے ساتھ، ساتھ گھرداری بھی چلتی ہے اور آج کل امی بیمار ہیں تو ان کی دیکھ بھال بھی ہوتی ہے۔ اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طرح اللہ کا شکر ہے کہ سب کام بخیر و خوبی خود ہی وقت پر ہو جاتے ہیں کیونکہ میں انجم انصار صاحبہ کی طرح گھر سے آپریٹ کرتی ہوں۔

پاکیزہ ✧......آج کل کراچی میں تفریح کے مقام صرف مالز رہ گئے ہیں، آپ کا کیا خیال ہے، کیا آپ بھی جاتی ہیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖......آج کل تو کیا، مجھے کبھی مالز جا کر اپنی پسند کا کچھ نہیں ملا ویسے بھی اونچے نام پھیکے پکوان مگر میں جہاں سے اپنی پسند کی چیز ملے لے لیتی ہوں...... مالز کی شرط نہیں ہے۔

پاکیزہ ✧......شاپنگ کی کس حد تک شوقین ہیں؟ اپنے کپڑوں اور دیگر اشیا کی خریداری کب کب کرتی ہیں، مطلب عید کے عید یا ہر مہینے؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖......مجھے ہمیشہ سے شاپنگ سے بوریت ہوتی ہے، گروسری گھر کے پاس سے ڈیپارٹمنٹل اسٹورز سے مل جاتی ہے اور کپڑوں میں تو امی کی چوائس اتنی پیاری ہے کہ ان کے خریدے سوٹ پہننے میں خوشی ہوتی ہے۔ ہم سب گھر والے عید کو روحانی خوشی کے طور پر لیتے ہیں بچپن سے اور صرف عید ہی پر کپڑے بنانے کی فضول روایت ہمارے ہاں نہیں ہے جو بھی تازہ ترین سوٹ لیا ہوتا ہے وہی پہنتے ہیں اور خوب انجوائے کرتے ہیں۔

پاکیزہ ✧......ہوٹلنگ، ہائی ٹیز اور کافی پارٹیز کس حد تک اٹینڈ کرتی ہیں، آج کل یہ سب کچھ زیادہ نہیں ہو گیا؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖......ہم up starters نہیں اس لیے ہوٹلنگ اور ہائی ٹیز پر وقت برباد نہیں کرتے...... ویسے بھی اب ملنے کے قابل لوگ ہی نہیں رہے تو پھر کسی کے ساتھ کیا انجوائے منٹ ہو گی۔

پاکیزہ ✧......مخلص دوست کی پہچان کیا ہوتی ہے، کوئی خاص وصف؟ آپ کو کیسے دوست ملے، کیا آپ بھی ان سے مخلص رہیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖......مخلص دوست ہر حال میں آپ کے ساتھ ہوتے ہیں اور اللہ کا شکر ہے یہ نعمت ہمارے پاس خوب ہے۔ میں بہت کم دوست بناتی ہوں بلکہ جو بن گئے تو خود ہی سے اور میرے مخلص دوست احباب ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے پوری ایمانداری سے اور یہی ہمارا طریقہ ہے ان کے ساتھ۔

پاکیزہ ✧......اگر اب تک کی زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ نے کیا سیکھا اور اس تناظر میں چھوٹوں کو کیا نصیحت کریں گی؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖......اب تک کی زندگی کا حاصل میرا یہ ہے کہ دوست صرف اللہ ہے! اسی پر توکل کر کے زندگی میں ایسے کام کرو جو اسلام کے مطابق ہوں اور دین دنیا دونوں کو سنوار دیں۔ آخرت میں علم کے بارے میں بھی سوال ہو گا کہ حاصل کیا تو پھر کیا کیا...... اس لیے اپنے عوامی بہتری کے لکھنے کے کام کو بہت سنجیدگی سے لیتی ہوں۔ فیس بک پر اسلامی پوسٹس بھی لکھتی ہوں جو اللہ کے فضل سے لوگوں کے دلوں کو چھوتی ہیں۔ غرض زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق بنانے کی پوری سعی کر رہی ہوں۔ اپنی زندگی کو مدِنظر رکھ کر سب سے یہی کہوں گی کہ علم (اسلامی اور دنیاوی) حاصل کر کے استعمال میں لائیں تاکہ آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

پاکیزہ ✧......کبھی کسی کو تھپڑ مارنے کا دل چاہا، (مگر کیوں)؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖......کافی لوگوں کو تھپڑ مارے ہیں، تمیز سے خواتین کے ساتھ بات کرنے کا سبق سکھانے کے لیے اور سیکھا بھی سبق ان سب لوگوں نے۔

پاکیزہ ✧......کوئی دلچسپ واقعہ جسے یاد کر کے آج بھی ہنسی آجاتی ہو؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖......دلچسپ واقعہ جسے سوچ کو ہنسی آجائے کافی سارے ہیں مگر اس وقت جو سناؤں گی اسے سوچ کر یا یاد کر کے ہم سب ہی ہنس پڑتے ہیں۔ ہماری ایک پیاری سی وائٹ بلی، چیتر وتھی۔ خوب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صورت بلیو آنکھیں خوب کیوٹ سی۔ میں اسے ہاتھوں میں اٹھا کر خوب گول گول گھماتی اور اس کے ساتھ شرارتیں کرتی۔ وہ بہت خوش ہوتی۔ اس کے ساتھ ہی بلی کی ازلی جیلس ہونے کی فیلنگ بھی اس میں پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے وہ عجیب عجیب سی حرکتیں کرتی اور ہم لوگ انجوائے کرتے۔ ایک دفعہ میری چائے کا مگ رکھا تھا۔ میں اسے سائڈ ٹیبل سے اٹھانے والی تھی کہ چینز و بھی کہیں سے آگئی اور جیسے ہی میں نے مگ کو انگلیوں میں پکڑا تو چینز و اپنا نازک سا ہاتھ مگ کے ہینڈل میں ڈال کر مگ اپنی طرف کھینچنے لگی۔ امی سمیت ہم سب خوب ہنسے۔ میں مگ اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور چینز و مگ کو اپنی طرف...... ایسا پیارا سین تھا کہ بلی کو دمگ سے چائے پینا ہے (تو پھر چائے کس نے پی؟) ایک دفعہ چینز و میری گود میں آرام کر رہی تھی کہ میرا موبائل بجا...... میں نے موبائل اٹھایا اور اپنی فرینڈ سے بات کرنے لگی۔ اس وقت میرا موبائل چارج ہو رہا تھا اس لیے اس کے کنکشن کا وائر لٹک رہا تھا۔ چینز و چپکے سے میری گود سے اتری اور کنکشن وائر کو اپنے دانتوں سے کاٹنے لگی۔ ڈسٹربنس پر میں نے گھوم کر دیکھا اور اسے ڈانٹا تو اس نے اپنا ہاتھ مار کر میرا سیل فون بیڈ پر گرا دیا اور میری گود میں چڑھ کر میری طرف اپنی بلیو آنکھوں سے گھورنے لگی۔ سچ بہت مزہ آیا تھا۔ ایسا لگتا ہی نہیں تھا کہ کوئی بلی ایسا کر رہی ہے۔

پاکیزہ ✧...... مطالعے کے لیے کوئی خاص موضوع پر کتابیں پسند ہیں یا کچھ بھی پڑھ لیتی ہیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... مطالعے کے لیے میرے پاس لاتعداد موضوع ہیں جن میں فوڈ ز تو ہے ہی اس کے علاوہ ہیلتھ سائنس، سائیکالوجی، فلاسفی، مغربی و مشرقی لٹریچر، شاعری اور پھر ایک الگ ہی سیکشن ہے جس میں قرآن و احادیث، اولیاءاللہ، تفاسیر القرآن، تصوف و اسرار وغیرہ شامل ہیں۔ اسی لیے تو میں کہتی ہوں۔

تماشائے اہلِ دنیا سے ہمیں کیا مطلب
باغِ علم ہے وطن اپنا
کتابوں میں دفن ہوں گے
ورق ہوں گے کفن اپنا

ویسے یہ میری پسندیدہ quote ہے کہ ”اچھے ذہن کے لوگ دنیا کے علم و ادب پر گفتگو کرتے ہیں۔ زندگی کے اہم واقعات زیر بحث لاتے ہیں۔ اوسط (Average) ذہن کے لوگ مسائل ڈسکس کرتے ہیں اور چھوٹے ذہن کے افراد لوگوں کو ڈسکس کرتے ہیں۔ یعنی غیبت میں مشغول رہتے ہیں۔“

میرے پسندیدہ رائٹرز کی لسٹ بھی اسی لیے بہت لمبی ہے کیونکہ اس میں ساری دنیا کے ادیب، شاعر، مفکر فلاسفر، عالم دین وغیرہ شامل ہیں۔ آپ دنیا بھر کی کتب کا مطالعہ کرلیں لیکن قرآن پاک کی بات کسی مذہبی یا دیگر کتابوں میں نہیں ملتی...... یہ بات غیر مسلم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے ترجمہ تفسیر پڑھنے کی بھی کوشش کرتی ہوں۔

پاکیزہ ✧...... زندگی کی تعریف ایک جملے میں کریں؟ جی ہاں، یہ امتحانی سوال ہے۔

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... زندگی کی تعریف ایک جملے میں ہی ہوسکتی ہے کہ زندگی امتحان ہے، اور اس امتحان کا رزلٹ آسمانوں سے آؤٹ ہوتا ہے اس لیے سنبھل کر جینا چاہیے۔

پاکیزہ ✧...... پاکیزہ کے بارے میں کچھ رائے دیں اس میں مزید کیا بہتری کی گنجائش ہے، نئی مصنفات سے کچھ کہنا چاہیں گی؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... ابتدا سے ہی پاکیزہ مجھے ہر دلعزیز ہے۔ اس میں شائع ہونے والی تحریروں میں تنوع ہوتا ہے۔ دنیا بھر کے بہترین موضوعات ہمارے وقت میں پاکیزہ کے افسانوں میں نظر آتے تھے۔ مگر آج کل ایسا نہیں ہے۔ شاید رائٹرز نے بک ریڈنگ چھوڑ دی ہے جو بات کتابوں میں ہے وہ انٹرنیٹ میں نہیں۔ اس کے علاوہ شارٹ کٹ میں شہرت حاصل

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرنے کے شوق نے کہانیوں کے معیار پر سے رائٹرز کی توجہ ہٹادی ہے۔ اس لیے اس طرف ضرور توجہ دینا چاہیے کہ ہمارے ادب کو بھی فریش بلڈ کی ضرورت ہے اور جب تازہ خون ہی اچھی کوالٹی کا نہیں ہوگا تو پھر ادب کا کیا معیار رہ جائے گا۔ پھر ٹی وی ڈرامے بھی کمرشلزم کی بدولت معیاری نہیں ہوتے۔ جی جناب بہتری کی گنجائش پاکیزہ میں ضرور ہے۔ رائٹرز صفحے بھرنے کے بجائے کہانی کی طرف توجہ دیں۔ افسانہ ناولٹ، ناول اس کی ٹیکنیک کے مطابق لکھیں اور کلاسیک تحریر لکھنے کی کوشش کریں...... یہی میرا میسج نئی رائٹرز کے لیے بھی ہے۔

پاکیزہ ✧...... سینئر اور جونیئر رائٹرز میں کون کون پسند ہیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... میری پسندیدہ سینئر اور جونیئر رائٹرز کی فہرست تو بہت لمبی ہے۔ پہلے بھی بتا چکی ہوں اور نئی رائٹرز میں عالیہ حرا، ثمرہ بخاری، سکینہ فرخ کے علاوہ اور بھی بہت سی ہیں۔

پاکیزہ ✧...... ہماری بزم میں شرکت پر کیا تاثرات ہیں ضرور بتائیں؟

سیما یاسمین مجتبیٰ ❖...... آپ کی بزم میں شرکت کر کے دماغ فریش ہوگیا...... کچھ خوشیاں کچھ اداسیاں، کچھ بھولے ہوئے خواب، کچھ کامیابیاں یاد آگئیں۔ گویا نزہت ڈیئر! آپ نے مجھے خود اپنے آپ سے ملاقات کا موقع فراہم کردیا۔ عرصہ ہوگیا تھا خود کو فراموش کیے ہوئے۔ آخر میں اتنا کہوں گی کہ کچھ دلچسپ ایوارڈ ڈائیونگز، حیدرآباد یونیورسٹی اردو ڈیپارٹمنٹ میں میرے کام پر ریسرچ...... میرے create کیے پانچ فوڈ میگزین اور فانوس انٹرنیشنل وہ پہلا میگزین ہے جو ہیمبرگ، جرمنی سے میں نے چند دوستوں کے ساتھ مل کر نکالا۔ میں اس کی چیف ایڈیٹر تھی۔ اس کے علاوہ پاکیزہ ایوارڈز ینگ رائٹرز ایوارڈ، رابطہ انٹرنیشنل کینیڈا ایوارڈ وغیرہ کی تفصیل پھر کبھی...... یہ بھی ضرور کہنا چاہوں گی کہ پاکیزہ کی خوش نصیبی ہے کہ اس کی اونر عذرا رسول جیسی ذہین خاتون ہیں اور ایڈیٹر انجم انصار صاحبہ جو خود بھی versatile رائٹر ہیں جو ہم سب کی پسندیدہ ہیں۔ نزہت اصغر کی دلکش ہنسی اور شخصیت تو ہے ہی پُرکشش...... نزہت آپ کے کیے گئے انٹرویوز بے مثال ہوتے ہیں۔ مجھے آپ کے کیے گئے چند انٹرویوز بے حد پسند آئے۔ ان میں غزالہ نگار اورکزئی، اختر شجاعت اور قرآن پاک کی کتابت کرنے والی ہماری قابلِ احترام رائٹر ذکیہ بلگرامی کے انٹرویوز شامل ہیں۔ میں اس بزم کے توسط سے ادارہ پاکیزہ کا شکریہ ادا کروں گی کہ جس نے مجھے یہ موقع فراہم کیا، کوشش کروں گی کہ قارئین کی فرمائشوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے نئی تحریریں سامنے لاؤں...... آپ سب کے لیے نیک خواہشات اور دعاؤں کے تحفے حاضر ہیں۔ (بہت شکریہ)

☆☆☆

اس تفصیلی بات چیت کے ساتھ اب ہم اجازت طلب کرتے ہوئے سیما یاسمین مجتبیٰ کا ایک دفعہ پھر پاکیزہ کے پلیٹ فارم سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنی بے شمار مصروفیات سے وقت نکال کر ہماری اس بزم کو رونق بخشی...... سیما یاسمین سے باتیں تو ڈھیروں ڈھیر ہوئیں مگر محدود صفحات کے باعث باقی تفصیلات انشاء اللہ پھر کبھی۔

آپ سب کے لیے بے شمار پُرخلوص دعاؤں اور اس چھوٹی سی بات کے ساتھ خدا حافظ کہ خوش ہونا، خوش رہنا، دوسروں کو بھی خوش دیکھنا اور اپنے پیاروں کو خوش رکھنا سیکھیے...... اللہ ہم سب کا نگہبان و مددگار ہو۔

جنوں کے راستے یوں تو کٹھن سے لگتے ہیں
مگر یہ راستے منزل تلک نکلتے ہیں
زمانہ ہر قدم پہ راہ روکنے والا
عزائم پختہ ہوں جن کے وہ کب بھٹکتے ہیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM



شادی مبارک

سمیرا حمید فاروق



میں آج ایک ایسی تقریب کا حال لیے حاضر ہوں جسے یاد کر کے اس وقت بھی پھول مہکے ہوئے ہیں۔ جی ہاں، یہ میری پیاری بیٹی سعدیہ کی شادی کا احوال ہے۔

دولھا میاں عبداللہ اویس جو دبئی سے آئے تھے۔ دولھا کی بڑی بہن آسٹریلیا سے، منجھلی بہن اسلام آباد سے اور سنجھلی بہن امریکا سے ایک، ایک ایک دو، دو دن کے فرق سے پہنچے۔

سعدیہ کے تایا عمر فاروق بہت باغ و بہار شخصیت کے مالک ہیں وہ بغداد (عراق) سے اور باقی چچا، کویت، ابوظہبی اور سعودی عرب وغیرہ سے پہنچے۔

لاہور سے پھوپی زاد بھائی قاسم نے مع اپنی فیملی کے مہندی والے دن سرپرائز انٹری دی۔ میری بھانجی انعم فرقان خاص کر دبئی سے اپنے دو ننھے بیٹوں کے ساتھ آئیں۔ شادی کی خاص بات یہ تھی کہ سعدیہ کی شادی کیونکہ اپنی پھوپی کے گھر ہو رہی تھی تو سمدھیانے والا کوئی ماحول نہیں تھا اور سعدیہ کی نندوں اور باقی شادی شدہ کزنز کے سب ملا کر 18,19 چھوٹے بچے تھے۔ ماشاء اللہ جن کی عمریں 9 ماہ سے لے کر 11 سال تک کی تھیں۔ زیادہ تر بچے 3،4 سال کی عمر کے تھے۔ (جن کی وجہ سے بعض دفعہ شادی کی تقریب پر کنڈر گارڈن کی کلاس کا شبہ ہونے لگتا تھا۔

تقریب مایوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

26 ستمبر بروز ہفتہ سعدیہ کی مایوں کی تقریب تھی۔ جس کا اہتمام ہمارے گھر واقع ڈیفنس کراچی کی وسیع چھت پر تھا۔ باوجود تاکید کہ مغرب پر پہنچنا ہے۔ تمام رشتے دار رات 9 بجے کے بعد پہنچے اللہ کے نام سے محفل کا آغاز ہوا۔ اور ہمارے خاندان کے ہونہار نعت خوان حافظ صفدر بلال نے اپنی خوب صورت آواز سے سماں باندھ دیا۔ دولھا کی امی اور ہماری نند فاطمہ اظہر بھی اپنی فیملی سمیت علاوہ دولھا میاں کے پھوپی کی حیثیت سے موجود تھیں۔

اظہر بھائی، دولھا کے والد نے بہت ہی اچھی دعا کرائی۔ سعدیہ کو ان کی چھوٹی بہن جویریہ حمید اور بھائی حسن حمید مع دوسرے کزنز اسریٰ، ازکیٰ، شزہ، زارا، مریم وغیرہ کے ساتھ لال دوپٹے کے سائے میں لے کر آئے اور سجے ہوئے جھولے پر بٹھادیا۔ سعدیہ کی دادی نے سب سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر دلہن کو ابٹن لگایا اور اس کے بعد ایک، ایک کر کے تمام رشتے دار خواتین نے یہ رسم ادا کی، تصویریں بنتی رہیں، کزنز ساتھ، ساتھ ڈھول پر گانے گاتی رہیں (مگر ڈھول زیادہ تر چھوٹے بچوں کے قبضے میں رہا۔ جو اس پر سواری کرنے کی کوشش کرتے رہے...... موسم بہت خوشگوار تھا۔ ہر طرف پیلا اور ہرا رنگ نمایاں تھا۔ قدرتی ٹھنڈی ہوا اور خوب صورت ارینجمنٹ کو سب ہی نے سراہا۔

تقریب مہندی

30 ستمبر کو کے ڈی اے آفیسرز کلب کے سبزہ زار میں تقریب مہندی تھی جو دولھا اور دلہن والوں کی طرف سے مشترکہ تھی۔

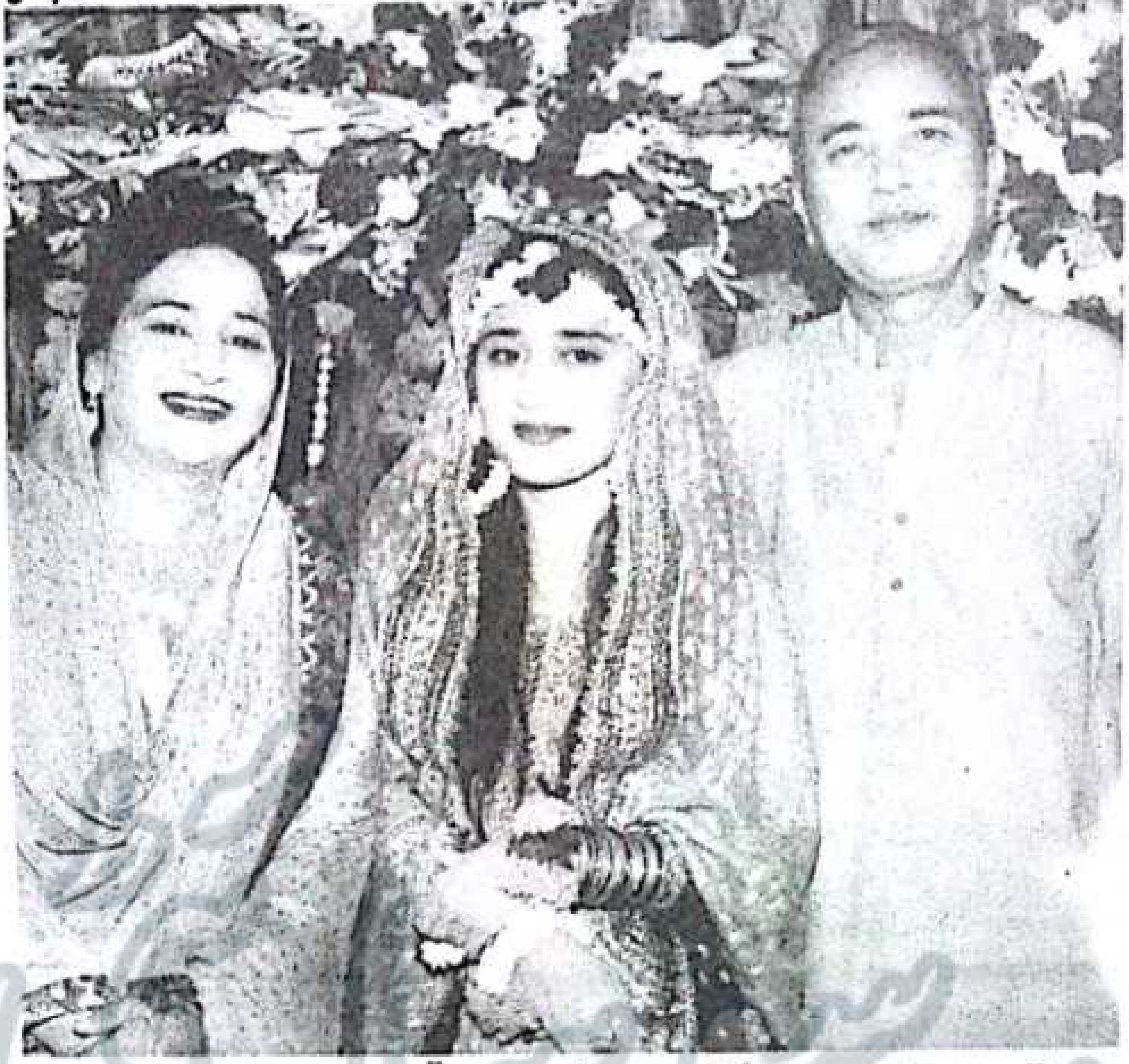
مزے کی بات یہ تھی کہ پہلے تمام لوگ ہماری جانب سے ریسپشن پر تھے مگر جیسے ہی دولھا والے قریب آئے......تو عمر فاروق تایا اور جنید فاروق سب سے چھوٹے چچا بھاگ کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جس پر خوب شور ہوا اور ان کو غدار کے لقب سے نوازا گیا۔ دولھا کے چھوٹے، چھوٹے بھانجے، بھانجیاں اپنے ہاتھوں میں سجی ہوئی کٹوریاں پکڑے ہوئے تھے۔ اور ایک دوسرے کی موم بتیوں کو پھونکیں مار کر بجھا رہے تھے۔ دولھا کی تینوں بہنیں جو ماشاء اللہ سے ڈاکٹر ہیں خوب صورت غراروں میں ملبوس بہت پُروقار اور خوب صورت لگ رہی تھیں۔ دلہن کو نہایت ہی دلچسپ طریقے سے پنڈال میں لایا گیا۔ جس کا آئیڈیا جویریہ اور حسن کا تھا۔ پلنگ پر خوب صورت رلی تھی۔ سندھ کی ثقافت کی شاہکار چادر تمام بھائیوں حسن، رافع، حسان، سلمان، فیضان، حبیب نے پلنگ کو ڈولی کی طرح اٹھایا۔ دلہن کی اس انٹری پر بہت شور ہوا۔ سعدیہ نے اس موقع پر لائم گرین کلر کی گوٹے کی کام والی خوب صورت قمیص اور نج دوپٹا اور شاکنگ پنک شرارہ پہنا تھا۔ نیٹ کا خوب صورت لال دوپٹا بطور گھونگٹ کے تھا۔ بغیر کسی میک اپ کے سعدہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

دولھا میاں بھی کرتا پاجاما اور واسکٹ میں ملبوس تھے اور بہت پیارے لگ رہے تھے۔ تمام مرد حضرات سفید شلوار قمیص اور واسکٹ میں ملبوس تھے (یہ اور بات ہے کہ یہ واسکٹیں لڑکوں نے کس، کس سے مانگ کر پہنی تھیں) مہندی کی رسم شروع ہوتے ہی گھمسان کا رن پڑا۔ کچھ کزنز اِدھر اور کچھ اُدھر تھے اور کچھ ایسے تھے جو بار، بار پارٹی بدل رہے تھے۔ بہر حال آخر کار اسریٰ خالہ زاد بہن، غوشیہ پھوپی زاد بہن اور جویریہ کا پلہ بھاری رہا اور حسبِ منشا نیگ لے کر ہی چھوڑا۔ سعدیہ کی ڈاکٹر سہیلیاں بھی جویریہ اینڈ پارٹی کو سپورٹ کر رہی تھیں۔ اس اثنا میں کھانا لگ چکا تھا۔ اور مہمان کباب پراٹھے، چنے پلاؤ اور قلفی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

شادی کا دن

2 اکتوبر کا سورج طلوع ہوا اور خوشی اور غم کے ملے جلے احساس کے ساتھ بیٹی کی رخصتی کی تیاری شروع کردی۔ بیٹی کے فرض سے سبک دوش ہونے کا احساس بھی تھا اور یہ خیال بھی کہ بیٹی اب پرائی ہونے جارہی ہے۔ بچپن سے جوانی تک کے تمام مراحل نظر کے سامنے آرہے تھے۔ مونٹیسری سے لے کر انٹر تک ٹاپ کرنے والی اور ڈاؤ میڈیکل کالج سے امتیازی نمبروں سے فارغ التحصیل ہونے والی میری بیٹی جو ماشاء اللہ اپنے خاندان اور ہمارے حلقۂ احباب میں ہمیشہ قابلِ تعریف رہی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً سب کی آنکھ کا تارہ رہی۔ شادی کی تقریب میں سعدیہ کی بحریہ کالج کی دو سینئر ٹیچرز مس فریدہ اور مس نزہت نے خاص طور پر شرکت کی۔ شادی والے دن سعدیہ روایتی سبز کامدار غرارے، سرخ قمیص اور سرخ دوپٹے میں واقعتاً چاند کا ٹکڑا لگ رہی تھی۔ ہمیشہ سادہ رہنے والی سعدیہ پر روپ ٹوٹ کر برس رہا تھا۔ عبداللہ بھی سفید شیروانی اور لال کلاہ میں بہت جچ رہے تھے ہر دیکھنے والی ہر آنکھ میں اس جوڑے کے لیے ستائش اور لبوں پر دعا تھی۔

بارات حسبِ روایت تاخیر سے سوا گیارہ بجے پہنچی۔ آج تو ہماری نند اور دولھا کی والدہ فاطمہ (بجو) کے چہرے سے خوشی پھوٹ رہی تھی۔ بلکہ تمام گھر والوں کی خوشی دیدنی تھی۔ تمام مرد حضرات کے لیے ڈریس کوڈ شیروانی تھا۔ دلہن کے دادا شیخ عبدالغفور صاحب جو ماشاء اللہ 86 برس کے ہیں۔ سیاہ شیروانی میں اپنے سرخ و سفید رنگ کے ساتھ خوب جچ رہے تھے۔ تمام خواتین نے غرارے پہنے تھے۔ (دلہن کی والدہ یعنی میں بھی غرارے میں تھی اور ہمیں خوب تعریفی کلمات سے نوازا گیا، آہم......) آخر کار رخصتی کا لمحہ آن پہنچا۔ قرآن شریف کے سائے میں اپنے دادا اور بھائی کا ہاتھ پکڑے سعدیہ روتی ہوئی سج، سج کر چل کر سب کی دعاؤں کے سائے میں سجی ہوئی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ صورتِ حال اس وقت دلچسپ ہوگئی جب سعدیہ کو روتا دیکھ کر اس کی نندوں نے بھی رونا شروع کردیا اور ان کے بچے امریکن لہجے میں پوچھ رہے تھے کہ سادیہ ......موو......ما......نی کیوں gray (رونا) کررہی ہیں اور اس موقع پر مجھے اپنے مرحوم والدین اور عرشیہ باجی بڑی بہن کی کمی بہت محسوس ہوئی۔

تقریب ولیمہ

4 اکتوبر کو مغل اعظم بینکوئٹ میں ولیمہ کی شاندار تقریب ہوئی۔ سعدیہ نے آج آف وہائٹ اور اورنج کمبینیشن کی ڈیزائنرز میکسی پہنی تھی۔ اور ولیمے کی روایتی دلہن سے خاصی مختلف اور خوب صورت نظر آرہی تھی۔ دولھا تھری پیس سوٹ میں آج بہت اسمارٹ اور فریش نظر آرہے تھے بجو فاطمہ بھی ساڑی میں بہت اسمارٹ لگ رہی تھیں۔ (آج ہم نے شلوار قمیص کو ہی ترجیح دی مگر سر کو ضرور جھومر سے سجایا جس کی بہت پزیرائی ہوئی......) کھانا انتہائی لذیذ تھا۔ شادی کے بعد مہمانوں کی واپسی شروع ہوئی جن میں قابلِ ذکر چنا ماموں تھے جو فاطمہ بجو اور کیپٹن حمید فاروق دونوں کے ماموں تھے اور خاص طور پر کانپور سے شادی میں شرکت کے لیے آئے تھے۔

خدا سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جوڑی کو اپنی رحمتوں کے سائے میں رکھے اور بہترین ازدواجی زندگی عطا کرے، آمین یارب العالمین۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جا سکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

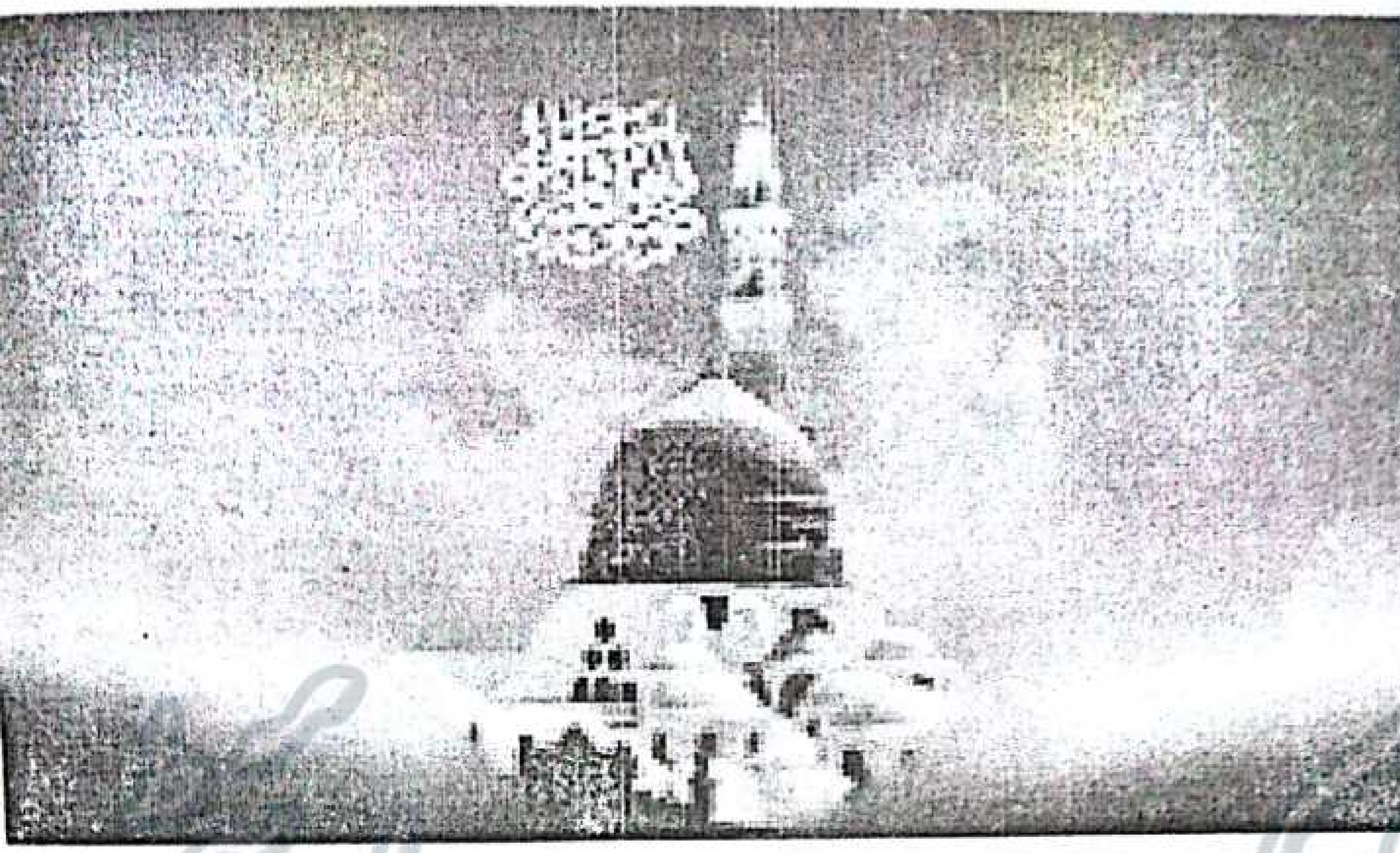
WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1



میری حاضری

رابعہ فیاض قادری

میں نے تیسری مرتبہ عمرے کی سعادت حاصل کرلی، ہم نے اس دفعہ پورے اٹھائیس دن کا ویزا لیا۔ یوں پندرہ دن مدینہ شریف اور باقی دن مکہ شریف میں رہے۔ آپ کو کیا بتاؤں کیا سفر تھا۔ پورے دو سال بعد میں پھر حرم میں موجود تھی۔ ہمارا پروگرام محض 22 دن میں بنا۔ خیر میاں جی نے ایک مہینے کی چھٹی لی اور بیٹے کے اسکول سے بھی چھٹی لی اور ہم مکہ شریف روانہ ہوگئے۔ سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ میں خود حیران تھی۔ خیر بذریعہ مسقط، جدہ پہنچے...... مسقط میں پانچ گھنٹے رکنا پڑا۔ جدہ ائرپورٹ پر بھی اِک لمبی لائن تھی ہم بھی لگ گئے۔ خدا خدا کر کے نمبر آیا۔ میں نے اپنا، بیٹے علی اور بیٹی مروہ اور ان کا پاسپورٹ اس کے سامنے رکھا تو ڈیسک پر موجود موصوف ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہوئے کہ یہ پاسپورٹ ہمارے شوہر صاحب کا ہے، اس میں ہمارے شوہر کی بغیر داڑھی کی تصویر ہے، جب ہم دو ہزار گیارہ میں پہلی بار عمرہ کرنے گئے تب تک میرے شوہر کی داڑھی نہیں تھی مدینہ پہنچ کر شوہر صاحب نے اعلان کردیا کہ اب میں شیو نہیں بناؤں گا۔ سرکارؐ کے شہر میں آکے سرکار کی سنت ضائع نہیں کرسکتا۔ حالانکہ ہم دو ہزار گیارہ میں دوبارہ عمرہ کرنے گئے تھے۔ تب کوئی مسئلہ نہیں ہوا مگر اس دفعہ انہوں نے روک لیا اور کہا پہلے فنگر پرنٹس چیک کرواؤ اب میں بچوں کے ساتھ اکیلی خوار اور یہ فنگر پرنٹس کے چکر میں خوار...... خدا، خدا کر کے تین گھنٹے بعد جانے کی اجازت ملی تو پتا چلا کہ جو گاڑی لینے آئی تھی، وہ جا بھی چکی۔ پھر گاڑی کا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

انتظار...... پھر گھنٹے بعد گاڑی آئی اور ہم مکہ شریف پہنچے۔ ہوٹل پہنچے تو پتا چلا جس بندے نے ہمیں ریسیو کرنا ہے وہ غائب ہے، دو گھنٹے طویل انتظار کے بعد وہ دریافت ہوا تو پتا چلا جی کہ یہ ہوٹل نہیں ہے دوسرا ہے پھر ٹیکسی کی اور اس ہوٹل پہنچے اور کمرے میں پہنچ کر میری تو ہمت جواب دے گئی تھی۔ فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں، بچے دونوں سو گئے تھے، ہم نے بھی نماز پڑھ کر آرام کرنا مناسب سمجھا اور صبح اٹھ کر عمرہ کرنے گئے۔ میں بتا نہیں سکتی دل کی کیا حالت ہو رہی تھی۔ پورے دو سال بعد میں پھر حرم شریف میں تھی، ہمارے سامنے خانۂ کعبہ اسی جاہ و جلال سے موجود تھا اور اللہ کے بندے دیوانہ وار اس کے گھر کے گرد چکر لگا رہے تھے۔ میں بتاؤں میری بیٹی مروہ خانۂ کعبہ کی دیوانی ہے۔ خانۂ کعبہ کو روبرو دیکھ کر تو وہ خوشی سے دیوانی ہو گئی۔

ہم سات دن مکہ میں رہے اور پھر مدینہ روانہ ہو گئے۔

اللہ نے پہنچایا سرکارؐ کے قدموں میں
صد شکر میں پھر آیا سرکارؐ کے قدموں میں

دل خوشی سے اچھل رہا تھا اور آنکھوں سے بات بے بات آنسو چھلک رہے تھے۔ مدینے کی گلیوں میں جانے کا تصور ہی اتنا خوش کن تھا اور پھر وہ دلربا منظر جب گنبدِ خضرا نظروں کے سامنے تھا اور ہم زار و قطار رو رہے تھے اور آنکھوں سے اسے چوم رہے تھے۔ پہلے ہوٹل پہنچے، سامان رکھا، کھانا کھایا۔ چائے پی کر پھر سو گئے، یہ عصر پڑھنے چلے گئے۔ میں بچوں کے ساتھ مغرب کی نماز میں مسجدِ نبوی پہنچی۔ آپ یقین کریں نماز کی نیت باندھنے کے بعد بھی میری ٹانگیں ایسے کانپ رہی تھیں لگتا تھا میں گر جاؤں گی۔ خوشی سے حالت غیر تھی پہلے گنبدِ خضرا کے سامنے جا کر سلام پیش کیا پھر عشا کے لیے میں باب علی سے اندر چلی گئی اور یہ بھی چلے گئے۔ عشا کے بعد میں ریاض الجنہ کی حاضری کے لیے گئی اور یہ بچوں کو لے گئے کہ عورتوں والے حصے کا حال تو پتا ہی ہے۔ میں نے ماشاء اللہ روزانہ ریاض الجنہ میں حاضری دی ہے اور کبھی، کبھی تو دو دفعہ بھی زیارت کی ہے۔ خوب دھکے کھا کر پہنچے اور نفل پڑھ کر نکل آئے۔

جب تک ہم مدینہ میں رہے ظہر کی نماز سے پہلے جاتی اور رات کو دو بجے تک واپس آتی۔ وہاں مدینے میں بارش بھی دیکھی اور میں گنبدِ خضرا کے سامنے چھتری کے نیچے بیٹھی رہی اور مروہ اور علی اور ان کے ابا خوب بارش میں نہائے۔ میرا یہ حال تھا کہ میرے دانت بج رہے تھے اور یہ لوگ خوب نہار ہے تھے۔ مجھے فکر کہ بچے بیمار نہ پڑ جائیں مگر یہ بولے یہ عام بارش نہیں۔ مدینے کی رحمت والی بارش ہے اس میں بھی شفا ہے کچھ نہیں ہوتا۔ خدا، خدا کر کے دو بجے بارش کچھ ہلکی ہوئی تو ہم ہوٹل آئے۔ پہلے میں نے انڈے بوائل کر کے سب کو کھلائے اور چائے پلائی پھر سوئے۔

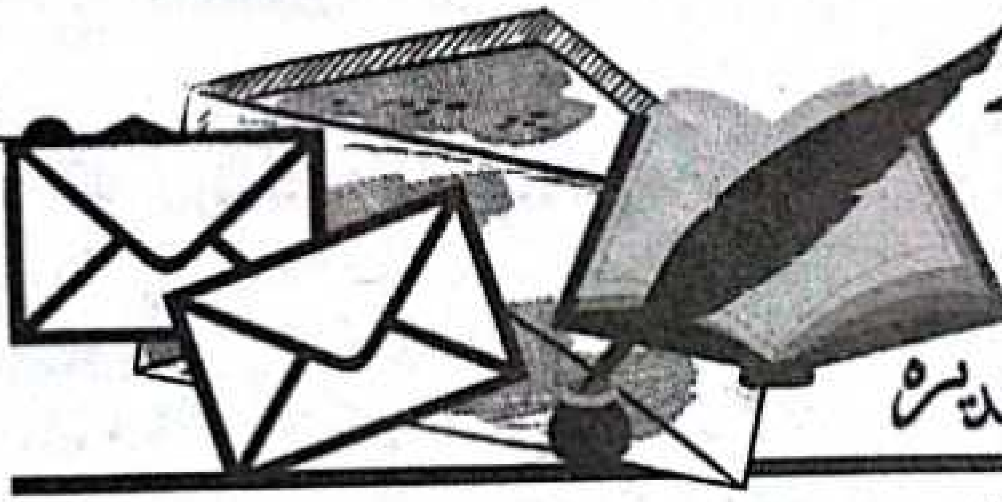
میرے شوہر ماشاء اللہ رات تین بجے سوتے اور صبح فجر میں پھر مسجد نبوی چلے جاتے اور سورج نکلنے کے بعد نوافل پڑھ کر آتے پھر دو گھنٹے سو کر پھر بارہ بجے ہم مسجد نبوی میں ہوتے۔ پندرہ دن کیسے گزرے کچھ پتا ہی نہیں چلا۔ ان کے دوست مدینے میں رہتے ہیں انہوں نے مجھے بہن بھی بنایا ہوا ہے۔ انہوں نے ہمیں مسجد فتح، مسجد قبا اور مسجد قبلتین، احد پہاڑ اور وادیِ جن بھی دکھائی۔ واقعی وادیِ جن میں گاڑی بغیر اسٹارٹ کیے خود ہی چل رہی تھی جو دیکھ کر بہت حیرانی ہوئی۔ پندرہ دن گزار کر ہم واپس مکہ آ گئے اور باقی کے سات دن گزار کر واپس مسقط ہوتے ہوئے کراچی۔ جاتے ہوئے ہم جتنا خوار ہوئے آتے ہوئے پتا ہی نہیں لگا۔ صبح پانچ بجے ہم کراچی میں تھے۔

معذرت کے ساتھ کچھ پاکستانی تمیز و تہذیب کا بالکل خیال نہیں رکھتے۔ رنگ برنگے کپڑے پہنے دوپٹے کانوں کے پیچھے اڑسے عورتیں ایسے پھر رہی ہوتی ہیں جیسے اپنے گھر یا اپنے گاؤں میں ہوں۔ ٹریول ایجنٹس کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ وہ عبایا ضرور استعمال کریں۔ خواتین کو ایسے حلیے میں دیکھ کر بہت شرم آتی ہے کہ اس طرح کے طرزِ عمل سے پاکستان کا وقار مجروح ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ خدا آپ کو مجھے اور جو بھی جانے کا دیوانہ ہو اس کو رب تعالیٰ بار، بار اپنے گھر اور روضۂ رسول کی زیارت کروائے، آمین ثم آمین۔

ایمان کی ہو موت مدینے کی گلی میں
مدفن میرا محبوب کے قدموں میں بنا دے

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



بہنوں کی محفل

مدیرہ

✯ عزیز از جان بہنو! السلام علیکم رحمتہ اللہ و برکاتہ!

✯ حمد و ستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانۂ عالم کو وجود بخشا اور درود و سلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا۔

☆ پیاری بہنو! نئے عیسوی سال کا سورج طلوع ہونے کو ہے دلی دعا ہے کہ یہ نیا آنے والا سال پچھلے سال سے بہتر ہو اور ہم سب کے لیے مبارک ٹھہرے...... اللہ تعالیٰ ہمیں صحت و تندرستی کے ساتھ خوشیاں، کامیابیاں، کامرانیاں اور آسانیاں بے حساب دے اور آسانیاں بانٹنے والا بھی بنائے۔ اللہ کرے ہمارے حکمران اور ہمارے سیاست دان عوام کے لیے صدق دل سے کام کریں۔ آمین۔ قائداعظم نے کہا تھا جس پاکستان میں غریب کو روٹی، مظلوم کو انصاف اور محروم کو چھت نصیب نہ ہو وہ پاکستان نہیں چاہیے۔ اللہ کرے اس آنے والے نئے سال میں ہمارا ملک قائداعظم کے خوابوں کی تعبیر بن جائے...... اور ہم سب ایک دوسرے کے کام آئیں...... کہ سچی خوشی ہمیشہ کسی کا کام کر کے حاصل ہوا کرتی ہے۔ (یقین نہ آئے تو صرف ایک مرتبہ تجربہ کر کے بھی دیکھ لیں) اس ماہ بے شمار فونز ہمارے پاس ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی کی یادوں کی مالا کی پسندیدگی کے لیے آئے ہیں اور بہت سی بہنوں نے ذکیہ بلگرامی کا فون نمبر بھی مانگا ہے اور ان سے ملنے کی بھی خواہش مند ہیں...... پیاری بہنوں میں آپ کا بے حد شکریہ ادا کرنے کے بعد یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ ذکیہ بلگرامی کی بے حد محبت ہے کہ اپنی یادوں کی مالا کو اضافے کے ساتھ ہماری بہنوں کے لیے یہ قیمتی تحفہ دیا ہے جسے پڑھ کر وہ بھی اپنی زندگی میں مثبت چیزوں کو شامل کریں...... ذکیہ بلگرامی ان دنوں بیمار ہیں...... اللہ تعالیٰ انہیں کلی صحت اور زندگی دے...... مگر وہ آپ سے فون پر بات نہیں کر سکتیں...... انہوں نے مجھ سے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ میں تمام پڑھنے والوں کے لیے دعا کرتی ہوں۔ بہت سی بہنوں نے یہ یادوں کی مالا پڑھنے کے بعد قرآن پاک لکھنا شروع کر دیا ہے (سبحان اللہ) اور بہت سی بہنوں نے ان کے بتائے ہوئے طریقے پر دعا مانگنے کا طریقہ اختیار کیا ہے کہ ایک جمعرات کو قرآن پاک شروع کر کے دوسری جمعرات تک قرآن پاک پورا پڑھ کر دعا مانگی گئی ہے...... اور الحمدللہ ان کی بھی دعائیں قبول ہو رہی ہیں...... بہن صبوحی (نارتھ ناظم آباد، کراچی) تو سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ وہ ایک ہفتے میں قرآن پاک پڑھ سکیں گی اور جب انہوں نے ایک ہفتے میں مکمل کر لیا تو روتے ہوئے مجھے فون کر کے کہا...... کہ ایسا صرف پاکیزہ کی وجہ سے ہوا ہے...... جس میں اگر یادوں کی مالا نہ پڑھتی تو شاید میں اپنے اندر اتنی ہمت ہی نہیں کر پاتی۔ (انشاء اللہ)

پیاری بہنو......! زیادہ تر لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں...... اس لیے ہمیں اپنے لیے دوسروں سے دعا کروانی چاہیے...... بے شک ہمیں ایک دوسرے کو دعاؤں میں ضرور یاد رکھنا چاہیے...... اور کسی سے اپنے لیے دعا کے لیے کہنا بھی کوئی غلط بات نہیں ہے مگر ہمیں خود بھی اپنے لیے دعا مانگنی چاہیے...... اس کا ایک اچھا طریقہ یہ بھی ہے کہ پہلے دو رکعت توبہ کے نفل پڑھیں پھر دو رکعت حاجت کے (ہمارا حاجت روا صرف اللہ ہی تو ہے) پھر خوب درود شریف پڑھ کر سجدے میں سر رکھ کر اپنی ہر وہ بات اللہ سے کہہ دیں جو آپ کسی سے بھی نہیں کہہ سکتیں...... اور دعا مانگنے کے بعد پھر درود ابراہیمی پڑھیں...... اور یقین رکھیں آپ کی دعائیں ضرور قبول ہوں گی...... کہ ایک وہی تو ہے جو اس بات سے ناراض ہوتا ہے کہ مجھ سے مانگا کیوں نہیں ورنہ کون ہے ایسا کوئی بھی نہیں...... جس کے حکم کے بغیر پتا بھی نہیں ہل سکتا اور جو پتھر کے نیچے دبے کیڑے کو بھی رزق دیتا ہے...... تو ہمارے دل میں یہ واثق یقین ہونا چاہیے کہ دینے والی ذات صرف پاک پروردگار کی ہی ہے جو رب العالمین ہے......

☆ آیئے اس سے قبل کہ اپنی بہنوں کی سرگرمیوں سے آگاہ ہوں، آئیں پہلے ایک بار درود ابراہیمی پڑھتے ہیں جو ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے، ابھی پڑھ لیں اور اس کے بعد صرف تین بار آیت کریمہ پڑھ کر اپنے لیے، اپنے ملک کے لیے اور عالم اسلام کی پریشانیوں کو رفع کرنے کے لیے ضرور دعا مانگیں اور اب ایک نظر نئی اور تر و تازہ سرگرمیوں پر بھی ڈال لیجیے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

مصنفات، شاعرات اور قارئین پاکیزہ بہنوں کی تازہ بہ تازہ سرگرمیاں

✖ مصنفہ غزالہ جلیل راؤ، اوکاڑہ نے بچوں کے لیے کئی کتابیں لکھی ہیں جن پر ان کو ایوارڈ بھی دیا گیا ہے۔ (مبارکاں) غزالہ کے حوالے سے دوسری نیوز یہ ہے کہ ان کا نیا ناول ان دنوں پریس میں ہے، جو بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔ (ماشاء اللہ)

✖ پاکیزہ کی مستقل تبصرہ نگار شگفتہ ناصر، فیصل آباد کی شہرت بڑھتی جارہی ہے، یہ اور ان کے شوہر برسوں سے ایک جیسے کپڑے پہن کر تقریبات میں شریک ہوا کرتے ہیں اور اس ضمن میں انہیں بہت سے ایوارڈ بھی ملے ہیں۔ (ماشاء اللہ، ذہنی ہم آہنگی اور کپڑوں کی ہم آہنگی مبارک ہو)

✖ پاکیزہ کی تبصرہ نگار اور ڈریس ڈیزائنر صوفیہ اختر، کراچی ان دنوں ملبوسات کی نمائش میں شرکت کرنے لاہور گئی ہوئی ہیں۔

✖ معروف شاعرہ زہرہ جنید، کراچی ان دنوں مشاعروں میں اپنی خوب صورت غزلوں سے خوب داد سمیٹ رہی ہیں۔ (ماشاء اللہ)

✖ معروف شاعرہ شگفتہ شفیق لندن کے عالمی مشاعرے میں شرکت کرکے واپس کراچی آگئی ہیں۔

✖ گزشتہ دنوں مستقل قاری مبشرہ، کراچی کی رہائش گاہ پر لندن سے آنے والی مصنفہ خالدہ نسیم، کینیڈا سے آنے والی پاکیزہ کی مستقل قاری عائشہ ملک اور پاکیزہ کے دیگر فینز چندا اور عائشہ ظفر سے بھی ملاقات ہوئی۔ ٹی وی کی معروف اداکارہ ثمینہ احمد بھی مبشرہ کے گھر آئی ہوئی تھیں اور یہ سب پاکیزہ کی بے حد مداح تھیں۔ (ماشاء اللہ)

✖ مصنفہ عقیلہ حق، کراچی اس ماہ امریکا جارہی ہیں۔ (ماشاء اللہ)

✖ شاعرہ نسیم نیازی اس ماہ کراچی آنے والی ہیں۔ (خوش آمدید)

✖ مصنفہ درثمن بلال اب سعودی عرب سے مستقل طور پر سرگودھا آگئی ہیں۔

✖ پاکیزہ میں شوخ و چنچل تحریریں لکھنے والی ایک مصنفہ کو ٹی وی کے ایک چینل سے صبح کی نشریات کی میزبانی کی پیش کش ہوئی ہے۔ جس پر وہ فی الحال غور کررہی ہیں۔

✖ پاکیزہ کی مستقل قاری عصمت، اوکاڑہ اپنی بھتیجی کی شادی کی تیاریوں میں بے حد مصروف ہیں۔ (ماشاء اللہ)

✖ پاکیزہ کی مستقل قاری ثمرینہ، سڈنی کی اس ماہ انگیجمنٹ ہے۔

✖ میری پوتی عنایت، سڈنی کی اس ماہ پہلی، پہلی سالگرہ ہے جس میں انشاء اللہ میں اور میرے شوہر بھی شریک ہوں گے۔

✖ پاکیزہ کی مستقل تبصرہ نگار شائلہ سہیل جاوید، کراچی کی بیٹی نے انٹر پری انجینئرنگ کے امتحان میں اے ون گریڈ سے کامیابی حاصل کی اور اس کا داخلہ این ای ڈی یونیورسٹی میں ہوگیا ہے۔ (ماشاء اللہ) شائلہ کے حوالے سے دوسری بڑی خبر یہ ہے کہ انہوں نے شادی کے تیس سال بعد بی اے کا امتحان فرسٹ ڈویژن سے پاس کرلیا ہے۔ ہوئی ناں حیرت......! (ڈبل مبارک بادیں)

✖ مصنفہ عطیہ عمر اپنے شوہر کے ساتھ ملتان جارہی ہیں۔ (جلدی آجانا)

✖ اس ماہ ہماری پیاری سعدیہ ہما کے حوالے سے کئی نیوز ہیں۔ جی ہاں پاکیزہ کی مستقل تبصرہ نگار، شاعرہ ایڈووکیٹ سعدیہ ہما شیخ، سرگودھا کی ہونہار بیٹی حورعین نے انٹرنس سائنس میں سلور میڈل لیا ہے۔ سعدیہ ہما نے تفسیر کا کورس کیا ہے اور اس میں ٹاپ بھی کیا ہے......اور اسی ماہ ہونہار ماں اور بیٹی کی سالگرہ بھی ہے۔ (بہت بہت مبارکاں)

✖ ڈاکٹر آرزو عظیم اور ڈاکٹر زبیر عباسی، سیفی اسپتال نارتھ ناظم آباد کراچی میں بچوں کے کٹے ہوئے ہونٹ اور کٹے ہوئے تالو کا فری آپریشن کرتے ہیں۔ مریضوں کو ہفتے کے دن اسی اسپتال میں دوپہر ایک سے تین بجے کے درمیان دیکھا جاتا ہے۔ پریشان حال بہنیں ڈاکٹر سیدہ آرزو عظیم سے براہِ راست رابطہ بھی کرسکتی ہیں۔''

✖ پاکیزہ کی مستقل قاری کرن شاہد، ڈیفنس کراچی اپنی فیملی کے ساتھ عمرے کی ادائگی کے لیے سعودی عرب جارہی ہیں۔ (ماشاء اللہ)

✖ پاکیزہ کی مستقل قاری افشین شاہد، جدہ آپ نے میری والدہ مرحومہ کے نام سے عمرہ ادا کیا۔ (جزاک اللہ)

✖ پاکیزہ کی مستقل تبصرہ نگار ناز گل، حیدرآباد نے میرج بیورو کا کام شروع کردیا ہے۔ (ماشاء اللہ)

✖ ان دنوں ٹی وی کے دو مختلف چینلز پر ہمارے دو ٹی سوپ چاندنی اور محبت ہم سفر میری دکھائے جارہے ہیں، چاندنی پانچویں مرتبہ ریپیٹ ہورہا ہے۔ (ماشاء اللہ)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

٭ گزشتہ دنوں پاکیزہ کی مصنفہ رفاقت جاوید نے کراچی کا چکر لگایا۔ (ماشاء اللہ)
٭ مصنفہ نگہت نسیم، آسٹریلیا، چین گھوم کر واپس آسٹریلیا جاچکی ہیں۔ (اور اب پاکستان کا کب چکر لگا رہی ہو؟)

دعائے صحت کے لیے التماس ہے

☆ ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی کی طبیعت ناساز ہے۔
☆ پاکیزہ کی مستقل قاری عذرا بی بی، راولپنڈی شدید علیل ہیں۔
☆ پاکیزہ کی مستقل قاری ڈاکٹر ندا سیٹھی کی ساس رفعت آرا سیٹھی ان دنوں بے حد بیمار ہیں اور اسپتال میں ایڈمٹ ہیں۔
☆ پاکیزہ کی مستقل قاری ڈاکٹر میمونہ غوری کے گھٹنوں میں شدید تکلیف ہے۔
☆ پاکیزہ کی قاری شہلا ظفر، کراچی کو سانس لینے میں شدید تکلیف ہے۔
☆ پاکیزہ کی مستقل قاری مسز تنویر بخاری اور ان کے شوہر استقبال حسین بخاری علیل ہیں۔
☆ بشریٰ سہیل، دبئی کی بڑی بہن کی طبیعت کافی خراب ہے۔
☆ صائمہ نایاب، کراچی کی ٹانگ میں فریکچر ہوگیا ہے۔
☆ شاعرہ اور تبصرہ نگار فریدہ جاوید فری کی طبیعت کافی ناساز ہے۔
☆ پاکیزہ کی مستقل تبصرہ نگار امینہ عندلیب سلانوالی کی طبیعت قدرے بہتر ہے مگر پیٹ کے درد کا سلسلہ کسی صورت ٹھیک ہونے میں نہیں آرہا ہے۔
☆ پاکیزہ کی مستقل قاری امبرین خان، کراچی کی بیٹی سمی کا نکاح ہوگیا ہے۔ (مبارک باد)
☆ پاکیزہ کی مستقل قاری نصرت، لاہور اپنی نئی کوٹھی میں شفٹ ہوگئی ہیں۔ (ماشاء اللہ)
☆ پاکیزہ کی مستقل قاری تبسم محفوظ الرحمن کے بیٹے کی ذہنی صحت کے لیے ضرور دعا کریں۔

انتقالِ پُرملال

☆ مصنفہ اور ریڈیو پروڈیوسر سیما رضا ردا کی بڑی بہن خورشید آپا انتقال کر گئیں۔
☆ مصنفہ ام ایمان قاضی، کوٹ چھٹہ کے والد کی اس ماہ برسی ہے۔
☆ بے حد عبادت گزار شخصیت محترمہ سبطین فاطمہ کی اس ماہ برسی ہے۔
☆ والدہ قیام الدین مختصر علالت کے بعد چل بسیں۔
☆ نوٹ: تمام مرحومین کی مغفرت کی دعا کے ساتھ صرف تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کریں۔

☆☆☆

٭ ڈاکٹر ممتاز ضیا، ضیاالدین اسپتال سے۔ ”سالِ نو کی آمد، آمد ہے۔ انشاءاللہ پاکیزہ کی فیملی اور کل عالم کو خاص کر مسلمانوں اور پاکستانیوں کے لیے یہ سال ہر لحاظ سے مبارک کرے اور ہمارے حکمرانوں کو نیک ہدایت دے، آمین۔ دین کی باتوں اور اسما النبی سے فیضیاب ہوئے۔ یادوں کی مالا سے بھی بہت کچھ حاصل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکیہ کو صحت کاملہ عطا کرے، آمین...... اعتبار وفا کے پیچ وخم اب ذرا کھلتے جارہے ہیں لہٰذا دلچسپ بھی ہوتا جارہا ہے اس دفعہ تم نے نئی فصل کی خوب آبیاری کی ہے، بہر حال یہ بھی ضروری ہے۔ تحریریں سوسوتھیں آخری امید بہت اچھا جارہا ہے۔ شیریں حیدر نے زندگی خاک نہ تھی کا اختتام بہت مناسب اور اچھا کیا۔ بہت سبق آموز اور اچھی تحریر تھی۔ کھوئے کھوئے لمحے، ابھی تو ہمارے اوپر سے گزر گئی آگے بڑھے گی تو...... اے عمرِ رواں، ہلکی پھلکی اچھی تحریر ہے۔ شمیم فضل خالق کی تحریر سبق آموز اور دلچسپ ہے۔ اے عشق ترے ہیں کھیل عجب میں صرف مناب اور اقصم کا ہی نہیں سب کے عشق کے کھیل ہی عجب ہیں اور ہر طرف عشق ہی عشق ہے۔ ہم روح سفر ہیں، میں ایک بے حد تلخ سچائی شہناز وسیم نے دل پزیر انداز میں بیان کی ہے۔ جرمِ الفت کے اسیر کچھ خاص نہیں لگی۔ نیلم احمد بشیر بھی بہت، بہت عرصے بعد اپنے مخصوص انداز میں آئیں، بہت اچھا لکھا۔ ہالہ احمد مختصر مگر اچھا لکھتی ہیں زیادہ تر دُہ کون تھی، اچھی کاوش

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

ہے۔ سکینہ فرخ نے ایک حساس موضوع کو نئے انداز میں پیش کیا اچھا اور سبق آموز ہے۔ اختر شجاعت نے صبر کو بہت ہی واضح انداز میں سمجھایا ہے اگر چند لوگ بھی اس کو سمجھ گئے انشاء اللہ تو اس کا اجر ان کو بے حساب ملے گا۔ شکر ہے عظمیٰ کا کفر تو ٹوٹا، کیا خیال ہے۔ ارے بھئی بہت اچھا خیال ہے بس یونہی آتی رہنا مزہ آ گیا۔ ریڈیو سے آشنائی نہیں اس لیے پاکیزہ کی مہمان ہمارے لیے بالکل نا آشنا تھیں۔ بہر حال تعارف کے بعد ان کی قابلیت سے آگاہی اور شناسائی ہو گئی۔ جلترنگ کے دونوں ہی خاکے خوب تھے دیگر سلسلے بھی اچھے تھے۔ (شکریہ) اب باری ہے اپنی محفل کی بہنوں سے تم نے ابھی باتیں کریں بچوں کی تربیت کے بارے میں...... انجم آپ خیر سے جائیں خیر سے آئیں، آمین۔ جن بہنوں کو خوشیاں ملی ہیں انہیں دلی مبارک باد...... جو بیمار ہیں اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے، آمین...... جو پریشان ہیں ان کی پریشانیاں دور ہوں۔ آمین۔ جن بہنوں کے پیارے بچھڑ گئے اللہ تعالیٰ ان کو صبر عطا فرمائے۔ پچھلے شمارے میں، میں نے اقبال بانو کی دو بہنوں کے اس طرح بچھڑنے پر ان کے غم میں شرکت کا اظہار کیا تھا جو سہواً چھپنے سے رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر عطا فرمائے۔ عذرا دیکھو عظمیٰ اور انجم دونوں نے بہنوں کی سن لی اور انٹری دے دی۔ اب تم بھی اپنے چاہنے والوں کا خیال کرو اور دال دلیا لے کر آ جاؤ۔" (عذرا کہہ رہی ہیں کہ وہ آپ کی فرمائش پر اپنا انٹرویو ضرور دیں گی)

✉ سیما، سندھ۔ میں آپ کے خط کے جواب میں صرف ایک بات بتانا چاہتی ہوں کہ پاکیزہ ڈائری میں ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی کی شائع ہونے والی تمام نعتیں انہیں خواب میں سنائی دی تھیں اور جن کو انہوں نے اٹھتے ہی انہیں لکھ لیا تھا اور میں نے ان سے بصد اصرار اپنے پاس منگوایا تھا۔

✉ صفیہ بیگم، لالہ موسیٰ سے۔ "دسمبر کا پاکیزہ بہترین لگا...... میں اپنی بہنوں کو اپنا یہ تجربہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں شدید علیل تھی۔ میں نے ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی کی یادوں کی مالا پڑھ کر قرآن پاک پڑھنا شروع کیا اور دعا مانگی یارب العالمین مجھے صحت کاملہ عطا فرما...... اور میری طبیعت ٹھیک ہو گئی...... پیاری بہنو! آپ سب کو اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ ذکیہ بلگرامی کا سلسلہ بہترین ہے۔ بہنوں کی محفل پڑھ کر سب سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ انجم باجی شاید آپ کو اندازہ بھی نہ ہو کہ ہم سب آپ سے کتنی محبت کرتے ہیں اور آپ کے ناول گم شدہ محبت کا کتنی شدت سے انتظار کر رہے ہیں۔" (پیاری صفیہ مجھے بخوبی اپنی بہنوں کی محبت کا اندازہ ہے۔ ہمارا ناول انشاء اللہ آپ آئندہ ماہ سے پڑھیں گی)

✉ فیروزہ بیگم، کراچی سے۔ "عظمیٰ کا مختصر مضمون پڑھا مگر مزہ آ گیا۔ واقعی لوگ اب نہ کسی کو دیکھ کر خوش ہوا کرتے ہیں اور نہ کسی کی اچھی چیز کی تعریف کیا کرتے ہیں۔ ذکیہ بلگرامی کی یادوں کی مالا کی ہر قسط پہلے سے بڑھ کر ہے...... یہ سلسلہ چلتے رہنا چاہیے...... گم شدہ محبت کا انتظار کب تک کریں...... بھئی جلدی سے ناول شروع کرو ناں......" (آپ کا انتظار ختم...... انشاء اللہ آئندہ ماہ سے آپ ناول کی پہلی قسط پڑھیں گی) اس شمارے میں ربیعہ اکرم کا انٹرویو بہت شاندار رہا...... انہوں نے جلترنگ کے خاکوں کے ڈرامے سے بھی بنائے...... میرا تو یہ پکا خیال ہے کہ اگر ٹی وی پر جلترنگ کے خاکے پیش ہوں تو یہ طنز و مزاح کا بہترین سلسلہ ہوگا...... اس شمارے میں تقریباً سب ہی افسانے اچھے تھے...... مگر مجھے ذاتی طور پر شیریں حیدر اور نگہت سیما کا طرزِ تحریر زیادہ پسند ہے۔ میری مبارک باد پہنچا دیں۔" (آپ کی رائے پہنچائی جا رہی ہے ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی، نگہت سیما اور شیریں حیدر شکریہ کہتی ہیں)

✉ مسز منصور، اقبال ٹاؤن لاہور۔ آپ کا خط مل گیا ہے آپ جوابی لفافہ بھیجیں تو ضرور جواب دے دیا جائے گا۔ بہنوں کی محفل آپ کی ذاتی پرخاش نکالنے کے لیے نہیں ہے۔ ہاں افسانوں اور ناولز و دیگر سلسلوں پر تبصرہ کریں تو ضرور شائع کریں گے۔

✉ پروفیسر نسرین ناز، لاہور سے۔ "پاکیزہ ہمیشہ پڑھا مگر ریٹائر ہونے کے بعد تو یہ میرا ساتھی ہے...... ذکیہ بلگرامی کی یادوں کی مالا کا سلسلہ بے حد سبق آموز ہے اور آج کی لڑکیوں کو ایسی تحریروں سے سبق بھی سیکھنا چاہیے۔ رابعہ اکرم کا انٹرویو بہت عمدہ تھا۔ اسے پڑھ کر معلوم ہوا کہ آپ کی کتاب جلترنگ پر ڈرامے بھی بنائے گئے ہیں گویا آپ کا بھی ریڈیو سے تعلق رہا ہے۔ ہاں شیریں حیدر کو محبت بھری مبارک باد ضرور دیجیے گا۔" (ذکیہ بلگرامی اور شیریں حیدر آپ کی خصوصی محبت کا شکریہ ادا کر رہی ہیں۔ ریڈیو سے میرا بہت پرانا تعلق ہے۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں، میں ریڈیو براڈ کاسٹر رہی ہوں...... ڈرامے لکھنے کا آغاز ریڈیو سے ہوا تھا۔ ہاں اب جانا نہیں ہوتا جبکہ بہت بلایا جاتا ہے)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

٭ سمیر احمید فاروق، کراچی سے۔ ''ٹائٹل اچھا لگا، اداریہ حسب حال تھا مجموعی طور پر دسمبر کا شمارہ اچھا رہا..... سکینہ فرخ کی تحریر سب سے زیادہ پسند آئی...... پلاٹ پر گرفت مضبوط تھی۔ ہالہ احمد نے مختصر مگر شادی شدہ زندگی کا نچوڑ لکھا۔ شیریں حیدر نے اختتام بہت عمدہ کیا..... قیصرہ حیات کا اندازِ تحریر بھی نارمل ہے۔ رسالے کی جان ذکیہ بلگرامی کی یادوں کی مالا ہے۔ ان کی تحریر پڑھ کر دل میں ٹھنڈک سی اتر جاتی ہے۔ جلترنگ بہت اچھا تھا..... زیادہ بچوں کے فوائد دیر سے پتا چلے..... عظمیٰ آفاق نے ہمیشہ کی طرح بہت اچھا لکھا...... پڑھ کر مزہ آیا...... بہنوں کی محفل بہت اچھی تھی۔ اور اب مجھے پاکیزہ تمام رسائل میں سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔'' (نوازش)

٭ منور شہزادی، گوجرانوالہ سے۔ ''ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی کی یادوں کی مالا پڑھ کر دل چاہتا ہے کہ ان کے ہاتھ چوم لوں۔ میں تو بار، بار پڑھتی ہوں اور ہر مرتبہ سکون محسوس کرتی ہوں۔ اب مجھے انتظار ہے آپ کے ناول گم شدہ محبت کا...... کتنے برسوں کے بعد آپ کی کوئی سلسلے وار کہانی پڑھیں گے۔ ناولوں میں شیریں حیدر کامیاب رہیں...... پاکیزہ کے لیے ان کی تحریریں جھومر ہیں۔ (شیریں شکریہ کہہ رہی ہیں) ہالہ احمد نے بھی اچھا لکھا اور سکینہ جی نے بھی' باجی میں اور میرے احباب عظمیٰ آفاق کی تحریر ہر ماہ پڑھنا چاہتے ہیں ان سے کہیں کہ وہ ہر ماہ پاکیزہ میں حاضری دیا کریں۔'' (جی ضرور)

٭ صبا نور، لیہ سے۔ ''باجی مجھے آپ کے ناول گم شدہ محبت کا شدت سے انتظار ہے کہ شاید ناول کا کوئی کردار میرا ہم نام بھی ہو...... میں نے آپ سے ریکوئسٹ بھی کی تھی کہ اپنے ناول میں میرے نام کا کوئی کردار ضرور لکھیں گی (گڑیا اس وقت تو مجھے یاد نہیں آرہا ابتدائی قسطیں لکھ کر آفس بھیج چکی ہوں، باقی قسطیں آکر لکھوں گی) ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی کی یادوں کی مالا بے حد خوب صورت ہے اس کو بار، بار پڑھتی ہوں۔ دسمبر کے شمارے میں عظمیٰ کا کیا خیال پڑھ کر ان کی رائے سے سو فی صد اتفاق کیا کہ آج کل لوگ کسی کی خود تو تعریف کرتے ہیں ہی نہیں اگر کوئی دوسرا بھی کرے تو وہ بھی ان کو برا لگتا ہے۔'' (تبصرے کا شکریہ...... ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی شکریہ کہتی ہیں)

٭ شمیم فضل خالق، پشاور سے۔ ''افسانے کی اشاعت کا شکریہ..... فہرست میں اپنا نام پڑھ کر آج بھی اتنی ہی خوشی ہوتی ہے جیسے اپنی پہلی تحریروں کے چھپنے پر ہوتی تھی...... انجم آپ سے فون پر بات ہوتی ہے تو بے انتہا خوشی ہوتی ہے۔ ایک گلہ آپ سے کرنا ہے کہ کراچی میں فنکشنز ہوتے ہیں تو سارے کراچی کے رائٹرز آپس میں مل بیٹھتے ہیں، تبادلۂ خیالات ہوتا ہے لیکن باہر کے رائٹرز کا کیا قصور ہے جنہیں ایسی خوب صورت محفلوں میں شریک ہونے کا موقع نہیں ملتا...... کیا ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ آپ لوگ بھی اسلام آباد، پشاور آکر ایسی محافل منعقد کریں۔ اسلام آباد میں فریدہ افتخار کا دولت خانہ ہے۔ پروگرام بنائیں ناں پلیز...... (ہاں سوچا جاسکتا ہے) پاکیزہ میں سوائے محفل کے اور کچھ نہیں پڑھا...... کہ جب پاکیزہ پہنچتا ہے تو میری بھتیجی گل رخ جھپٹ لیتی ہے کہ میں پہلے پڑھوں گی...... سو اس بار وہ پہلے پڑھنے کے لیے لے گئی ہے۔'' (گل رخ کو پیار دینا...... تم اور فریدہ بھی کراچی آنے کا پروگرام بناؤ تو تم دونوں کے اعزاز میں تقریب رکھ دیں گے)

٭ نازیہ نزی، نوشہرہ کینٹ سے۔ ''باجی اس مرتبہ مجھے ایک بات شدت سے محسوس ہوئی اور وہ یہ کہ تصاویر میں آپ مجھے بہت کمزور لگیں۔ کیا بات ہے نہ جانے کیوں مجھے مسکراتے چہرے میں بھی اداسی کا احساس ہو رہا تھا۔ خدا کرے یہ میرا وہم ہو۔ لیکن پلیز ہمارے لیے اپنی صحت کا خیال رکھیے...... (گڑیا یہ صرف تمہارا وہم ہے) سب سے پہلے تو ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی کے بارے میں جاننا اچھا لگا۔ عجز و انکسار بھی...... رفاقت جاوید سے بھی مل کر اچھا لگا۔ کسی کی اچھی سوچ کسی دوسرے انسان میں بھی مثبت تبدیلیاں لاتی ہے۔ اور بشریٰ گوندل آپ کی تحریر تم نے کہا تھا سب سے بیسٹ رہی اور مزاح میں بھی نکھار تھا۔'' (پسندیدگی کا شکریہ)

٭ پروین افضل شاہین، بہاول نگر سے۔ ''متاعِ دل کا اختتام بہت ہی اچھے انداز میں کیا گیا ہے۔ اب تو ہمیں آپ کے خوب صورت ناول گم شدہ محبت کا شدت سے انتظار ہے۔ باقی ناولز اور افسانوں میں تم نے کہا تھا، ٹھپا، مختصر کہانی، کسی بے خبر ہے، کیسی ایمرجنسی پسند آئے۔ ملنے کو دل کرتا ہے میں آپی! آپ کی بیٹی عظمیٰ آفاق سعید بالکل آپ کی فوٹو کاپی لگ رہی تھی۔ مجھے امید ہے کہ آپ بھی پندرہ سال پہلے بالکل ایسی ہی ہوں گی۔ میرا تو خیال ہے کہ میں کراچی ہی شفٹ ہو جاؤں...... اس بہانے آپ کی تقریبات میں شرکت کر کے آپ سے اور رائٹرز بہنوں سے سال میں ایک دو بار ملاقات ہی ہو جایا کرے گی۔ پاکیزہ ڈائری میں اس بار کسی کو بھی انعام نہیں دیا گیا۔'' (آپ جب بھی کراچی آئیں گی ہم آپ کے لیے تقریب رکھ دیں گے)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

٭ ارم کمال، فیصل آباد سے۔ ”سردیوں کی بھی آمدآمد ہے ٹائٹل نارمل سا تھا۔ اداریہ محرم الحرام کے مقدس مہینے کے حسب حال تھا۔ سلسلے وار ناولز سپر سے اوپر جارہے تھے۔ ملنے کو دل کرتا ہے، پڑھ کر میرا جی دل ملنے کو مچل گیا ہے۔ ساری رائٹرز بہنوں سے ملاقات اے ون رہی، عظمٰی کا تبصرہ سیاسی اور چٹخارے دار رہا۔ عظمٰی کی تصویر میں عظمٰی کے دانے سے ملاقات نہیں ہوئی۔ بھوک نے لرزا کے رکھ دیا۔ متاع دل کا آخری حصہ بہت بھرپور رہا سب کچھ بالکل اسی طرح وقوع پزیر ہوا جیسے ذہن کے کینوس پر تھا۔ نبیلہ ابرراجا آپ کو بے حد مبارک باد یں۔ ٹھپا، نگہت اعظمی کی زبردست تحریر لڑکیوں کے لیے وارننگ الارم...... اے عشق ترے ہیں کھیل عجب...... سُبک رواں ندی کی طرح ابھی اسٹارٹنگ پوزیشن میں ہے۔ نزہت جبیں ضیا کی کیسی ایمر جنسی لبوں پر پھول کھلاگئی۔ تم نے کہا تھا، بشریٰ گوندل کی جاندار اور شاندار تحریر...... رفاقت جاوید سے ملاقات انسپائر کرگئی۔ باجی آپ سے ایک خوشی شیئر کرنی تھی، آپ کی بھانجی کرن کمال 11 اکتوبر کو آپ کی دعاؤں سے پیا گھر سدھاری۔ میرے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ ایک لمحے اس کی جدائی میں آنکھ بھر آتی ہے تو دوسرے ہی پل اسے خوش وخرم دیکھ کر سجدے سے سر اٹھانے کو دل نہیں کرتا۔“ (بہت بہت مبارک باد اور دعائیں...... ہاں اپنی بٹی کی شادی کا احوال اور اس کی تصویر کے ہمراہ لکھ بھیجو ناں)

٭ صائمہ سجاد بنگش، کوہاٹ سے۔ ”پاکیزہ مصنفات کی عید ملن پارٹی کی روداد پڑی مزہ آیا۔ کتنا اچھا لگتا ہے ناں سب اکھٹے ہو کر انجوائے کرتے ہیں۔ نگینہ ضیا بنگش کو پہلی بار ہم نے دیکھا...... رخ چوہدری، افسر سلطانہ، سعدیہ عزیز آفریدی سب رائٹرز بہت اچھی لگ رہی تھیں۔ عظمٰی، عذرا رسول اور آپ سب کو دیکھ کر اچھا لگا۔ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اگر ہمارا بھی کراچی آنا ہو تو آپ سب سے ملاقات ہو جائے۔ (انشاء اللہ ضرور) متاع دل کا اختتام نبیلہ ابرراجا نے بہت اچھا دیا، شکر ہے دریکتا کو عقل آگئی ورنہ ساری عمر کا دردِ سر بن جاتا۔ نگہت اعظمی نے ٹھپا بہت اچھا ٹاپک چنا۔ گھریلو الجھنوں پر مبنی اچھی تحریر تھی۔ بشریٰ گوندل کا تم نے کہا تھا، سرالی فوجیں کس طرح اچانک آدھمکتی ہیں۔ چارونا چار ناشتے پانی کا کس طرح ارجنٹ انتظام کیا جاتا ہے۔ اس کی عملی تفسیر تھی۔ سحرش فاطمہ نے رنگ ہائے زیست اچھا لکھا۔ عالیہ توصیف کی بھوک اچھی سبق آموز تحریر تھی۔ قانتہ رابعہ اچھا لکھتی ہیں۔ کسی بے خبر ہے متاثر کن تھا۔ رفاقت جاوید سے مل کر خوشی ہوئی۔ جلترنگ میں ایک جملے نے بڑا محظوظ کیا کہ جن کا میکا قریب ہو اور مشورہ دینے والی بہنیں ہوں انہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ واقعی لیکن بعض اوقات لسوڑہ رشتے دار بھی بڑی اہم خدمات سرانجام دیتے ہیں۔“ (یہ نرمی، گرمی تو چلتی ہی رہتی ہے آپ کے تبصرے کا شکریہ تمہاری مطلوبہ کتاب اردو آباز لاہور سے مل جائے گی)

٭ فصیحہ آصف خان، ملتان سے۔ ”زلزلے نے نہ صرف ہم سب کو جھنجوڑ ڈالا بلکہ یہ سمجھایا کہ اب بھی توبہ کا وقت باقی ہے۔ اپنی اصلاح کرلو...... ورنہ سب ایک جھٹکے کی مار ہو...... اللہ تعالیٰ اپنا کرم کرے اور اپنی ارضی وسماوی آفات سے محفوظ رکھے۔ ماہ نومبر کا پاکیزہ اچھے سے سرورق کے ساتھ ملا۔ آپ کی باتیں پُراثر رہیں۔ اسلامیات کے مضامین روح کی کثافتیں دھونے میں معاون رہے۔ قابل احترام محترمہ ذکیہ بلگرامی صاحبہ کی پاکیزہ وروحانی باتیں ایک بار پھر ہمیں اپنے اندر جھانکنے پر مجبور کرگئیں کہ ہم اپنا وقت کن، کن کاموں میں برباد کر رہے ہیں۔ عید ملن پارٹی کی روداد اور تصاویر، عظمٰی نے یہاں بھی کامیابی کے جھنڈے گاڑے۔ سطر سطر مزیدار لگی۔ سعدیہ عزیز آفریدی سے لے کر باجی نگہت غفار تک بھی اچھے لگے، شگفتہ شفیق بھی سدا بہار پھول کی طرح اور آپ بہت باوقار لگیں۔ متاع دل کا آخری حصہ حسب توقع رہا، دریکتا کا صبر انتہا کا تھا کہ اس نے طیب کو مائرہ کے حوالے کردیا۔ عمر زیب کا دوبارہ زندگی کی رنگینیوں میں لوٹ آنا اچھا لگا۔ اختر شجاعت کا مضمون تو کل بے حد معلوماتی رہا۔ رفاقت جاوید سے ملاقات دل کو چھوگئی۔“ (پسندیدگی کا شکریہ، رفاقت کی شخصیت واقعی سحرانگیز ہے)

٭ سنبل ملک اعوان، شاہدرہ سے۔ ”اکتوبر کا پاکیزہ جلد مل گیا۔ ملنے کو دل کرتا ہے، لکھ کر کمال ہی کردیا۔ نزہت اصغر اور آمنہ حماد کے اسکارف تو بہت ہی اچھے لگے۔ آخری امید، آنٹی قیصرہ حیات کو بہت سلام...... اور محبت بھرے بوسے...... آمنہ (کیتھی) سسرال میں بالکل ایسے ہی مشکلات کا شکار ہے جیسے ہمارے ہاں 90 فیصد گھروں میں ہوتا ہے۔ اعتبار وفا، آنٹی نگہت سیما نے بہت خوب لکھا۔ عنبرین اور بابر نے کس طرح ایمل کے مضبوط اعتبار کو منٹ میں جھوٹا ڈراما کرکے مسمار کردیا۔ بھوک، عالیہ توصیف کا افسانہ جھنجوڑنے والا تھا۔ کسی بے خبر ہے، قانتہ رابعہ آنکھیں کھولنے کے لیے کافی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے۔ متاعِ دل، نبیلہ ابرراجا آخر کار اینڈ ہو ہی گیا۔ ٹھپا، نگہت اعظمی کی گھریلو سی تحریر اچھی تھی۔ زندگی خاک نہ تھی، شیریں حیدر آنٹی نے اچھا لکھا۔ ناول کے اتار چڑھاؤ شیریں حیدر نے دلچسپی سے بیان کیے۔ دُرِ ثمن بلال، اے عشق ترے ہیں کھیل عجب، اقصیٰ کا مناب کو دل ہی دل میں چاہنا بلکہ عشق کی حد تک چاہنا کچھ مختلف سا ہے۔'' (بھرپور تبصرے کا شکریہ..... پرسنل باتیں اگر خط میں شامل ہوں تو مناسب نہیں...... تم کسی دن مجھے فون کر لینا)

☚ نورین شہزادی، کراچی سے۔ ''مجھے کچھ کہنا ہے، بہت پسند آیا۔ افسانوں کی بات ہو جائے صحیح نشانہ، شمیم فضل خالق کچھ مختلف لیکن آج کے حالات کے مطابق اللہ مالک ٹھو بیہ رفعت ذوالفقار کی کافی اچھی تحریر تھی۔ دل کے دروازے، کائنات غزل کی بھی اچھی تھی۔ کائنات غزل نے بہت اچھی ٹپس دی ہیں۔ پاکیزہ ڈائجسٹ مجھے شروع سے اٹریکٹ کرتا ہے اس کے تمام سلسلے خصوصاً بہنوں کی محفل اس میں سب بہنیں ایک دوسرے کے دکھ درد کی ساتھی ہیں، ایک اچھی میں بھی بتاؤں کہ سورۂ لقمان کی آیت نمبر 16 پڑھیں اگر کسی کی کوئی چیز کھو جائے یا کوئی شخص گم ہو جائے کسی بھی وجہ سے تو یہ آیت پڑھتے رہیں انشاءاللہ ... گم ہوا انسان یا کوئی بھی چیز مل جائے گی۔'' (جزاک اللہ)

☚ ستارہ آمین کومل، پیر محل سے۔ ''رفاقت جاوید کا بہت بہترین افسانہ بہت روئے رفاقت جب حقیقت کے بہت قریب کہانی لکھتی ہیں تو کمال ہو جاتا ہے۔ صدف آصف سی گریٹ او بہن، سحر ساجد حقیقت کے ساتھ ویل ڈن سحر بہت سا پیار دعائیں آپ کے نام، ہاں نومبر کے شمارے کا سرورق کچھ خاص نہیں لگا۔ عظمیٰ آفاق سعید نے احوال بہت زبردست لکھا آپ نے دل خوش کر دیا۔ پیاری پیاری رائٹرز سے ملاقات ہو گئی۔ رضوانہ منظر بھی بہت پیاری لگیں۔ اس بار رفاقت جاوید سے بھرپور ملاقات بہت شاندار رہی۔ بہت دبنگ لہجہ، سچا کھرا، ستھرا اندازِ تکلم بناوٹ سے پاک ارے کتنا زبردست نکتہ اٹھایا رائٹرز کا ایک دوسرے سے رابطہ نہ جان نہ پہچان ایک ہی خاندان کے بکھرے ہوئے افراد میں پرلے درجے تک نفسانفسی کیوں...... ؟ بھلے فیس بک نے بہت سے قلم کاروں کو بہت قریب کیا دعا سلام علیک سلیک سب کی ہی ہے لیکن بس تھوڑی سی خود پسندی بھی ان کے درمیان فاصلے پیدا کر دیتی ہے۔ کسی کا منہ کدھر کسی کا کدھر یہ نہیں کہ باہمی اتحاد سے شریر عناصر کا منہ توڑیں تاکہ وہ آگے کوئی ذلیل حرکت نہ کریں۔ بس ہر کوئی اپنی جگہ منہ پھلائے بیٹھ جاتا ہے۔ میرا تو بہت قریب کا مشاہدہ ہے۔ رائٹر ریڈرز کے رویے اور مسائل۔ اس بار متاعِ دل کا اختتام بہت زبردست ہوا۔ بشریٰ گوندل کو بہت سی شاباش...... فرحین اظفر، گڈ باجی۔'' (شکریہ)

☚ عائشہ نور آشا، گجرات سے۔ ''کیا حال ہیں؟ میں ایک بار پہلے بھی پاکیزہ ڈائجسٹ میں شرکت کر چکی ہوں مجھے یقین ہے آپ کو ضرور یاد ہو گا تب (عائشہ نور) نام سے کی تھی اب تھوڑا چینج کر لیا ہے اب تو میں پاکیزہ کی پکی والی تبصرہ نگار بنوں گی۔ کیا آپ خوش آمدید کہیں گی؟ تم نے کہا تھا، زندگی خاک نہ تھی، مختصر کہانی، بھوک یہ کہانیاں پڑھی ہیں سب نے بہت اچھا لکھا تھا۔ اس کے علاوہ باقی تمام سلسلے اچھے تھے۔ آپی اگر میں کہانی بھیجوں تو کس پتے پر بھیجوں پلیز میری ای میل کا جواب ضرور دیجیے گا۔'' (گڑیا، بہنوں کی محفل کے اختتام پر جو ایڈریس لکھا نظر آ رہا ہے آپ اپنی تحریر اسی پر بھیج دیجیے)

☚ اُمِ ایمان، قاضی، کوٹ چھٹہ سے۔ ''ہمیشہ سب سے پہلے مجھے کچھ کہنا ہے کے بعد بہنوں کی محفل پڑھتی ہوں لیکن اس بار اپنی کہانی کو پڑھ کر پھر بہنوں کی محفل میں حاضری دی ہے۔ سب سے خوب صورت اور دل پذیر تحریر یادوں کی مالا ہے کسی بھی بہترین افسانے کے جیسا حقیقی افسانہ جو انشاءاللہ ہر ماہ ایسا ہی لطف دے گا۔ نگہت سیما حال اور ماضی کو ساتھ، ساتھ چلا رہی ہیں خوب صورتی کے ساتھ...... قیصرہ حیات کے ناول میں ہیروئن کا اسلام قبول کرنا اور شادی کرنا ناول میں تیزی سے تبدیلی لے آیا۔ دُرِ ثمن بھی اپنے ناول میں تعارف سے آگے بڑھ کر اب کہانی شروع کر رہی ہیں۔ شروعات تو اچھی ہے، امید ہے آگے بھی اچھا ہو گا۔ متاعِ دل میں شکر ہے دُرِ یکتا اشعر کی ہوئی اب یقیناً ناول اختتام کی جانب گامزن ہے۔ کرچیاں دل کی، میں ایک لڑکی کی جہیز اور میکے سے وابستہ چیزوں سے بے حد دلی وابستگی جڑی ہوتی ہے۔ اچھا موضوع تھا۔ صدف آصف کا افسانہ بھی اچھا تھا۔ شیریں حیدر حسبِ معمول کہانی کو تسلسل اور خوب صورتی سے بڑھا رہی ہیں۔ غزالہ عزیز کی کہانی میں خرد نے ایک اچھا فیصلہ کر کے بہت سی زندگیوں میں خوشیاں بھر دیں اور خود بھی حشام کے دل میں جگہ بنا کر مقام حاصل کر گئی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اقبال بانو کے ہلکے پھلکے ناولٹ کا اچھا اختتام ہوا۔ سحر ساجد کا حقیقت ہلکے پھلکے انداز میں بہت سی حقیقتیں لیے ہوئے تھا۔ شمع ہدایت پاکیزہ کا ایک خوب صورت سلسلہ اس بار خوب صورت ترین موضوع لیے ہوئے تھا۔ گلوکارہ سارہ رضا سے ملاقات اچھی رہی۔ جلترنگ میں سب سے زیادہ مزیدار پانچ ہزار والا بکرا لگا۔ پڑھ کر گویا تصور کی آنکھ سے بھی دیکھ لیا۔ اس کے بعد عیدی خاص طور پر یہ فقرہ کہ بعض دکھ اور غم اس وقت تک نہیں ہوتے جب تک ویسے دکھ ہم کسی دوسرے کو دے کر اسے دکھی نہ کریں۔'' (بھرپور تبصرے کا شکریہ...... دکھ اور غم دینے کی چیزیں نہیں ہیں مگر ہم لوگ خوشیوں کے بجائے ان کو بانٹ کر خوش ہوا کرتے ہیں۔ اللہ ہم سب پر کرم کرے)

☆ طیبہ عنصر مغل، راول پنڈی سے۔'' پچھلی بار ذیشان کی شادی کی تصاویر بہت شاندار تھیں۔ ماشاء اللہ آپی آپ نے ایک بہن کے مسئلے کا حل پوچھا ہے تو مجھے تو لگتا ہے کہ دعا...... اور صبر یہ دونوں چیزیں ہی ان کو آسانی دلوا سکتی ہیں۔ ان کے میاں جب تک دوستوں کو نہیں چھوڑیں گے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ کسی میٹھی چیز پر یا سلامُ پڑھ کر اپنے میاں کو دیا کریں اور کثرت سے یا سلامُ پڑھیں۔ اللہ رحم کرے گا۔'' (آپ کا مشورہ پہنچایا جارہا ہے۔ جزاک اللہ)

☆ یاسمین کنول، پسرور سے۔'' عید کی مناسبت سے جیولری پہنے ماڈل رانیہ خان ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ عید مبارک کہتی اچھی لگی۔ حج کے حوالے سے آپ کا اداریہ پسند آیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو مناسکِ حج صحیح طریقے سے ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین ثم آمین) ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی کی یادوں کی مالا اچھی لگی۔ قرآن سے عقیدت و عشق نے ان کے کتنے دنیاوی مسائل حل کیے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنا ذکر کرنے والوں کو نوازتا ہے۔ دلہن میں لے کے جاؤں گا' اقبال بانو کی تحریر کا دوسرا اور آخری حصہ بہت دلچسپ لگا۔ افسانوں میں کہانی محبت کی اور کرچیاں دل کی اچھے لگے۔ شمع ہدایت کے سلسلے میں اختر شجاعت نے سات کتابوں سے اخذ کر کے دعا قارئین تک خوب صورت معلوماتی انداز میں پہنچائی۔ جزاک اللہ...... بہنوں کی محفل کے کیا کہنے...... اللہ تعالیٰ اس محفل میں برکت ڈالے اور بہنوں کو سلامت رکھے۔ (آمین ثم آمین) جلترنگ کی تعریف نہ کرنا زیادتی ہوگی کیونکہ اسے پڑھ کر ہونٹوں پر کچھ دیر کے لیے ہی سہی مسکراہٹ ضرور آتی ہے۔'' (اور ہم آپ سب کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ ذکیہ بلگرامی، اقبال بانو اور دیگر رائٹرز شکریہ کہتی ہیں)

☆ فاطمہ، پ چوہدری، ساہیوال پنجاب سے۔'' سب سے پہلے آپ کو ذیشان بھائی کی شادی کی بہت بہت مبارک ہو، اللہ تعالیٰ فاطمہ بھابی کے قدم مبارک کرے۔ خوشیوں سے دامن بھرا رکھے اور آپ کو ان کی خوشیاں دیکھنا نصیب ہوں۔ ماشاء اللہ فاطمہ بھابی کا حجاب بہت بھایا۔ پسند آیا۔ اللہ انہیں ایمان پر ثابت قدم رکھے، آمین۔ سرورق خوب صورت تھا۔ پھر ہم پہنچے متاع دل پر...... کیا خوب صورتی سے ہر کردار کو لے کر آگے بڑھ رہی ہیں نبیلہ جی...... آہا آگے ہماری آپا اقبال بانو کا ناولٹ بہت دھیما، دھیما انداز اور پھر آج کل کی عکاسی کرتی تحریر...... نگہت آپا، بہت خوب صورت اعتبار و فاقل اسپیڈ پر جارہا ہے۔ درِ ثمن بلال نے اچھا اسٹارٹ لیا ہے۔ نام سے ہی تحریر کی خوب صورتی کا اندازہ ہوتا ہے۔ شناخت کو دیکھا جائے تو اُمِ ایمان آپی نے دورِ حاضر کی تصویر کھینچ ڈالی ہے۔ حقیقت میں تو واقعی سحر آپا نے محبت کی حقیقت بیان کردی ہے۔ افسانوں میں صدف آپ کا وقعت نمبر ون رہا۔'' (پسندیدگی کا شکریہ)

☆ گلشاد نذیر، مری سے۔'' آپی نیا سلسلہ بہت عمدہ ہے۔ میرا خیال ہے پاکیزہ بہنیں اس سلسلے کو پسند بھی کریں گی اور شرکت بھی کریں گی۔ (جی ہاں...... سب بہنیں اپنے، اپنے جوابات ارسال کریں) یادوں کی مالا میں ذکیہ بلگرامی کی آپ بیتی مزہ دے گئی۔ متاع دل تو میرا پسندیدہ ہے۔ سب سے پہلے اس کو ہی پڑھتی ہوں۔ شکر ہے اشعر نے دُرِ یکتا سے شادی کرلی ورنہ مجھے بہت افسوس ہوتا۔ (شکر خدا کا تمہیں افسوس تو نہیں ہوا) کرچیاں دل کی، عورت کی نفسیات کے عین مطابق تھا۔ اختر شجاعت صاحبہ کی دعا، مددِ الٰہی ہمارے لیے بہت کارآمد ثابت ہوئی کہ میرے تو دل کو چھولیا ان دعائیہ کلمات نے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو دعا مانگنے اور اللہ پر بھروسا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ سندھ میں شادی کی رسمیں پڑھ کر چلو سندھی شادی میں بھی نہ جانے کا افسوس تو نہیں رہے گا۔ سارہ خان کی باتیں مزے سے پڑھیں ایک تو وہ اتنی معصوم سی ہے کہ ویسے اس پر پیار آتا ہے پھر باتیں بھی بہت اچھی کرتی ہیں کہ دل کو لگتی ہیں۔ وہ طلب گار تھا، عورت کی بے بسی کی تصویر تھا۔ اور حقیقت سے قریب بھی اور جناب جلترنگ تو ہمیشہ دل کے تاروں کو بجا، بجا کر چھوڑتا ہے۔'' (شکریہ)

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

٭ نزہت ناز، حیدر آباد سے۔ ’’اقبال بانو کی دو بہنوں کے انتقال کا بہت افسوس ہوا (یہ دکھ کی بات ہے) اقبال بانو اب ڈائجسٹوں میں کم لکھ رہی ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ (وہ ٹی وی کے لیے لکھنے میں مصروف ہیں) انجم باجی میں نے عید ملن پارٹی میں تمام مصنفات کی تصویریں سو بار تو ضرور دیکھی ہوں گی اور سب ہی بہت پیاری لگیں...... مگر ایک بات آپ سے کہنی تھی...... دو چار کو چھوڑ کر ہماری زیادہ تر رائٹرز ایجڈ سی ہیں...... گو وہ ہمیں دل و جان سے پیاری ہیں...... مگر میں نے ویسے ہی آپ سے کہہ دیا آپ نے میری بات کا برا تو نہیں مانا‘‘ (گڑیا پہلے اس محفل میں خوش آمدید...... میں کیوں تمہاری بات کا برا مانوں گی کیونکہ میرے قلم کی عمر خود ابھی بیس سال ہے اسی طرح یہ ساری رائٹرز بھی سویٹ سکسٹین کی ہیں کیونکہ قلم کبھی بوڑھا نہیں ہوتا، ہاں آپ میری طبعی عمر کا اندازہ کرنا چاہیں تو بخوشی کر سکتی ہیں کہ میری نواسی ماشاء اللہ کالج کی طالبہ ہے اور میں آٹھ بچوں کی نانی اور دادی ہوں۔ ماشاء اللہ)

٭ ساجدہ ظفر، کمالیہ سے۔ ’’نومبر کا پاکیزہ اپنی تمام تر خوب صورتیوں اور رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ سحرش فاطمہ کا مختصر افسانہ رنگ ہائے زیست میں اچھا سبق دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جلترنگ میں گھبراہٹ کے باوجود دلچسپ پیرائے میں دلچسپ سبق لیے ہوئے تھا۔ شمع ہدایت میں اختر شجاعت صاحبہ ہر بار نہایت عرق ریزی سے ایک عنوان پر سیر حاصل معلومات فراہم کرتی ہیں۔ جس سے دینی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ رفاقت جاوید آپی کا تعارف بھی اے ون تھا۔ ان کی بعض باتیں ہمارے لیے مشعلِ راہ تھیں۔ ملنے کو جی کرتا ہے‘ میں عظمیٰ آفاق صاحبہ نے عید ملن پارٹی کی رنگ کمنٹری بہت ہی عمدہ کی اور رنگین تصاویر نے سونے پر سہاگا کا کام کیا، بزم پاکیزہ میں بہنوں کے دلچسپ سوالات اور انجم آپی کے چٹ پٹے جوابات نے چٹ پٹی مسالا دار چاٹ کا مزہ دیا۔ میں اکثر گنگناتی ہوں کا معیار اب پہلے سے بہت بہتر ہوگیا ہے ہماری تو یہ خواہش تھی کہ اسے بھی فوراً انعامی کر دیا جائے۔ (آپ کی رائے پہنچائی جارہی ہے)

٭ سیدہ علیشاہ، بہاول پور سے۔ ’’پاکیزہ ہمیشہ کی طرح شاندار تھا...... سب سے پہلے اعتبار وفا ناول کی بات کروں گی...... یوں تو ناول بہت اچھا ہے مگر کردار زیادہ ہوتے چلے جارہے ہیں اور ماضی کی بھول بھلیاں بھی ابھی تک جوں کی توں ہیں...... خیر آگے چل کے ہی پتا چلے گا کہ ناول کس کروٹ بیٹھتا ہے...... اب بات ہو جائے قیصرہ حیات کی آخری امید کی ناول بہت اچھا ہے مگر جتنا اسٹارٹ میں اسٹرانگ لگ رہا تھا اب اپنا رنگ اور خوب صورتی کھوتا جارہا ہے اسی ٹاپک پہ پہلے بھی کئی ناول لکھے جاچکے ہیں کچھ نیا اگر رائٹر برقرار رکھتیں تو اور بھی مزہ آتا۔ خاک سے خلق ہونے تک جیسے ناول اب بھی یاد ہیں...... شیریں آنٹی اُف ہمیشہ کی طرح لاجواب زندگی خاک نہ تھی عمدہ ناول ہے۔ مستقل سلسلے بھی اچھے رہے۔ سارہ رضا سے ملاقات اچھی لگی...... جلترنگ کی تو بات ہی کچھ اور ہے، مجھے کچھ کہنا ہے ہمیشہ کی طرح دل کو چھو لینے والا...... ماشاء اللہ ...... انعامی سلسلے اچھے لگے۔ 1999ء کی یاد تازہ ہوگئی۔‘‘ (آپ بھی ان سلسلوں میں حصہ لوناں)

٭ نایاب کرن صدیقی، کمالیہ سے۔ ’’پاکیزہ ہماری فیملی کا پسندیدہ رسالہ ہے اور ہم سب اسے شوق سے پڑھتے ہیں۔ میری کالج فیلوز بھی اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ یہ سب آپ کی بے پناہ محنت کا نتیجہ ہے۔ ایک بات پوچھنی تھی کہ چند ماہ قبل آپ نے اشعار، سوال و جواب اور تحریروں پر انعام دینے کا اعلان کیا تھا۔ بزم پاکیزہ اور پاکیزہ ڈائری میں تو انعامات دیے جارہے ہیں مگر اشعار کا کالم میں اکثر گنگناتی ہوں ابھی انعامات کی مالا سے محروم ہے۔ حالانکہ انعامات کا اعلان ہونے کے بعد اس کالم میں بہت معیاری اور دلچسپ اشعار پڑھنے کو ملتے ہیں اس لیے پلیز اپنے وعدے کو وفا کریں اور اشعار پر بھی انعامات دینے کا سلسلہ فوراً شروع کردیں۔ ہمیں شدت سے انتظار ہے۔‘‘ (بس تھوڑا سا انتظار کرلیں، انشاء اللہ ہمارے تمام مستقل سلسلے انعامی ہونے جارہے ہیں)

٭ کوثر خالد، جڑانوالہ سے۔ ’’دکھی خط نے دکھی کردیا...... حل تو وہی ہے جو روحانی محفل میں دلہن کے لیے لکھا گیا...... سورۂ بقرہ کا آخری رکوع روزانہ پڑھیں...... ہر پل اسم باری تعالیٰ یا ودود اور یا بر پڑھیں...... میرے علم میں تو ان اوراد سے لڑکوں کی سگریٹ و شراب بھی چھوٹ گئی۔ طلاق والا حل تو تبھی ممکن ہے جب کوئی آسرا مل جائے۔ چھت اور کفالت دونوں کا...... ہم دعا جاری رکھیں گے دعا تو عرش ہلا دیتی ہے۔ انشاء اللہ ہم تمام بہنوں کی دعا ضرور رنگ لائے گی۔ ان کے شوہر کو ضرور ہدایت نصیب ہوگی۔ نیکی کے لیے یا بر اور آپس میں محبت کے لیے یا ودود ہر پل پڑھیں۔ امید رکھیں کہ ناامیدی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کفر ہے۔ اے عشق ترے ہیں کھیل عجب...... دُرِ ثمین کا قلم نہایت دلچسپ ہے۔ آخری امید قیصرہ کا جذبہ و کاوش قابلِ قدر ہے۔ اسے جہادی تحریر کہا جاسکتا ہے۔ زندگی خاک نہ تھی جی ہاں ایسا ہوتا ہے۔ بیچاری لاچار عورتیں...... ماؤں کو بیٹیوں پر گہری نظر رکھنا ہوگی۔ دلہن میں لے کے جاؤں گا، مزاحیہ ڈراما تھا۔ سحر ساجد کو پاکیزہ میں دیکھ کر خوشی ہوئی۔ افسانے بھی معاشرے کے عکاس تھے۔ یادوں کی مالا نہ صرف پڑھی بلکہ بیٹی کو بھی سنائی۔ پاکیزہ کی مہمان نے جب ٹی وی پر قوالی پڑھی تھی تبھی سے دل پر چھائی ہے...... ان کا تمام شعر پڑھنا اچھا لگا...... رضا کی نسبت بھا گئی۔" (تبصرے کا شکریہ)

☆ فریدہ فری، لاہور سے۔ "دسمبر کا پاکیزہ پیارے سے ٹائٹل سے سجا ملا۔ مگر اس میں میری کوئی تحریر نہیں تھی۔ مگر مجھے کچھ کہنا ہے پڑھ کر دل بے حد دکھی ہوا۔ یادوں کی مالا ذکیہ بلگرامی نے بہت ہی بہترین لکھا کاش ہم سب بھی ان کے نقش قدم پر چلیں، آمین۔ افسانے اور ناولٹ ایک سے بڑھ کر ایک لگے۔ زندگی خاک نہ تھی، شیریں حیدر منی ناول خوب تھا۔ شمیم فضل خالق کا افسانہ بے حد اچھا لگا۔ سوئی سے دھاگے تک فریدہ لاکھانی کی بہترین تحریر تھی۔ ہم روح سفر ہیں، زندگی تماشا بنی، تم بن، وہ کون تھی اور معذور پڑھ کر مزہ آگیا۔ ہم آج کل بے حد بیمار ہیں مگر پاکیزہ پڑھے بغیر نہیں رہ سکتی۔" (شکریہ، اللہ آپ کو کلی صحت عطا فرمائے، آمین!)

☆ عافیہ گوندل، پنجاب سے۔ "پاکیزہ بہت پسند ہے اور بہت محبت بھی ہے اس سے، میں نے پہلی دفعہ کسی شمارے میں کچھ لکھ کر بھیجا ہے اس کی وجہ صرف اور صرف عنیزہ احمد ہیں۔ پلیز میں ایک کہانی لکھ کر بھیج رہی ہوں ضرور شائع کیجیے گا ورنہ میں مایوس ہو جاؤں گی۔ پاکیزہ ایک زبردست شمارہ ہے اور بھی رسالے ہیں پر اس کا تو کوئی جواب نہیں۔ اور باجی آپ بھی بہت اچھی ہیں...... کیا میں پاکیزہ سے ہمیشہ کے لیے دوستی کر سکتی ہوں اور کیا میں ہر ماہ کچھ نہ کچھ لکھ کر بھیج سکتی ہوں۔" (عافیہ گڑیا، اس محفل میں خوش آمدید...... آپ کی یہ کہانی تو پاکیزہ میں شائع نہیں ہو سکتی مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ آپ پاکیزہ میں کچھ نہیں لکھیں آپ پاکیزہ کے تمام سلسلوں میں حصہ لیں اور پھر کہانیاں بھی لکھیں۔ نئی رائٹرز بہت اچھے موضوع پر قلم اٹھا رہی ہیں، آپ بھی لکھیے۔)

پیاری بہنو! جب تک یہ شمارہ آپ کے پاس پہنچے گا۔ میں انشاءاللہ آسٹریلیا پہنچ چکی ہوں گی۔ دلی دعا ہے کہ آپ سب بھی خیر و عافیت سے رہیں اور میں بھی خیر و عافیت سے وہاں سے واپس آؤں۔ ہمیشہ کی طرح آئیں اب ہم سب درودِ ابراہیمؑ پڑھ کر دعا مانگتے ہیں...... یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم یا کریم یا اول و آخر، یا ظاہر و باطن، یا رب العالمین، یا وحدہ لاشریک...... میرے جسم کو شفا اور دل کو اپنی ذات کا یقینِ کامل اور آنکھوں کو نورِ بصیرت عطا فرما اور جب تک میں زندہ رہوں اپنے ذکر کو صبح شام میری زبان پر جاری فرما دے اور ایسی جگہ سے مجھے رزق دے جو بلا رکاوٹ ملتا ہی رہے...... اے پاک پروردگار مجھ سے میری اولاد سے اور میرے تمام عزیز و اقارب سے ہمیشہ ہمیشہ راضی رہنا...... اور ہر گناہ، ہر غلطی اور ہر کوتاہی کو معاف کرنا اور ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی کرنا، اپنی نظر میں چھوٹا مگر دوسروں کی نظر میں بڑا بنا دینا اور دونوں جہان میں مجھے خیر عطا کرنا۔ بے شک تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے اور تیری ثنا سب سے بڑی اور تیری پناہ عزت والی ہے۔ اس لیے صرف اپنا محتاج کرنا اور ہمیشہ ہمیشہ اپنی شان کے حساب سے ہم سب پر اپنا رحم، کرم اور فضل عطا کرنا اور ازل سے ابد تک سب کو معاف کرنا کہ بے شک میرا رب ہر چیز پر قادر ہے اور میرا رب برکت و بلندی والا ہے۔

یا مجیبُ یا مجیبُ یا مجیبُ

ایک بار آخر میں درودِ ابراہیمؑ پڑھ لیں

دعا گو

آپ کی اپنی باجی انجم انصار

پاکیزہ میں خط لکھنے کا پتا

مدیرہ ماہنامہ پاکیزہ۔ 63.C فیز III ایکسٹینشن، ڈیفنس۔ مین کورنگی روڈ۔ کراچی۔ پوسٹ کوڈ 75500

فون نمبر 021-35804200 , 021-35895313 EXT 107,118

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



پاکیزہ ڈائری

عظمیٰ آفاق سعید

نعتِ رسول مقبول ﷺ

مدینہ مجھے کیوں بلاتا ہے اکثر
اسے کیا ہوا کیوں رُلاتا ہے اکثر
ہے پیروں میں لغزش، میں مجبور و بے بس
وہ پھولوں کے رستے دکھاتا ہے اکثر
میں رو رو کے دریا بہاؤں اسے کیا
نبیؐ جی کی باتیں سناتا ہے اکثر
انہیںؐ دیکھنے کی بہت آرزو ہے
وہ جلوے نبیؐ کے دکھاتا ہے اکثر
صبا آکے دیتی ہے پیغام اس کا
محبت کے نغمے سناتا ہے اکثر
میں دیوانگی میں اُڑی جارہی ہوں
کہ بہلا ہے اب جو ڈرتا ہے اکثر

کلام: ڈاکٹر ذکیہ بلگرامی، کراچی

اِک آرزو

سن لیں میری دعائیں
مدنی مدینے والے
پھر اپنے گھر بلائیں
مدنی مدینے والے
پھر قافلے رواں ہیں
جب جب سوئے مدینہ
دل میں مرے جگائیں
بس خواہشِ مدینہ
گرد و غبارِ دنیا
میں ڈھونڈتی ہوں راہیں
اِک آس، آرزو ہے
مجھے در پہ وہ بلائیں
مدنی مدینے والے
انؐ کے کرم کا مجھ کو
اِک انتظار سا ہے
شاہِ عربؐ بلائیں
مدنی مدینے والے

کلام: فریدہ افتخار، اسلام آباد

میرا اسلام

پیارے رسول آپؐ کو پہنچے میرا سلام
بگڑی بنادیں میری، میں ہوں آپ کا غلام
آپؐ نے پہنچایا اللہ کا کلام
نبیوں میں سب سے اونچا ہے آپ کا مقام
دل میں بسا ہے میرے رسولؐ خدا کا نام
ذکرِ مصطفیٰؐ کروں اب میں صبح شام
دنیا میں نہیں ہے کسی شے کو بھی دوام
لیکن رہے گا زندہ سدا رسولِ خدا کا نام

کلام: عالیہ ضیا، کراچی

سلام کرنے کی نیکیاں

حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے السلام علیکم کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب دیا اور جب وہ بیٹھ گیا تو فرمایا۔ ”دس۔“ دوسرا شخص آیا اس نے السلام علیکم ورحمت اللہ کہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا بھی جواب دیا اور جب وہ بیٹھ گیا تو فرمایا۔ ”بیس۔“ پھر تیسرا شخص آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمت و برکاتہ کہا نبی کریمؐ نے اس کا جواب دیا اور جب وہ بیٹھ گیا تو فرمایا۔ ”تیس۔“ یعنی پہلی صورت میں دس نیکیاں اور دوسری

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صورت میں بیس نیکیاں اور تیسری صورت میں تیس نیکیاں ملتی ہیں اور اسی طرح جواب دینے والے کو بھی بقدر نیکیاں ملتی ہیں چنانچہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ پورا سلام کیا جائے اور سلام کا پورا جواب بھی دیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل)

مرسلہ: امینہ عندلیب، سلانوالی

کسی کے عیب مت تلاش کرو

حضرت ابو برزہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔ ”اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لے آئے لیکن ان کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو اور ان کے عیوب تلاش نہ کیا کرو کیونکہ جو شخص ان کے عیوب تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیوب تلاش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے عیوب تلاش کرنے لگ جاتا ہے اسے گھر بیٹھے رسوا کر دیتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل)

مرسلہ: نجمہ ناز اصغر، کراچی

تحفہ

پھر آمد ہے نئے سال کی
کیا اس سال بھی
رکھو گے تم
تحفہ میرا ادھار
میں کون سا مانگ رہی ہوں تم سے
ہیروں کا ہار
کانوں کی بالی یا پائل کی جھنکار
میں معصوم دوشیزہ
ہوں فقط جنریٹر کی طلب گار
کیونکہ اس لوڈ شیڈنگ
نے تو کرر کھا ہے
جینا میرا دشوار
بجلی کے بغیر ہر موسم
کرے مجھے خوار

از: صائمہ سید، کراچی

دنیا

یہ دنیا ایک بس اسٹاپ، ائرپورٹ اور ریلوے اسٹیشن کی طرح ہے جہاں مسافر آتے اور چلے جاتے ہیں...... لیکن یہاں کوئی بھی مستقل قیام نہیں کر سکتا۔

یہ ہواؤں کا چلنا، بادلوں کا جھومنا، دریاؤں کا بہنا، چڑیوں کا گانا، دن کا اجالا، رات کی تاریکی، بارش کی ٹھنڈک، سورج کی تپش، یہ اپنوں کی محبت، دشمنوں کی دشمنی، رشتوں پر اعتبار سب کچھ اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ اس دنیا میں رونما ہونے والی بہت سی تبدیلیاں ہیں۔ یہ دنیا ایک خواب سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔

از: ساجدہ، کمالیہ

نیا سال مبارک

نتیجہ پھر وہی ہوگا سنا ہے سال بدلے گا
پرندے پھر وہی ہوں گے شکاری جال بدلے گا
بدلنا ہے تو دن بدلو بدلتے کیوں ہو ہندسے کو
مہینے پھر وہی ہوں گے سنا ہے سال بدلے گا
چلو ہم مان لیتے ہیں، مہینہ ساٹھ سالوں کا
بتاؤ کتنے سالوں میں ہمارا حال بدلے گا

پیارے قارئین نئے سال 2016ء کے لیے دعا کیجیے۔

بقول فیض

آیئے ہاتھ اٹھائیں ہم بھی فیض
ہم جنہیں رسم دعا یاد نہیں
خدایا

2015ء گزر گیا 2016ء کو ہمارے لیے بہتر سے بہترین بنا۔ ہمیں امن، سکون، خوشحالی اور خوشیاں عطا فرما، آمین۔

اہلِ وطن کو نیا سال 2016ء مبارک ہو۔

دعا گو: کرن ناز، کھاریاں

بیماری اور دولت

بیماری نے دولت سے کہا، تم کتنی خوش نصیب ہو ہر کوئی تمہیں پا کر خوش ہوتا ہے۔ تمہاری قدر کرتا ہے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اور میں کتنی بدنصیب ہوں ہر کوئی مجھ سے دور بھاگتا ہے۔ دولت بولی نہیں خوش نصیب تو تم ہو جب تم آتی ہو لوگ اللہ سبحان تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس سے قریب ہو جاتے ہیں اور میری بدنصیبی دیکھو مجھے پا کر لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں، اس سے دور ہو جاتے ہیں۔

از: رفعت مبین رفی، یو ایس اے

اسے دکھ کا الیکٹرک شاک دے کر اپنی جانب متوجہ کر لیتا ہے۔ دکھ کی بھٹی سے نکل کر انسان دوسروں کے لیے نرم پڑ جاتا ہے۔ پھر اس سے نیک عمل خود بخود اور بخوشی سرزد ہونے لگتے ہیں۔ دکھ تو روحانیت کی سیڑھی ہے اس پر صابر و شاکر ہی چڑھ سکتے ہیں۔

از: ساجدہ ظفر، کمالیہ

نصیب

ہم بیٹی بن کر آئے ہیں ماں، باپ کے جیون میں
بسیرا ہوگا کل ہمارا کسی اور کے آنگن میں
کیا سوچ کر یہ ریت خدا نے بنائی ہوگی
کہتے ہیں آج نہیں تو کل کو بیٹی پرائی ہوگی
دے کر جنم پال کر ہم کو بڑا کیا
وقت آنے پر انہی ہاتھوں سے ہم کو وداع کیا
کیوں رشتہ ہمارا اتنا عجیب ہوتا ہے؟
کیا بس یہی ہم بیٹیوں کا نصیب ہوتا ہے؟

مرسلہ: طیبہ، لاہور

اے نئے سال

اے نئے سال تجھے خبر بھی ہے؟
تیرے آنے کا کتنا انتظار کرتے ہیں
تیری راہ میں کتنے ہی لوگ
امید کے دیے جلائے بیٹھے ہیں
تیرے آنے سے حالات بدل جائیں شاید
یہ ظلم و ستم تھم جائے شاید
اس برس بچھڑے ہوئے مل جائیں شاید
بس یہی خواہش ہے اپنی
اتنی سی گزارش ہے اپنی
ان دیوں کو بجھنے نہ دینا
یہ آس کے دیے ہیں ہمارے
ان کو کہیں تم گل ہونے نہ دینا

شاعرہ: کائنات غزل، کراچی

دکھ

اللہ تعالیٰ جس کو اپنا آپ یاد دلانا چاہتا ہے،

فرازنامہ

چلو فراز اب موسم کا مزہ چکھیں
تمام دوائیں بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں
ہمیں بے وفا کہتے ہیں تو کہتے رہیں فراز
اماں کہتی ہیں جو کہتا ہے وہ خود ہوتا ہے
یہ تو کیا سفید کرتے میں پھر رہا ہے فراز
آج کالا جوڑا پا سا ڈی فرمائش تے
ہم بھی بکنے گئے تھے بازارِ محبت میں فراز
کیا پتا تھا آٹھ بجے سارے بازار ہی بند ہو جاتے ہیں
ہم تو اڑتی چڑیا کے پر بھی گن لیتے ہیں فراز
اس میں مشکل ہے کیا دو ہی تو ہوتے ہیں
فراز تمہارے جانے سے دل بہت روتا ہے
اوپر پنکھا چلتا ہے نیچے منا سوتا ہے

از: نایاب کرن صدیقی، کمالیہ

ستارہ کومل کے نام

بھاتی ہیں ہر کسی کو ستارہ آنکھیں
کرتی ہیں زندگی میں بہارا آنکھیں
غموں کے بحر میں جانے سے روک لیتی ہیں
بچاتی ہیں ڈوبنے سے کنارہ آنکھیں
کومل سی امنگوں کو سدا رکھتی ہیں زندہ
ہر پل خوشی دیتی ہیں سہارا آنکھیں
کوثر نہ سبب بننا کبھی دل کی خراشوں کا
ہر لمحہ کھلی رکھنا خدارا آنکھیں

از: کوثر خالد، جڑانوالہ

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



جلترنگ

انجم انصار

ذکر ایک منگنی کا

نئے سال کے پہلے دن...... ایک زبردست تقریب ہو رہی تھی اور ہم سب بہت خوش تھے۔

شبو کی منگنی کے لیے میں نے بڑا خوب صورت سا دوپٹا بنوایا تھا جس کے بارے میں میرا یہ سو فیصد خیال تھا کہ اس کو پہن کو میں اچھی لگوں گی۔ اس دوپٹے کو جب، جب تنہائی میں، میں نے اوڑھ کر دیکھا تھا مجھے اپنی خوب صورتی میں پچاس فیصد زائد اضافہ محسوس ہو رہا تھا۔ (یہ میرا خیال تھا کہ اس دوپٹے کے طفیل میرا پورا سال بہت چمکتا دمکتا گزرے گا)

بڑی بھابی کے سامنے جب دوپٹا اوڑھ کر میں گئی اور ان سے پوچھا کہ میں کیسی لگ رہی ہوں تو وہ تمسخر بھرے لہجے میں بولیں۔

''پہلے نور تھیں اب علی النور لگ رہی ہو۔'' باتیں مارنے کی پرانی عادت ختم ہو کے نہیں دے رہی تھی

اور مجھے اچھا خاصا غصہ آ گیا سید نور کی فلمیں تو میں نے کبھی رغبت سے نہیں دیکھیں اگر انہیں نور کہہ کر چھیڑنا تھا تو صائمہ کو کہتیں مجھے کیوں کہا۔

یوں بھی اللہ رکھے میرے چودہ کزنز خاصے ہائی فائی تھے اور مجھے بڑی رغبت سے دیکھا کرتے تھے اور یہ میرا پورا خیال تھا کہ ان چودہ میں سے چار کے رشتے میرے لیے ضرور آئیں گے اور چار میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا اماں جان کے لیے مشکل نہیں رہے گا۔

ہم جوائنٹ فیملی سسٹم میں رہتے تھے، رضیہ منزل کے چار مالے تھے اور ہر مالے پر دو فیملیز رہتی تھیں اب شبو (چچا زاد بہن) منگنی کی تیاری ہم سب رشتے کی بہنیں شبو سے زیادہ کر رہی تھیں۔

ثریا نے بڑی خوب صورت ساڑی بنائی تھی جس کے بلاؤز پر بے شمار کھڑکیاں بنی ہوئی تھیں۔

''ثریا تم تقریب میں زیادہ انجوائے کرو گی، اس بلاؤز کے طفیل تمہیں گرمی بھی نہیں لگے گی۔'' میں نے ہنس کر کہا اور وہ برے سے منہ بناتی ہوئی چلی گئی۔

ساجدہ نے غرارہ بنوایا تھا اور حد تو یہ تھی کہ میچنگ کا خوب بھاری سا سیٹ بھی لے لیا تھا جس میں ٹیکا اور جھومر تک شامل تھا۔

''ساجدہ! منگنی تو شبو کی ہو رہی ہے، یہ تمہیں دلہن بننے کی کیا ضرورت تھی؟''

''شبو کی امی کے سمدھیانے والوں سے بڑے سرد تعلقات چل رہے ہیں اگر کل کلاں کو یہ منگنی نہ ہو سکی تو میری تو پوری تیاری ہونی چاہیے ناں۔''

''ایسا ہونا خاصا مشکل ہے، وجاہت بھائی اپنی شبو پر سو جان سے عاشق بھی ہیں۔''

''ارے چھوڑو! مجھے تو یہ معلوم ہے کہ اپنی اماں سے بے حد ڈرتے ہیں، ان کی اماں ہماری امی کی گہری دوست ہیں جو بہت عرصے سے مجھے پسند کیے ہوئے تھیں، یہ شبو تو از خود بیچ میں آ ٹپکی اور میرے وجاہت کو لے اڑی۔''

ساجدہ جل ککڑی کی تو ہمیشہ کی یہ عادت تھی کہ ہر کسی کی خوشی کو چھین کر اپنی جانب لانے کی کوشش کرتی تھی۔ اس کی کمینگی کے بارے میں تبصرہ کرنے کے لیے میں چھوٹی پھپو کے پاس پہنچی کہ وہ اس ٹائپ کی لڑکیوں کو بری طرح ڈانٹا کرتی تھیں۔

چھوٹی پھپو کی شادی نہیں ہوئی تھی اس لیے وہ میرے ساتھ ایک شفیق سہیلی کا سا برتاؤ کیا کرتی تھیں۔

''فہمیدہ! تم شبو کی منگنی میں کیا پہن رہی ہو؟'' پھپو نے پوچھا۔

''آپ کو دکھایا تو تھا کامدار دوپٹا اس کے ساتھ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سلک کا پلین سوٹ ہے پرپل کلر میں۔"

"اُف......! تم وہ دوپٹا پہن کر کچھ عجیب نہیں لگو گی؟" انہوں نے ناگواری سے کہا۔

"میرا خیال ہے اس کو پہن کر مجھ میں دلہن کا لُک آئے گا، امریکا سے بھی مہمان آرہے ہیں اور لندن سے بھی مجھے اس دوپٹے میں دیکھ کر یقیناً سب کو سکتہ سا ہوجائے گا۔"

"میرا تو خیال تھا کہ تم سفید سوٹ پہن لو، فراک اور چوڑی دار پاجامے میں تم بہت اچھی لگتی ہو۔"

"پھپو! جب میں نے وہ سفید فراک ناصرہ کی شادی میں پہنی تھی تو آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ سفید رنگ کالے لوگوں کے لیے نہیں بنا ہے، اس کو پہن کر تم بہت بری لگ رہی ہو۔"

"ارے! وہ تو میں نے مذاق کیا تھا، مجھے کیا پتا تھا کہ تم دل پر لے جاؤ گی۔ اتنا بھاری دوپٹا پہنو گی تو پکی عورت لگو گی۔"

"واقعی پھپو......!" میرا چہرا پیلا پڑ گیا۔

"میں تمہارا کیا برا چاہوں گی، میری تو یہ دلی خواہش ہے کہ اس رضیہ منزل میں رہنے والی لڑکیوں میں سب سے پہلے تمہاری شادی ہو۔" پھپو نے ایسے لہجے میں کہا کہ میں شرما کر بھاگ کر اپنے کمرے میں آگئی۔

شبو کی منگنی میں دو دن رہ گئے تھے رضیہ منزل کی لڑکیاں، کریمیں رگڑ، رگڑ کر چہرے کی کھال تک پھاڑنے پر تیار تھیں۔ چھوٹی پھپو تک نے اپنے بال ڈائی کروالیے تھے اور پھر یوں ہوا کہ منگنی کی تقریب سے ایک گھنٹا پہلے سفید فراک پر استری کرتے ہوئے فراک عین آگے سے اس بری طرح جلی کہ میرے چودہ طبق روشن ہوگئے۔ میں بس استری رکھ کر فون ریسیو کرنے گئی تھی، ملیحہ ذلیل کا فون اس قدر لمبا ہوگیا کہ میری فراک بھی جل بھن کر بلاؤز بن گئی تھی۔ تب میں نے سوچا وہی دوپٹا پہن لوں مایوں پہ بھی پرپل کلر کا سلکی سوٹ پہننے کو میرا دل بھی چاہ رہا تھا۔ سوٹ پریس کر کے الماری کا پٹ کھولا کہ دوپٹا نکال لوں مگر یہ دیکھ کر دل دھک سے رہ گیا کہ دوپٹا غائب تھا اور خالی ہینگر میرا منہ چڑا رہا تھا۔

"ارے! کہاں چلا گیا؟ جلدی سے مل جا، تجھے عادل، شاہد، رمیز اور جواد کا واسطہ کہ...... جلدی سے نظر آجا۔" میں الماری میں سے کپڑے نیچے پھینکتے ہوئے مسلسل بڑبڑا رہی تھی مگر وہ دوپٹا تو ایسی سوئی بن گیا تھا کہ وہ کسی طرح بھی نظر آنے کے لیے تیار نہیں تھا جب بڑی بھابی تیسری دفعہ مجھے بلانے آئیں کہ اب تو آجاؤ شبو انگوٹھی بھی پہن چکی ہے اور فوٹو سیشن بھی ختم ہونے والا ہے۔ تب پرپل سوٹ پر بلیک دوپٹا اوڑھ کر میں غمزدہ صورت کے ساتھ ہال میں داخل ہوئی ایک رنگ ونور کا سیلاب تھا جو میری آنکھیں خیرہ کررہا تھا مگر میری حیرت اس وقت زیادہ بڑھ گئی جب میں نے چھوٹی پھپو کو اپنا دوپٹا پہنے ہوئے دیکھا وہ بڑی ادا سے اپنے بال آگے کیے عادل کے قریبی دوست شہود سے باتیں بنا رہی تھیں اور وہ کمینہ انہیں چھوٹی پھپو کہنے کے بجائے فرو کہہ کر مخاطب کررہا تھا۔ اور پھپو کے چہرے پر قوسِ قزح سی پھیل رہی تھی۔

پریشانی

کس قدر پریشانی کی بات تھی کہ دوسرے شہر میں جا کر عزیز بھائی اور فاروق بھائی دونوں ہی بیمار پڑ گئے (حالانکہ گھومنے پھرنے کے لیے گئے تھے کہ ذرا دیکھ کر تو آئیں کہ یہ ٹنڈو آدم ہے کیسا شہر) اماں نے منع بھی کیا تھا کہ مت جاؤ۔ کراچی میں رہنے والے صاف ہوا، پانی، برداشت نہیں کرسکتے مگر مان کر نہیں دیے اور جواز یہ تھا کہ بڑے تایا، اپنے بچوں کے ریوڑ کے ساتھ جو بار، بار کراچی آتے ہیں، ہمارے گھر دھرنا مار کر ٹھہرتے ہیں کیا بدلہ بھی نہیں لیا جائے ہم بھی تو کھا کر آئیں کہ کیا کھلاتے ہیں۔ خواہ مخواہ ہم بیکار میں کھلاتے رہیں (پاگل سمجھ رکھا ہے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

انہوں نے) اور خود جا کر پاگل ہو گئے۔ کھلی کھلی، ہوا صاف پانی نہ شور وغوغا، دل ودماغ بے چین سے ہو گئے، بلڈ پریشر خواہ مخواہ ہی لو ہو گیا۔ طبیعت میں ماٹھا پن سا آ گیا تھا۔ بلاوجہ رونے کو دل چاہنے لگا۔ اسی جذبے کے تحت تایا کے بچوں کی بے وجہ پٹائی بھی کی تو وہ بطور میزبانی کے سر جھکا کر نادم کھڑے ہو گئے اور بلاوجہ نادم بھی ہو گئے۔(تب طبیعت میں جھلاہٹ کا گراف بلند سا ہونے لگا)

سونے پر سہاگا یہ کہ تایا کے ہاں اخبار تک نہیں آتا...... ٹی وی ان دنوں خراب پڑا تھا۔ جسے صحیح کروانا وہ درست نہیں سمجھتے تھے سو گھر کا ماحول عجیب سپاٹ سا تھا۔ اب ناشتا کرلو، اب کھانا کھالو، اب سوجاؤ، اب چائے پی لو، لو بھئی کھانا کھا کر چھت پر جا کر اول شام سو جاؤ، کوؤں کے چیخنے یا پڑوس کی چھت پر زوردار چاپ پر اٹھ جاؤ اور نیچے آ کر سو جاؤ اللہ اللہ خیر صلا۔ اگلا دن بھی اسی طور گزر جائے گا۔ کراچی سے چلنے سے قبل سوچا تھا کہ ٹنڈو آدم کم از کم دس دن تو ضرور رہیں گے مگر یہاں دس دن رہ کر ایسا لگ رہا تھا... جیسے سالوں سے آئے ہوئے ہیں۔ پہلے عزیز بھائی بیمار پڑے ان کے ذہن اور جسم میں عجیب سا تناؤ تھا اور طبیعت میں پژمردگی سی سو ڈاکٹر کے پاس گئے اور اپنا احوال سنایا۔ ڈاکٹر خاصا ہوشیار تھا دو چار سوالات کرنے کے بعد اس نے یہی نسخہ تجویز کیا کہ آپ فوراً کراچی چلے جائیں۔

آپ کے پیٹ کو کراچی کی شادیوں کے کھانے کی عادت ہے اور ذہن بھی وہاں کے مناظر کے لیے تڑپ رہا ہے۔ ڈاکٹر کے کلینک سے آنے کے بعد عزیز بھائی نے فوراً اپنی سیٹ بک کرالی، فاروق بھائی کا خیال تھا کہ وہ دو چار دن ٹنڈو آدم میں رک جائیں کہ تایا کی رضیہ بیگم انہیں خاصی پسند آ رہی تھیں۔ یوں بھی وہ خوب بھاگ بھاگ کر ان کے کام کر رہی تھیں۔ ناشتے، کھانے کی ذمے داری بھی انہوں نے اٹھالی تھی کہ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ فاروق بھائی کو ہر وقت باورچی خانے کی چوکی پر بٹھائے رکھیں اور گرم گرم پکوان ان کے سامنے دھرتی رہیں۔ اس کے باوجود فاروق بھائی بیمار پڑ گئے اور ایسی طبیعت خراب ہوئی کہ ڈاکٹر کے پاس بھاگتے ہی بنی۔

''آپ کیا محسوس کر رہے ہیں؟'' اونگھتے ہوئے ڈاکٹر نے انتہائی بے رغبتی سے ان سے پوچھا۔

''عجیب واہیات سا درد محسوس کر رہا ہوں۔ کسی پل چین نہیں مل رہا۔ حال یہ ہے کہ نہ بیٹھ سکتا ہوں، نہ لیٹ سکتا ہوں اور نہ ہی چلا جا رہا ہے۔''

''آج صبح کیا کھایا تھا آپ نے؟'' ڈاکٹر نے جمائی لے کر پوچھا۔

''ناشتے میں چھ ابلے ہوئے انڈے کھائے تھے اور دوپہر میں ایک مرغی کھالی تھی، شام کو کچھ نہیں کھایا۔ رات کو کچھ نہیں کھایا مگر طبیعت میں نہ صرف بے چینی ہے بلکہ عجیب نامعقول قسم کا درد بھی ہے۔'' فاروق بھائی کے چہرے کی تکلیف صاف پڑھی جا رہی تھی۔ رضیہ جو اُن کے ساتھ ساتھ کلینک تک آئی تھیں وہ مارے پریشانی کے سو دو کر الگ بے حال ہو رہی تھیں۔

''کچھ نہیں، ہوا آپ کو، ٹھیک ہو جائیں گے۔ ہاں بس اکیس دن لگیں گے آپ کو ٹھیک ہوتے میں۔'' ڈاکٹر نے چیک اپ سے فارغ ہو کر کہا۔

''اکیس دن لگیں گے؟'' فاروق بھائی پریشان سے ہوئے (رضیہ دل میں خوش ہوئیں کہ فاروق بھائی ٹنڈو آدم ابھی مزید رکیں گے بے شک بیمار ہی سہی مگر رہیں گے تو نظروں کے سامنے)

''ہاں جناب، آپ کے ساتھ ہوا صرف یہ ہے کہ مرغی انڈوں پر بیٹھ گئی ہے اور بس۔'' ڈاکٹر صاحب مسکراتے لبوں سے انہیں دیکھ رہے تھے اور فاروق بھائی نظریں چرا رہے تھے کہ رضیہ حلق کا کوا باہر نکالے بری طرح ہنس رہی تھیں کھی کھی...... یہ رضیہ کتنا برا ہنستی ہے وہ صرف یہی سوچ رہے تھے اور کراچی جانے کا پروگرام اس لمحے پکا ہو گیا تھا۔

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



☆ فردوس شاہی...... لاڑکانہ

نیا سال آیا نئے غم ملیں گے
ستم گر بہت، مہرباں کم ملیں گے

☆ سیما ممتاز عباسی...... لاڑکانہ

مسئلے تو پچھلے سال کے اپنی جگہ رہے
سب سوچتے رہے کہ نیا سال آگیا
خوشیاں جو بانٹتا تو کوئی بات تھی
گزرا ہوا یہ سال بھی عمریں بڑھا گیا

☆ ساجدہ ظفر...... کمالیہ

رخصت ہوا جو سال تو محسوس یہ ہوا
ہر لمحہ حسرتوں کا لہو چوستا رہا

☆ بنت ظفر...... محلہ منڈی والا

عجب قحط پڑا اب کے سال اشکوں کا
کہ آنکھ تر نہ ہوئی خون میں نہا کر بھی

☆ زرینہ...... علی بکھر

ہر اک شام نئے خواب اس پر کاڑھیں گے
ہمارے ہاتھ اگر تمہاری شال آجائے
انہی دنوں وہ میرے ساتھ چائے پیتا تھا
کہیں سے کاش میرا پچھلا سال آجائے

☆ ناعمہ تحریم...... ملیر ہالٹ

اس نے کہا کہ بول ترا مدعا ہے کیا
میں نے بھی اس سے بات بہت صاف، صاف کی
میں نے کہا کہ دیکھ یہ میری بیاضِ دل
ہے کب سے منتظر ترے آٹو گراف کی

☆ فریدہ فری جاوید...... لاہور

اگر وہ مجھے خوش ہے بھول کر تو یوں ہی سہی
خدا کرے نہ میری یاد اس کو آئے کبھی

☆ عنبر وسیم...... گوجرانوالہ

نئی رُتیں نئے خواب ہیں اور چاہتوں کے نئے سلسلے
سالِ نو کے سنگ ہیں تیرے گلاب رفاقتوں کے سلسلے
کبھی دن بھر تجھے سوچنا کبھی رات بھر ہے جاگنا
تیری یاد ہے، میں ہوں اور جنوری کی شاموں کے سلسلے

☆ مہرین ضیا بنگش...... کراچی

ہمارا ہنسنا درد کو چھپانے کا بہانہ ہے دوست
ہمارے جیسے ہونے کی کبھی تم خواہش نہیں کرنا

☆ نگینہ ضیا بنگش...... کیماڑی

تم تو کچھ محدود سے لمحوں میں ملے تھے، ہم سے
پھر جانے کیوں ہم اتنی فرصت سے تمہیں سوچتے ہیں

☆ مینا آفریدی...... کراچی

پردیس میں ہے جو شاد اسے نیا سال مبارک
جس کو نہیں ہم یاد اسے نیا سال مبارک
معصوم سے ارمانوں کی تھی معصوم سی دنیا
جو کر گیا برباد اسے نیا سال مبارک

☆ فرحین عمران...... کراچی

ہر دسمبر اسی وحشت میں گزارا کہ کہیں
پھر سے آنکھوں میں ترے خواب نہ آنے لگ جائیں

☆ عرشیہ جنید...... کراچی

شجر جب بھی لگانا تم، پرکھ لینا زمینوں کو
کہ مٹی کی فطرت میں، وفا داری نہیں ہوتی

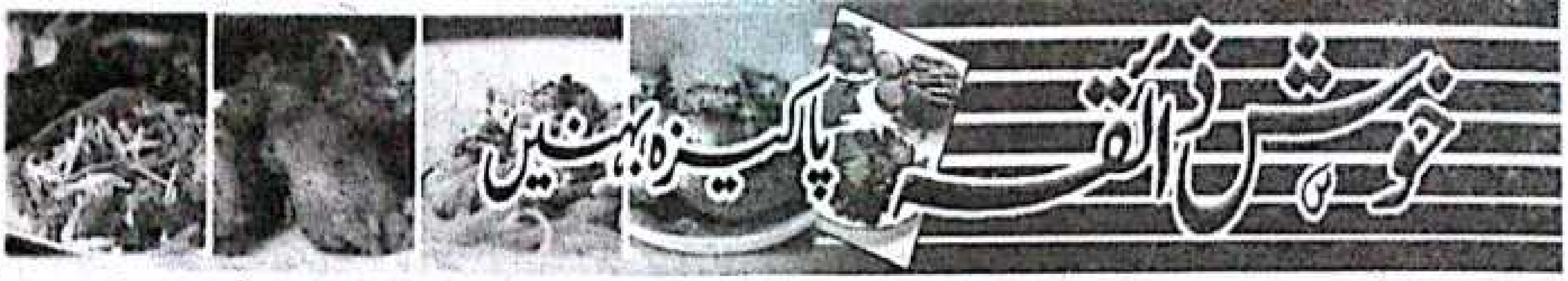
☆ نازیہ نزی...... نوشہرہ کینٹ

نکلے نہ کبھی دیدۂ نم ناک سے آنسو
اور لوگ سمجھتے رہے ہم سرد مہر ہیں

☆ ڈاکٹر نفیسہ نہال...... لاہور

نگاہ بھی اس کی بڑی دلفریب قاتل تھی
نہ چاہتے ہوئے بھی قتل بار بار ہوئے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



خوش مزہ معلومات

یوں تو تمام دودھ دینے والے جانوروں کا دودھ ان کے ہی نومولود کے لیے مخصوص ہوتا ہے لیکن حلال جانوروں میں جہاں گوشت انسانوں کی غذا بنتا ہے وہیں ان کا دودھ بھی انسانی استعمال میں مستقل رہتا ہے۔ بھینس، گائے، بھیڑ، بکری اور اونٹنی کا دودھ بے شمار فوائد اور قوت رکھتا ہے۔ آج کل بکری کا دودھ منہ دھونے والے صابن اور چہرے پر لگانے والی کریموں میں استعمال ہورہا ہے...... کس حد تک ہورہا ہے یہ اعداد و شمار تو کمپنیاں ہی بتائیں گی مگر حالیہ تحقیق کے مطابق بکری کا کچا دودھ مندرجہ ذیل فوائد کا حامل ہے۔

1۔ منہ کے چھالوں میں نہایت مفید ہے۔

2۔ گلاب کے پھول کی پتیاں بکری کے دودھ کے ساتھ پیس کر پیسٹ بنا کر چہرے پر لگائیں دلکشی کا باعث ہے۔

3۔ کمزور اور ناتواں بچوں کے لیے بکری کا دودھ بہترین غذا ہے۔ اسی طرح اونٹنی کے دودھ کے بھی بے شمار فوائد ہیں۔

1۔ اونٹنی کے دودھ سے بنی ہوئی اشیائے خورونوش کو یورپی مارکیٹ میں اہمیت حاصل ہوتی جارہی ہے۔

2۔ یہ ذائقے میں ہلکا نمکین اور ہلکے گلابی پیلا مائل رنگ کا ہوتا ہے، دیگر جانوروں کے دودھ کی طرح مکمل سفید نہیں ہوتا۔

3۔ چہرے پر نکلنے والے دانوں کے لیے اس کا لیپ مفید ہے۔

4۔ ماہرِ غذائیت کا کہنا ہے کہ اونٹنی کے دودھ کے اتنے فائدے ہیں کہ یہ شوگر، کینسر، امراضِ جلد، استرو دمہ، ٹی بی، خون کی کمی اور موٹاپے کے امراض کے لیے دواؤں میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی اب آہستہ آہستہ اونٹنی کے دودھ کی اہمیت اور افادیت آشکار ہورہی ہے اور اس سلسلے میں حکومتی سطح پر بھی تجارتی بنیادوں پر اس پر کام ہونا چاہیے جیسا کہ متحدہ عرب امارات میں منظم طریقے سے ہورہا ہے۔

بالائی دار قورمہ

اجزا: چکن یا بکرے کا گوشت، آدھا کلو۔ ادرک باریک کٹی ہوئی، دو چائے کے چمچ۔ لہسن کٹا ہوا، ایک چائے کا چمچ۔ سیاہ زیرہ پسا ہوا، آدھا چائے کا چمچ۔ چھوٹی الائچی، چھ سے آٹھ عدد۔ بڑی الائچی (دانے نکال لیں)، دو عدد۔ جائفل جاوتری پسی ہوئی، آدھا چائے کا چمچ۔ گھی، ایک پیالی۔ دہی، ایک پیالی۔ سرخ مرچ پاؤڈر، ایک کھانے کا چمچ۔ نمک، حسبِ ذائقہ۔ پیاز درمیانی، چار عدد لچھے دار کٹی ہوئی۔ کیوڑا، آدھا چائے کا چمچ۔ بالائی یا کریم، آدھا کپ۔

ترکیب: دیگچی میں گھی گرم کریں اور پیاز ڈال کر براؤن کرلیں۔ پیاز براؤن ہونے پر نکال لیں اور اخبار پر پھیلا دیں۔ خستہ ہونے پر چورا کریں اور الگ رکھ دیں۔ اب اسی گھی میں ادرک، لہسن، سیاہ زیرہ، چھوٹی الائچی، بڑی الائچی، جائفل جاوتری، دہی، سرخ مرچ پاؤڈر اور نمک ڈال کر دو سے تین منٹ تک بھون لیں۔ اب مرغی ڈال کر دو منٹ تک بھون لیں۔ دو پیالی پانی ڈال کر چار سے پانچ منٹ تک پکائیں اب چورا کی ہوئی پیاز اور کیوڑا ڈال کر دس منٹ کے لیے دم پر رکھ دیں۔ سرو کرتے وقت بالائی یا کریم ڈال دیں مزیدار قورمہ تیار ہے۔ پراٹھوں کے ساتھ گرم، گرم سرو کریں۔

فرحین عمران...... کراچی

شکر قندی

اجزا: شکر قندی، آدھا کلو۔ گڑ، آدھا کلو۔ (دو کپ پانی سے شیرہ بنالیں) چھوٹی الائچی، تین سے چار عدد۔ گھی، حسبِ ضرورت۔ بالائی دار دودھ یا کریم، حسبِ پسند۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ترکیب: شکر قندی کو دھو کر ابال لیں۔ گڑ کو کوٹ کر شیرہ بنالیں اور باریک کپڑے سے چھان لیں۔ ابلی شکر قندی کا چھلکا اتار کر سلائس کی طرح کاٹ لیں۔ اب ایک دیگچی میں گڑ کا شیرہ ڈالیں اور اس میں کاٹی گئی شکر قندیاں ڈالیں اور پانچ منٹ ہلکی آنچ پر رکھ دیں۔ گھی میں چھوٹی الائچی کڑکڑا کر اوپر سے اسے بھگار لگائیں۔ مزیدار گڑ والی شکر قندیاں تیار ہیں اسے حسبِ پسند بالائی دار دودھ یا کریم سے نوش فرمائیں۔ موسمِ سرما کی یہ خصوصی ڈش ہے۔

ماہ نور خان، بہارہ کہو

چکن مکس ویجی سوپ

اجزا: مرغی کا گوشت (ابال لیں)، ایک کپ۔ بند گوبھی (چوپ کی ہوئی)، آدھا کپ۔ گاجر (کدوکش کی ہوئی)، آدھا کپ۔ ہری پیاز (چوپ کی ہوئی)، ایک چوتھائی کپ۔ شملہ مرچ (سلائس کاٹ لیں)، آدھا کپ۔ اسپیگھٹی، آدھا پیکٹ۔ چکن یخنی، پانچ کپ۔ سویا سوس، ایک کھانے کا چمچ۔ نمک، حسبِ ذائقہ۔ سیاہ مرچیں (کٹی ہوئی)، آدھا چائے کا چمچ۔ انڈا، ایک عدد۔ کارن فلاور تین کھانے کے چمچ۔

ترکیب: سوس پین میں چکن کی یخنی ڈال کر ابالیں اور اسپیگھٹی ڈالیں تین منٹ بعد بند گوبھی، گاجر، ہری پیاز اور شملہ مرچ ڈال کر مکس کر کے پکائیں۔ دو منٹ بعد گوشت، نمک، سیاہ مرچیں اور سویا سوس شامل کریں۔ ایک سے دو منٹ بعد کارن فلاور تھوڑے پانی میں گھول کر ڈالیں مکس کر کے دو منٹ تک پکائیں۔ گاڑھا ہونے پر انڈا پھینٹ کر ڈالیں اچھی طرح مکس کر کے سرونگ باؤل میں ڈال کر سوسز کے ساتھ سرو کریں۔

عرشیہ جنید......کراچی

بیکڈ چیز چکن

اشیا: چکن، آدھا کلو۔ سیاہ مرچ پاؤڈر، آدھا چائے کا چمچ۔ پیاز (چوپ کرلیں)، ایک عدد۔ چیڈر چیز (کدوکش کی ہوئی)، آدھا کپ۔ کریم، آدھا کپ۔ مایونیز، آدھا کپ۔ میدہ، دو کھانے کے چمچ۔ نمک، حسبِ ذائقہ۔ تیل، دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: سوس پین میں چکن اور تھوڑا سا نمک ڈال کر دو سے تین منٹ تک ابال لیں۔ ایک پیالے میں ابلی ہوئی چکن، سیاہ مرچ پاؤڈر، پیاز، کریم، مایونیز، میدہ، نمک اور تیل ڈال کر مکس کر کے ایک گھنٹے کے لیے میرینیٹ کرلیں۔ بیکنگ ڈش میں چکن ڈال کر اوپر سے چیڈر چیز چھڑک دیں۔ میڈیم ہیٹ پر پہلے سے گرم اوون میں 180 c پر پانچ سے چھ منٹ بیک کرلیں۔ اگر اوون نہ ہو تو ایک پتیلے کو ہلکی آنچ پر آدھا گھنٹا گرم کریں اور اس میں سانچا رکھ کر یہ ڈش اس میں رکھ لیں اور بیس سے پچیس منٹ ہلکی آنچ پر رہنے دیں۔

کھجور بھرے شاہی ٹکڑے

اشیا: ڈبل روٹی کے سلائس، بارہ عدد۔ کھجور، حسبِ ضرورت۔ چینی، ڈیڑھ کپ۔ دودھ، ڈیڑھ کلو۔ پانی، ایک کپ۔ پستہ، بادام، اخروٹ، حسبِ ضرورت۔ گھی، فرائنگ کے لیے۔

ترکیب: دودھ کو ہلکی آنچ پر پکا کر گاڑھا کرلیں۔ ڈبل روٹی کے سلائس کو کٹر سے یا کپ رکھ کر گول شیپ میں کاٹ لیں اور گرم گھی میں ڈال کر گولڈن ہونے تک فرائی کریں۔ سوس پین میں چینی اور پانی ڈال کر دو تاری شیرہ بنالیں۔ دودھ میں دو کھانے کے چمچ چینی ملا کر مزید پکائیں کہ چینی کا پانی خشک ہو جائے۔ فرائی سلائس کو شیرے میں بھگو کر نکال لیں اور کھجور کا بیج نکال کر دو سلائس کے بیچ میں رکھ کر دبا دیں اور گاڑھا کیے ہوئے دودھ میں سلائس ڈپ کر کے ایک منٹ تک پکائیں اس کے بعد سلائس نکال کر پلیٹ میں رکھیں۔ اب گاڑھے دودھ میں میوہ مکس کر کے سلائس پر ڈالیں اوپر سے بادام، پستہ، چاندی کا ورق لگا کر سرو کریں۔

نفیسہ آرا، دوبئی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



حسن نکھاریے

مہ جبیں

سجنا سنورنا ہر عورت کا بنیادی حق ہے۔ اس حق کو استعمال کرتے ہوئے اپنے حسن کی بھرپور نگہداشت کیجیے اور دلکش آرائش سے اپنے خدوخال سنواریں۔ ہم جانتے ہیں کہ پاکستان کی آدھی سے زیادہ آبادی شہروں سے دور دیہاتوں میں بستی ہے جن کو یکساں شہری وسائل میسر نہیں۔ ہماری کوشش ہوگی کہ گھریلو... نسخوں کے ذریعے جلد کی نگہداشت کے طریقے بتائے جائیں۔ اپنے مسائل رسالے پر درج پتے پر جلد از جلد ارسال کیجیے۔ لفافے کے اوپر حسن نکھاریے لکھنا نہ بھولیے گا۔ یاد رہے ایک خط میں زیادہ سے زیادہ دو سوال ہوں۔

ارم عباس......کراچی

☆ باجی: میرے چہرے کی اسکن بہت چکنی ہے اور مسام بھی کھلے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے دانے نمودار ہونے لگتے ہیں کوئی آسان حل بتادیں؟

جواب: آپ دن میں پانچ چھ بار ٹھنڈے پانی میں روئی کے پھائے بھگو کر چہرے پر ہلکے، ہلکے لگائیں۔ روزانہ کم از کم دس گلاس پانی ضرور پئیں۔ اگر ممکن ہو تو بغیر چکنائی والا فیس واش استعمال کریں۔ تلی ہوئی اشیا کھانے سے پرہیز کریں۔

طلعت حسن......اسلام آباد

☆ اکثر و بیشتر بال دو نوکوں والے ہو جاتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس سے نجات پانے کی ترکیب بتائیں؟

☆ بال قدرت کا انمول عطیہ ہیں۔ ان سے غفلت مت برتیں۔ سر میں باقاعدگی سے تیل کا مساج کیجیے۔ صبح شام کم از کم پندرہ منٹ بالوں میں کنگھا پھیرتی رہیں جو کہ جڑوں سے شروع ہو اور سروں تک جائے۔ رات میں ہمیشہ بال باندھ کر سوئیں۔ بچپن سے ہی بچیوں کو بال باندھنے کی عادت ڈالیں۔ ایک ضروری بات یہ کہ نوکوں کی کٹنگ کرواتی رہیے۔ اگر آملے، ریٹھے سے سر دھونے کی عادت ڈالیں تو بہت اچھا ہے۔

زاہدہ حسین......کشمور

☆ میرے سر میں خشکی بہت ہے، جس کی وجہ سے پپڑ کے پپڑ جم جاتے ہیں۔ ایک دن میں ہی سر میلا نظر آنے لگتا ہے۔ میرے بال بھی گرتے ہیں، میری پریشانی کا کوئی حل بتائیں۔

☆ آج کل کافی، چائے کا رواج بہت بڑھ گیا ہے۔ لڑکیوں نے سر میں تیل ڈالنا چھوڑ دیا ہے۔ نت نئے نسخے اپنے پاس سے آزمانے لگتی ہیں۔ اپنی کسی بھی پرابلم کے لیے کوشش کیجیے کہ متعلقہ شعبے کے ماہر سے فوری رابطہ کریں۔ بہرحال آپ کے مسئلے کا فوری حل یہ ہے کہ آدھی پیالی سرسوں کے تیل میں دو چمچے پانی ملا کر کچھ دیر فریزر میں رکھ دیں۔ جب کچھ برف جم جائے تو ہتھیلی میں مل کر بالوں کی جڑوں میں لگائیں۔ اس کے دو گھنٹے بعد سر دھولیں۔ بال سلجھانے کے بعد باریک کنگھی کریں تو تمام خشکی نکل آئے گی۔ یہ عمل باقاعدگی سے جاری رکھیں۔ غذا میں آئرن کا استعمال ضروری ہے۔

حنا اقبال......اسلام آباد

☆ پیاری آپی میں جانتی ہوں کالی رنگت گوری نہیں کی جاسکتی لیکن اس میں دلکشی تو لائی جاسکتی ہے اس کے لیے کچھ ٹپس بتادیں۔

☆ بہن سب سے پہلے تو آپ کی حقیقت پسندی کی داد دیتی ہوں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ اپنی غذا کو متوازن رکھیں...... دودھ، پھل، سبزی سب صحت کے لیے ضروری ہے۔ اس سے رنگ پر بھی اثر پڑتا ہے۔ کچی سبزیاں کھائیں۔ آج کل سردیوں کی اچھی سبزیاں آئی ہوئی ہیں۔ اگر آپ کی جلد خشک ہے تو بیسن کو دودھ میں گھول کر اس سے منہ دھوئیں، رات سونے سے پہلے چہرہ دھو کر سوئیں اور کوئی سی کریم لگالیں۔ ہمیشہ مثبت طرزِ فکر اختیار کریں۔ دھوپ میں نکلنے سے پہلے سن بلاک ضرور لگائیں۔ گھریلو طور پر بنے ابٹن کا استعمال کریں۔ اس کے لیے ہم آئندہ مزید نسخے تحریر کرتے رہیں گے۔ ہر موسمی پھل جتنا ہو سکے کھائیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



بزمِ پاکیزہ کے پاکیزہ بہنیں

پہلا انعام یافتہ سوال

امینہ عندلیب......سلانوالی

سوال: اگر کبھی کوئی آنکھوں میں دھول جھونک دے تو؟

جواب: اس تجربے کے بعد، پہلے سے بہتر دکھائی دے گا۔

دوسرا انعام یافتہ سوال

عائشہ کرن......کراچی

سوال: رشتوں کی رسی اب کمزور کیوں ہونے لگی ہے؟

جواب: وہ اس لیے کہ اب ہم غلط فہمی میں پیدا ہونے والے سوالوں کے جواب بھی خود بنانے لگے ہیں۔

شمائلہ سہیل جاوید......کراچی

سوال: منگنی سے پہلے وہ قصداً مسکراتے تھے۔ منگنی کے بعد وقتاً فوقتاً مسکراتے تھے اور شادی کے بعد جبراً مسکراتے ہیں۔ آخر کیوں......؟

جواب: شکر ادا کیجیے کہ جبراً ہی سہی مسکراتے تو ہیں...... ورنہ تو بعد میں شوہر حضرات قہراً بھی نہیں مسکراتے اور نہ ہی مسکرانے دیتے ہیں۔

منور شہزادی......گوجرانوالہ

سوال: کہتے ہیں ہر عورت کے آنسو ہتھیار کی طرح ہوتے ہیں اور پسندیدہ عورت کے آنسو......؟

جواب: ایٹمی ہتھیار۔

صبا نور......لیہ

سوال: ایک تکبر بھرے شخص اور ایک غریب شخص میں کیا فرق ہے؟

جواب: تکبر بھرے شخص کو کچھ نظر نہیں آتا اور غریب شخص کو کوئی دیکھتا نہیں ہے۔

مہرین بنگش......کراچی

سوال: کچھ رشتوں کے نام نہیں ہوتے......اور باقی آپ مکمل کریں؟

جواب: اور کچھ رشتے صرف نام ہی کے ہوتے ہیں۔

فرحانہ پروین......راولپنڈی

سوال: جب شوہر، بیوی سے بیزار نظر آنے لگے تو؟

جواب: اس کی سہیلیوں پر نظر رکھو۔

سیما ممتاز عباسی......لاڑکانہ

سوال: بس میں بیٹھ کر اکثر لوگ بے بس کیوں ہو جاتے ہیں؟

جواب: جب کسی دوسرے کی وجہ سے اپنے اسٹاپ پر اترنا بھول جائیں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

نازیہ نزی......نوشہرہ کینٹ

سوال: ہم رشتوں میں گنجائش کب نکالتے ہیں؟

جواب: جب ہمارا کوئی مفاد وابستہ ہوتا ہے۔

ناعمہ تحریم......بلیر ہالٹ کراچی

سوال: ریشمی اور رنگین خوابوں کی چادر کہاں مل سکے گی؟

جواب: یہ چادریں ہر ایک کے گھر میں موجود ہوتی ہیں......بس اس کے لیے آپ کو گھوڑے، گدھے بیچ کر سونا ہوگا۔

پروین افضل شاہین......بہاول نگر

سوال: میرے شوہر ایک پری سے شادی کرنے کی ضد کر رہے ہیں؟

جواب: آپ بخوشی اجازت دے دیں...... جب پری کو اُن کی خواہش کا علم ہوگا......تو وہ انہیں خود

Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سزا دے کر اڑ جائے گی۔

سنبل ملک......لاہور

سوال: جو لوگ راہِ راست پر ہوں ان کے ساتھ ہمیشہ غلط ہی کیوں ہوتا ہے؟

جواب: ان کے ساتھ غلط نہیں ہوتا بلکہ ان کی آزمائشیں زیادہ ہوتی ہیں......نیک لوگ اللہ کو بھی تو زیادہ پیارے لگتے ہیں۔

دیا آفرین......شاہدرہ

سوال: تاروں کا تو سنا ہے مگر یہ دن میں چاند کیسے دکھائی دیتا ہے؟

جواب: کسی بھی کھڑکی یا کسی بھی دروازے سے طلوع ہو کر جو دل پر دستک دے وہ چاند ہی ہے۔

زرین زبیر کوٹھاری......کراچی

سوال: ہر خاندان میں ایک آنٹی ایسی ضرور کیوں ہوتی ہیں جو ہر بڑی بات سن کر کہتی ہیں......ہائے میں مر گئی......!

جواب: وہ اس لیے ہوتی ہیں......کہ انہیں ہوتا کچھ نہیں ہے مگر ان کی گفتگو کی قسمت میں انہیں بار، بار مرنا ہوتا ہے۔

ایس جی نازنین......سندھ

سوال: مرد حضرات شادی سے پہلے جو سلوک خواتین کے ساتھ کرتے ہیں اگر شادی کے بعد بھی کریں تو ایک بھی طلاق کی نوبت نہیں آئے......کیسا؟

جواب: یہ تو وہی بات ہوگئی ناں کہ جو رویہ خواتین شادی کے بعد اپناتی ہیں اگر وہ شادی سے پہلے بھی اپنا حقیقی رویہ دکھا دیں تو ان کی شادی کی نوبت ہی نہیں آئے......کیسا......؟

سوال: خواتین کی محفلوں میں اکثر سچ بولنے والی خواتین کی کیا اہمیت ہوتی ہے؟

جواب: اکثر تو اپنے دل کے پھپھولے ہی پھوڑ رہی ہوتی ہیں کہ کس طرح دوسرے کو ذلیل کیا جائے......اب سچ بولنے کا مقصد برائی کرنا ہو گیا ہے۔

شگفتہ شفیق......کراچی

سوال: اگر میں کہیں اچھے اور قیمتی کپڑے پہن کر جاؤں تو کیا یہ تکبر ہو گا؟

جواب: ہرگز نہیں......لیکن اپنے سے کم اور معمولی لباس والوں کو حقارت سے دیکھنا تکبر کے زمرے میں ضرور آئے گا۔

مس عائشہ......ڈیفنس، کراچی

سوال: یہ کٹی پارٹیز میں کیسی خواتین شرکت کرتی ہیں؟

جواب: زیادہ تر نفسیاتی مریضائیں......جنہیں اپنی جیولری، اپنے ڈیزائنر کپڑے، بیگ دکھائے اور جلائے بغیر چین نہیں آتا......بظاہر دوست اور پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی دشمن۔

صائمہ سجاد بنگش......کوہاٹ

سوال: پہلے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی......اب؟

جواب: اب مگر نہیں آتی......اور میں خوب روتی ہوں۔

نایاب کرن صدیقی......کمالیہ

سوال: ساون کی جھڑی جب آنکھ کی جھڑی بن جائے تو؟

جواب: کوئی کچھ نہیں پوچھے گا......کہ ہوا کیا ہے۔

ثمنیٰ قندیل......ٹوبہ ٹیک سنگھ

سوال: چھوٹی سوچ اور پاؤں کی موچ میں کیا فرق ہے؟

جواب: کوئی فرق نہیں، دونوں ہی انسان کو آگے نہیں بڑھنے دیتیں۔

ارم کمال......فیصل آباد

سوال: بکری کی میں، میں اور چڑیا کی چوں، چوں کیا سبق دیتی ہے؟

جواب: کتنا ہی شور مچالو......کچھ نہیں ہونے والا۔

عرشیہ جنید......کراچی

سوال: شوہر اپنی تنخواہ چھپاتے ہیں اور عورتیں اپنی عمر بھلا بچے کیا چھپاتے ہیں؟

جواب: اپنی رپورٹس کارڈ۔

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



روحانی مشورے

ادارہ

ماہ ربیع الاول بے حد متبرک اور فضیلت والا مہینہ ہے اور اسی مہینے میں شاہِ دو عالم حضور اقدس ﷺ دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ اس لیے یہ مہینہ بڑی رحمت و برکت والا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں خدائے وحدہٗ لاشریک نے ایک بے مثال ہستی کو دنیائے آب و گِل میں بھیجا تاکہ وہ اس کے بندوں کو سچا اور سیدھا راستہ دکھائے۔ وہ ہستی جس کے لیے اس نے سب کچھ تخلیق کیا اور رُشد و ہدایت کا وہ سرچشمہ بروز پیر ۱۲ ربیع الاول قبل از صبح صادق شہر مکہ میں جلوہ افروز ہوا۔ توحید کا وہ سورج طلوع ہوا جسے ”بدر الدّجیٰ اور نور الہدیٰ“ کے لقب سے پکارا گیا۔

حضور اکرم ﷺ کی آمد نوعِ انسانی کے لیے دولتِ ہفت اقلیم ہے اور باعثِ شرفِ انسانیت ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان ہے۔

ربیع الاول کا مہینہ مسلمانوں کی اخوت و یک جہتی کا درس دیتا ہے۔ آپ ﷺ سے محبت کا یہ تقاضا ہے کہ یومِ ولادت باسعادت پر کمال فرحت و سُرور کا اظہار کیا جائے اور جتنی بھی خوشیاں منائی جائیں وہ کم ہیں...... ہماری نجات اسوہ حسنہ ﷺ کی پیروی میں ہے۔ ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو بعد نمازِ عشا سولہ رکعت نماز آٹھ سلام سے اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین، تین بار پڑھیں...... پھر سلام کے بعد ایک ہزار مرتبہ یہ درود پاک پڑھیں۔

اَللّٰھم صلی علیٰ محمدنِ النبی الاُمّی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اس نماز کی بہت فضیلت ہے۔ انشاءاللہ اس نماز اور درود شریف کو پڑھنے والوں کو رسولِ خدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی لیکن ہر وقت باوضو رہنا اور سونا ضروری ہے۔

ماہ ربیع الاول میں سب مہینوں سے زیادہ درود پاک پڑھنے کی بہت فضیلت ہے، اس لیے اس مہینے میں کثرت کے ساتھ درود پاک پڑھنا چاہیے۔

ماہ مبارک کی بارہ تاریخ کو بعد نمازِ ظہر بہ نیت ہدیۂ اقدس ﷺ بیس رکعت نماز دس سلام سے اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص اکیس، اکیس بار پڑھیں۔ انشاءاللہ! اس نماز کے پڑھنے والے کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی بہ شرط یہ کہ اس نماز کو پڑھنے والے توحید پر قائم ہوں اور شرک سے بیزار ہوں۔ باوضو سونا ضروری ہے۔

ربیع الاول کی بارھویں، تیرھویں اور چودھویں شب کو بعد نمازِ عشا اس دعا کو سات ہزار سات سو اکیس مرتبہ پڑھیں۔

یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع یہ دعا ترقیِ رزق کے لیے بہت افضل ہے۔

نئے عیسوی سال کے لیے

الحمد للہ نیا عیسوی سال 2016ء شروع ہونے والا ہے۔ آپ نئے عیسوی سال کو خوش آمدید اس طریقے سے بھی کہیں...... یعنی پہلے دو رکعت نمازِ توبہ پڑھیں کہ سالِ گزشتہ میں جو غلطیاں سرزد ہوئیں جو گناہ دانستہ یا غیر دانستہ ہوئے۔ اللہ ان سب کو معاف فرمائے۔ ہمارے بھی ہمارے والدین کے بھی...... تمام عزیز و اقارب کے بھی اور تمام مسلمانوں کے بھی...... اس کے بعد دو رکعتِ نمازِ شکرانہ ادا کریں کہ سالِ گزشتہ اللہ تعالیٰ نے جو آسانیاں عطا فرمائیں جو نعمتیں عطا فرمائیں...... اے اللہ ہم اس کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہوگا...... کم از کم ایک تسبیح استغفار کی پڑھیں...... ایک سبحان اللہ کی...... ایک الحمد للہ اور ایک اللہ اکبر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی...... پھر اپنا اور اپنے گھر کے تمام افراد کا صدقہ (حسبِ استطاعت) نکالیں...... اور دو رکعت نمازِ حاجت پڑھیں کہ اے اللہ نیا آنے والا عیسوی سال ہم سب کے لیے مبارک رہے اور ہمیں کسی قسم کی کوئی بیماری اور پریشانی نہ رہے...... پھر شکرانے کے نفل پڑھیں یہ اللہ سے وعدہ کریں اور دعا مانگیں کہ ہمیں پنج وقتہ نمازی بنادے اور اس سال ہم کوئی نماز نہیں چھوڑیں گے۔ اور اس کے ساتھ، ساتھ آپ... اس سال کے آخری اور نئے سال کے پہلے دن سے سورۂ بقرہ پڑھنے کی عادت اپنے آپ میں ڈال لیں...... روز بے شک پوری نہ پڑھیں...... صرف ایک صفحہ ہی پڑھ لیں...... مگر پلیز ضرور پڑھیں۔ جب آپ باقاعدگی سے پڑھنا شروع کریں گے تو آپ کو خود معلوم ہوگا کہ دلی طمانیت کسے کہتے ہیں...... اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو...... آمین۔

فضائل سورۂ محمد ﷺ

یہ سورہ بڑی بابرکت ہے کیونکہ یہ سرور کونینؐ کے نام سے منسوب ہے جو بھی اسے روزانہ ایک مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے اسے حضور اکرمؐ کی ذات گرامی سے محبت پیدا ہو جائے گی کیونکہ حضور کی محبت اصل دین ہے اور جسے حضور ﷺ کی محبت حاصل ہو جائے وہ سمجھے کہ اسے دنیا کی بڑی سعادت حاصل ہو گئی۔

اگر کوئی شخص اسے نماز تہجد ادا کرنے کے بعد صرف ایک بار پڑھے مگر تین سال باقاعدگی سے پڑھتا رہے تو اسے دنیا میں بے پناہ عزت حاصل ہوگی اور جہاں بھی وہ جائے گا لوگ اس کی قدر و منزلت کریں گے اور اپنے گھر میں بھی اسے ہر لحاظ سے بلند مرتبہ حاصل ہوگا۔

اگر کسی کے ساتھ کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہو جو کسی صورت حل ہوتا نظر نہ آتا ہو تو اسے چاہیے کہ سات جمعہ تک چند لوگوں کو اکٹھا کر کے اس سورہ کو 111 مرتبہ پڑھوائے اور پڑھنے والوں میں شیرینی تقسیم کرے تو اس کا جائز کام جو کسی صورت حل نہیں ہو رہا تھا وہ ہو جائے گا۔ سورہ محمدؐ دشمنوں پر فتح پانے کے لیے بھی بہت موثر ہے۔

اگر کسی کو کوئی دشمن تنگ کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ چالیس دن تک اس سورہ کو عصر کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اول و آخر درودِ ابراہیمی تین، تین بار پڑھنا ہوگا۔ انشاء اللہ دشمن زیر ہوگا اور آئندہ کبھی تنگ نہیں کرے گا۔

اگر کسی کے ہاں اولاد نرینہ نہ ہوتی ہو تو سورہ محمدؐ عصر کی نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھیں اور دعا مانگیں۔ حمل ٹھہرنے کے بعد بچے کا اسلامی نام ایک صفحے پر لکھیں۔ نام سے پہلے محمد ضرور لگائیں اور اس نام کو قرآن پاک میں رکھ دیں۔ سورہ محمدؐ پورے نو ماہ پڑھیں۔ انشاء اللہ اولاد نرینہ ہوگی۔ دیگر مشکلات کو سہل کرنے کے لیے سورہ محمدؐ باقاعدگی سے پڑھنی چاہیے۔

لباس سے متعلق اسوہ رسول اکرم ﷺ

☆رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کوئی نیا کپڑا پہنا اور حسبِ ذیل کلمات پڑھے تو اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔

ترجمہ: "شکر اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری وسعت اور طاقت کے بغیر عطا فرمایا۔" (سنن ابی داؤد)

سفید لباس

☆رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "سفید کپڑے پہنا کرو، وہ زیادہ پاک، صاف اور نفیس ہوتے ہیں۔ اور سفید کپڑوں میں ہی اپنے مُردوں کو کفن دیا کرو۔" (ترمذی)

رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ "سب سے اچھا رنگ جس میں تم اپنی قبروں میں اور اپنی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو وہ خالص سفید رنگ ہے۔" (ابنِ ماجہ)

ترمذی شریف کی ایک روایت کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ "ایسا ہی (یعنی سفید) لباس اپنے زندہ آدمیوں کو پہناؤ۔"

☆☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY



شوابے ہومیو کلینک

SCHWABE

اس بات کی ضرورت کافی عرصے سے محسوس کرائی جارہی تھی کہ کسی مستند ادارے کے تحت ماہر تجربہ کار ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کا بورڈ ہو جو لوگوں کی صحت کے مسائل کو اپنی ماہرانہ رائے اور تجربے کی روشنی میں نہ صرف حل کرے بلکہ ان کی رہنمائی بھی کرے۔ لہٰذا اس سلسلے کے تحت ہماری کوشش ہوگی کہ ہم آپ کو مختلف امراض کے متعلق آگاہی بھی فراہم کریں اور آپ کے جو صحت کے مسائل ہوں اس کو بورڈ کے ماہر و تجربہ کار ڈاکٹرز کے ذریعے حل کرائیں تاکہ آپ کا معیارِ صحت بلند ہو لہٰذا آپ کے جو بھی صحت کے مسائل ہیں انہیں ہمیں اس پتے پر لکھ بھیجیں' ڈاکٹر حامد جنرل ہومیو پرائیویٹ لمیٹڈ آرام باغ روڈ کراچی 74200۔ ہم ماہنامہ پاکیزہ کے ذریعے آپ کی بیماری کے متعلق آپ کی رہنمائی کریں گے لیکن اس کے لیے اپنا مکمل نام، عمر، پتا اور جو کام کرتے ہیں اس کے متعلق، ازدواجی حیثیت، بیماری کے متعلق، کب سے ہوئی، کیا علاج کیا؟ کسی قسم کی کوئی رپورٹس ہوں تو اس کی فوٹو کاپی جو پڑھنے کے قابل ہوں ساتھ بھیجیں تاکہ صحیح تشخیص کی جاسکے اور دوا بھی صحیح تجویز ہو۔ (اپنے علاقے میں دوا نہ ملنے کی صورت میں ہم سے رجوع کریں)

ہارمونز کے مسائل

عروج مستانہ...لاہور

میں پاکیزہ کی خاموش قاریہ ہوں۔ اور ہومیو کلینک بھی بڑے شوق سے پڑھتی ہوں۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے سات سال سے مہروں کی پرابلم ہے۔ تین سال میں نے ایلوپیتھک کا علاج کروایا۔ فرق نہیں ہوا اب چار سال سے ہومیو پیتھک علاج کر رہی ہوں۔ سب سے آخری مہرے میں بہت تکلیف ہے۔ کولہوں کے بالکل اوپر ٹانگ میں یہاں تک کہ پاؤں کی انگلیوں میں درد جاتا ہے۔ دوائی مسلسل استعمال کر رہی ہوں، درد کم ہو جاتا ہے مگر ختم نہیں ہوتا۔ زیادہ کام کرنے سے درد کافی بڑھ جاتا ہے۔ ٹانگ پر وزن نہیں پڑتا ہے۔ بائیں ٹانگ میں درد جاتا ہے۔ اب بائیں بازو میں بھی درد جانے لگا ہے۔ ٹانگ میں گھٹنے کے اندر والی جگہ سوج جاتی ہے اور بہت شدید درد ہوتا ہے۔ کمر کے آخری حصے کے درمیان میں مہروں پر سوجن ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ اس مسئلے کا کوئی حل نہیں۔ صرف درد کنٹرول ہو جائے یہی غنیمت ہے۔ قبض کی بھی شکایت رہتی ہے۔ اور میرے معدے کا بھی مسئلہ

ٹوکن

برائے شوابے ہومیو کلینک

فروری 2016

اپنا مسئلہ اس ٹوکن کے ساتھ روانہ کریں۔ ٹوکن کے بغیر آئے ہوئے مسئلوں پر توجہ نہیں دی جائے گی۔ اپنا مسئلہ جس مہینے بھیجیں اسی مہینے کا ٹوکن استعمال کریں۔

نام: ____________________

پتا: ____________________

____

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے۔ معدے میں بہت شدید درد ہوتا ہے۔ میں معدے کی ایلوپیتھک میڈیسن لے رہی ہوں، اُس سے کافی فرق ہے۔ تیسرے بیٹے کی پیدائش کے بعد سے پیٹ بہت نکل آیا ہے۔ توند کم کرنے کی اگر کوئی دوا ہو تو وہ بھی ضرور بتائیں۔ پیریڈ تاریخ سے چار یا پانچ دن پہلے آ جاتے ہیں اور بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر خون کی کمی بھی بتاتے ہیں۔

جواب: کیلشیم کی کمی اور کچھ ہارمونز کے غلط عمل کی وجہ سے ہڈیاں کمزور ہو جاتی ہیں۔ مینسز کی بھی خرابی ہو جاتی ہے، وزن بھی بڑھتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ادویات بھی ہارمونز، معدے، جگر، گردے پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ Thyorid Profile, Serum Insulin, Progestron, Estroger, Calcium, Vit-D کے ٹیسٹ کرائیں۔ فی الحال ایک ماہ تک ڈاکٹر ولمار شوابے جرمنی کی Rhustox Pentrakan Ptk 73 کے ۱۰ قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں 4 مرتبہ استعمال کریں۔ دودھ، دہی، سبزیاں اور فروٹ کا استعمال کریں اور اپنے جسم کو دھوپ دکھائیں، صبح اور شام کی 15 منٹ کم از کم۔

جھائیاں

سفیہ بی بی....راولپنڈی

میں شادی شدہ ہوں، میرے چار بچے ہیں جو آپریشن سے ہوئے ہیں۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے منہ پر جھائیاں ہیں جو تقریباً 5 سال سے ہیں ہر طرح کی کریم استعمال کی ہے، کریم سے تھوڑا بہت فرق پڑتا ہے جب لگانا چھوڑ دیتے ہیں تو پھر زیادہ ہو جاتی ہیں۔ پلیز آپ کوئی دوا تجویز کریں تا کہ میری جھائیاں ختم ہو جائیں۔

جواب: آپ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ کو ماہانہ ایام کی تو کوئی پرابلم نہیں رہی ہے۔ لیکوریا ہوتا ہے کہ نہیں بہر حال آپ 3 ماہ تک ڈاکٹر ولمار شوابے جرمنی کی دوا Sepia 30 کے 5, 5 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین مرتبہ دو ماہ تک استعمال کریں۔

کمر درد اور مٹاپا

رابعہ انعم....ملتان

ڈاکٹر صاحب میں ایم ایس سی کی اسٹوڈنٹ ہوں۔ میری اپریل میں شادی ہے اور میں اپنے جسم کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ پلیز کوئی ایسی دوا بتائیں کہ میں شادی سے پہلے ٹھیک ہو جاؤں اور سائیڈ افیکٹ بھی نہ ہوں۔ مجھے ایام چار، چار، پانچ، پانچ ماہ نہیں آتے۔ لیکوریا کی بھی شکایت ہے۔ کمزوری بہت محسوس ہوتی ہے۔ ٹانگوں میں اور پیٹ کے نچلے حصے میں درد رہتا ہے۔ کمر اور سر میں بھی درد رہتا ہے، چکر آتے ہیں۔ بلڈ پریشر لو رہتا ہے۔ سر کے بال جڑوں سے اترتے ہیں، بہت موٹی ہو گئی ہوں۔ آنکھوں کے گرد حلقے ہیں اور قبض بھی رہتا ہے۔

اپنے آپ کو صحت مند سرگرمیوں میں لگائیں۔ نماز پنجگانہ کی پابندی کریں اور ایک ماہ تک ڈاکٹر ولمار شوابے جرمنی کی مندرجہ ذیل ادویات استعمال کریں۔ Staphisagria200 ہر ہفتہ ایک خوراک لیں۔ ایک دن بعد Origanum 30 کے 5,5 قطرے آدھا کپ پانی میں لیں۔ Magnesium Phos Pentarkan Ptk 60 کی ایک گولی دن میں 3 مرتبہ لیں۔ اپنی غذا کو متوازن بنائیں، ناشتا ضرور کریں اور خالی پیٹ نہ رہیں۔

سگریٹ نوشی کا انفیکشن۔ ٹی بی کے اثرات

ملک جواد نواز....ڈی آئی خان

میرا مسئلہ یہ ہے کہ 2005 میں مجھے ٹی بی کا مرض لاحق ہوا۔ جس کا میں نے علاج کروایا۔ 2010ء میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

From Nature.
For Health.

میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہوئی تو ENT اسپیشلسٹ کو چیک کرایا۔ جنہوں نے کہا کہ ناک کا آپریشن ہو گا۔ جب میرے ٹیسٹ کرائے گئے تو میرے پھیپھڑے متاثر پائے گئے۔ ENT ڈاکٹر نے مجھے میڈیکل کلینک علاج کے لیے روانہ کر دیا جہاں سے کچھ عرصے تک میں نے علاج کرایا۔ طبیعت کچھ بہتر ہوئی تو میں نے علاج چھوڑ دیا۔ مارچ 2015ء میں میری طبیعت بہت خراب ہو گئی۔ بہت زیادہ بخار، سانس کی تکلیف، جسم میں درد، بلغم، پیشاب جل کر اور پیلا آتا تھا۔ صبح سو کر اٹھتا تو سینہ بندھا ہوتا۔ سانس بہت مشکل سے آتی ...... ٹی بی معالج سے چیک کرایا۔ انہوں نے جو میڈیسن دی وہ کھاتا رہوں تو طبیعت ٹھیک ہے۔ چھوڑ دوں تو پھر وہی حال ہوتا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ کمزوری بہت ہے، چھوٹا پیشاب جل کر آتا ہے اور پیلا رنگ کا ہوتا ہے، چکر آتے ہیں، ناک کی وجہ سے گلے میں الرجی رہتی ہے۔ آواز بہت بھاری ہو گئی ہے، سانس رک جاتی ہے، جسم میں کافی درد رہتا ہے۔ پیناڈول ایکسٹرا کی 2 گولی روزانہ کھاتا ہوں۔ منہ خشک ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے آواز بیٹھ جاتی ہے۔ کبھی کبھی ایسے کھانسی آتی ہے جیسے ٹی بی ہو، بھوک نہیں لگتی، رپوٹس بھیج رہا ہوں۔ میں سگریٹ بھی پیتا ہوں۔ برائے مہربانی میرے لیے اچھی دوا تجویز فرمائیں جس سے میری بیماری ختم ہو جائے۔ تازیست دعا گو رہوں گا۔

جواب: جو رپورٹس آپ نے بھیجیں وہ 5 سال پرانی ہیں۔ آپ خود اپنے آپ کو ٹھیک ہونے نہیں دیتے ورنہ آپ یہ سگریٹ نوشی کب کی چھوڑ چکے ہوتے۔ صبح اٹھ کر فجر کی نماز پڑھیں، تازہ ہوا میں سانس لیں۔ ورزش کریں، صبح سویرے دھوپ لگائیں۔ بکری کا دودھ، مکھن، گوشت، تازہ پھل اور سبزیوں کا استعمال کریں (یہ مت کہیے گا کہ غریب ہوں، سگریٹ پیتے ہیں آپ) Urine D/R کرا کر اس کی رپورٹ بھیجیں۔ پیشاب میں انفیکشن ہے۔ پانی زیادہ پیا کریں۔ کم از کم 8 سے 10 گلاس۔ خود سے دوائیں لینا چھوڑ دیں۔ اس وجہ سے بھی آپ کی طبیعت بگڑتی ہے اور کچھ دوائیوں کے مضر اثرات ہوتے ہیں۔ اب آپ ایک ماہ تک ڈاکٹر ولمار شوابے جرمنی کی مندرجہ ذیل ادویات استعمال کریں۔ Tuberculinum 1M کی ایک خوراک یعنی 5 قطرے آدھا کپ پانی میں صرف ایک مرتبہ لیں۔ اس کے ایک دن بعد Merc.cor 30 Terebinth 30 کے 7,7 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں 3 مرتبہ لیں۔ Senega Pentarkan Ptk77 کی 2 گولیاں دن میں 3 مرتبہ چوسیں۔ اللہ آپ کو عقل و صحت دے، آمین۔

موٹی ہو جاؤں

رابعہ نور... حیدر آباد

سوال: میری عمر 24 سال ہے اور میرا وزن 45 کلو گرام ہے۔ میں تقریباً ہڈیوں کا ڈھانچا نظر آتی ہوں۔ مناسب کھانا کھاتی ہوں مگر پھر بھی موٹی نہیں ہوتی۔ چار مہینے بعد میری شادی ہونے والی ہے۔ برائے مہربانی کوئی ایسی دوا تجویز کریں کہ میں موٹی ہو جاؤں۔

جواب: آپ تفصیل سے اپنا حال لکھیں جس میں اپنے جسم کی ساخت اور مزاج کے بارے میں بھی لکھیں۔ Alfalfa Q ڈاکٹر ولمار شوابے جرمنی کے 11 قطرے صبح نہار منہ لیں پھر 11 بجے اور شام 5 بجے ایک گلاس پانی میں لیں۔ Calc Carb 30 کے 5 قطرے دن میں تین مرتبہ آدھا گلاس پانی میں لیں۔ ناشتے میں دودھ، مکھن، دہی، بالائی استعمال کریں۔ نشاستے دار غذائیں، کھجور، آم، سنگترہ، کیلا اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آلو کھائیں۔

یادداشت کا مسئلہ

ثمر.... اسلام آباد

سوال:۔ میری یادداشت بہت کمزور ہے۔ جو کچھ یاد کرتی ہوں وہ میں دوسرے دن بھول جاتی ہوں۔ دوسرے یہ کہ مجھے یاد بھی دیر سے ہوتا ہے۔ جب پڑھنے بیٹھتی ہوں تو مختلف خیالات ذہن کو پریشان کرتے ہیں اور جب خالی پیٹ ہوتی ہوں تو معاملہ اور خراب ہوجاتا ہے، اسی وجہ سے میں امتحان میں بار بار فیل ہوجاتی ہوں۔ برائے مہربانی کوئی ایسی دوا تجویز فرمائیں کہ میری یادداشت بہتر ہوجائے۔

جواب:۔ دن میں تین مرتبہ پانچ قطرے Anacardium 30 ڈاکٹر ولمار شوابے جرمنی کے لیں۔ رات کو سوتے وقت ایک گولی تھوڑے سے پانی کے ساتھ Cratex کی لیں۔ ڈاکٹر ولمار شوابے جرمنی کے پڑھنے سے ایک گھنٹا پہلے 20 قطرے Avena Sativa Q اور Acid phos Q کے 5، 5 قطرے گرم پانی میں استعمال کریں۔ پوری توجہ سے یکسو ہوکر پڑھا کریں۔ جس چیز کو یاد کرنا ہو اس کو پہلے اچھی طرح پڑھیں پھر اس کو تین یا چار بار لکھا کریں۔ اس طرح اچھا یاد بھی ہوجائے گا۔

پیچش

انجم عزیز.... راولپنڈی

سوال:۔ میں جب کوئی چیز کھاؤں یا کھانا کھاؤں تو مجھے اُس کے فوراً بعد اجابت ہوجاتی ہے۔ برائے مہربانی اس کا کوئی علاج تجویز کردیں کیونکہ اس وجہ سے میں کسی دعوت میں شرکت کرنے سے گھبراتا ہوں۔ مجھے میٹھی چیزیں بہت زیادہ پسند ہیں۔

جواب: چربیلی غذاؤں سے پرہیز کریں۔ تین حصے کھانا اور ایک حصہ خالی چھوڑ کر کھانا کھائیں تاکہ ہضم ہوسکے۔ بار بار کھانے پینے سے پرہیز کریں۔ تیز مرچ مسالے اور گائے کے گوشت سے پرہیز کریں۔ کھچڑی، چاول کھائیں، موسم کے پھل بھی استعمال کریں، انار کے دانے کھائیں۔ اس کے علاوہ دن میں چار مرتبہ Argentum Nitricum 30 پندرہ دن استعمال کریں۔

مٹاپا

نوید احمد لاہور

سوال:۔ میری عمر 23 سال ہے لیکن میرا وزن 65 کلوگرام ہے۔ سینہ 34 انچ اور پیٹ 36 انچ چوڑا ہے۔ میں بہت موٹا ہوں۔ دودھ، انڈے اور میٹھی چیزوں سے مجھے رغبت ہے اور ورزش سے مجھے چڑ ہے۔ مٹاپے کی وجہ سے گھٹنے میں درد رہتا ہے اور سر میں بھی ہلکا سا درد رہتا ہے۔ سر کو گھمانے سے سر میں چکر آتے ہیں۔ اس مٹاپے کی وجہ سے میں مناسب طور پر کپڑے بھی نہیں پہن سکتا اور دوسرے لوگ میرا مذاق اُڑاتے ہیں۔

جواب:۔ سب سے پہلے آپ اپنی غذا کی طرف توجہ کریں۔ دن میں بھوسی والی ایک روٹی کھائیں، آدھی پیالی دودھ پئیں، سبزیوں میں گاجر، ٹماٹر، سلاد اُبال کر یا کچی بھی استعمال کریں۔ پھلوں میں موسمی پھل اور سیب استعمال کریں۔ کیلا، آلو اور مرغن غذاؤں سے پرہیز کریں، ورزش ضرور کیا کریں۔ کم از کم ایک گھنٹا پیدل چلیں۔ ڈاکٹر ولمار شوابے جرمنی کے 5 قطرے ایک گھونٹ پانی میں Calc Carb 200 کے روزانہ صبح کو لیں اور Phytolacca e Baccis کے 7 قطرے آدھا

SCHWABE

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کپ پانی میں استعمال کریں۔ دو ماہ بعد کیفیت سے مطلع کریں۔

قد بڑھانا ہے

فیضان... گلشن کراچی

سوال:۔ میری عمر 20 سال ہے اور وزن 110 پونڈ ہے۔ میرا قد 5 فٹ 2 انچ ہے۔ کئی سالوں سے میرا قد نہیں بڑھ رہا ہے۔ براہ کرم قد بڑھانے کی کوئی دوا تجویز کریں۔

جواب:۔ قد 17 سال کے بعد کم ہی بڑھتا ہے۔ بہر حال ٹرائی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ اچھی متوازن غذا استعمال کریں۔ متوازن غذا سے مراد انڈا، دودھ، مکھن، گھی، گوشت (گائے، بکرا، مچھلی) دالیں، پھل و سبزیاں لیں۔ صبح سویرے ورزش کا اہتمام کریں۔ خصوصاً لٹکنے والی ورزش آپ کے لیے مفید ہے۔ ڈاکٹر ولمار شوابے جرمنی کی Thyroidinum30 صبح و شام 5,5 قطرے لیں۔ اور Ferrum Phos 30 Calc Phos 30 دوپہر اور رات کھانے کے بعد پانچ پانچ قطرے استعمال کیجئے اور اپنے احوال سے بھی آگاہ کرتے رہیں۔

چہرے پر دانے

ش۔ع... حیدرآباد

سوال:۔ میرے چہرے پر دانے نکل رہے ہیں جو کہ سرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔ خود نکلتے ہیں اور غائب ہوجاتے ہیں۔ مگر بعض اوقات اتنے نکلتے ہیں کہ چہرہ عجیب سا لگتا ہے۔ برائے مہربانی کوئی دوا تجویز فرمائیں۔ میری عمر 20 سال ہے۔

جواب:۔ش۔ع صاحبہ، آپ اپنے کھانے میں موسم کے پھلوں اور سبزیوں کا اضافہ کیجئے۔ منہ پر کسی قسم کی کوئی کریم استعمال نہ کریں۔ دن میں پانچ سے چھ مرتبہ پانی سے دھویا کریں۔ صبح سویرے کی دھوپ یا شام کو سورج غروب ہونے سے پہلے کی دھوپ میں 15 منٹ تک روزانہ بیٹھیں۔ ساتھ Juglans Regia 30 روزانہ ایک خوراک یا Gun Powder 3X دن میں تین مرتبہ لیں۔

سر کے بال گر رہے ہیں

(میرا نام شائع نہ کیا جائے)... پنڈی گھیپ

سوال:۔ میری تکلیف یہ ہے کہ کافی عرصے سے میرے سر کے بال گر رہے ہیں اور سر میں خشکی اور کافی بھی ہے۔ مختلف قسم کے تیل اور شیمپو استعمال کیے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آپ کوئی اچھا سا نسخہ تجویز فرمادیں۔

جواب:۔ اپنے بالوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔ اچھی اور متوازن غذا کا استعمال کریں۔ خوشبو والے صابن اور تیل کا استعمال ترک کردیں۔ صبح ناشتے کے بعد AcidFlour 30، دوپہر کو کھانے کے بعد Vinca Minor 30 اور Acid Phos Q کے پانچ قطرے ایک گلاس پانی میں رات کو سوتے وقت استعمال کریں اور ایک مہینے بعد اپنے حال سے آگاہ کریں۔

☆☆☆

Dr.Willmar Schwabe Germany
Available at All Medical & Homoeopathic Stores
شوابے سنگل ریمیڈیز گھر بھر کی صحت کے لیے کلاسیکل ہومیوپیتھی

Downloaded from paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY